اردو

الفوائد

www.KitaboSunnat.com

تزکیۂ نفس، علمِ قلب اور محبت الٰہی کے بارے میں

تالیف
ابی محمد امین اللہ البشاوری حفظہ اللہ

مترجم:
مولانا محمد علی "صدیقی"

۲

مکتبہ محمدیہ
گنج گیٹ منگل مارکیٹ پشاور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اردو

الفوائد

www.KitaboSunnat.com

تزکیۂ نفس، علمِ قلب اور محبت الٰہی کے بارے میں

تالیف

ابی محمد امین اللہ البشاوری حفظہ اللہ

مترجم:

مولانا محمد علی "صدیقی" (مرحوم)

۲

مکتبہ محمدیہ

گنج گیٹ منگل مارکیٹ پشاور، پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

عربی تالیف: —— الفوائد فی تزکیة النفوس وعلم القلوب والرغبة إلی علام الغیوب

مولف: —— الشیخ العلامۃ ابو محمد امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ

اردو نام: —— تزکیۂ نفس، علم القلوب اور محبت الٰہی کے فوائد

مترجم: —— مولانا محمد علی صدیقی (رحمہ اللہ) فاضل مدرسہ دار الحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا (ملتان) پاکستان

فن: —— تزکیۂ نفس

مصحح —— محمد اعجاز احمد (لکچرار اردو ادب سائنس کالج پشاور)

سنۂ طباعت: —— صفر ۲۸/۲/۱۴۳۲ھ موافق ۲/۲/۲۰۱۱ء

ناشر: —— مکتبہ محمدیہ

بیرون گنج گیٹ منگل مارکیٹ پشاور

0301 8828402

ملنے کا پتہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) دار الکتاب والسنۃ نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی 03002615407

(۲) مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

(۳) ایوب مکتبہ عقب قصہ خوانی بازار پشاور

(۴) معراج کتب خانہ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور

(۵) نوروز کتب خانہ ھدایت مارکیٹ صوابی اڈہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مترجم مرحوم

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد علی صدیقی کا مختصر تعارف

ولادت اور تحصیل علم:

آپ کا آبائی علاقہ تو اٹک ہے لیکن ولادت ۳ فروری ۱۹۷۹ء میں کراچی میں ہوئی۔ والد محترم کا نام جہانداد خان ہے۔ آپ کم وبیش سات یا آٹھ سال کے تھے کہ والد محترم انتقال کر گئے اور دیگر بہن بھائی بھی کم عمر ہی تھے لیکن والدہ محترمہ نے ماں کیساتھ ساتھ باپ کا کردار بھی ادا کیا اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا آپ خود بھی والدہ محترمہ کے اس کردار کا اپنے ساتھیوں سے اکثر تذکرہ کیا کرتے تھے۔ والدہ محترمہ نے اپنے تمام بچوں کو ناظرہ قرآن پاک خود پڑھایا اور صرف یہی نہیں بلکہ کم وبیش چالیس سال سے تا حال اہل محلہ کے بچوں کو خلوص اور دینی جذبے کیساتھ فی سبیل اللہ ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم دے رہی ہیں۔ اور اسی خلوص اور جذبے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت اور عمر کے اعتبار سے برکت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں مزید برکت عطا فرمائے (آمین)

آپ نے تعلیم کی ابتداء پانچ چھ سال کی عمر میں گورنمنٹ مسجد اسکول بنام طیبہ مسجد نزد عوامی چوک منظور کالونی سے کی اور یہاں سے ۱۹۸۹ـ۱۹۸۸ء میں پرائمری پاس کی۔ پرائمری کے دوران ہی والدہ محترمہ سے ناظرہ قرآن پاک بھی پڑھتے رہے۔

پرائمری کے بعد آپ نے مدرسہ انوار مدینہ متصل جامع مسجد اقصیٰ مل ٹاؤن منظور کالونی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حفظِ قرآن پاک کیلئے داخلہ لیا اور ساتھ ہی رشیدہ میموریل سیکنڈری اسکول محمود آباد نمبر ۴ میں پرائیویٹ طور پر داخلہ بھی لیا۔ اس طرح حفظ کیساتھ ساتھ مڈل کی تعلیم بھی جاری رہی۔ مڈل کی تعلیم ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوئی جبکہ قرآن پاک اس سے پہلے ہی حفظ کر چکے تھے لیکن منزل کمزور تھی لہذا منزل کی پختگی کیلئے (۱۹۹۱ء) میں مدرسہ انوار مدینہ چھوڑ کر دار الحدیث رحمانیہ سولجر بازار میں داخلہ لیا اور از (۱۹۹۱ تا ۱۹۹۳ء) قرآن پاک کی از سرِ نو دہرائی کر کے منزل کو پختہ کیا۔ اس کے بعد اگلے سال یعنی ۱۹۹۴ء میں دار الحدیث رحمانیہ میں ہی ادنی کلاس میں داخلہ لیا لیکن تین ماہ تک پڑھنے کے بعد پڑھائی ترک کر دی اور اپنے کزن کیساتھ مل کر کوکنگ آئل کا کاروبار شروع کر دیا لیکن اس میں نقصان اٹھانا پڑا۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً مختلف کاروبار کیے۔ کاروبار کیساتھ ساتھ پڑھائی کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور جامعہ احسان، کورنگی ڈھائی نمبر میں ایک مدرسہ اور دیگر مدارس میں پڑھتے رہے لیکن ہر جگہ دو چار ماہ پڑھنے کے بعد پڑھائی ترک کر دیتے کیونکہ کاروبار کیساتھ ساتھ دلجمعی سے پڑھائی جاری رکھنے میں دشواری کا سامنا تھا اور کسی کی رہنمائی کا نہ ہونا اور کسی حد تک تعلیمی ماحول پر آپ کا عدم اطمینان بھی ایک سبب تھا۔ دوسری طرف کوئی کاروبار بھی جم کر ہی نہیں دے رہا تھا اور وقت اسی طرح تیزی سے گزرتا رہا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں مستقل مزاجی سے علم حاصل کرنے کی سچی تڑپ ڈال دی۔ اسی دوران ایک مخلص ساتھی کی اس حوالے سے رہنمائی بھی میسر آ گئی۔ چنانچہ آپ نے ایک نئے عزم اور ولولے کیساتھ علم حاصل کرنے کی ایسی ٹھانی کہ پیچھے مڑ کر ہی نہ دیکھا اور کم عمری میں ہی وہ مقام حاصل کیا جو بہت سے عمر رسیدہ لوگوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنے نئے علمی سفر کا آغاز کرنے کیلئے کراچی سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا کیونکہ مذکورہ وجوہات کی بنا پر آپ یہاں یکسوئی کیساتھ تعلیم حاصل نہ کر سکے تھے چنانچہ معروف اور عظیم دینی درسگاہ مرکز الدعوۃ السلفیہ ستیانہ بنگلہ فیصل آباد کا انتخاب کیا اور تین سال از ۱۹۹۷ تا ۱۹۹۹ء ابتدائی تین کلاسیں پڑھیں۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ اس مرکز میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر سال رمضان المبارک میں دورہ تفسیر اور دورہ صرف ونحو منعقد ہوتا ہے۔آپ نے دورہ تفسیر منعقدہ ۱۹۹۸ء میں بھی شرکت کی اور دورے کی سند حاصل کی۔ستیانہ بنگلہ سے ابتدائی تین کلاسیں پڑھنے کے بعد آپ دوبارہ کراچی آ گئے اور جامعہ ابی بکر الاسلامیہ میں داخلہ لیا اور دو سال ۲۰۰۰۔۲۰۰۱ء میں المعهد الثالث والرابع مکمل کر کے الشہادۃ الثانویہ کی سند حاصل کی۔جامعہ میں آپ کی تعلیم کے دوران جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ المعروف مدینہ یونیورسٹی کی جانب سے جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ بلوچستان میں عربی لغت اور دین کے بنیادی عقائد ومسائل سے متعلق ایک علمی دورہ منعقد کیا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ دورے میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلبہ کو جامعہ اسلامیہ میں داخلہ کیلئے منتخب کیا جائے۔اس دورے میں پورے ملک سے بیسیوں مدارس کے سینکڑوں طلبہ شریک تھے۔اس دورے میں آپ نے بھی شرکت کی اور دورے کی سند حاصل کی۔

www.KitaboSunnat.com

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ سے فراغت کے بعد آپ نے روایاتِ سلف صالحین کی امین درسگاہ اور مادرِ علمی جامعہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا کا رخ کیا اور ۲۰۰۱ء میں چھٹی کلاس میں داخلہ لیا اور آخری تین کلاسیں پڑھ کر ۲۰۰۳ء میں فارغ التحصیل ہوئے اور باقاعدہ علماء کی صف میں شامل ہوئے مذکورہ مدارس میں باقاعدہ طور پر پڑھنے کے علاوہ آپ نے سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دور دراز کے بعض ایسے جید اور معروف علماء سے بھی انفرادی طور پر استفادہ کیا جو اپنے اپنے فن میں یگانہ اور یکتائے زمانہ ہیں۔حضرو ضلع اٹک میں فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے پاس اصولِ حدیث واصولِ تخریج پڑھا۔جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ میں فضیلۃ الشیخ محسن حنیف حفظہ اللہ سے نحو اور بلوغ المرام ترکیب کیساتھ پڑھی۔یہ دونوں شیوخ اپنے اپنے فن میں ید طولی رکھتے ہیں۔فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ ہر خاص وعام میں معروف ہیں جبکہ فضیلۃ الشیخ محسن حنیف حفظہ اللہ کے بارے میں آپ خود کہا کرتے تھے کہ "فضیلۃ الشیخ محسن حنیف حفظہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علم نحو اور علم صرف میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں'' فضیلۃ الشیخ محسن حنیف حفظہ اللہ نے علم نحو پر ''تطبیق قواعد الالفیۃ علی النصوص القرآنیۃ والنبویۃ'' کے نام سے ایک کتاب بھی تالیف کی ہے۔

تقوی شعاری آپ کا خصوصی وصف تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کتب تفسیر میں آپ کو وہ تفاسیر زیادہ پسند تھیں جن میں تقوی اور تزکیہ نفس کا پہلو غالب ہے اور فضیلۃ الشیخ ابو محمد امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کی عربی زبان میں تزکیہ نفس اور تقوی کے متعلق ضخیم اور بلند پایہ کتاب ''الفوائد'' کا بطور مترجم کے انتخاب کرنا بھی آپ کے تقوی پر شاہد ہے۔ اس کتاب میں آپ نے ''عرض مترجم'' کے تحت تزکیہ نفس، تقوی اور عمل کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے درحقیقت وہ آپ کی سوچ، فکر اور زندگی کی غمازی اور عکاسی کرتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

تراجم:

تراجم میں آپ نے سب سے عظیم کام شیخ ابو محمد امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کی عربی کتاب ''الفوائد'' جو کہ دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، کا اردو ترجمہ کر کے سرانجام دیا۔ اس کتاب کا ترجمہ کر کے آپ نے کافی شہرت حاصل کی۔ اس کے علاوہ عرب عالم ''الشیخ محمد بن ناصر العرینی حفظہ اللہ'' کی تالیف ''کشف الستار عما تحمله بعض الدعوات من اخطار'' کا اردو ترجمہ ''تبلیغی جماعت کے اندر سموئے ہوئے خطرات کے انکشافات'' کے نام سے کیا جو کہ مطبوع ہے۔ اسی طرح ایک اور عرب عالم ابراہیم بن عبداللہ الحازمی کی کتاب ''من ترك لله شيئا عوضه خير أمنه'' کا اردو ترجمہ بھی کیا جو کہ غیر مطبوع ہے۔ اس کے علاوہ شیخ ابو محمد امین اللہ پشاوری کی کتاب سے ایک مضمون ''تین قسم کے مسلمان'' کا انتخاب و ترجمہ کیا۔ اسی طرح علامہ ابن جوزی کی کتاب ''صید الخاطر'' سے ماخوذ ایک مضمون کا ترجمہ و تلخیص ''کشمکش'' کے نام سے کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سانحہ ارتحال:

آپ کا سانحہ ارتحال 29 اپریل 2010 بمطابق 24 جمادی الاولی 1431ھ بروز جمعرات ایک ٹریفک حادثہ کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوا۔ آپ نے اپنے ایک قریبی ساتھی سے خواب بتایا تھا کہ میں نے خواب میں غزوہ احد کا نقشہ دیکھا ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام کی شخصیات کو تو نہیں دیکھ سکا البتہ ایسے لگ رہا تھا کہ میں ان کے قریب کسی جگہ کھڑا ہوں۔ وفات سے تقریباً سات آٹھ ماہ قبل آپ نے انہی ساتھی کو اپنا ایک اور خواب بتایا تھا کہ میدانِ جنگ میں بارود یا گولی مجھے آ کر لگی ہے اور میری روح قبض ہو رہی ہے لیکن مجھے ایک خراش جتنی بھی تکلیف نہیں ہو رہی۔ پھر آپ نے خود بتایا کہ اہلِ علم نے اس کی تعبیر یہ بتائی ہے کہ آپ کا ایمان یقین کامل کی حد تک پہنچے گا۔

شیخ محمد علی صدیقی رحمہ اللہ بڑے بلند کردار، عالی ہمت، تقوی شعار، متوکل علی اللہ، جہاں دیدہ، خدمتِ دین کے جذبے سے سرشار اور تعمیری و مثبت فکر رکھنے والے عالم دین تھے۔ آپ کا عزم اور ولولہ، استقامت، اصول پسندی، علم و فقاہت، تعلق باللہ، اصلاح الناس، خدمت دین کا تحریکی جذبہ اور زندگی کے دیگر پہلو دیکھنے سے یہی بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ ایک عظیم انسان تھے آپ کا سانحہ ارتحال اس مقولہ کے مصداق ہے "مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ"

اور ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ مبارکہ سامنے آ جاتے ہیں: "إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ". (متفق عليه)

"اللہ تعالیٰ علم کو اپنے بندوں کے سینوں سے نکال کر ختم نہیں کریگا بلکہ علم اہل علم کی وفات کے ذریعے سکیڑ دیگا"۔

اس قحط الرجال کے دور میں آپ کا سانحہ ارتحال بلاشبہ بیک وقت علمی، ادبی اور دینی حلقوں کیلئے عظیم صدمے کا باعث ہے۔

وباللہ التوفیق۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

اما بعد: اللہ رب العزت کے بے شمار احسانات، لاتعداد کرامات اور ظاہری و باطنی انعامات میں سے ایک نعمت کبریٰ یہ بھی ہے کہ شہنشاہ لم یزل خالق ارض وسماء نے کتاب وسنت سے ایمانی فوائد کی کشید کاری اس بندہ ناچیز کیلئے آسان کر دی ہے (فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)

اس سے قبل ''اَلْفَوَائِد'' جلد اول زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پہ آ چکی ہے۔ میں رب کریم رؤف رحیم سے فریاد کناں ہوں کہ اس کلمات کو عرب وعجم، دیہی وشہری اور درو بست میں پھیلے ہوئے تمام مسلمانوں کیلئے کلمہ طیبہ، شجرۂ مثمرہ اور ذخیرہ اخرویہ بنائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کلمات محررہ کے مؤلف، کاتب اور ہر نیک وکار مسلمان مرد وعورت کیلئے بھی توشۂ آخرت بنائے۔

میں تو صرف اللہ رب العزت کے فرمان عالی شان ﴿وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الذاریات/۵۵] کو بجالاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آیات محکمات، احادیث نبویہ پر اللہ مالک الملک کی طرف سے القائی نکات نادرہ، فوائد اوابدہ، مواعظ نافعہ اور اعمال ثابتہ کو سینہ قرطاس پر بکھیر دیا جو الفوائد جلد ثانی کی مزین صورت لئے آپکی نظر عنایت میں ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

میں نے گاہے بگاہے بعض علماء عظام کے پند ونصائح اور اقوال زرین بھی نقل کر دیئے ہیں تا کہ ارباب عقل ودانش اور ایمانی بصیرت سے لبریز روشن دماغ انمیں تفکر وتدبر کر سکیں یہ کام تمام مخلوقات کے رازق اور ارض وسماء کے تن تنہا خالق ومالک کی خاص نصرت مؤیدہ سے ہی ہوا ہے۔ فقط: ابو محمد امین اللہ البشاوری (شعبان/ ۱۴۲۸ھ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ - پہلا فائدہ

www.KitaboSunnat.com

جنت ایک عظیم نعمت ہے

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے حصول کیلئے مختلف اسباب ووسائل پیدا فرمائے ہیں، لہٰذا حصول جنت کے بھی بہت سے وسائل ہیں، کیونکہ جنت ایک عظیم نعمت ہے اور اس سے محرومی انسان کیلئے سب سے بڑی بدبختی ہے، جبکہ ہمارا کریم ومہربان رب ہمیں اس بدبختی سے بچانا چاہتا ہے، اسی لیے فرمایا:﴿ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ مقابلہ کرنے والوں کو اسکے حصول میں مقابلہ کرنا چاہیے، لہٰذا حصول جنت کی کوشش کرنا واجب ہے اور ہر عقلمند شخص کو چاہیے کہ اپنی جان، مال اور تمام صلاحیتوں کو اسکے حصول میں کھپادے اور اپنے آنسو، لہو اور روح تک اس پر فدا کردے، حالانکہ یہ سب کچھ بھی جنت کی ایک بالشت کی قیمت بھی نہیں۔

اس فائدے میں ایسی صفات کا بیان ہے جو قرآن وسنت کی نصوص کی رو سے جنت میں داخلے کی موجب ہیں، انہیں شمالی لبنان کے ایک بھائی شیخ عبدالھادیؒ نے جمع کیا ہے، فائدے کے پیش نظر ہم انہیں یہاں نقل کررہے ہیں، آپکو چاہیے کہ انہیں یاد کریں، ان پر عمل پیرا ہوں، اور مؤلف وناقل دونوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

جنت میں داخل کرنے والی صفات

○ سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لِحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بخاری:٦٤٧٤)

”جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں“

○ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[مَنْ صَمَتَ نَجَا] (صحیح ترمذی ۲۰۳/۱)

”جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی“۔

○ عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[طُوْبٰی لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهُ، وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ وَبَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهِ]

(رواہ الطبرانی فی الصغیر وحسّنهُ الألبانی فی صحیح الجامع ۳۹۲۹)

”کامیابی ہے ہر اس شخص کیلئے جس نے اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھا، اور اسکا گھر اسکے لیے وسیع ہو گیا“ (یعنی جو شخص بلا ضرورت گھر سے نہیں نکلتا) اور جو اپنی غلطیوں پر رویا“

(طبرانی صغیر، البانیؒ نے اسے حسن قرار دیا صحیح الجامع ۳۹۲۹)

○ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! نجات کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ].

(صحیح سنن الترمذی :١٦١٩)

” اپنی زبان پر کنٹرول رکھو، اپنی گھر کو اپنے لیے وسیع سمجھو اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ“

○ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ: خَشْيَةُ اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا“

” تین چیزیں باعث نجات ہیں: جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت، فقر وغناء میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میانہ روی، اور ناراضگی ورضامندی دونوں حالتوں میں عدل وانصاف کرنا“

امام منذری رحمہ اللہ [الترغیب ۱/۱۶۲] میں فرماتے ہیں: اس حدیث کو بزار اور بیہقی نے روایت کیا، اور یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، اگرچہ اسکی تمام اسانید پر کلام ہے لیکن مجموعی طور پر یہ حسن درجے کی حدیث ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کونسی بات لوگوں کو سب سے زیادہ جنت میں داخلے کا باعث ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ] [صحيح سنن الترمذى: ۱۶۳۰]

”اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق“

○ ابو امامة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ]

”میں اُس شخص کیلئے جنت کے گوشے میں گھر کا ضامن ہوں جو جھگڑا ترک کردے اگرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہو، اور اُس شخص کیلئے جنت کے وسط میں گھر کا ضامن ہوں جو جھوٹ ترک کردے اگرچہ وہ جھوٹ مزاح کیلئے ہی کیوں نہ ہو، اور اُس شخص کیلئے جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر گھر کا ضامن ہوں جسکا اخلاق اچھا ہو“ [صحيح سنن الترمذى ۴۰۱۵]

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ“

”بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوگیا“ (متفق علیہ)

○ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ وحدہ لا شریك کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد [ﷺ] اسکے بندے اور رسول ہیں، اور عیسیٰ [علیہ السلام] بھی اللہ کے بندے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ہیں، اور اللہ کا کلمہ ہیں جو اُس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اور اسکی طرف سے روح ہیں (۱) اور جنت برحق ہے، اور دوزخ برحق ہے، تو اسکا عمل جیسا بھی ہو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائیگا" (متفق علیہ)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اُس شخص کے جس نے انکار کیا۔

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون بد بخت ہے جو دخول جنت سے انکار کریگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اُس نے جنت میں جانے سے انکار کیا" [بخاری ۷۲۸۰]

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی، اور رمضان کے روزے رکھے، تو اللہ پر حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اُسی سرزمین پر بیٹھا رہے جس میں پیدا ہوا" (بخاری ۲۷۹۰)

○ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

"صاحب قرآن سے کہا جائیگا: قراءت کرتے جاؤ اور جنت کے درجات پر چڑھتے جاؤ، اور اسی طرح ترتیل سے پڑھو جیسے دُنیا میں ترتیل سے پڑھتے تھے، تمہاری منزل وہیں ہوگی جہاں تمہاری آخری آیت کی قراءت مکمل ہوگی" (صحیح سنن ترمذی ۲۳۲۹)

○ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ الصِّيَامُ: أَىْ رَبِّ مَنَعْتُهُ

---

(۱)- تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے کلمہ کُن سے وجود میں آتی ہے، اسی طرح تمام روحیں اللہ کی طرف سے اور اسی کی ملکیت ہیں لیکن اس خصوصی اضافت سے کسی کی عزت وشرف کا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ بیت اللہ اور ناقۃ اللہ وغیرہ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ، فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ"

(روزے اور قرآن مجید قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے، روزے کہیں گے: اے رب تعالیٰ! میں نے اس بندے کو دن بھر کھانے اور شہوات سے روکے رکھا لہٰذا اسکے بارے میں میری شفاعت قبول فرما)۔

اور قرآن کہے گا: میں نے اسے رات کو نیند سے باز رکھا، لہٰذا اسکے بارے میں میرے سفارش قبول فرما۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: پھر انکی سفارش قبول کی جائیگی"

(مسند احمد ۲/۱۷۴، حاکم ۱/۵۵۴ حاکم نے اسے صحیح کہا اور ذہبیؒ نے انکی موافقت کی)

○ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[سُوْرَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ، مَا هِيَ اِلَّا ثَلَاثُوْنَ آيَةً، خَاصَمَتْ عَنْ صَاحِبِهَا حَتّٰى أَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ وَهِيَ تَبَارَكَ]

"قرآن مجید کی ایک سورت جو صرف تیس آیات پر مشتمل ہے، اپنے پڑھنے والے کے متعلق جھگڑا کرے گی یہانتک کہ اُسے جنت میں داخل کردیگی، اور وہ سورت تبارک ہے"

(يعني سورة الملك).

(المعجم الأوسط للطبراني)، محدث البانیؒ نے صحیح الجامع (۳۶۴۴) میں اسے حسن قرار دیا)

www.KitaboSunnat.com

○ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص قرآن مجید کی قراءت کرتا ہے جبکہ وہ حافظ ہے تو اسکی قرآن کریم لکھنے والے معزز و نیک فرشتوں کیساتھ اور جو شخص قرآن کی قراءت کرتا ہے اور اسے یاد کرتا ہے جبکہ وہ اُس پر بھاری پڑتا ہے تو اسکے لیے دو اجر ہیں" (متفق علیہ)

○ عِصمه بن مالك رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" لَوْ جُمِعَ الْقُرْآنُ فِيْ إِهَابٍ، مَا أَحْرَقَهُ اللّٰهُ بِالنَّارِ"
(اگر قرآن مجید کسی چمڑے میں جمع کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے آگ سے نہیں جلاتا)
(شعب الایمان للبیھقی البانیؒ نے اسے حسن کیا، صحیح الجامع ٥٢٦٦)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"قیامت کے دن قرآن آئیگا اور کہے گا: اے میرے رب! اسے زیور پہنا۔تو صاحب قرآن کو کرامت کا تاج پہنا دیا جائیگا، پھر قرآن کہے گا: اے میرے رب! اسے اور زیادہ نوازیئے۔تو اُسے کرامت کا جوڑا پہنا دیا جائیگا، پھر قرآن کہے گا: اے میرے رب! اس سے راضی ہو جایئے۔تو رب تعالیٰ اُس سے راضی ہو جائیں گے، پھر اُس شخص سے کہا جائیگا: قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتے جاؤ، اور ہر آیت پر اسکی نیکیوں میں اضافہ ہوتا چلا جائیگا" (صحیح سنن الترمذی ٢٣٢٨)

○ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک انصاری صحابی مسجد قباء میں امامت کرتے تھے، تو جب بھی وہ نماز میں قراءت کرتے تو آغاز، قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ سے کرتے اور اس سورت کو مکمل کر کے پھر کوئی اور سورت پڑھتے تھے، اور ہر رکعت میں انکا یہ معمول تھا، تو انکے مقتدیوں نے اس حوالے سے انکے ساتھ بات کی اور کہا: کیا وجہ ہے کہ تم یہ سورت پڑھتے ہو اور پھر اس پر کفایت بھی نہیں کرتے اور اسکے ساتھ دوسری سورت بھی پڑھتے ہو، لہٰذا یا تو یہی سورت پڑھا کرو، یا پھر اسے چھوڑ کر کوئی دوسری سورت پڑھ لیا کرو، تو اس انصاری صحابی نے انہیں جواب دیا کہ میں اس سورت کو نہیں چھوڑ سکتا، اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں نماز پڑھاونگا اور اگر نا پسند کرو تو میں تمہیں چھوڑ دونگا۔

وہ لوگ اُس صحابی کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے لہٰذا وہ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ اسکے علاوہ کوئی اور انہیں نماز پڑھائے، لہٰذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس تشریف لائے تو لوگوں نے یہ صورت حال آپ کے گوش گذار کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے فلاں! تم اپنے ساتھیوں کی بات کیوں نہیں مانتے؟ اور کیا چیز تمہیں ہر رکعت میں یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت پڑھنے پر آمادہ کرتی ہے؟ تو اس صحابی نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ“
(بے شک اس سورت کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا ہے)

(امام بخاریؒ نے اسے جزم کیساتھ تَعْلِیْقًا روایت کیا (۷۷۴)، اور ترمذیؒ نے مَوْصُوْلًا (۳۰۷۷)

○ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آیا، آپ نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ”(یعنی سورت اخلاص) کی قراءت کرتے سنا، تو فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی“ میں نے پوچھا؟ کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: جنت“

(صحيح سنن الترمذي (٢٣٢٠)

○ عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ“

(اے لوگو! سلام کو عام کرو“ کھانا کھلاؤ، رشتہ داری کو جوڑو، اور رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو سلامتی کیساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے)

(صحيح سنن ابن ماجه (٢٦٣٠)

○ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« میری چھ باتیں قبول کرلو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں » لوگوں نے دریافت کیا: کونسی چھ باتیں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، اور جب وعدہ کرے تو اسکی خلاف ورزی نہ کرے، اور جب کسی چیز پر امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے، اور اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو، اور مسلمانوں کے جان و مال پر دست درازی نہ کرو، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو»

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مستدرك حاكم (۳۵۹/٤) علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا الصحیحة (۵۵/۳)

○ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: دوران سفر ایک صبح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا، تو چلتے چلتے میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے انتہائی عظیم چیز کے متعلق سوال کیا ہے اور یقیناً اُس شخص پر یہ آسان ہے جسکے لئے اللہ آسان کر دے اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو''۔

پھر فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کی خبر نہ دوں؟ روزہ ڈھال ہے، اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو، اور رات کی تاریکی میں نماز پڑھنا، پھر آپ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ .... يَعْمَلُوْنَ'' یہاںتک کہ آپ نے يَعْمَلُوْنَ'' تک قرآت فرمائی۔ (الم السجدہ :١٧)

پھر فرمایا: کیا میں تجھے تمام معاملات کے سر، اور انکے ستون اور اسکی چوٹی کی خبر نہ دوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول!۔ فرمایا: تمام امور کا سر اسلام ہے، اور اسکا ستون نماز ہے، اور اسکی چوٹی جہاد ہے۔

پھر فرمایا: کیا میں تجھے ان تمام چیزوں پر کنٹرول کرنے والی بات نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسے اپنے کنٹرول میں رکھو۔

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا بات چیت پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: اے معاذ! تیری ماں تجھے گم کرے، لوگوں کو انکے منہ یا نتھنوں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکنے والی چیز انکی زبانوں کی کمائی ہی تو ہے۔

(صحیح سنن ترمذی (۲۱۱۰))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ..."

"اور جو تلاش علم کی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے لے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے"

(یہ صحیح مسلم کی ایک حدیث کا ایک قطعہ ہے دیکھئے صحیح مسلم (۲٦۹۹))

○ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: مجھے کوئی ایسا علم بتلایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ" "غصہ مت کرو، جنت تمہاری ہے" (امام منذری الترغیب (۳/۴۴٦) میں فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے دو سندوں کیساتھ روایت کیا جن میں سے ایک صحیح ہے)

○ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مَاشَاءَ]

"جس نے اپنے غصے پر کنٹرول کیا حالانکہ وہ غصہ نکالنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن تمام مخلوق کے سامنے اُسے بلائے گا، اور پھر اُسے اختیار دے گا کہ موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے جسے چاہے اپنے لیے پسند کر لے"

(صحيح سنن أبي داود (۳۹۹۷))

○ شداد بن أوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْلِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ"

(اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میں تیرا بندہ ہوں، اور تیرے ساتھ کے گئے اپنے عہد اور وعدے پر بقدر استطاعت قائم ہوں، میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں اُن نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں، اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، پس مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں)

جو شخص دن کو یقین کیساتھ یہ پڑھ لے اور پھر اُسی دن شام سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ جنتی ہے، اور جو رات کو یقین کیساتھ اسے پڑھے اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے، وہ بھی جنتی ہے۔ [بخاری :۶۳۲۳]

○ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان اسی طرح کھڑا ہوا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا تھا: میں تمہیں اپنے صحابہ اور پھر انکے بعد والوں اور پھر انکے بعد والوں کیساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں، پھر ان تین طبقات کے بعد جھوٹ عام ہو جائیگا یہانتک کہ ایک شخص حلف اٹھائے گا حالانکہ اُس سے حلف اٹھانے کا مطالبہ بھی نہ ہوگا، اور ایک گواہ گواہی دے گا حالانکہ اُسے گواہی دینے کیلئے نہیں کہا جائیگا سُن لو! جب بھی کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کیساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو اُن میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

جماعت کو لازم پکڑو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ، یاد رکھو کہ ایک آدمی کیساتھ شیطان ہوتا ہے جبکہ دو آدمیوں سے نسبتاً دور ہوتا ہے۔

جو شخص جنت کے اعلیٰ ترین حصے کا امیدوار ہے اُسے چاہیئے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔

جس شخص کی نیکی اُسے خوش کرے اور برائی بری لگے وہ مؤمن ہے.

(صحیح سنن ترمذی (۱۷۵۸))

○ عِیَاض بن حِمَار المُجَاشِعِي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دوران خطبہ ارشاد فرمایا :

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ...))

"تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: ایک تو وہ حکمران جو عدل وانصاف کرتا ہے، صدقہ خیرات تقسیم کرتا ہے اور اسے خیر کی توفیق نصیب ہوتی ہے، اور دوسرا وہ آدمی جو ہر قریبی رشتہ دار اور مسلمان کیلئے نرم دل اور مہربان ہے، اور تیسرا وہ عیال دار مسلمان جو رزق حرام اور لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے اجتناب کرتا ہے"

(صحيح مسلم (٢٨٦٥))

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَالْإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ"

" حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے، اور بے ہودگی جفا سے ہے اور جفا جہنم میں لے جانے والی ہے" (صحيح سنن الترمذي (١٦٤٣))

○ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ قَالَ : رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" (صحيح سنن أبي داود (١٣٥٣))

"جس شخص نے یہ کہا کہ میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا، اُس کیلئے جنت واجب ہو گئی۔"

○ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے اور جب کوئی شخص مسلسل سچ بولتا ہے اور ہمیشہ سچ کی جستجو میں رہتا ہے تو اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لیکر جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف۔ اور جب کوئی شخص مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی جستجو میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے تو اللہ کے ہاں اُسے کذاب بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"

(صحیح بخاری صحیح مسلم (۲۶۰۷))

○ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کریگا، تو میں اسُے جنت کی ضمانت دوں؟)) ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔

اور پھر وہ کسی سے کوئی سوال نہ کرتے تھے" صحیح سنن أبی داؤد (۱٤٤٦)

○ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " جب مؤذن" اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کہے تو تم میں سے ایک شخص بھی " اللہ اکبر اللہ اکبر " کہے، اور جب" أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہے تو یہ بھی " أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ " کہے پھر جب وہ" حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ " کہے تو یہ " لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ " کہے، پھر جب وہ " حَیَّ عَلَی الْفَلَاح " کہے تو یہ " لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ" کہے پھر جب مؤذن " اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کہے تو یہ بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ " کہے، اور جب وہ لا الٰہ الا اللہ " کہے، تو یہ بھی لا الٰہ الا اللہ " کہے تو جس شخص نے صدق دل سے یہ کلمات ادا کیے وہ جنت میں داخل ہو گیا"

(صحیح مسلم (۳۸۵))

○ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مسجد متقی آدمی کا گھر ہوتی ہے، اور جسکا گھر مسجد بن جائے تو اللہ تعالی اسے راحت ورحمت سے نوازتا ہے، اور اُسے پل صراط سے گذار کر رضوان اللہ اور جنت تک پہنچانے کا ذمہ لے لیتا ہے))

(امام منذری (الترغیب ۱/۲۲۱) میں فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے، الکبیر اور الأوسط میں روایت کیا اور بزار نے بھی اسے روایت ہے، اور اسکی سند حسن ہے، اور اسکی سند واقعی حسن ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص صبح یا شام مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ صبح و شام اُسکے لے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے" (متفق علیہ)

○ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ الْكَبِيْرَةَ الْأُوْلٰى، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ : بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ"
"جو شخص اللہ کیلئے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کیساتھ با جماعت نماز پڑھتا ہے اسکے لیے دو برائتیں لکھ دی جاتی ہیں: جہنم کی آگ سے براءت اور نفاق سے براءت"

(صحیح سنن ترمذی (۲۰۰))

○ بُریدہ أسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"
"اندھیروں میں کثرت کیساتھ مساجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری سنا دو" (صحیح سنن ترمذی (۱۸۵))

○ عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عذرہ کے تین افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو ان سے میری کفایت کرے (یعنی انھیں اپنے پاس ٹھہرائے) تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔
پھر وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہنے لگے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں اُن تین افراد میں سے ایک شریک اور پھر شہید ہو گیا، اسی طرح ایک مرتبہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر روانہ کیا تو اُن میں سے ایک دوسرا شخص اس میں شامل ہوا اور پھر شہید ہوا، پھر انکے بعد تیسرا شخص اپنے بستر پر ہی فوت ہو گیا۔
طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں نے خواب میں ان تینوں کو دیکھا کہ وہ جنت میں ہیں اور بستر پر فوت ہونے والا اُن دونوں سے آگے ہے، اور اُس کے بعد وہ ہے جو آخر میں شہید ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پہلے شہید ہونے والے کو میں سے اُس کے دونوں ساتھیوں سے پیچھے دیکھا۔
مجھے اس پر تعجب ہوا لہٰذا میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ؟ لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللهِ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيحِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ"

" اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ اللہ کے ہاں ایسے مؤمن سے افضل کوئی نہیں جسے اسلام کی حالت میں عمر سے نوازا جائے اور وہ اپنی عمر کو اللہ کی تسبیح و تکبیر اور تہلیل سے آباد کرے"۔
(اسے امام احمدؒ نے حسن سند کیساتھ روایت کیا۔ مسند احمد (۱۴۰۴))

○ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ".

"اسراء کی رات جب میری ملاقات ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! اپنی امت کو میرا سلام کہیے اور انہیں بتلایئے کہ بے شک جنت کی مٹی پاک اور پانی میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل ہے، اور اس میں درخت اُگانے کا ذریعہ سُبْحَانَ اللهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ اور اَللهُ أَكْبَرُ ہیں" (صحیح سنن ترمذی ۲۷۵۵)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انکے قریب سے گذرے جبکہ وہ پودے اُگا رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا: اے ابو ھریرہ! کیا اُگا رہے ہو؟
میں نے کہا: اپنے لیے کچھ پودے اُگا رہا ہوں۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے اُن پودوں کی خبر نہ دوں جو تیرے لیے ان سے بہتر ہیں؟ تو اُنہوں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا: کہو:
"سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ" ان میں سے ہر ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمے کے بدلے تمہارے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائیگا“
(صحیح سنن ابن ماجه (٣٠٦٩)

○ ابو هریره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”اپنی ڈھالیں تھام لو“ ہم نے کہا: یارسول اللہ! کسی دشمن سے بچاؤ کیلئے جو آنا چاہتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جہنم کی آگ سے بچاؤ کی ڈھالیں۔
تم لوگ اس مقصد کیلئے سُبۡحَانَ اللّٰهِ، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَکۡبَرُ پڑھا کرو، کیونکہ یہ کلمات قیامت والے دن اپنے پڑھنے والوں کے آگے آگے ہونگے اور انکے لئے باعث نجات ہونگے اور یہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔
(امام حاکم نے اسے روایت کیا (۱/۵۴۱) اور صحیح کہا، اور امام ذہبی نے انکی موافقت کی)

○ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
” مَنۡ قَالَ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ وَبِحَمۡدِهٖ غُرِسَتۡ لَهٗ نَخۡلَةٌ فِي الۡجَنَّةِ “
”جس نے ” سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ وَبِحَمۡدِهٖ “ کہا، اسکے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے“ (صحیح سنن ترمذی (٢٧٥٧)

○ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
《 اے عبداللہ بن قیس! کیا میں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں؟ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ نے فرمایا:
” لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“ پڑھا کرو 》۔ (متفق علیہ)

○ ابو هریره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
《 کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ سکھلاؤں (یا فرمایا) کیا میں تجھے ایسے کلمے کے بارے میں مرنہ بتلاؤں جو عرش کے نیچے ہے اور جنت کا یک خزانہ ہے؟ تم ” لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ “ پڑھا کرو، جب کوئی بندہ یہ کلمہ پڑھے تو اللہ عزوجل فرماتے ہے: میرا بندہ میرے سامنے مطیع ومنقاد ہو گیا 》

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح سند کیساتھ روایت کیا (۱/۲۱)

○ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے سینے کی طرف ٹیک دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ"

"جس نے اللہ کی رضامندی کیلئے" "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کہا، اور اسی پر اسکا خاتمہ ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگیا، اور جس نے اللہ کی رضاجوئی کیلئے ایک دن کا روزہ رکھا، اور اسی پر اسکا خاتمہ ہوگیا، وہ بھی جنت میں داخل ہوگیا، اور جس نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کوئی صدقہ دیا اور اسی پر اسکا خاتمہ ہوگیا، وہ بھی جنت میں داخل ہوگیا"

(مسند أحمد (۲۲۸۱۳)، اسکی سند صحیح ہے)

○ ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب بندہ کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہے: "میرے بندے نے سچ کہا: مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میں سب سے بڑا ہوں" اور جب بندہ کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا: میرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور میری توفیق کے بغیر کسی کو برائی سے بچنے کی کوئی طاقت، اور نیکی کرنے کی کوئی قوت حاصل نہیں" جس شخص کو موت کے وقت یہ کلمات پڑھنے کی توفیق مل گئی، اُسے جہنم کی آگ نہ چھو سکے گی"

[صحیح سنن ابن ماجه: ۳۰۶۱]

○ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ " ہوا، وہ جنت میں داخل ہو گیا"

(صحیح سنن أبی داود (٣١١٦)

○ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ"

"جس نے خلوص دل سے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ جنت میں داخل ہو گیا" (احمدؒ نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا۔ مسند أحمد (۲۱۵۵۵)

○ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بنی آدم میں ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی ہے، تو جس نے اَللهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ سُبْحَانَ اللهِ اور اَسْتَغْفِرُ اللهَ کہا، لوگوں کے راستے سے کوئی پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹا دی اور نیکی کا حکم دیا یا برائی سے روکا، اور یہ تمام کام تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد کے برابر کی تو اُس دن اس حال پر شام ہوگی کہ وہ اپنے نفس کو جہنم کی آگ سے آزاد کروا چکا ہوگا)) (صحیح مسلم ١٠٠٧)

○ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَلْيَأْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتٰى اِلَيْهِ))

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، اُسے اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور لوگوں کیساتھ اُسکا رویہ ایسا ہی ہو جیسا وہ اپنے ساتھ چاہتا ہے"

(صحیح مسلم ١٨٤٤)

○ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" آج تم میں روزے دار کون ہے؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج تم میں سے کسی نے جنازے کی پیروی کی ہے؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ نے پھر پوچھا: آج کس نے مسکین کو کھانے کھلایا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کسی نے مریض کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ صفات جس شخص میں جمع ہوگئیں، وہ جنت میں داخل ہوگیا" (صحیح مسلم (۱۰۲۸)

○ علقمہ بن وقاصؒ سے روایت ہے کہ انکے پاس سے ایک معزز شخص کا گذر ہوا تو علقمہ نے اُس شخص سے کہا: بے شک تم قریبی رشتہ دار اور نصیحت کے حقدار ہو، اور میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم ان امراء کے پاس جاتے ہو، اور ان سے بات چیت کرتے ہو، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بلال بن حارث المُزَنِیّ رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک تم میں سے ایک شخص اللہ کو راضی کرنے والا ایک کلمہ کہتا ہے، اسکے گمان میں نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ کہاں تک پہنچے گا، لیکن اسکی بناء پر اللہ تعالیٰ اسکے لیے قیامت تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور بے شک تم میں سے ایک شخص اللہ کو ناراض کر دینے والا ایک کلمہ کہتا ہے، اسکے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ کہاں تک پہنچے گا، لیکن اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی ملاقات کے دن (روز قیامت) تک کیلئے اس سے ناراضگی لکھ دیتا ہے"

علقمہ نے اُس شخص سے کہا: دیکھو! تم جو بات اپنی زبان سے نکالتے ہو اُس پر اچھی طرح غور وفکر کرلیا کرو، بلال بن حارث سے یہ حدیث سننے کے بعد اس حدیث نے مجھے بہت سی باتوں سے روک دیا ہے (صحیح سنن ابن ماجہ (۳۲۰۵))

○ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ".

"بے شک ایک بندہ اللہ کی رضامندی کا ایک کلمہ کہتا ہے، جبکہ وہ اُسے خاطر میں میں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لاتا، لیکن اسکی بناء پر اللہ تعالی اسکے درجات بلند کر دیتا ہے اور ایک بندہ اللہ کی ناراضگی کا کلمہ کہتا ہے، حالانکہ اُسے اُس کلمے کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی مگر اسکی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے" (بخاری (٦٤٧٨))

○ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونگے لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون خوش قسمت ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَلَايَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ] (مسلم (٢١٨))

یہ وہ لوگ ہونگے جو کسی سے دم کرنے کا مطالبہ نہیں کرے، اور بدشگونی نہیں لیتے، اور علاج کیلئے لوہے وغیرہ سے داغ نہیں لگواتے، اور صرف اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں"

○ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَأَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ، فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ"

"قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں: جن میں سے ایک جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے، جنتی قاضی وہ ہے جو حق کو پہچانتا ہو اور اسکے مطابق فیصلے دے، اور وہ قاضی جو حق کو پہچانتا ہو لیکن اسکے باوجود ظالمانہ فیصلے دے وہ جہنمی ہے، اور وہ قاضی جو جہالت پر فیصلے دے، وہ بھی جہنمی ہے" (صحیح سنن أبی داود (٣٠٥١))

قریشیوں کے آزاد کردہ غلام عطاء بن فروخ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے زمین خریدی، وہ شخص کئی دن تک اسکی قیمت وصول کرنے نہ آیا تو ایک دن اچانک ملاقات ہونے پر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم اپنا مال وصول کرنے کیلئے کیوں نہیں آتے؟ تو اُس نے جواب دیا: تمہارے ساتھ سودے میں مجھے خسارہ ہوا ہے کیونکہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے بھی ملتا ہوں وہ مجھے اس پر ملامت کرتا ہے۔

تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: اپنی زمین اور اپنے مال میں سے جو چاہو ہو اختیار کرلو، اور پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"أَدْخَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا"

"اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو جنت میں داخل کریگا جو خرید وفروخت، اور قرض کی ادائیگی وطلب میں نرم خو ہو"

(مسند أحمد (٤١٢) ألبانیؒ نے اسے حسن قرار دیا صحيح الجامع (٢٤٣))

○ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ: مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ"۔

"جس شخص کی روح اس حال میں جسم سے الگ ہوئی کہ وہ تین چیزوں سے بری تھا۔ وہ جنت میں داخل ہوگیا: تکبر سے، مال غنیمت میں خیانت سے، اور قرض سے"

(صحيح سنن أبي داود (١٩٥٦))

○ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جو ایسے شفاف ہونگے کہ اندر سے باہر اور باہر سے اندر کا منظر نظر آئے گا۔

تو ایک دیہاتی نے کھڑے ہوکر پوچھا: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ بالا خانے کسے ملیں گے؟ آپ نے فرمایا: "هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ"

"یہ بالا خانے اُس شخص کیلئے ہیں جو پاکیزہ گفتگو کرتا ہے کھانا کھلاتا ہے، دوام کیساتھ روزے رکھتا ہے، اور رات کی ان گھڑیوں میں اللہ کیلئے نماز پڑھتا ہے جب لوگ خواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرگوش کے مزے لے رہے ہوتے ہیں" (صحیح سنن ترمذی (۲۰۵۱)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ"

"تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاںتک کہ ایمان لے آؤ، اور تم ایمان نہیں لا سکتے یہاںتک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ اگر تم اُس پر عمل پیرا ہو جاؤ تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ اپنے درمیان سلام کو عام کردو"

(مسلم (۵٤))

○ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے، اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

"جو مؤمن بھی کسی مصیبت پر اپنے بھائی سے تعزیت کرتا ہے، اللہ تعالی قیامت کے دن اُسے کرامت کا جوڑا پہنائیگا" (صحیح سنن ابن ماجه (۱۳۰۱))

○ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ مَظْلُوْمًا فَلَهُ الْجَنَّةُ"

جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مظلومانہ طور پر مارا گیا، وہ جنتی ہے "

(صحیح سنن نسائی (۳۸۰۸)

○ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے بارہ سال تک اذان کہی اُسکے لیے جنت واجب ہوگئی، اور اُسے ہر روز اذان دینے کے عوض ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت کے عوض تیس نیکیاں ملتی ہیں"

(صحیح سنن ابن ماجه (٥٩٤)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ حُصَین بن مِحْصَن سے روایت ہے کہ انکی پھوپھی کسی کام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے استفسار کیا: "أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ ؟" کیا تم خاوند والی ہو؟ اُس نے کہا: جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "كَيْفَ أَنْتِ لَهُ" تم اُس کیلئے کیسی ہو؟ اُس نے کہا میں اُسکی خدمت میں کوتاہی نہیں کرتی سوائے اُس خدمت کے جو میری طاقت سے باہر ہو۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فَانْظُرِيْ أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ" اچھی طرح دیکھ لو کہ اپنے خاوند کے حوالے سے تم کہاں کھڑی ہو؟ کیونکہ وہی تمہاری جنت اور وہی تمہاری دوزخ ہے"

(مسند أحمد (١٨٥٢٤)، حاکم (٢/١٨٩)، حاکم نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے موافقت کی)

○ ابو هريره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا، دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ "

"جب کوئی عورت پانچ نمازوں کی پابندی کرلے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرلے، اور اپنے خاوند کی اطاعت کرلے تو اُسے اجازت ہوگی کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے، داخل ہو جائے" (صحيح ابن حبان (١٢٩٦)، علامه البانیؒ نے اسے صحیح کہا۔ صحيح الجامع (٦٦٠)

○ ابو امامه رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يَقُوْلُ اللهُ سُبْحَانَهُ : اِبْنَ آدَمَ ! اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو پہلے صدمے پر صبر کرلے اور اجر کی امید رکھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،تو میں جنت کے سوا تیرے لئے کسی اور ثواب پر راضی نہیں ہوتا۔

(صحیح سنن ابن ماجه (۱۲۹۸))

○ انس بن مالك رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: [إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ].

"بے شک اللہ تعالی نے فرمایا: جب میں اپنے بندے کو اسکی دو پیاری چیزوں (یعنی آنکھوں) کے ذریعے آزماتا ہوں، اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو اسکے عوض اُسے جنت عطا کرتا ہوں" (بخاری (۵۶۵۳)

○ قرة بن أياس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا: کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اُس نے کہا: اللہ تعالی آپ سے محبت کرے جیسا کہ میں اِس سے محبت کرتا ہوں، پھر کچھ عرصے کے بعد اُسکا بیٹا فوت ہو گیا اور اُسکے والد نے اسکی وفات کو بہت زیادہ محسوس کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کہا:

مَا يَسُرُّكَ أَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ عِنْدَهُ يَسْعٰى يَفْتَحُ لَكَ".

"کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تو جنت کے جس دروازے پر بھی جائے، اپنے بیٹے کو اسی دروازے پر (اپنا منتظر) پائے، اور پھر وہ دوڑ کر تیرے لیے جنت کا دروازہ کھول دے"

(صحیح نسائی (۱۷٦٤)

○ ابو موسیٰ أشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ تو فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ تو فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: تم نے اسکا جگر گوشہ اُس سے چھین لیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں.
پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتے ہیں: میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں: اُس نے تیری حمد بیان کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔
تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کرو اور اسکا نام بَيْتُ الْحَمْد رکھو" (صحيح سنن ترمذي (۸۱٤))

○ عُتْبَہ بن عَبْدِ السُّلَمِيُّ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس مسلمان کے تین بچے بلوغت سے پہلے فوت ہوجائیں، تو قیامت کے دن وہ بچے جنت کے آٹھوں دروازوں پر اسکا استقبال کریں گے کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔

(صحيح سنن ابن ماجه (۱۳۰۳))

○ انس بن مالك رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوْتُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اُدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ".
"جس مسلمان کے تین بچے بلوغت سے پہلے فوت ہوجائیں، اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کے طفیل اُسے جنت میں داخل کردیتا ہے" (بخاري (۱۳۸۱))

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَا لِعَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ، اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ"
"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں دنیا والوں میں سے اپنے مؤمن بندے کی عزیز ترین ہستی کی روح قبض کرتا ہوں، اور پھر وہ اس پر صبر کرتا اور اجر کی امید رکھتا ہے، تو اسکے لئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں" (بخاري (٦٤٢٤))

○ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان صبح کو کسی مسلمان عیادت کرتا ہے، تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسکے لیے رحمت کی دُعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اگر شام کو عیادت کر لے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اسکے لیے رحمت کی دُعائیں مانگتے رہتے ہیں، اور وہ جنت کے چنے ہوئے پھلوں کا حقدار بن جاتا ہے". (صحیح سنن ترمذی (۷۷٤))

○ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: "جَنَاهَا".

"جو مریض کی عیادت کر لے، تو اس دوران وہ مسلسل جنت کے خرفہ میں رہتا ہے لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جنت کا خُرفہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ فرمایا: اُسکا چنا ہوا پھل" (مسلم (۲٥٦۸))

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ: أَنّٰى هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ"

"بے شک جنت میں ایک آدمی کے درجات بلند کیے جائیں تو وہ پوچھتا ہے: ایسا کیونکر ہوا؟ تو اس سے کہا جاتا ہے: تمہاری اولاد کے تمہارے لیے استغفار کی وجہ سے"

(صحیح سنن ابن ماجہ (۲۹٥۳)

○ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص انکے پاس آیا اور کہنے لگا: میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے حکم دیتی ہے کہ اُسے طلاق دے دوں۔ تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ فرما رہے تھے:

"اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ"

"والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اگر تو چاہے تو اسے ضائع کر دے اور چاہے تو اسکی حفاظت کر" (صحیح سنن ترمذی (۱٥٤۸))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ جاھمہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں غزوے پر جانا چاہتا ہوں، اور آپ سے مشورے کیلئے حاضر ہوا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تمہاری والدہ ہیں؟ اُس نے کہا: جی ہاں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا"

" اپنی والدہ کی خدمت پر جمے رہو کیونکہ جنت انکے قدموں تلے ہے"

(صحیح سنن نسائی (۲۹۰۸)

○ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ"

"رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور رب تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے" (صحیح سنن الترمذی (۱۵٤۹).

○ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، اور وہاں میں نے ایک قاری کو قرآن پڑھتے سُنا، و میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جواب ملا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسنِ سلوک اسی طرح ہوتا ہے، حسنِ سلوک اسی طرح ہوتا ہے، کیونکہ وہ اپنی والدہ کیساتھ حسنِ سلوک میں تمام لوگوں سے بڑھ کر تھے۔ (یعنی والدہ کیساتھ حسن سلوک کا صلہ جنت ہے امام أحمد نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا (۲٤۸۰۹)

○ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللّٰهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا وَهُوَ يَسْمَعُ"

"جنتی وہ لوگ ہیں جنکے کان اللہ تعالیٰ لوگوں کی اچھی تعریف سے بھر دے جبکہ وہ اُسے سُن رہے ہوں، اور جہنمی وہ لوگ ہیں جنکے کان اللہ تعالیٰ لوگوں کی بُری تعریف سے بھر دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ وہ سُن رہے ہوں"۔ (صحیح سنن ابن ماجه (۳۴۰۲)

○ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ گذرا اور اسکی تعریف کی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گذرا اور اسے بُرا بھلا کہا گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔

تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ایک جنازہ گذرا اور اسکی تعریف کی گئی تو آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی اور دوسرا جنازہ گذرا اور اُسے بُرا بھلا کہا گیا، (۱) تب بھی آپ نے فرمایا:، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، یہ کیا ماجرا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ" (مسلم (۹۴۹)

"جسے تم نے اچھا کہا، اُسکے لیے جنت واجب ہوگئی، وار جسے تم نے بُرا کہا اس کیلئے جہنم واجب ہوگئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو"

○ انس بن مالك رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا، تو ایک انصاری آدمی نمودار ہوا جسکی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا، اور اس نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں

---

(۱) یہاں تعریف کرنے والوں اور برائی کرنے والوں سے مراد اچھے اور نیک لوگ ہیں کیونکہ اولین خطاب صحابہ سے ہے لہٰذا جو لوگ انکے نقشِ قدم پر چلیں انکا اعتبار ہوگا، اور اسی طرح گواہ کیلئے عدالت شرط ہے، جب ہمارے لیے فاسق وفاجر اور کافر کو گواہ بنانا جائز نہیں، تو اللہ کے نزدیک فاسق وفاجر کی گواہی کیونکر معتبر ہوسکتی ہے؟۔ (معترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکڑ رکھے تھے، اگلے روز بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات کہی، اور پھر وہی شخص نمودار ہوا، پھر تیسرے روز بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات کہی، اور تیسرے دن بھی وہی شخص اسی حالت میں نمودار ہوا۔

تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھے اور مجلس برخواست ہوئی تو عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اُس شخص کے پیچھے گئے، اور اُس سے کہا: میرا اپنے والد سے جھگڑا ہوگیا ہے اور میں نے قسم اٹھائی ہے کہ تین دن تک اُن کے پاس نہیں جاؤنگا، لہذا اگر آپ بہتر سمجھیں تو تین دن کیلئے مجھے اپنے پاس ٹھہرا لیں تو اُس شخص نے کہا: ٹھیک ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عبداللہ کا بیان ہے کہ انہوں نے وہ تین راتیں اُس کے پاس گذاریں اور انہیں رات کا قیام کرتے نہیں دیکھا، البتہ جب رات کو اُنکی آنکھ کھلتی اور کروٹ بدلتے تو اللہ کا ذکر کرتے اور تکبیر پڑھتے، یہانتک کہ فجر کی نماز کیلئے کھڑے ہوجاتے۔

عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک اور بات بھی تھی، وہ یہ کہ میں نے اُنہیں اچھی بات کہ علاوہ کچھ کہتے نہیں سنا، تو جب تین راتیں گذار گئیں، اور قریب تھا کہ میں انکے عمل کو کمتر خیال کروں، میں نے اُن سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی جھگڑا یا ناراضگی نہیں تھی، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ یہ کہتے سنا کہ ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا" اور تینوں مرتبہ تم ہی نمودار ہوئے، لہذا میں نے چاہا کہ تمہارے پاس ٹھہروں اور تمہارے اعمال کا جائزہ لیکر انکی اقتداء کروں، لیکن میں نے تمہیں کوئی زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، تو بھلا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اس مرتبے تک پہنچانے والی چیز کیا ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھ لیا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے واپسی کی راہ لی تو اُنہوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھا، البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق کینہ وبغض نہیں پاتا، اور کسی مسلمان کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ کسی بھلائی پر اُس سے حسد نہیں کرتا۔

تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہی وہ بات ہے جس نے تمہیں اس مقام پر پہنچایا، اور اسی بات کی طاقت ہم نہیں رکھتے۔ (امام احمد نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا (۱۲۲۸۶)

بعض علماء نے اسے ضعیف کہا، لیکن انکی بات درست نہیں، کیونکہ زہری کا سماع انس بن مالک سے ثابت ہے، اسی لیے حافظ ابن کثیرؒ اور شعیب الارنووط وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)۔

www.KitaboSunnat.com

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ رَجُلًا رَاٰی کَلْبًا یَاْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ، فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهٗ، فَجَعَلَ یَغْرِفُ لَهٗ بِهٖ حَتّٰی اَرْوَاهُ، فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ"

"ایک آدمی نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کی شدت سے گیلی زمین چاٹ رہا تھا، تو اُس آدمی نے اپنا موزہ لیا اور اُس میں بھر بھر کے اُسے پانی پلانے لگا یہانتک کہ اس کتے کو سیر کر دیا تو اللہ تعالی نے اُسکے اس عمل کو اسقدر پسند کیا کہ اُسے جنت میں داخل کر دیا"

(بخاری (۱۷٤)

○ سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ ھٰکَذَا، وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَهُمَا شَیْئًا"

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے سبابہ (انگشت شہادت) اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ پیدا کیا۔" (بخاری (٥٣٠٤)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةُ"

"ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت کے سوا اور کچھ نہیں" (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

○ عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"طُوبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا"

"اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جو اپنے صحیفے میں بہت زیادہ استغفار پائے"

(صحيح سنن ابن ماجه (۳۰۷۸))

○ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کیا: مجھے بتلائیے کہ اگر میں فرض نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، حلال کو حلال جانوں، حرام کو حرام سمجھوں، اور اس سے زیادہ کوئی عمل نہ کروں، تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤنگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

تو اُس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ کوئی عمل نہ کرونگا۔ مسلم (۱۵)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے جبکہ وہ اپنے دروازے پر کھڑے اپنے ہاتھ سے اشارے کرر ہے تھے، گویا خود کلامی کرر ہے ہوں، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! کیا بات ہے کہ آپ خود کلامی کرر ہے ہیں؟ مجھے کیا ہوا ہے؟ اللہ کا دشمن یہ چاہتا ہے کہ مجھے اس کلام سے غافل کردے جو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا (اللہ کا دشمن مجھ سے کہتا ہے: تمہیں کیا پڑی ہے کہ) گھر میں بیٹھ کر مصیبت جھیل رہے ہو، مجلس میں جا کر گپ شپ کیوں نہیں کرتے؟۔

جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"مَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللهِ وَمَنْ عَادَ مَرِيضًا كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللهِ، وَمَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْرَاحَ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللهِ، وَمَنْ دَخَلَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى إِمَامٍ يُعَزِّرُهُ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللهِ، وَمَنْ جَلَسَ فِي بَيْتِهِ لَمْ يَغْتَبْ أَحَدًا بِسُوْءٍ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللهِ"

"جو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلے وہ اللہ کے ذمے اور حفاظت میں ہوتا ہے، اور جو کسی مریض کی عیادت کو جائے وہ بھی اللہ کے ذمے ہوتا ہے، اور جو صبح یا شام مسجد کی طرف جائے، وہ بھی اللہ کے ذمے ہوتا ہے، اور جو کلمہ حق کہنے کیلئے حکمران کے پاس جائے وہ بھی اللہ کے ذمے میں ہوتا ہے، اور جو اپنے گھر میں بیٹھ کر پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائی کرنے سے بچا رہے، وہ بھی اللہ کے ذمے اور اسکی حفاظت میں رہتا ہے"

○ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لیکن اللہ کا دشمن (شیطان) یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے گھر سے، نکال کر مجلس کی طرف جائے۔ (صحیح ابن خزیمہ (۱۴۹۵)، مستدرک حاکم (۲۱۲/۱) اسکی سند حسن ہے)

○ ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيْمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيْمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ"

"تین قسم کے لوگ اللہ عزوجل کی کفالت و ذمے میں ہوتے ہیں: ایک وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں غازی بن کر نکلتا ہے، وہ اللہ کے ذمے میں ہوتا ہے، یہانتک اللہ تعالی اُسے فوت کر کے جنت میں داخل کردے، یا اجر و غنیمت سے نواز کر واپس لوٹا دے، اور دوسرا وہ آدمی جو مسجد کیلئے نکلے، وہ بھی اللہ کے ذمے ہوتا ہے، یہانتک کہ اللہ تعالی اُسے فوت کر کے جنت میں داخل کردے، یا اجر و غنیمت سے نواز کرو واپس لوٹا دے، اور تیسرا وہ آدمی جو سلام کیساتھ اپنے گھر میں داخل ہو، وہ بھی اللہ عزوجل کے ذمے میں ہوتا ہے".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صحیح سنن أبی داود (۲۱۷۸)

○ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص وضوء کرلے اور پھر یہ دُعا پڑھے:

[أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ]

اُسکے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہوجائے (مسلم (۲۳۴)، ترمذی (۵۵)

بریکٹ کے درمیان والے زائد الفاظ ترمذیؒ کی ہیں جو کہ صحیح ہیں)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "اے بلال! مجھے اپنا وہ عمل بتلاؤ جو اسلام لانے کے بعد تمہارے نزدیک سب سے زیادہ امید افزا ہو، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے سامنے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے"۔ تو انہوں نے جواب دیا، میرے نزدیک میرا سب سے زیادہ امید افزا عمل یہ ہے کہ میں رات اور دن میں جب بھی وضو کرتا ہوں، تو اس وضو کیساتھ جسقدر نماز میرے مقدر لکھی گئی ہو، ضرور پڑھتا ہوں۔ (متفق علیه)

○ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ".

" جو مسلمان بھی وضو کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کھڑا ہو کر خشوع و خضوع (۱) سے دو رکعت نماز پڑھتا ہے، تو اسکے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے" (مسلم (۲۳٤)

---

(۱)۔ دل کی توجہ کو خشوع، اور چہرے (یعنی جسم) کی توجہ کو خضوع کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ربیعہ بن کعب الأسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ رات گذاری، اور رات کو آپکے وضو کا پانی وغیرہ لایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ مانگو' میں نے کہا: میں جنت میں آپکا ساتھ مانگتا ہوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فَأَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ" تو اپنے مطالبے کے حصول کیلئے کثرت سجود کیساتھ میری مدد کرو"۔

○ مِعْدَان بن أبی طلحه الْيَعْمُرِی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی، تو میں نے اُن سے کہا: مجھے کوئی ایسا علم بتلایئے جیسے کرنے سے اللہ تعالی مجھے جنت میں داخل کردے، یا یہ کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو اللہ کے نزدیک تمام اعمال سے زیادہ محبوب ہو؟ تو ثوبان رضی اللہ عنہ خاموش رہے، میں نے پھر سوال کیا، وہ پھر بھی خاموش رہے، میں نے تیسری مرتبہ سوال کیا، تو اُنہوں نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً]۔

"تم اللہ کے حضور کثرت سجود کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ کیلئے ایک سجدے پر اللہ تعالی تمہارا ایک درجہ بلند کردیتا ہے، اور تمہارا ایک گناہ تم سے دور کردیتا ہے"۔

معدان کہتے ہیں: پھر میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے یہی سوال کیا، تو اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ (مسلم (۴۸۸))

○ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ صَلَّى الضُّحٰى أَرْبَعًا، وَقَبْلَ الْأُوْلٰى أَرْبَعًا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ"

"جس نے چاشت کے وقت چار رکعت نماز پڑھی، اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، اس کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کردیا جاتا ہے" (المعجم الأوسط للطبرانی، علامه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البانیؒ نے اسے حسن قرار دیا الصحیحة (۲۳۴۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے سُنا:

"مَنْ حَافَظَ عَلٰی أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ"

"جس نے چار رکعت ظہر سے پہلے اور چار رکعت ظہر کے بعد پابندی سے ادا کیں، اللہ تعالیٰ اُسے آگ پر حرام کردیگا". (صحیح سنن ترمذی (۳۵۲)

○ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص ایمان کیساتھ پانچ باتوں کی پابندی کرے، وہ جنت میں داخل ہو جائیگا: جو شخص پانچ نمازوں، انکے وضو، انکے رکوع وسجود اور اوقات کی حفاظت کرے، رمضان کے روزے رکھے، استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرے، اپنے دل کی خوشی سے زکوٰۃ ادا کرے، اور امانت ادا کرے: پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! امانت کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: غسل جنابت کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو اسکے دین کے بارے میں اور کسی چیز پر امین نہیں بنایا"

(امام منذریؒ الترغیب (۱/۲۴۱) میں کہتے ہیں: سے طبرانی نے جید سند کیسا روایت کیا)

○ عُمارہ بن رُوَیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا:

"لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا، يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ"۔

"وہ شخص کبھی جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوسکتا، جس نے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھی، یعنی فجر اور عصر۔" (مسلم (٦٣٤)

○ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس نے دو ٹھنڈے وقت کی نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہو گیا" (متفق علیہ)

○ حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: جس نے پانچ نمازوں کی، اور اُنکے رکوع وسجود، وضو، اور اوقات کی حفاظت کی، اور انہیں اللہ کی طرف سے حق سمجھا، وہ جنت میں داخل ہو گیا، یا فرمایا: اسکے لیے جنت واجب ہو گئی، یا فرمایا: اس پر جہنم حرام ہو گئی"

(امام منذری الترغیب (۱/۲٤۷) میں فرماتے ہیں: اسے احمدؒ نے جید سند کیساتھ روایت کیا، اور اسکے روات صحیح کے رواۃ ہیں).

○ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"خَمْسُ صَلَوٰتٍ كَتَبَهُنَّ اللهُ عَلَى الْعِبَادِ، مَنْ جَآءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ، فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ"

"پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے اپنی بندوں پر فرض کی ہیں، تو جو کوئی یہ نمازیں لیکر آئیگا جبکہ اُس نے انکے حق کو معمولی سمجھتے ہوئے ان میں سے کوئی چیز ضائع نہیں کی ہو، تو اللہ کے ہاں اسکے لیے یہ عہد ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرلے، اور جو انہیں نہیں لاتا، اسکے لیے اللہ کے پاس کوئی عہد نہیں اگر وہ چاہے تو اُسے عذاب دے اور اگر چاہے تو جنت میں داخل کردے" (صحیح سنن نسائی (٤٤٧)

○ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دو خصلتیں عادتیں ایسی ہیں کہ جو کوئی بندہ مسلم انکی پابندی کریگا، جنت میں داخل ہو جائیگا، دونوں انتہائی آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں، ایک تو یہ کہ ہر نماز کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر کہے، یہ زبان پر تو (یومیہ) ڈیڑھ سو ہوئے لیکن میزان پر ڈیڑھ ہزار ہوں گے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری خصلت یہ کہ جب بستر پر لیٹے تو چونتیس (۳۴) دفعہ اللہ اکبر، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہے، یہ کلمات زبان پر تو ایک سو ہوئے لیکن میزان میں ایک ہزار ہونگے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے انہیں شمار کررہے تھے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آسان ہونے کے باوجود ان پر عمل کرنے والے کم ہونگے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سونے کیلئے لیٹتا ہے تو (شیطان) اسکے پاس آکر یہ کلمات کہنے سے پہلے ہی سُلا دیتا ہے، اور نماز میں آکر کام یاد دلاتا ہے تاکہ یہ کلمات ادا نہ کرسکے"

(صحيح سنن أبي داود (٤٢٣٣))

○ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ"

"جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، اسکے جنت میں داخلے سے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہیں" (نسائی نے اسے عمل الیوم واللیلۃ، میں روایت کیا ہے، اور البانیؒ نے صحیح الجامع (۶۴۶۴) میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

○ نعمان بن سالم سے روایت ہے، وہ عمرو بن اوس سے، اور وہ عَنبَسَہ بن أبی سفیان سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا:

"جو بندۂ مسلم روزانہ بارہ رکعت نفل اللہ کیلئے پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسکے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے، یا اسکے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔" [چار رکعات ظہر سے پہلے، دو رکعتین ظہر کے بعد دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد، اور دو رکعتیں فجر سے پہلے]

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سُننے کے بعد میں نے بھی کبھی انہیں ترک نہیں کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عمرو بن اوس کہتے ہیں: عنبسہ سے سُننے کے بعد میں نے بھی کبھی ان رکعات کو نہیں چھوڑا۔

اور نعمان بن سالم کہتے ہیں: عمرو بن اُوس سے سُننے کے بعد سے میں نے بھی یہ رکعات کبھی نہیں چھوڑیں۔ (مسلم (۷۲۸)، ترمذی (۴۱۵)

(بریکٹ والے زائد الفاظ انہی کے ہیں)

○ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: "عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيْلِ اللهِ"

"دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھو سکے گی: وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑے، اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دے" (صحیح سنن ترمذی (۱۳۳۸)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ".

"وہ آدمی جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کی خشیت سے رو پڑے، یہانتک کہ دودھ تھن میں واپس چلا جائے (۱) اور اللہ کی راہ کا گردوغبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہوسکتے" (صحیح سنن ترمذی (۱۳۳۳)

○ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

"جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالی قیامت کے دن اسکے چہرے سے آگ کو ہٹا دیگا" (صحیح سنن ترمذی (۱۵۷۵))

(۱)۔ اسے تعلیق بالمحال کہا جاتا ہے، یعنی کسی چیز کو محال امر کیساتھ معلق کر کے اسکے ناممکن ہونے کو بیان کیا جائے۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے کہا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُكَ وَاُشْھِدُ مَلَائِكَتَكَ وَحَمَلَةَ عَرْشِكَ وَاُشْھِدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ"

"اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں، تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں، حاملین عرش کو گواہ بناتا ہوں، اور آسمان وزمین کے تمام لوگوں کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے، تجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں"

جو شخص ایک مرتبہ یہ کلمات کہے گا، اللہ تعالیٰ اسکے ایک تہائی وجود کو آگ سے آزاد کر دیگا، اور جو دو مرتبہ کہے، اسکے دو تہائی وجود کو آگ سے آزاد کر دیگا، اور جو شخص تین مرتبہ یہ کلمات ادا کرلے، تو اللہ تعالیٰ اُسکے پورے وجود کو آگ سے آزاد کر دیگا

(امام حاکم نے اسے روایت کیا اور صحیح کہا (۵۲۳/۱)، اور ذہبیؒ نے انکی موافقت کی)

○ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب ابن آدم سجدے والی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، تو شیطان الگ ہو کر رونے لگتا ہے، اور کہتا ہے: ہائے میرے بربادی! ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا، اور اُس نے سجدہ کرلیا، لہٰذا اُسکے لیے جنت ہے، اور مجھے بھی سجدے کا حکم ہوا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا، لہٰذا میرے لیے جہنم کی آگ ہے" (مسلم (۸۱)

○ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِيْنٌ مِنَ النَّارِ]

"روزے ڈھال ہیں، اور جہنم سے بچاؤ کیلئے مضبوط قلعہ کا کام دیتے ہیں"۔

(امام احمد نے اسے روایت کیا، اور البانی نے صحیح الجامع (۳۸۸۰) میں اسے حسن کہا)۔

○ عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا، آپ فرمارہے ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے: "اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ"
(روزے آگ سے بچاؤ کی ڈھال ہیں، جیسے تم میں سے کسی شخص کی ڈھال قتال سے بچاؤ کیلئے ہوتی ہے" (اسے امام احمد نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا (۱۵۸٤٤))

○ ابو امامه الباهلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ" (صحيح سنن ترمذى (١٣٢٥)

"جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ اُسکے اور جہنم کے درمیان اتنی بڑی خندق بنا دیتا ہے جتنی آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت ہے"

○ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

"مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا"

"جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اُس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کردیگا" (متفق علیه)

ابو امامه رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کسی ایسے عمل کا حکم دیجئے جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا: "عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ"

"روزے کو لازم پکڑو، کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں"

پھر اسکے بعد ابو امامہ کے گھر میں دن کو دھواں نظر نہ آتا تھا الا یہ کہ کوئی مہمان انکے ہاں آجائے. (اسے ابن حبان (۹۲۹) اور حاکم (۱/۴۲۱) نے روایت کیا، اور صحیح کہا، اور ذہبیؒ نے انکی موافقت کی وصححه الالبانی فی النسائی)

حُریث بن قَبِیصه کا بیان ہے کہ میں مدینہ آیا اور میں نے دُعا کی اے اللہ! مجھے کوئی صالح ہمنشین عطا فرما۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مجھے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کیساتھ بیٹھنے کا موقع ملا تو میں نے اُن سے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ مجھے صالح ہمنشیں عطا فرما، تو آپ مجھے کوئی حدیث سُنا یئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے ہو، ممکن ہے اللہ تعالیٰ اُسکے ذریعے مجھے نفع دے۔

توانہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ"

"بے شک سب سے پہلی چیز جسکے متعلق بندے کا محاسبہ ہوگا، وہ اسکی نماز ہے، اگر اسکی نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگیا، اور اگر نماز فاسد ہوئی تو خائب وخاسر ہوگیا"

(صحيح سنن نسائی (٤٥١)

○ ابو ایوب انصاری ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ"

"اللہ کی عبادت کرواور اسکے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور رشتہ داری کو جوڑو" (متفق علیه)

ھانی ﷺ سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کونسی چیز جنت کی مُوجب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ"

"ہمیشہ اچھی بات کہو، اور خوب کھانا کھلاؤ"

(اسے امام بخاریؒ نے خلق افعال العباد (۲۴۶)، میں اور حاکم نے مستدرک (۱/۲۳)، میں روایت کیا، اور کہا: یہ مستقیم حدیث ہے، اس میں کوئی علت قادحہ نہیں، اور ذہبیؒ نے انکی موافقت کی).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيُقِيمُ الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَصُومُ رَمَضَانَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ، فَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ: مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ وَفِرَارُ يَوْمِ الزَّحْفِ"

"جو شخص اس حال میں آئے کہ اللہ کی عبادت کرتا ہو، اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو، اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو، یقیناً اسکے لیے جنت ہے لوگوں نے پوچھا: کبائر کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کیساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مسلمان نفس کو قتل کرنا، اور لڑائی کے دن میدان جہاد سے فرار اختیار کرنا"

(امام احمد نے اسے جیّد سَنَد کیساتھ روایت کیا (۲۲۹۹۱)

○ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ عَبْدٍ أَتٰى أَخًا لَهُ يَزُورُهُ فِي اللهِ إِلَّا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ، أَنْ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللهُ فِي مَلَكُوتِ عَرْشِهِ: عَبْدِي زَارَ فِيَّ، عَلَيَّ قِرَاهُ، فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِرًى دُونَ الْجَنَّةِ"

"جو بندہ بھی اللہ کی خاطر اپنے کسی بھائی کی زیارت کو جاتا ہے تو آسمان سے ندا لگانے والا ندا لگاتا ہے: تم خوش رہو، اور جنت تم میں خوش آئے، اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کی بادشاہی میں فرماتا ہے: میرے بندے نے میرے خاطر زیارت کی، اور مجھ پر ہی اسکی مہمانی ہے، جبکہ میں اسکے لیے جنت کے سوا اور کسی مہمانی پر راضی نہیں ہوں"

(اسے ابو یعلی نے اپنی سند (۱۰۲۴/۳) میں، اور بزار (۳۸۸/۲) نے روایت کیا، حافظ منذریؒ نے الترغیب (۲۳۹/۳) میں اسکی سند کو جید قرار دیا، اور البانی نے الصحیحۃ میں اسے صحیح قرار دیا)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" مَنْ عَادَ مَرِيْضًا، أَوْزَارَ أَخًا لَهُ فِي اللهِ نَادَاهُ مُنَادٍ : أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا"

"جو شخص کسی مریض کی عیادت، یا اللہ کیلئے اپنے کسی بھائی کی زیارت کو جائے تو ایک منادی اُس پکارتا ہے: تم خوش رہو، اچھا ہو تمہارا چلنا، اور جنت تمہاری منزل ٹھہرے"

(صحیح سنن ترمذی (۱۶۳۳))

○ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

"اِتَّقُوا اللهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيْعُوْا إِذَا أَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ"

"اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو، اور اپنے امیر کی اطاعت کرو، (اگر ان امور کی پابندی کروگے) تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"

[صحیح سنن ترمذی : ۲۰۰۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- دوسرا فائدہ

علم شرعی ایک عظیم نعمت ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اس میں اضافے کا حکم دیا ہے:

﴿ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴾

اور آپ کہیئے: اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما"

اور علم کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز میں اضافے کا حکم نہیں دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم سب سے بڑی نعمت ہے، جہاں تک ایمان کی بات ہے، تو ایمان بھی علم میں داخل ہے۔

امام أحمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اَلْعِلْمُ لَا یُعَادِلُہٗ شَیْءٌ اِذَا اُرِیْدَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ تَعَالٰی]

"جب علم سے مقصود اللہ کی رضا جوئی ہو، تو دوسری کوئی چیز اسکے برابر نہیں"

(کتاب العلم للعثیمین)

کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال میں علم کے فضائل مشہور ومعروف ہیں

علم شرعی کی دو اقسام

یہاں اس بات کا بیان مقصود ہے کہ علم شرعی کی دو اقسام ہیں:

۱۔ کتاب وسنت اور احکام شرعیہ کا ظاہری علم۔

۲۔ کتاب وسنت میں موجود شریعت کے اسرار اور عظیم حکمتوں کا علم۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ان دونوں علوم کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

﴿ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهٗ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ﴾

"اور جب وہ اپنی قوتوں کو پہنچا، تو ہم نے اسے حکمت اور علم سے نوازا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں اللہ تعالیٰ نے علم کا عطف حکم پر ڈالا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ کیلئے چالیس دن تک اخلاص اختیار کرے، تو اسکے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں، اور اسکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں"

(یہ قول مرفوعاً بھی مروی ہے۔ ابو نعیم فی الحلیہ ورزین)

ظاہری علم کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ انسان پانچ چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لے۔

(۱) غور سے سننا۔

(۲) اور اسکے لیے خاموشی اختیار کرنا۔

(۳) اچھی طرح سمجھنا اور اس پر تدبر کرنا۔

(۴) اسے یاد کرنا۔

(۵) اسے لوگوں کے درمیان نشر کرنا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[أَوَّلُ الْعِلْمِ الْاِسْتِمَاعُ ثُمَّ الْاِنْصَاتُ ثُمَّ التَّفَهُّمُ ثُمَّ الْحِفْظُ ثُمَّ نَشْرُهُ]

"علم کی پہلی منزل سننا ہے، پھر اسکے لیے خاموشی اختیار کرنا، پھر اسے سمجھنا، پھر یاد کرنا، اور پھر اسے پھیلانا" (جامع بیان العلم و فضله)

ان تمام باتوں کی دلیل اللہ کی کتاب میں موجود ہے، فرمایا:

﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾

"اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے اچھی طرح سنو، اور خاموش رہو، تاکہ تم رحم کیے جاؤ"۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے سُننے اور خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔

اور فرمایا: ﴿ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴾ "جو وحی کی جاتی ہے اُسے اچھی طرح سُنو"۔

اور فرمایا: ﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ ﴾ کیا یہی لوگ قرآن پر تدبر نہیں کرتے :

﴿ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ ﴾ "کیا انہوں نے بات پر غور نہیں کیا؟"

اور فرمایا: ﴿ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم جلد آپکو پڑھائیں گے، پھر آپ نہ بھولیں گے۔

اور فرمایا: ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ ﴾

(اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کیساتھ دعوت دیجئے)۔

اور ان تمام امور کی اساس اس بات پر ہے کہ وقت کی حفاظت کی جائے، اور معمولی بے فائدہ کاموں سے اجتناب برتا جائے۔

حدیث میں آتا ہے: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ نقصان میں پڑے ہیں: صحت اور فراغت (بخاری)۔

اور اسرار شریعت کا علم پانچ چیزوں سے حاصل ہوتا ہے:

(۱) اتباع سنت۔

(۲) اللہ عزوجل کی طرف دھیان وتوجہ۔

(۳) نفس کو شہوات سے روکنا۔

(۴) نگاہوں کو نیچا رکھنا۔

(۵) اکلِ حلال۔

شجاع الکرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس نے اپنے ظاہر کو اتباع سنت، اور باطن کو مسلسل اللہ کی طرف توجہ سے آباد رکھا، اور اپنے نفس کو شہوات سے روکا، اپنی نگاہ کو حرام دیکھنے سے نیچا رکھا، اور رزق حلال کھایا، اسکی فراست کبھی غلطی نہیں کرتی''۔

فراست ایک لدنی علم ہے جو اللہ تعالیٰ بعض مؤمنین کو عطا فرماتا ہے۔

[اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ]

''مؤمن کی فراست سے بچو، کیونکہ وہ اللہ کے نور کیساتھ دیکھتا ہے'' (ترمذی)

ان پانچ اور کے دلائل بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ﴾
''اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو، اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ، وہ اپنی رحمت سے تمہیں دوگنا اجر دیگا، اور تمہارے لیے نور پیدا کریگا جسکی روشنی میں تم چلوگے، اور تمہارے گناہ معاف کردیگا'' (سورۃ الحدید/ ۲۸)

تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپکی پیروی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے نور عطا فرماتا ہے، اور درحقیقت یہی نورِ علمِ نافع ہے۔

اور فرمایا: ﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ [ابراھیم/ ۱]
''تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں''

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری سنتوں کے ذریعے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتے ہیں۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:
''تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ''.
''میں تمہیں ایسی واضح اور روشن شریعت پر چھوڑے جارہا ہوں جسکی رات اور دن برابر ہیں'' (ابن ماجہ وسندہ صحیح)

تو جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے گا، اور ہر چھوٹی بڑی بات میں آپکی سنت کی پیروی کریگا، وہ گویا نور پر چل رہا ہے لہٰذا اُس پر حقائق کھلتے جائیں گے، اور اسے کھرے کھوٹے کی پہچان ہوجائیگی، اتباعِ سنت کے بہت سے فوائد ہیں جنکا تذکرہ آئندہ فوائد میں کیا جائیگا (ان شاء اللہ)

۲- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾
اور جب وہ اپنی قوتوں کو پہنچا تو ہم نے اُسے حکمت اور علم سے نوازا، اور ہم احسان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنیوالوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں" (یوسف:۲۲)
اس آیت میں اشارہ ہے کہ احسان کے ذریعے انسان پر علوم کے دروازے کھلتے ہیں، اور احسان سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت، ہر حال میں انسان کی توجہ اللہ رب العالمین کی طرف ہو، جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے کیا تھا، کہ جب انہیں اُس عورت نے بہکانے کی کوشش کی، جسکے گھر میں آپ رہتے تھے، تو انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! اور فوراً اللہ کی عظمت وجلال اور اسکی انشانیوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَاتَّقُوا اللهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللهُ ﴾ (البقرۃ/۲۸۲)
اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے"۔

اور تقویٰ مراقبے کا ہی دوسرا نام ہے۔

حدیث میں آتا ہے: "أَفْضَلُ الْإِيْمَانِ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ اللهَ مَعَكَ حَيْثُمَا كُنْتَ "
"افضل ترین ایمان یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے"

(طبرانی فی مسند الشامیین ١٤١٦)وکنز العمال وضعفه الالبانی)۔

جب کوئی بندہ یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ ہے، تو گویا اُس نے حقیقی علم پالیا۔
حدیث میں آتا ہے: تین چیزیں جس میں پائی گئیں اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا...... ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس نے اپنے نفس کو تزکیہ کر لیا، پوچھا گیا: کوئی شخص اپنا تزکیہ کیسے کر سکتا ہے؟ فرمایا: یہ جان لے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو، اللہ اُسکے ساتھ ہے۔ (ابن کثیر فی سورۃ الحدید)

ایمان تصدیق کو کہتے ہیں، اور تصدیق علم ہے، لہٰذا مراقبہ علم بھی ہے، اور علم کا سبب بھی۔

علم کی تین اقسام ہیں:

روایت، درایت، اور رعایت "فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا" اور مراقبہ علم رعایت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰهُ وَأَضَلَّهُ اللهُ عَلٰى عِلْمٍ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ﴾ (الجاثیۃ/۲۳)

"کیا پھر آپ نے اُسے دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا؟ اور اللہ نے اسے گمراہ کردیا جبکہ اسے (حق کا) علم تھا اور اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگادی اور اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، پھر کون ہے جو اللہ کے بعد اسے ہدایت دے؟"۔

خواہشات نفس کی پیروی سے انسان کے قلب ونظر پر پردے حائل ہوجاتے ہیں اور انسان کو خواہشات کے سوا نہ کچھ نظر آتا ہے، نہ سنائی دیتا ہے اور نہ سمجھائی دیتا ہے، پھر بھلا ایسے شخص کو ہدایت ومعرفت اور علم صحیح کیونکر نصیب ہوسکتا ہے۔

علم کی راہیں تین ہیں، غوروفکر، استماع، نظر، جبکہ اس مسکین پر یہ تمام راہیں مسدود ہوچکی ہوتی ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

صحیح علم سے ہٹ جانے والے گمراہ عالم کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾.

"اور اس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی، تو اُسکی مثال کتے کی سی ہے"

تو ایسا عالم بھی کتے کی طرح جاہل وحریص بن جاتا ہے۔

اور لوط علیہ السلام کے قصے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ بلکہ تم لوگ تو جہالت کے کام کرتے ہو" (النمل/۵۵)

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو جاہل قرار دیا، کیونکہ وہ لوگ خواہشات نفس کے پیروکار تھے، بدترین جہالت ہے۔

لہٰذا جو شخص اللہ کی خاطر خواہشات نفس کو ترک کردے، تو اللہ تعالی اُسے بے مثال علم سے نوازتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

٤- ایک حسن درجے کی حدیث میں آتا ہے:

[اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ، فَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ] .

"(غیر محرم عورت پر) نظر ڈالنا ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، تو جو کوئی اسے میرے خوف سے ترک کردیگا، میں اسکے بدلے اُسے ایسا ایمان عطا کرونگا جسکی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کریگا"

(اسے خلال اور اصحاب السنن نے روایت کیا ہے، اور شیخ الاسلام نے حسن قرار دیا ہے)

اور ایمان فضل ترین علم ہے۔

○ ابن قیم رحمہ اللہ نگاہیں نیچی رکھنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ایسے شخص پر علم و معرفت کے دروازے کھل جاتے ہیں، کیونکہ بدل، بھی عمل کی جنس سے ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص حرام سے اپنی آنکھیں موندلے، اللہ تعالیٰ اسکے دل کی آنکھیں کھول دیتا ہے، اور اُسے ایسے ایسے بعید دقائق اور اسرار دکھائی دیتے ہیں جو اسکے لیے دنیا ومافیہا سے بہتر ہوتے ہیں۔

نگاہ نیچی رکھنے سے دل منور اور مضبوط ہوتا ہے، جبکہ آجکل کے دور میں نگاہیں نیچی رکھنا اور بھی زیادہ مشکل ہے کیونکہ ہر طرف نت نئے فتنے اور فحاشی و بے حیائی کے مظاہر پھیل چکے ہیں، ہم تمام فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور اللہ ہی سے مدد کے طلبگار رہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (النور/۳۰)

"(اے نبی!) آپ مؤمن مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ بات انکے لیے بہت زیادہ تزکیے کا باعث ہے، جو کچھ یہ کرتے ہیں، بلاشبہ اللہ اس سے خوب باخبر ہے"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے سے مؤمن کو بہت زبردست تزکیہ حاصل ہوتا ہے، جبکہ علوم شرعیہ اور اُسرار قرآنیہ تو پاکیزہ اور صاف ستھرے نفوس پر ہی کھلتے ہیں، نہ کہ خبیث و پلید نفوس پر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرکشی رحمہ اللہ اپنی کتاب "البرھان" میں فرماتے ہیں :

"بے شک قرآن کا علم اور اسکے اسرار اُس شخص پر نہیں کھلتے جسکے دل میں دنیا کی محبت ہو، جیسا کہ آئندہ ابحاث میں ہم اسکی تفصیل بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور تمام خواہشات نفس کی بنیاد دنیا کی محبت ہے۔

۵۔ رزق حلال انسان کیلئے علم صحیح اور عمل صالح کے حصول میں مددگار ثابت ہوتا ہے، اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (المؤمنون : ۵۱)

"اے رسولوں کی جماعت! پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو، تم جو عمل کرتے ہو، یقیناً میں اُس سے خوب واقف ہوں"

یہاں اللہ تعالیٰ نے اکلِ حلال او عمل صالح کو جمع کیا ہے، کیونکہ اکل حلال عمل صالح کیلئے مددگار ہوتا ہے، جیسا کہ سھل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَنْ أَكَلَ الْحَرَامَ عَصَى اللهَ شَاءَ أَمْ أَبَى، وَمَنْ أَكَلَ الْحَلَالَ أَطَاعَ اللهَ شَاءَ أَمْ أَبَى"

"جو حرام کھائے گا، وہ اللہ کی نافرمانی کریگا، خواہ چاہے یا نہ چاہے، اور جو حلال کھائے گا، وہ اللہ کی اطاعت کریگا، خواہ چاہے یا نہ چاہے" [الدین الخالص: ۵، ابن کثیر]

حرام کھانے سے دل میں میل اور نجاست پیدا ہوتی ہے، پھر بھلا اسے دل میں دینی علوم اور ربانی اسرار کیونکر جگہ پاسکتے ہیں۔

یقیناً جس گوشت نے حرام سے نشو ونما پائی ہو، آگ اُسکی زیادہ مستحق ہے، ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال وحرام اور مشتبہات کا تذکرہ کرنے کے بعد آخر میں فرمایا: [أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ] (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(سن لو! بلاشبہ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ایسا بھی ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا جسم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیک ہو جاتا ہے، اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سُن لو کہ وہ دل ہے).

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ حلال کھانے سے دل کی اصلاح ہوتی ہے، اور حرام ومشتبہ چیزیں کھانے سے دل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اور جب دل کی اصلاح ہو جائے تو اس پر انوار الٰہی اترنے لگتے ہیں، حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں، اور اسرار کُھلتے چلے جاتے ہیں، اور اگر دل ہی فاسد ہو تو اسکے حصے میں غم و پریشانی، حیرت واضطراب، حسرت ویاس اور جہنم کی آگ یہ آتی ہے. (العیاذ باللہ)

ہمارے زمانے میں **تین علوم مفقود ہیں: (۱) علم خشوع (۲) اللہ عزوجل کے علم کا علم (۳) علم تدبر قرآن۔**

ا۔ اللہ رب العالمین کیلیے تواضع اور خشوع کا علم انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اسی کے ذریعے سے انسان پر معرفت وایمان کے دروازے کُھلتے ہیں، اور مؤمن اپنے ایمان میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

خشوع ایک وسیع چیز ہے جسکا تعلق بیٹھنے، اٹھنے، چلنے اور سوار ہونے سے بھی ہے، اور لباس وکلام، نماز نظر اور لوگوں کی ملاقات سے بھی۔

خشوع اگرچہ دل میں ہوتا ہے، البتہ اسکا اثر جسم پر ظاہر ہوتا ہے۔

○ امام طبرانی رحمہ اللہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَوَّلُ شَيْءٍ يُرْفَعُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْخُشُوْعُ، حَتّٰى لَا تَرٰى فِيْهَا خَاشِعًا]

(صحیح الجامع ۲۵٦۹)

سب سے پہلی چیز اس امت سے اٹھائی جائیگی، وہ خشوع ہوگا، یہانتک کہ تم ان میں ایک بھی خشوع رکھنے والا نہ دیکھو گے۔

اور امام ترمذی "(۲/۹۳) میں روایت ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جبیر بن نفیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ابودرداء نے سچ کہا ہے، اگر تم چاہو تو میں اُس علم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں بتلاؤں جو سب سے پہلے لوگوں سے اٹھایا جائیگا: وہ خشوع ہے، قریب ہے کہ تم ایک جامع مسجد میں داخل ہو، اور اُس میں ایک بھی خشوع رکھنے والے آدمی کو نہ دیکھو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، اور ابو درداء وعبادہ رضی اللہ عنہما کی بات سچی ثابت ہوئی ہے، اور خشوع ہم سے رخصت ہو چکا ہے، نہ یہ نماز میں نظر آتا ہے اور نہ ہی دیگر امور میں، حالانکہ یہ تو مؤمنین کی صفات میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ".

۱۔ آپ علیہ السلام بستر پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتے تھے، نہ آلتی پالتی مار کے کھانے کیلئے بیٹھتے، اور نہ ہی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے تھے، اس طرح میز پر بھی کھانا نہیں کھاتے تھے۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: لَا آكُلُ مُتَّكِئًا (میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا) (متفق علیہ)

بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

"مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا" یہ سب اللہ رب العالمین کیلئے تواضع کی وجہ سے تھا۔ (مشکاۃ ۲/۳۶۳)

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ"

"میں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے، اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے، کیونکہ میں بھی تو غلام ہی ہوں"

(شرح السنة، صحيح الجامع مشكوٰة (۵۲۱/۲)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلنے لگیں۔

میرے پاس ایک فرشتہ آیا جسکا نیفہ کعبے کے برابر تھا، اور اس نے کہا: آپکا رب آپکو سلام بھیجتا ہے، اور فرماتے ہیں: اگر تم چاہو تو غلاموں کی طرح رہنے والے نبی بنو، اور اگر چاہو تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کرنے والے نبی بنو۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے جبریل علیہ السلام کی جانب دیکھا، تو اُنہوں نے مجھے تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مشورے کیلئے جبریل علیہ السلام کی طرف التفات کیا، تو جبریل نے اپنے ہاتھ سے تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔

تو آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا: میں غلاموں کی طرح رہنے والا نبی بننا چاہتا ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے، اور فرمایا کرتے: میں غلاموں کی طرح کھاتا ہوں، اور غلاموں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ ۲/۵۲۱)

اسی طرح کھانے کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تواضع کیساتھ بیٹھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات مسجد میں پیٹھ اور پنڈلیاں کسی کپڑے سے باندھ کر بیٹھا کرتے تھے، علاوہ ازیں قَیلَہ بنت مَخرَمہ کی حدیث میں آتا ہے:

"أَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ"

"اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دیکھا جبکہ آپ اُکڑوں بیٹھے ہوئے تھے، فرماتی ہیں: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ خشوع دیکھا تو میں خوف سے کانپنے لگی"

(اسے ابوداود نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا ہے، دیکھیے مشکوٰۃ ۲/۴۰۴)

جو شخص اللہ کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے، لوگ بھی اُس سے خوف کھاتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ، وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا"

"کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کو اسکی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے، بلکہ مجلس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسعت اور کشادگی پیدا کر کے بیٹھ جایا کرو" (متفق علیه)
کیونکہ کسی کو اٹھا کر اُسکی جگہ بیٹھ جانا اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے مترادف ہے، للہذا آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

۲۔اسی طرح چلنے پھرنے میں خشوع اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھک کر چلتے تھے، گویا ڈھلوان کی طرف اُتر رہے ہوں۔(ترمذی)
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" مَنْ تَعَظَّمَ فِيْ نَفْسِهٖ أَوِ اخْتَالَ فِيْ مِشْيَتِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ "

(صحيح الجامع)

"جس نے اپنے نفس کو بڑا جانا، یا اپنی چال میں تکبر اختیار کیا، وہ اللہ سے اسی حال میں ملے گا کہ اللہ اُس پر ناراض ہوگا".

اسی طرح آپ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ وَقَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ خُسِفَ بِهِ الْأَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" [متفق عليه عن أبى هريرة رضى الله عنه]

"ایک آدمی دو چادروں میں تکبرانہ چال چل رہا تھا، اور اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھ رہا تھا، کہ یکا یک زمین میں دھنسا دیا گیا، اور قیامت تک وہ زمین میں دھنستا چلا جائیگا".

اور ترمذی (۲/۲۵٦) کی ایک حدیث میں صحیح سند کیساتھ منقول ہے:

" إِذَا مَشَتْ أُمَّتِيْ الْمُطَيْطَاءَ وَخَدَمَتْهُمْ اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ أَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰى خِيَارِهَا"

"جب میری امت ہاتھوں کو پھیلا کر مغرورانہ چال چلے گی، اور بادشاہوں کے بیٹے یعنی فارس وروم کے باشندے اُنکی خدمت کریں گے، تو اللہ تعالی اس امت کے بدترین لوگوں کو بہترین لوگوں پر مسلط کردیگا" **مطیطاء** یہ ہے کہ انسان تکبر کیساتھ ہاتھ پھیلا کر، اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں غیر معمولی حرکت دیکر اور تو ند نکال کر چلے۔

تدبر کیجئے کہ کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وفعل کے ذریعے ہمیں چلنے کے آداب اور خشوع وتواضع سکھا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور اپنے دین کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دے! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بھی ناپسند تھی کہ لوگ آپ کے پیچھے روانہ ہو جائیں لیکن (اسکے ساتھ) دائیں اور بائیں طرف سے چلنا پسند تھا (کیونکہ اس سے دل میں تکبر نہیں آتا) (الصحیحہ ۱۲۳۰)

اور چلتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے آگے آگے چلتے تھے، اور آپکی پیٹھ مبارک کو فرشتوں کیلئے چھوڑ دیتے تھے۔ (الصحیحة (۲۰۸۷) ..

۳- سواری میں خشوع کی تعلیم

امام احمد رحمہ اللہ الزھد (۲۰) میں عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے ادنیٰ لباس پہنا، بکری کو باندھا (یعنی دوہنے کیلئے)، گدھے پر سواری کی، کمتر آدمی یا غلام کی دعوت قبول کی، اُس پر تکبر بالکل بھی نہیں لکھا گیا" اسکی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن یہ حدیث فی نفسہ صحیح ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ (۲۲۱۸) میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْأَسْوَاقِ وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا"

"اس شخص میں تکبر نہیں جسکے ساتھ اسکا خادم کھانا کھائے، اور جو بازاروں میں گدھے پر سواری کرے، اور بکری باندھ کر اسکا دودھ دوہے۔

اور الرحیق المختوم (۵۴۸) میں آتا ہے: اس دوران اللہ کے بخشے ہوئے اعزاز فتح پر فرط تواضع سے آپ ﷺ نے اپنا سر جھکا رکھا تھا، یہاں تک کہ داڑھی کے بال کجاوے کی لکڑی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جا لگ رہے تھے"

○ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رکھنے کیلئے لوگوں کو دھکیلا جاتا تھا اور نہ مارا جاتا تھا۔ [الصحیحة :۲۱۰۷]

ایک دوسری حدیث میں قدامہ بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ عَلٰی بَعِیْرٍ لَاضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَیْکَ اِلَیْکَ " (شرح السنة،/مشکوٰۃ ۱/ ۲۲۸)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ ایک اونٹ پر سوار ہو کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے، وہاں نہ کسی کو مارا جا رہا تھا، نہ دھکیلا جا رہا تھا، اور نہ ہی ہٹو بچو کی صدائیں تھیں"

○ ثمامہ سے روایت ہے: " حَجَّ أَنَسٌ عَلٰی رَحْلٍ وَلَمْ یَکُنْ شَحِیْحًا وَحَدَّثَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ وَکَانَتْ زَامِلَتَہٗ"

(بخاری ۱/ ۲۰۵)

(انس رضی اللہ عنہ نے لکڑی کے پالان پر ہی حج کیا حالانکہ وہ بخیل نہ تھے اور ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پالان پر ہی حج کیا اور آپ کا سامان وطعام بھی اسی سواری پر تھا۔ (یعنی سامان کیلئے الگ سواری نہ رکھی تھی اور نہ ہی بیٹھنے کیلئے کوئی قسم کا ھودج تھا بلکہ سادہ سا پالان ہی تھا اور اس کی وجہ کوئی بخیلی نہ تھی بلکہ عاجزی وانکساری تھی)

۴۔لباس میں خشوع اور تواضع اختیار کرنا۔

اس حوالے سے بہت سی احادیث وآثار ملتے ہیں: جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

امام حاکم، ترمذی، اور احمد (۴۳۹/۳) نے انس الجھنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ، وَفِي رِوَايَةٍ : لُبْسَ ثَوْبَ جَمَالٍ. تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا"

"جس نے کوئی لباس (اور ایک روایت کے مطابق زیب وزینت کا لباس) اللہ کیلئے تواضع اختیا کرتے ہوئے ترک کر دیا، حالانکہ وہ اسکے حصول پر قادر تھا، اللہ تعالی اُسے قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا، اور یہ اختیار دیگا کہ ایمان کے لباسوں میں سے جو چاہے پہن لے"

(اس سے مراد جنت کا وہ لباس ہیں جو اہل ایمان پہنیں گے)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: [أَلَا تَسْمَعُوْنَ ؟ أَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ]. (ابو داؤد (٤١٦١))

"کیا تم سنتے نہیں؟ کیا تم سنتے نہیں؟ بے شک سادگی ایمان میں سے ہے، بیشک سادگی ایمان میں سے ہے" (ابوداؤد (۴۱۶۱))

سادگی کو ایمان میں سے قرار دینے میں ایک عجیب نکتہ ہے، وہ یہ کہ جب کوئی بندہ لباس فاخرہ کی قدرت کے باوجود سادگی اختیار کرتا ہے تو یہ عمل اللہ تعالیٰ سے دیا اور اسکے لیے تواضع کی دلیل ہے، اور اپنے عام معاملات میں اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہی تو ایمان کی علامت ہے۔

اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار، قمیص اور عمامہ اور ریشم پہننے، اور شہرت کا لباس پہننے سے منع فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ الشُّهْرَةِ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ]

"جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، قیامت کے دن اللہ تعالی اُسے ذلت کا لباس پہنائے گا" (اسے اصحاب سنن نے روایت کیا)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو سونا پہننے سے منع فرمایا، کیونکہ یہ تواضع اور عبودیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے منافی ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ حُلَّةٍ لَهُ يَنْظُرُ فِيْ عِطْفَيْهِ، إِذْ خَسَفَ اللهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا إِلَى الْقِيَامَةِ" (الصحيحة (١٥٠٧)

"ایک شخص اپنا (خوبصورت) جوڑا پہنے متکبرانہ چال چل رہا تھا کہ یکا یک اللہ تعالیٰ نے اُسے زمین میں دھنسادیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائیگا"

قارون بھی جب زیب وزینت کیساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تھا تو اُسکے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾.

"پھر ہم نے اُسے اور اسکے گھر کو زمین میں دھنسادیا"

تکبر کرنے اور اترانے والوں کیلئے دھنسادینے کی سزاء ہی موزوں ہے" (والعياذ بالله)

۵۔ بات چیت میں خشوع اور تواضع

یہ بھی انتہائی اہم اور ضروری ہے، جو شخص اس سے غافل رہا، وہ تباہ وبرباد ہوگیا۔ علماء کرام کہتے ہیں: ہر مؤمن کو چاہیئے کہ وہ میں میرے پاس اور میرے لیے جیسے الفاظ سے اجتناب کرے، کیونکہ میں تو ابلیس کا کلمہ ہے، " قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ"

اُس نے کہا: "میں اس سے بہتر ہوں"، اور میرے پاس" قارون کا کلمہ ہے، جب اُس نے کہا: عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ میرے پاس موجود علم کی وجہ سے مجھے دولت ملی ہے" اور "میرے لیے" فرعون کی بکواسات میں سے ہے، کیونکہ اُس نے کہا تھا:

"أَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ".

"کیا میرے لیے مصر کی بادشاہت اور یہ نہریں نہیں ہیں، کہ جو میرے نیچے سے بہتی ہیں"

ایک حدیث میں آتا ہے کہ "موسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوا: کیا آپ کسی ایسے شخص کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں۔
کیونکہ اُنہوں نے اپنا علم اللہ کی طرف نہیں لوٹایا (یعنی واللہ اُعلم نہیں کہا) اس لیے اللہ تعالی نے انکی سرزش کی، اور فرمایا: کیوں نہیں! میرا ایک بندہ خضر ہے.. الحدیث (بخاری)
صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو آہستہ سے کچھ کہتے تھے جو میں سمجھ نہیں پاتا تھا، اور نہ ہی آپ ہمیں اسکے بارے میں کچھ بتلاتے تھے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے کچھ محسوس کیا ہے؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک نبی کا خیال آیا کہ جنہیں اپنی میں سے زبردست لشکر عطا کیے گئے تھے۔

اور ایک روایت کے مطابق اُنہیں اپنی امت پر ناز ہوا۔
تو اُنہوں نے کہا: اس لشکر کی ہمسری کون کرسکتا ہے؟ وحی نازل فرمائی کہ اپنی قوم کیلئے تین باتوں میں اسے ایک بات اختیار کرلو: یا تو ہم کسی دوسری قوم سے تعلق رکھنے والا دشمن ان پر مسلط کردیں یا انہیں بھوک سے دوچار کریں، یا موت کا عذاب چکھائیں۔
اُس نبی نے اسے بارے میں اپنی قوم سے مشورہ کیا، تو قوم نے جواب دیا: آپ اللہ کے نبی ہیں، جو چاہیں ہمارے لیے پسند کرلیں۔
تو وہ نماز کیلئے کھڑے ہوگئے، انبیاء کرام جب بھی گھبراہٹ کا شکار ہوتے تو فوراً نماز کی طرف لپکتے تھے، پھر جتنا اللہ نے چاہا اُنہوں نے نماز پڑھی اور اللہ سے دُعا مانگی: اے میرے رب! جہاں تک دشمن کا معاملہ ہے تو غیر دشمن کو ہم پر مسلط مت فرمانا، اور ہمیں بھوک سے دوچار بھی نہ کرنا، البتہ موت ہمارے لیے قابلِ قبول ہے۔
لہٰذا اللہ تعالی نے اُن پر موت مسلط کردی اور ایک دن میں انکے ستر ہزار لوگ فوت ہوگئے۔
اس وجہ سے میں زیر لب یہ دُعا پڑھتا ہوں: " اَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَوِلُ وَبِكَ أُصَوِلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ (وَفِي رِوَايَةٍ) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ"
"اے اللہ! تیری توفیق سے ہی میں چلتا پھرتا ہوں تیری مدد سے ہی میں دشمن پر چڑھائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوں، اور تیری نصرت کے سہارے ہی دشمن سے لڑتا ہوں۔" (اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں)، "تیری توفیق کے بغیر مجھے کوئی قدرت اور قوت حاصل نہیں"

(الصحيحة (٢٤٥٩))

یہ حدیث قولی اور قلبی خشوع پر دلالت کرتی ہے، لہٰذا اگر کسی بات میں خود پسندی اور فخر کا شائبہ بھی ہو تو اُس سے اجتناب لازم ہے۔

قتادہ سے روایت ہے کہ ایک دن اُنہوں نے کہا: میں کبھی کچھ نہیں بھولتا۔ تو اُس دن وہ اپنے جوتے ہی بھول گئے حالانکہ وہ انکے ہاتھ میں تھے، اور اپنے شاگرد سے کہنے لگے: میرے جوتے کہاں ہیں؟ شاگرد نے کہا: آپکے ہاتھ میں تو ہیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لَا حِجَابَ أَغْلَظُ مِنَ الدَّعْوٰى، وَلَا طَرِيْقَ أَقْرَبُ مِنَ الْفَقْرِ إِلَيْهِ" اللہ سے دور کرنے کیلئے دعوے سے زیادہ موٹا حجاب اور کوئی نہیں، اور رب تعالیٰ کے سامنے عاجزی وفقر کے اظہار سے زیادہ اسکی طرف قریب کرنے کا کوئی راستہ نہیں" (مدارج)

اسی لیے شریعت نے ہمیں ہر بات میں ان شاء اللہ کہنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ ﴾ [الكهف:٢٣]

"اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کردوں گا، مگر (انشاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) اللہ چاہے (کردوں گا)"

۶۔ نماز میں خشوع۔

یہ بھی انتہائی ضروری ہے، بلکہ جس نماز میں خشوع نہ ہو، وہ کسی گنتی میں ہی نہیں، کیونکہ خشوع نماز کی روح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾ (المومنون: ١)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یقیناً مؤمن فلاح پاگئے، جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں" لہٰذا جس شخص میں خشوع نہیں، اسکی کوئی نماز نہیں۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "مَامِنْ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْئَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ" (مسلم)

جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آجائے، اور وہ اچھی طرح وضو کرلے، اور بہترین خشوع اور رکوع کیساتھ نماز ادا کرے، تو یہ نماز اسکے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، جب تک کہ وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور ایسا ہمیشہ ہوتا ہے (یعنی ہر نماز سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے) (مسلم)

نماز میں خشوع کی تفصیل پہلی جلد کے فائدہ نمبر (۵۷) میں گذر چکی ہے۔

۷۔ نظر میں خشوع

نگاہوں کا خشوع یہ ہے کہ بلا ضرورت دائیں بائیں نہ دیکھے، بلا فائدہ چیزوں کو نہ تکتا رہے، کیونکہ فضول دیکھنا بھی مضر ہے، جیسا کہ فضول بات چیت نقصان دہ ہے، سلف صالحین فضول دیکھنے کو ناپسند کرتے تھے، بعض نے تو امیروں کے محلات کی طرف پسندیدگی سے دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ﴾ (طٰہٰ/۱۳۱)

"اور (اے نبی!) ان چیزوں کی طرف آپ اپنی نگاہیں اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو دنیاوی زندگی کی آرائش کی ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دے رکھی ہیں تا کہ ہم انہیں انکے ذریعے سے آزمائیں"۔

○ محمد بن عبد اللہ العابد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص فضول نظر ترک کردے، اُسے خشوع کی توفیق ملتی ہے، جو تکبر چھوڑ دے، اُسے تواضع نصیب ہوتا ہے، جو فضول کلام کو خیر باد کہہ دے، وہ حکمت سے نوازا جاتا ہے، جو ضرورت سے زائد کھانا چھوڑ دے، اسے عبادت کی مٹھاس حاصل ہوتی ہے، جو مزاح کرنا ترک کردے اُسے رونق عطا کی جاتی ہے، جو ہنسنا چھوڑ دے، اُسے ہیبت ملتی ہے، جو لوگوں سے طمع ولالچ نہ رکھے وہ لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے، جو لوگوں کی جاسوسی سے باز آجائے اُسے اپنے عیوب کی اصلاح کرنے کی توفیق ملتی ہے، جو اللہ کی صفات میں وہم کو ترک کردے، اُسے شک اور نفاق سے نجات کی توفیق سے نوازا جاتا ہے'' (یہ انتہائی پیارا کلام ہے) (التنبیه ۱/۲۱۵)

پہلی جلد کے خوف سے متعلق فائدے میں بھی یہ گذر چکا ہے، دیکھئے فائدہ نمبر (۶۰)

فضول نظر ترک کرنے سے خشوع پیدا ہوتا ہے، نماز میں نگاہیں جھکا کر رکھنا تواضع ہے، اور بڑوں کے سامنے نگاہیں جھکانا حیا کی علامت ہے۔

۸۔ لوگوں سے ملاقات میں خشوع اور تواضع

خندہ پیشانی کیساتھ لوگوں سے ملنا، اور انکی خدمت پر کمربستہ رہنا خشوع اور تواضع کا لازمی جزء ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝﴾. (لقمٰن/۱۸، ۱۹)

''اور تو لوگوں سے بے رُخی نہ کر اور زمین میں اکڑ کر مت چل، بے شک اللہ تعالی ہر مغرور، ڈینگیں مارنے والے کو پسند نہیں کرتا، اور تو اپنی چال درمیانی رکھ، اور اپنی آواز دھیمی رکھ، کیونکہ (اُونچی آواز گدھوں کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات پر تدبر کیجئے ان میں مذکور تمام آداب کا متعلق تواضع سے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے متواضع تھے کہ بوڑھی خواتین کے ساتھ چل پڑتے، اور اُنکے کام کاج کر دیتے تھے، یہانتک کہ ایک لونڈی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپکو ساتھ لے جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے فرماتے: جس گلی میں چاہو، مجھے لے جاؤ تا کہ میں تمہاری ضرورت پوری کر سکوں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کیساتھ عزت سے پیش آتے، جس کسی سے مصافحہ کرتے، تو اپنا ہاتھ مبارک نہیں چھڑواتے تھے، یہانتک کہ وہ خود چھوڑ دے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت مندوں سے حجاب نہیں کرتے تھے، البتہ یہاں اس بات کا بیان کرنا ضروری ہے کہ فضول قسم کے لوگوں اور وقت ضائع کرنے والوں سے اجتناب کرنا، اور الگ تھلگ رہنا لازم ہے۔

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "سلام کی ابتدا کرنے والا تکبر سے بری ہے" (شعب الایمان للبیھقی مشکوۃ: ۲/)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ خشوع اور تواضع کا بے حد اہتمام کیا کرتے تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے سے فرمایا: میرا سر اپنی ران کے بجائے زمین پر رکھو، اور فرمایا: اگر عمر کی بخشش نہ ہوئی تو اسکے لیے ہلاکت ہے۔ (بخاری، الہدایہ)

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا:

"يَا عُمَرُ أَنْتَ الَّذِيْ كُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ وَيَضْرِبُكَ الْخَطَّابُ فَصِرْتَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ".

"اے عمر! تُو تو وہی ہے جو بکریاں چرایا کرتا تھا، اور خطاب تیری پٹائی کیا کرتا تھا، اور اب تو امیر المؤمنین بن گیا ہے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نے کہا: یہ کیا کیا ہے؟ آپ اپنے عیب کیوں اُچھال رہے ہیں؟
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خود پسندی کو زائل کرنے کیلئے ایسا کیا ہے۔
امام احمد رحمہ اللہ اپنی کتاب الزھد (۲۲۸)" میں عبداللہ بن حنظلہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے بازار میں سے گذر رہے تھے، کسی نے اُن سے کہا: کیا اللہ تعالی نے آپکو اس سے غنی نہیں کر دیا؟ تو فرمایا: کیوں نہیں، لیکن میں اس طرح تکبر کو دفع کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا، آپ فرما رہے تھے: جس کے دل میں ایک رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
دیکھئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اس حوالے سے کتنا اہتمام کیا کرتے تھے۔
خشوع یہ ہے کہ انسان کا دل بھرپور توجہ، اور کامل خضوع وانقیاد کیساتھ اللہ کے حضور پیش ہو جائے، اور اعضاء وجوارح پر اسکا اثر ظاہر ہو۔

خشوع کی دو اقسام ہیں: خشوع نفاق، اور خشوع ایمان

منافقانہ خشوع یہ ہے کہ جسم پر تو خشوع ظاہر ہو، لیکن دل میں فسق وفجور ہو۔
اور ایمانی خشوع یہ ہے کہ انسان دل و جان کیساتھ اللہ کے حضور مطیع ومنقاد ہو جائے۔
۲۔ اللہ عزوجل کے علم کا علم۔
یعنی انسان اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ اللہ تعالی زمین وآسمان کی ہر چیز سے واقف ہے، وہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے، اور اُسے ہر چیز کی خبر ہے، اور اس بات کو انسان ہمیشہ اپنے ذہن میں مستحضر رکھے۔
یہ افضل ترین ایمان ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:
"أَفْضَلُ الْإِيمَانِ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ اللهَ مَعَكَ حَيْثُمَا كُنْتَ"
"افضل ترین ایمان یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں کئی مقامات پر اس علم کا تذکرہ فرمایا ہے، جب کہ فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ، لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴾

(الطلاق/١٢)

"اللہ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی اتنی ہی، ان کے درمیان اس کا حکم نازل ہوتا ہے، تا کہ تم جان لو کہ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے، اور بلاشبہ اللہ نے (اپنے) علم سے ہر شے کا احاطہ کر رکھا ہے"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات اور احکامات کی غرض وغایت بیان فرماتی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور علم محیط کو جان لیں، معلوم ہوا کہ یہ علم بھی انتہائی اہم ہے کیونکہ اسی کیلئے آسمان وزمین پیدا کیے گئے، اور احکامات نازل ہوئے۔

نیز فرمایا: ﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ، ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ (المآئدۃ/٩٧)

"کعبہ جو حرمت والا گھر ہے، اللہ نے اسے لوگوں کے قیام کا ذریعہ بتایا ہے، اور حرمت والے مہینے اور حرام والی قربانی اور پٹوں والے جانوروں کو بھی حرمت دی ہے، یہ اس لیے کہ تم جان لو کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور یہ کہ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے وسیع علم کی پہچان کو شرعی احکامات کی غایت قرار دیا ہے۔

اور فرمایا: ﴿ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴾

"کیا وہ نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ دیکھ رہا ہے"

اور فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَبِيْرٌ ۝﴾ [الروم : ٢٩].
”کیاتم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالی رات کودن میں داخل کرتا ہے،اوردن کورات میں داخل کرتا ہے،اوراُس نے سورج اور چاندکومسخرکررکھا ہے،کہ اُن میں سے ہرایک،ایک مقررہ وقت تک کیلئے چل رہا ہے،اوریقیناًاللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے“

نیزفرمایا: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝﴾“
”اورتم جہاں بھی ہو،وہ تمہارے ساتھ ہے،اورتم جوعمل کرتے ہو،اللہ اُن کوخوب دیکھنے والا ہے“ (الحديد/٤)

اورفرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾. (المجادلة/٧)
”کیا آپ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ جانتا ہے جوکچھ آسمانوں میں ہے اور جوکچھ زمین میں ہے،تین (افراد) کی کوئی سرگوشی نہیں ہوتی،مگروہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ آدمیوں کی،مگروہ ان میں چھٹا،ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ،مگروہ ان کیساتھ ہوتا ہے،جہاں کہیں بھی وہ ہوں،پھروہ روزِقیامت انہیں بتلائے گا جوانہوں نے عمل کیے تھے،بیشک اللہ ہرچیزکوخوب جانتا ہے“.

نیزفرمایا: ﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾. [يونس/٦١]
”اور(اے نبی!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہیں اوراللہ کی طرف سے نازل قرآن میں سے جوکچھ بھی پڑھتے ہیں،اورتم لوگ جوبھی عمل کرتے ہو،اس وقت ہم تمہیں دیکھ رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو: اور نہیں پوشیدہ آپکے پروردگار سے ذرہ برابر چیز بھی زمین میں، اور نہ آسمان میں، نہ اس سے چھوٹی چیز اور نہ بڑی، مگر کتاب مبین میں (لکھی ہوئی) ہے"

یہ ایسی آیت ہے جو خوف الٰہی رکھنے والے مؤمنین کے رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے۔

یہ تمام آیات اللہ تعالیٰ سے حیا پیدا کرتی ہیں اور انسان میں اپنا محاسبہ کرنے کا جذبہ ابھارتی ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾

[سبا : ۳]

"آپ کہہ دیجئے! کیوں نہیں، میرے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے! (قیامت) تمہارے پاس آ کر رہے گی، اس سے پوشیدہ نہیں ہے کوئی ذرہ برابر چیز آسمانوں میں، اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی چیز، مگر کتاب مبین میں (لکھی ہوئی) ہے"۔

اور فرمایا: ﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾. [الأنعام/۵۹/۶۰]

"اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انہیں اسکے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے، اور کوئی پتا ایسا نہیں گرتا جسے وہ جانتا نہ ہو، اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جسے وہ جانتا نہ ہو، اور کوئی تر چیز اور کوئی خشک چیز ایسی نہیں جو واضح کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو، اور وہی ہے اللہ جو رات کو تمہیں فوت کرتا ہے، اور وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے جو کچھ تم دن میں کرتے ہو، پھر دوسرے دن تمہیں اُٹھاتا ہے، تا کہ (زندگی کی) مقررہ مدت پوری ہو، پھر اُسی کی طرف تمہاری واپسی ہے، پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کر رہے ہو"۔

اور فرمایا: ﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ ﴾
اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے بھی آگاہ ہے جو تمہارے دلوں میں ہیں، لہٰذا اُس سے ڈرتے رہو" (البقرہ: ۲۳۵)۔

اور فرمایا: ﴿ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴾۔ (البقرۃ/۲۹)
"اور وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے"

مزید فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○ مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ○ ﴾ " (لقمان/۲۷، ۲۸)
"اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلم بن جائیں اور سمند (روشنائی بن جائے) اور اسکے بعد سات سمندر اسمیں مزید روشنائی شامل کریں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں، بیشک اللہ نہایت غالب، بہت حکمت والا ہے، تمہیں پیدا کرنا اور تمہیں دوبارہ اُٹھانا (اللہ کے نزدیک) ایسا ہی ہے جیسے ایک نفس کو پیدا کرنا بلاشبہ اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تکرار کیساتھ اپنے وسیع اور محیط علم کا تذکرہ فرمایا ہے تا کہ انسان اچھی طرح جان لے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہر فعل کو دیکھ رہا ہے، ہر بات کو سنتا ہے، اور اسکے تمام احوال سے خوب واقف ہے۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:
[اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ، وَاحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ]۔ (ترمذی)
"اللہ (کے دین) حفاظت کر، وہ تیری حفاظت کریگا، اللہ (کے دین) کی حفاظت کر، تو اُسے اپنے سامنے پائے گا" (ترمذی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس علم کے لاتعداد فوائد ہیں

جن میں سے چند درج ذیل ہے:

۱۔ انسان کا دل اللہ رب العزت کی عظمت سے بھر جاتا ہے۔

۲۔ دل میں کے جمال وکمال کا احساس پیدا ہوتا ہے، کیونکہ علم جمال بھی ہے اور کمال بھی۔

۳۔ اس علم کے نتیجے میں انسان کی عبادات اور اعمال صالحہ میں احسان جنم لیتا ہے، کیونکہ جب انسان کو علم ہو کہ اللہ عزوجل اُسے دیکھ رہا ہے اور اسکے تمام احوال سے واقف ہے تو وہ احسان کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔

۴۔ جب آپکو اس بات کا یقین ہو جائیگا کہ اللہ رب العزت آپکے دل پر گذرنے والے خیالات پر بھی مطلع ہے تو یقیناً آپ خلوت میں بھی اُسکا لحاظ اور ادب کریں گے جیسے کوئی شخص کسی عظیم بادشاہ کے سامنے بیٹھا ہو، اور وہ بادشاہ اُسے دیکھ رہا ہو۔

یہ علم انسان میں حیا، خوف، انکساری، عاجزی، خضوع اور احسان اور دیگر بہت سی اچھی عادات پیدا کرتا ہے، اور یہ عادات اور اخلاص بہت سی نیکیوں اور طاعات کو جنم دیتی ہیں۔

اللہ عزوجل کے علم کا یقین اور اُسے یاد رکھنا ایک درخت کی طرح ہے، اور مذکورہ عادات اُس درخت کی شاخیں ہیں، جبکہ انکے نتیجے میں صادر ہونے والی طاعات اسکا پھل ہیں۔

یہ علم ایمان واحسان اور تقوٰی کی اساس ہے، اور اسی کے ذریعے دیگر علوم اور بھلائیوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

یہ علم ہی انسان کو انسان بناتا، اور اُسے انسانیت کے درجے پر پہنچاتا ہے، (اسی جلد میں یقین سے متعلق فائدہ دیکھئے) (واللہ المستعان)

۳۔ علمِ تدبر قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ علم تمام علوم اور فضائل کا سرچشمہ ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو اس علم کی توفیق نہیں دیتا، اور اپنے مخلص بندوں کے سوا کسی کو اس سے نہیں نوازتا، اور مخلصین میں سے بھی جو ایمان واحسان کے جسقدر بلند درجے فائز ہو، اسقدر اس علم سے اپنا حصہ پاتا ہے، جب کہ ''انتفاع بالقرآن'' کے فائدے میں ہم اسکا تفصیل ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴾. [النساء /۲۸]

''کیا پھر وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اسمیں بہت کچھ اختلاف پاتے'' (النساء /۲۸)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴾

[محمد : ٢٤]

''کیا پھر وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے؟ یا انکے دلوں پر تالے پڑے چکے ہیں''

مزید فرمایا: ﴿ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ ﴾ [المومنون:٦٨]

''کیا انہوں نے اس قرآن میں سوچا نہیں''۔

نیز فرمایا:

﴿ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾.

[ص:٢٩] ''یہ بابرکت کتاب ہم نے نازل کی، تاکہ (لوگ) اسکی آیات پر تدبر کریں اور ارباب عقل اس سے نصیحت پکڑیں''

○ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[أُنْزِلَ الْقُرْآنُ لِلتَّدَبُّرِ فَجَعَلُوهُ لِلتِّلَاوَةِ]

''قرآن تدبر کیلئے نازل ہوا تھا، جبکہ لوگوں نے اسے فقط تلاوت کی چیز بنالیا ہے''

(مفتاح دار السعادۃ ۱/۲۳٦) (سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بھی ایسا قول ملتا ہے)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَتَدَبَّرِ الْقُرْآنَ إِنْ رُمْتَ الْهُدٰى	٥	فَالْعِلْمُ تَحْتَ تَدَبُّرِ الْقُرْآنِ

"اگر ہدایت کے طلبگار رہو، تو قرآن پر تدبر کرو، کیونکہ حقیقی علم تو قرآن پر تدبر کرے سے ہی حاصل ہوتا ہے"

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"رَكْعَتَانِ مُقْتَصِدَتَانِ بِعَذَبُّرٍ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ"

"تدبر کیساتھ دو درمیانی رکعتیں پوری رات کے قیام سے بہتر ہیں"

(مفتاح دار السعادة /١)

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لَا قِرَاءَةَ بِلَا تَدَبُّرٍ"

(اخلاق العلماء ص (٥٥) رقم (٤٥)

"تدبر کے بغیر قراءت کا کوئی اعتبار نہیں"

ہر حال تدبر کی ساتھ قرآن مجید کی قراءت سے بڑھ کر دل کیلیے فائدہ مند چیز اور کوئی نہیں، کیونکہ قرآن حکیم میں اللہ کی طرف سفر کونیوالوں کی منازل کا بیان بھی ہے، عاملین کے احوال بھی درج ہیں، اور عارفین کے مقامات بھی متعین کیئے گئے ہیں، قرآن حکیم پر تدبر کرنے سے انسان کے دل میں اللہ کی محبت، خشیت، اسکا خوف، اسکی طرف شوق، اُمید، انابت اس پر توکل، رضا، خود سپردگی، صبر و شکر اور ایسی ہی دیگر صفات پیدا ہوتی ہیں جن سے دل کو جلا ملتی ہے اور وہ کمال کو پہنچتا ہے، اسی طرح قرآن حکیم انسان کو تمام قسم کے گناہوں اور بری صفات و عادات سے روکتا ہے، جو دل کیلیے بگاڑ کا باعث ہیں۔

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید پر تدبر اور غور و فکر کے کیا فوائد ہیں، تو وہ باقی تمام چیزیں چھوڑ کر اسی میں مگن ہو جائیں۔

پھر اگر انسان تدبر کیساتھ قراءت کر رہا ہے اور اس دوران کچھ ایسی آیات آتی ہیں جو اُس کے دل پر اثر انگیز ثابت ہوتی ہے، یا وہ اپنے دل کی شفایابی کیلیے اُسکا محتاج ہے، تو اُسے چاہیے کہ ان آیات کو بار بار پڑھے، اگر چہ سو مرتبہ ہی کیوں نہ ہو، بلکہ ساری رات ہی کیوں نہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ صرف ایک آیت کوغور وفکر اور اچھی طرح سمجھ کر پڑھنا، بغیر تدبر کے پورا قرآن پڑھنے سے بہتر ہے، دل کیلئے زیادہ سودمند، حصولِ ایمان کیلئے زیادہ مفید، اور تلاوت قرآن کی لذت ومٹھاس کا زیادہ باعث۔

سلف صالحین کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ بعض اوقات پوری پوری رات ایک ہی آیت دہراتے رہتے تھے جیسا کہ نبی کریم ﷺ پوری رات یہ آیت پڑھتے رہے:

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (المآئدة/۱۱۸)

www.KitaboSunnat.com

”اگر تو انہیں عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو انہیں بخش دے تو بلا شبہ تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے“

اور تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ صبح تک یہی آیت پڑھتے رہے:

﴿ أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾. (الجاثية/ ۲۱)

”کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا، وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے مانند کردیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے انکا جینا مرنا برابر ہے۔ بُرا ہے جو فیصلہ کرتے ہیں“.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآن مجید کو تیز تیز مت پڑھو، اور اسکے الفاظ کو کھجور کی گٹھلیوں کی طرح مت اُگلو، بلکہ اسکے عجائبات پر ٹھہرو، اور قرآن کے ذریعے اپنے دلوں کو جھنجھوڑو، اور تم میں سے کسی کو صرف اس بات کی فکر نہ ہو کہ اُسے سورت مکمل کرنی ہے۔

ابو حمزہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں بہت تیزی سے قراءت کرتا ہوں، اور تین راتوں میں پورا قرآن پڑھ لیتا ہوں۔

تو اُنہوں نے فرمایا: اگر میں ایک رات میں صرف ایک سورت تدبر کیساتھ پڑھوں اور آرام کروں، یہ مجھے اُس قراءت سے زیادہ پسند ہے جو تم کرتے ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں تفکر کی دو انواع ہیں:

خود قرآن میں تفکر کرنا، تاکہ رب تعالیٰ کی مراد معلوم ہو۔
اُن معانی میں تفکر کرنا جن پر غور و فکر کی قرآن میں دعوت دی گئی ہے، پہلے تفکر کا تعلق پڑھی جانے والی آیات سے ہے، اور دوسرے تفکر کا تعلق دیکھی جانے والی آیات سے ہے۔
پہلا تفکر کتابِ مکنون میں، اور دوسرا کتاب مفتوح (کھلی کتاب) یعنی تمام کائنات میں۔
تدبر کیساتھ قراءت کرنے سے جو علوم و معارف اور ایمان کی مٹھاس نصیب ہوتی ہے وہ جلدی جلدی قراءت میں ممکن نہیں ہے۔ (وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ)
(یہ فائدہ ایک لیکچر کا خلاصہ ہے جو میں نے جامعہ رحمانیہ کراچی میں ۲۵ رجب/۷/۱۴۲۶) کو پیش کیا)

OOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- تیسرا فائدہ

اللہ کی طرف سفر کرنے کی پانچ منازل

اللہ کی طرف عازم سفر مؤمن کیلیے ضروری ہے کہ وہ اپنی موت اور رب تعالیٰ سے ملاقات تک مسلسل جہاد میں رہے، اس راہ کی منازل پانچ ہیں جنھیں طے کر کے اُس نے رب تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔

(۱) شبہات (۲) شہوات (۳) نفسانی پوشیدہ آفات (۴) آفات عبادت (۵) ایمان واحسان اور انواع عبادات میں ترقی۔

سب سے پہلے انسان شبہات سے مقابلہ کرتا ہے، پھر شہوات سے لڑتا ہے، پھر پوشیدہ نفسانی خواہشات کو دباتا ہے، پھر آفات عبادت سے جان چھڑاتا ہے اور پھر ایمان واحسان کے درجات پر چڑھتا چلا جاتا ہے۔

۱- شبہات ۔سب سے پہلے انسان کا واسطہ شبہات سے پڑتا ہے، جیسے یقین کی کمزوری، وسوسے اسلام اور قرآن وسنت پر اعتراضات وغیرہ، یا جس طرح مقلدین اور منکرین وغیرہ کے شبہات ہوتے ہیں۔

یہ شبہات دل میں جاگزیں ہو کر اسے مُـگـدّر کر دیتے ہیں، اور اللہ کی جانب سفر کو کمزور کر دیتے، یا بالکل ہی منقطع کر دیتے ہیں۔ وَالْعِیَاذُ بِاللہ

پھر ان شبہات کی بہت سی اقسام ہیں، مؤمن کو چاہیے کہ اپنے دل کو شبہات کا گھر نہ بنائے، اور شبہات کو دفع کرنے کی کوشش کرے، اور اسکے لیے اپنے رب سے مدد مانگتا رہے۔

یہ تمام شبہات ضعیف بصیرت سے جنم لیتے ہیں. (وَاللہُ الْمُسْتَعَان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲ - شہوات.

شہوات بھی لا تعداد ہوتی ہیں، مثلاً حرام کھانا، عہدہ ونصیب کی محبت، بہت زیادہ لباسوں، عمارتوں، گاڑیوں وغیرہ کی محبت دنیاوی زیب وزینت اور انواع واقسام کے طعام ومشروبات کی محبت، اور پیٹ وشرمگاہ سے متعلقہ گمراہ کن شہوات۔

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ شَهَوَاتِ الْغَيِّ فِيْ فُرُوْجِكُمْ وَبُطُوْنِكُمْ وَمُضِلَّاتِ الْفِتَنِ ﴾. [أخرجه ابن الجوزی فی ذم الهویٰ باسناد صحيح]

''میں تم پر تمہاری شرمگاہوں اور شکموں سے متعلق گمراہ کن شہوات اور فتنوں کا خوف رکھتا ہوں'' (ابن جوزی نے اپنی کتاب ذم الھوی میں صحیح سند کیساتھ اسے نکالا ہے)

سابقہ تمام شہوات بھی اس راہ میں رکاوٹ بن جایا کرتی ہیں، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپکے صحابہ اور سلف صالحین دنیا کی اس فانی اور زائل ہوجانے والی زندگی میں تھوڑے پر اکتفا کرلیا کرتے تھے۔

۳- پوشیدہ نفسانی آفات

یہ وہ صفات مذمومہ اور اخلاق سَیِّئَہ ہیں جو نفس میں چھپے رہتے ہیں، اور پھر ایک خاص وقت پر ظاہر ہوکر انسان کو تباہ وبرباد کردیتے ہیں، جیسے تکبر، خود پسندی، حسد، حرص ولالچ، بزدلی، غلفت، قساوت قلبی، سستی، یقین کی کمزوری، پستی وحقارت، بخل، دنیا کی محبت، آخرت فراموشی، اللہ رب العزت سے بے پرواہی (حالانکہ انسان ایک لمحے کیلئے بھی اُس سے بھاگ کر کہیں جائے پناہ، یا راہ نجات نہیں ڈھونڈ سکتا، بلکہ ہر چیز اور ہر لمحے میں بندہ اُسی کا محتاج اور فقیر ہے)۔

اسی طرح جلد بازی، اللہ کا خوف دل سے رخصت ہوجانا، دل مردہ ہوجانا، اور اسکا نور بجھ جانا۔ العیاذ باللہ۔ وغیرہ وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ہر مؤمن پر واجب ہے کہ ان بری صفات سے دور بھاگے اور اللہ کی پناہ تلاش کرے۔

۴-آفات عبادت

عبادات میں بھی بعض اوقات ایسی ایسی آفات چھپی ہوتی ہیں جو نہ صرف یہ کہ عبادت کا اجر ضائع کرتی ہیں، بلکہ انسان کو ہلاکت کے دہانے پر پہنچا دیتی ہیں۔

مثلاً عبادت میں اخلاص نہ ہونا، ریا کاری شہرت پسندی، منصب کی محبت، خودنمائی، عبادت سے لوگوں کی تعریف چاہنا، یا دنیا طلب کرنا، اعمال صالحہ پر اُجرت طلب کرنا مثلاً اذان، امامت اور علم وغیرہ پر اجرت مانگنا۔

یا عبادات میں خشوع نہ ہونا، بے ادبی کا مرتکب ہونا، یا عبادت کو فاسد کردینے والی باتوں کا علم نہ ہونا، یا اعمال کو برباد کردینے والے افعال کا ارتکاب کرنا۔والعیاذ باللہ۔

ایک عقلمند مؤمن کو چاہیئے کہ اپنی تمام عبادات واعمال کو ان آفات سے پاک رکھے۔

۵- مقامات شوق میں ترقی

اسکا معنی یہ ہے کہ روزانہ انسان کو ایمان واحسان کے درجات چڑھنے، اور یقین وعمل میں ترقی کیلئے کوشاں رہنا چاہیئے، ہر آنے والے دن میں اسکے اخلاص، خشوع، تضرع اور اللہ کے حضور دُعا وآہ وزاری میں اضافہ ہوتا چلا جائے اور انسان کے قلب وقالب سے توکل وخشیت اور صبر وشکر کے سوتے پھوٹنے لگیں ہر روز ہی نفس کا محاسبہ ہو، وقت کی حفاظت کی جائے، سچی توبہ، ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کا اہتمام کیا جائے۔

مؤمن ایک جہدِ مسلسل میں رہتا ہے، اسی لیے جہاد بھی ایمان کی ایک شاخ ہے، لہٰذا ہر شخص کو اسکا اہتمام کرنا چاہیے۔

لیکن اکثر لوگ کیونکہ ان حقائق سے نابلد ہیں لہٰذا انہیں فراموش کرکے غفلت وغرور اور گمراہی کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اے عقلمند مؤمن بھائی! آپ پر لازم ہے کہ ان منازل کو طے کر کے رحمٰن ورحیم کی قربت حاصل کریں، اور اسکے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:

ا۔ان منازل کو طے کرنے کا بھرپور ارادہ اور عزمِ مصمم ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ لِمَنْ شَآءَ مِنكُمْ أَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴾. [التکویر/۲۷]

(یہ قرآن اسکے لیے نصیحت ہے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے)

یعنی جو راہ استقامت کا ارادہ کرے، اسکے لیے قرآن نصیحت بن جاتا ہے۔

۲-اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکا ارادہ ومشیت۔ کیونکہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے، اور جو اللہ نہ چاہے، وہ کبھی نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: ﴿ وَمَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ﴾.

"اور اللہ رب العالمین کے چاہے بغیر تم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے".

لہٰذا اگر آپ اللہ کی رحمت ومشیت کیساتھ کامیابی کے طلبگار ہیں، تو اسکے دروازے پر دستک دیجیئے، اُسکے آگے گڑ گڑ ایئے، اسکے سامنے جھک جایئے، اپنی آہیں اور التجائیں اُسی کی آگے رکھیئے، کسی معزز کا دروازہ کھٹکھٹانے والے کو مایوسی نہیں ہوتی۔

ان آیات میں اس بات کا اشارہ موجود ہے، ہم سے ہی مدد چاہتے ہیں، اس پر ہمارا بھروسہ ہے کیونکہ اللہ کی توفیق کے بغیر نہ کوئی برائی سے بچنے کی سکت رکھتا ہے اور نہ کسی کو نیکی کرنے کی طاقت حاصل ہے۔

OOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٤- اھم ترین فائدہ

منافقین اور ضعیف یقین والوں کے دل میں منافقت کیونکر داخل ہو جاتا ہے؟

اُن اسباب کی معرفت جنکی وجہ سے منافقین اور کمزور یقین رکھنے والوں کے دلوں میں نفاق سرایت کر جاتا ہے جان لیجئے اسکے تین اسباب ہیں:

ا۔ پہلا سبب یہ کہ ایمان بھی آگ کے جلنے کی طرح ہے، جس طرح آگ کو بھڑکنے اور جلتے رہنے کیلئے لکڑی، گیس یا پٹرول وغیرہ کی صورت میں ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے، اور اگر یہ ایندھن مسلسل فراہم نہ ہو تو آگ بجھ جاتی ہے، اسکی روشنی جاتی رہتی ہے، اور فائدہ معدوم ہو جاتا ہے، اسی طرح ایمان بھی علم نافع اور عمل صالح کی صورت میں ایندھن کا تقاضا کرتا ہے، تو جو شخص اسے یونہی چھوڑ دے اور ایندھن فراہم نہ کرے، اُسکے ایمان کا نور بھی بجھ جاتا ہے، اور اسکی جگہ نفاق در آتا ہے، جیسا کہ قرآن حکیم نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے: ﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴾ (البقرة/١٧)

"انکی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پھر جب آگ نے اُسکے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ انکی روشنی لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، پس وہ نہیں دیکھ پاتے"۔

ان لوگوں نے بھی ایمان کی آگ روشن کی، لیکن اُسکا خیال نہ رکھا، لہٰذا ایمان کا نور بجھ گیا، البتہ جلانا باقی رہا۔

بہر حال ایمان کو روشن رکھنے کیلئے علمِ نافع اور عمل صالح ضروری ہے، جس نے ان دونوں کا اہتمام نہ کیا اسکا ایمان رخصت ہو جائیگا۔ (واللہ المستعان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دوسرا یہ کہ ایمان بھی پھلدار سرسبز درخت کی مانند ہے، جس کی جڑ بھی ہے اور شاخیں، پھول اور خوشبو بھی۔

تو جس طرح درخت اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسکی جڑ کو خودرو جھاڑیوں اور نقصان دہ اشیاء سے بچایا جائے، وقتاً فوقتاً صاف ستھرا پانی مہیا کیا جائے، چوروں اور دشمنوں سے اُسکی حفاظت کی جائے۔

اسی طرح ایمان کا بھی تقاضا ہے کہ انسان وحی الٰہی اور کتاب وسنت کے صافی چشمے سے اسے سیراب کرے، وقتاً فوقتاً اسے عمل صالح کا پانی بھی پلائے، شبہات، بدعتوں اور گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے ایمان کو ان چیزوں کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھنے کی سعی کرے، اور اسے افراط وتفریط سے بچائے رکھے۔

ایسی صورت میں ایمان باقی رہے گا اور اسکا حامل دنیا وآخرت میں اس سے فائدہ اٹھائے گا، اور اگر اسکا خیال نہ رکھا جائے تو یہ درخت پودوں سے بھی جلدی خشک ہو جاتا ہے، اور بوسیدہ ہڈیوں سے زیادہ کمزور ہو جاتا ہے۔

اور اسکی حفاظت کیلئے اللہ عزوجل کی معرفت بھی ضروری ہے۔

(اے اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرما)

اس کی طرف بھی قرآن حکیم نے اشارہ کیا ہے، فرمایا:

﴿ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ ﴾الآية"

[ابرھیم/ ۲٤]

"(اے نبی!) کیا آپ نے دیکھا نہیں اللہ نے کیسے مثال بیان کی کلمۂ طیبہ (اسلام) کی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے الآیۃ"۔

۳۔ تیسرا یہ مؤمن کبھی بھی اللہ تعالی کا ذکر ترک نہیں کرتا، خواہ اُسکا دل چاہے یا نہ چاہے گناہوں سے میلا ہو جائے، سخت ہو جائے، یا کچھ بھی ہو، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں لگا رہتا ہے، لہٰذا نفاق کو اسکے دل میں نقب لگانے کا راستہ ہی نہیں ملتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ منافق کے دل میں جو تھوڑا بہت نور ہوتا ہے، جب وہ اثر دکھائے تو عمل کر لیتا ہے، اور گردش زمانہ کے باعث جب وہ دھندلا ہو جائے تو عمل ترک کر دیتا ہے، لہذا انفاق اُسکے دل کی طرف اپنی راہ بنالیتا ہے، اور اس میں داخل ہو جاتا ہے جبکہ اسے کچھ احساس یا شعور تک نہیں ہوتا، یہانتک کہ جب نفاق مستحکم ہو جائے تو اُسکے اثرات ظاہر ہوتا چلے جاتے ہیں۔

منافق نہ تو پابندی کیساتھ ذکر کرتا ہے اور نہ دیگر نیک اعمال۔

بلکہ جب لوگوں کے سامنے ہو تو بڑی چُستی دکھاتا ہے، اور جب لوگوں سے پوشیدہ لیکن اللہ کے سامنے ہو، تو انتہائی سُست ہو جاتا ہے پھر سکی انہی سُستیوں، غفلتوں اور اللہ تعالیٰ سے حیانہ کرنے کی وجہ سے اس پر بطور سزا نفاق مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ)

جیسا کہ فرمایا:

﴿كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا﴾ (البقرة/ ۲۰)

جب بجلی ان پر چمکتی ہے تو وہ اس (کی روشنی) میں چل پڑتے ہیں، اور جب ان پر اندھیرا ہوتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں"۔

ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یعنی جب بھی ایمان کی کوئی بات اُن پر ظاہر اور واضح جائے، تو اُس پر مطمئن ہوتے اور اسکی پیروی کرتے ہیں، بصورت دیگر اُن پر شکوک وشبہات کے اندھیرے چھا جاتے ہیں اور وہ حیران کے حیران رہ جاتے ہیں"۔

(پہلی جلد میں نفاق سے متعلقہ اہم مباحث گذر چکے ہیں اُنکی طرف رجوع کیجئے)۔

OOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵- پانچواں فائدہ

جو عمل صالح کیلئے مددگار، اوقات سے فائدہ اُٹھانے اور گناہوں سے پرہیز کیلئے معاون ثابت ہوگا۔ (إِنْ شَاءَ اللهُ)۔

آخرت کے معاملے میں غم اور فکر لاحق ہونا

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: [مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتَهُ، كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ أَحْوَالَ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهَا هَلَكَ]. [ابن ماجه (٤١٠٦)]

''جس نے تمام فکروں کی ایک ہی فکر بنالی، یعنی آخرت کی فکر، تو اللہ تعالی دنیاوی فکروں سے اُسے کافی ہوجاتا ہے، اور جسے دنیاوی معاملات کی بہت سی فکریں لاحق رہیں، تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کسی وادی میں جا مرے''

(ابن ماجہ (۴۱۰۶) یہ حسن درجے کی حدیث ہے)

یہ کس قدر پیاری اور سچی حدیث ہے! یہاں ضروری ہے کہ اسکی قدرے وضاحت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن لوگوں پر سرزنش کی ہے جو دنیا میں مسرور رہتے ہیں، اور یہ خبر دی ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے محبت کرتا، اور جو لوگ دنیا کی زندگی میں خوشی سے سرشار ہیں، درحقیقت وہ دھوکے میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ○ وَيَصْلَى سَعِيرًا ○ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ○ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ○ بَلَى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ○ ﴾. [الانشقاق: ١٠/ ١٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جس شخص کو اسکا اعمال نامہ اسکی پیٹھ پیچھے دیا گیا، تو وہ ضرور موت کو پکارے گا، اور وہ بھڑکتی آگ میں جا پڑے گا، بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہل وعیال میں بڑا خوش تھا، بیشک اُس نے سمجھا تھا کہ وہ ہرگز (اللہ کی طرف) لوٹ کر نہیں جائیگا، کیوں نہیں! اسکا رب اسے دیکھ رہا تا''۔

مسرور شخص یہ سمجھتا ہے کہ اُسے کبھی اپنے رب کے پاس لوٹ کر نہیں جانا، جبکہ اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہوتا ہے، لہٰذا اُسے اللہ سے حیا کرنی چاہیئے، لیکن وہ ایسا نہیں کرتا!۔

کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰی اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴾ (المطففين/ ۳۱)

''اور جب وہ اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹتے تو خوشی سے اتراتے ہوئے لوٹتے''.

یعنی یہ لوگ اپنے حال پر خوشی اور دنیاوی ناز ونعمت میں مگن رہتے ہیں۔

اور قارون کے متعلق فرمایا: ﴿ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴾ [القصص/۷۶]

''جب اُسکی قوم نے اُس سے کہا: خوشی سے مت اترا، کیونکہ اللہ تعالیٰ خوشی سے اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾ (لقمان/۱۸)

''اور زمین پر اکڑ کر مت چل، بے شک اللہ تعالی ہر مغرور، ڈینگیں مارنے والے کو پسند نہیں کرتا''

اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾. (الاسراء/۳۷)

''اور زمین پر اکڑ کر مت چل، تو نہ تو زمین پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچ سکتا ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات میں صرحا کا لفظ (جسے ترجمے میں ہم نے اکڑ سے تعبیر کیا ہے یہ) راغبؒ کے بقول خوشی کی شدت میں حد سے بڑھ جانے پر بولا جاتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ ذٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ﴾ (المؤمن/۷۵)

"یہ اُسکا بدلہ ہے جو تم زمین میں حق کے بغیر (یعنی اُسکے خلاف) خوشی ہوا کرتے تھے، اواس کی سزاء ہے جو تم اترایا کرتے تھے"۔

کسی جلدی ملنے والی لذت پر دل میں پیدا ہونے والی کشادگی کو فرح (خوشی) کہا جاتا ہے، اکثر اوقات اسکا تعلق بدنی لذات سے ہوتا ہے، اسی لیے فرمایا:

﴿ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ﴾ (الحدید/۲۳)

"تا کہ اور اس پر خوشی سے مت اتراؤ، جو اُس نے تمہیں دیا ہے"

اور فرمایا: ﴿ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ﴾ (الرعد/۲٦)

"اور وہ کافر دنیا کی زندگی پر اتراتے ہیں، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کی نسبت حقیر متاع ہی تو ہے"۔

نیز فرمایا: ﴿ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً ﴾ (الانعام/٤٤)

"یہانتک کہ جب وہ ان چیزوں پر خوشی سے اترانے لگے جو انہیں دی گی تھیں تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا"

مزید فرمایا: ﴿ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ ﴾. (المؤمن/۸۳)

"وہ اس (جھوٹے) علم پر اترانے لگے جو اُنکے پاس تھا"

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے صرف دو مقامات پر خوشی کی اجازت دی ہے۔

ایک تو فرمایا: ﴿ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ﴾ [یونس/۵۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پس انہیں چاہیئے کہ اس (یعنی اللہ کے فضل اور اسکی رحمت) پر خوشی ہوں"

اور فرمایا: ﴿ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللهِ﴾ (الروم/٤-٥)

''اور اس دن مؤمن بھی اللہ کی مدد سے (ملنے والی فتح پر) خوش ہونگے"

اسکی کی تفصیل میں جاتے ہوئے ہم کہیں گے کہ محبوب چیز ملنے پر دل میں پیدا ہونے والی لذت کو خوشی کہا جاتا ہے اور اسکی کئی انواع ہیں :

ا۔ دینی نعمتوں پر خوش ہونا

مثلاً اسلام، ایمان، قرآن وسنت اور عمل صالح پر خوش ہونا۔

یہ نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے، اور کسی بندے کے ایمان کی مضبوطی پر دلالت کرتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا: " فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا " اور "يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللهِ".

اسی طرح حدیث میں آتا ہے "جب تمہاری نیکی تمہیں خوشی کرے، اور برائی بُری لگے، تو تم مؤمن ہو"

اسی طرح جب آپ ﷺ نے فرمایا: " أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ"

''تم اُسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو تو صحابی کہتے ہیں:"

''اسلام کے بعد اس حدیث کے علاوہ کسی چیز پر لوگ اسقدر خوش نہ ہوئے تھے"

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا: اس (تمیم داری رضی اللہ عنہ) نے مجھے دجال سے متعلق خبر دی، جس پر خوشی کی شدت نے مجھے دوپہر کے آرام سے روک دیا۔

(مسند أحمد ۵/۳۷۳، ابن ماجہ ۲/۳۳۰)

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہونے کے بعد ایک مرتبہ نماز کیلئے مسجد میں تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنے خوش ہوئے کہ انکی نمازوں میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہوا۔

اسی طرح جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اجتہاد حدیث کے موافق ثابت ہوا تو انہیں بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی ہوئی۔(مسند أحمد ۵/۳۰)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ ﴾ (الرعد/۳۶)

"اور جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس (قرآن سے خوش ہوتے ہیں جو آپکی طرف نازل کیا گیا)"

۳۔دنیاوی نعمتوں پر خوش ہونا

دنیاوی نعمتوں پر اس انداز میں خوش ہونا کہ انسان اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو، اسکا دل سخت نہ ہو، اور اپنے رب کا شکرادا کرنے سے اعراض نہ کرے، بلکہ ان نعمتوں پر رب تعالیٰ کا شکرادا کرے اور اسکے حضور سجدہ ریز ہو، اور اسکی اطاعت بجالائے۔

تو ایسی خوشی جائز ہے بلکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ سے ثابت ہے۔

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ "

(روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں: ایک افطار کے وقت ، اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت)۔

تو افطار کے وقت خوشی کا تعلق دنیا سے ہے۔

اسی طرح عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر کہا تھا: میں کسی چیز پر اتنا خوش نہیں ہوا، جتنا اُس قمیص پر ہوا تھا۔

اسی طرح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: " اَلنَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا "

"لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں" (متفق علیه)

ایک موقع پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: [أَيَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِرَاحِلَتِهٖ إِذَا ضَلَّتْ عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهَا كَذٰلِكَ يَفْرَحُ اللّٰهُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ]. (مسند أحمد ۲/۲۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”کیا تم میں سے کسی کی سواری جب گم ہونے کے بعد مل جائے تو اُسے خوشی ہوتی ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ پر خوشی ہوتی ہے“

اسی طرح فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات پر خوش ہے کہ دو حاملہ اونٹنیاں اپنے گھر لے جائے؟“ (مسند أحمد ۲/۳۵۰)

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے کہ ہم جمعہ کے دن اسی (چقندر کے سالن) پر بھی بہت خوشی ہوتے تھے۔

ایک حدیث میں آتا ہے: جس نے یہ دُعا پڑھی اللہ تعالی اسکے غم کو خوشی سے بدل دیگا۔ (مسند أحمد ۱/۴۵۱)۔ اس سے مراد یہ دُعا ہے:

[اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ]“۔

خوشی کی انواع جاننے کے بعد اب اُن آیات واحادیث اور آثار پر بھی نظر ڈال لیجئے جو آخرت کے غم اور فکر سے متعلق ہیں:

اللہ تعالیٰ اہل جنت کی بات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ﴾ (فاطر/۳۴)

”اور وہ کہیں گے: تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہم سے غم دور کر دیا“

اور فرمایا: ﴿ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴾. (الطور ۲۶/۲۷)

”وہ کہیں گے: بلاشبہ ہم (اس سے) پہلے اپنے اہل وعیال میں (اللہ سے) ڈرتے رہتے تھے پھر اللہ نے ہم پر احسان کیا اور اس نے ہمیں (جھلسا دینے والی) لُو کے عذاب سے بچا لیا“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراھیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو شخص دنیا میں غمزدہ نہ رہے، مجھے خوف ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، اور جو اللہ رب العزت سے ڈر کر نہ رہے، اسکے بارے میں بھی مجھے ڈر ہے کہ اہل جنت میں شامل نہ ہوگا، پھر انہوں نے مذکورہ بالا دونوں آیات پڑھیں۔

بعض حکماء کہتے ہیں: فکر غفلت کو ختم کرتی ہے، اور دل میں خشیت پیدا کرتی ہے، جیسا کہ پانی کھیتی کو اُگاتا ہے، اور غموں سے بڑھ کر دلوں کی صفائی کیلئے کوئی چیز کارگر نہیں اور فکر سے بڑھ کر دلوں کو روشن اور منور کرنے والی بھی کوئی چیز نہیں۔

(تفسیر السراج المنیر ۱/۴۲۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾.

(التوبة/۸۲)

"پس وہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں، اسکے بدلے جو وہ کمائی کرتے رہے ہیں"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ﴾ (النجم: ۵۹/۶۱)

"کیا پھر اس بات (قرآن) پر تم تعجب کرتے ہو؟" اور ہنستے ہو، اور روتے نہیں، اور تم کھیل کود میں مست ہو"

یعنی کیا وجہ ہے کہ تم غفلتوں میں پڑے ہو، حالانکہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد تو رونا چاہیئے، نہ کہ ہنسی مذاق اور غفلت ومستی کا شکار ہوجانا۔

اور آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

[وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ : لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَلَوْتَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ، وَلَحَثَيْتُمْ عَلَى رُؤُوسِكُمُ التُّرَابَ، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، قَالَ أَبُوذَرٍّ: يَالَيْتَنِي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ] (ترمذی، حاکم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان! اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم کم ہنسو گے، اور زیادہ روؤ گے۔ اور اگر تمہیں اُن باتوں کا علم ہو جائے جنکا علم میں رکھتا ہوں، تو تم اللہ کے آگے گڑگڑاتے ہوئے بلند چوٹیوں کی طرف نکل جاؤ، اور اپنے سروں پر مٹی ڈالنے لگو، اور بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کر پاؤ'' ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے: ہائے کاش میں کوئی درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

یہ حدیث شریف ہمیں خوفزدہ کرتی اور ہماری خوشی کو ختم کر دیتی ہے، اور دلوں میں آخرت کی پاکیزہ فکر پیدا کرتی ہے، اور انسان کا تعلق اللہ عزوجل کیساتھ جوڑتی ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

"وَيْلٌ لِمَنْ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ".

''اُس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو لوگوں سے بات کرتے ہوئے انہیں ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے، اسکے لیے ہلاکت ہے اسکے لیے ہلاکت ہے، اسکے لیے ہلاکت ہے"

(اس حدیث کو امام نسائی، ترمذی اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے بھز بن حکیم عن أبیه عن جدِهِ کے طریق سے صحیح سند کیساتھ روایت کیا ہے).

آجکل ایسے لوگ کتنی کثرت سے پائے ہیں جو جھوٹے لطیفے سُنا کر لوگوں کو ہنساتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ نہ کرے، اور ہمیں ان سے راحت بخشے، اور ایسے لوگوں میں شامل نہ کرے۔ آمین۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

" وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ"

(ترمذی، احمد، الصحیحہ ۲/۶۳۷)

''اور زیادہ مت ہنسو، کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے"

یہ حدیث واضح ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلوں اور انکی زندگی کا کس قدر گہرا علم رکھتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اثر میں وارد ہوا ہے کہ: جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے، تو اُسکے دل میں نوحہ گر مقرر کردیتا ہے، اور جب کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو اُسکے دل میں ساز پیدا کردیتا ہے. (مدارج ۱/۵۰۷)

حزن کے تین درجے ہیں:

۱۔ عام لوگوں کا حزن : یہ وہ حزن ہے جو حق خدمت میں کوتاہی، جفاکوشی اور دنوں کے ضیاع پر ہوتا ہے۔

۲۔ اہل ارادت کا حزن۔

یہ وہ حزن ہے جو دل کی اللہ کی یاد سے جُدائی، اور نفس کی اللہ کے سامنے حاضری پر کوتاہی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے، اور یہ غم سے تسلی پر بھی ہوتا ہے، یعنی خوف نہ ہونے پر بھی انہیں خوف آتا ہے، اور رونا نہ آنے پر بھی روتے ہیں۔

فَإِنْ كُنتَ لَا تَدْرِي فَتِلْكَ مُصِيبَةٌ		وَإِنْ كُنتَ تَدْرِي فَالْمُصِيبَةُ أَعْظَمُ

(اگر تم نہیں جانتے تو یہ بھی مصیبت ہے، اور اگر جانتے ہو تو یہ اُس سے بڑی مصیبت ہے)

۳۔ معارضات پر حزن :

یعنی دل میں مختلف خیالات وواردات کی کشمکش جاری رہتے ہے، مثلاً کبھی امید کا پہلو دل میں آتا ہے، لیکن ابھی وہ قرار بھی نہیں پکڑتا کہ خوف کا پہلو در آتا ہے، کبھی انس پیدا ہوتا ہے، اور پھر وحشت سی طاری ہونے لگتی ہے، اور ان معارضات کی کشمکش سے انسان غمگین ہو جاتا ہے۔

اسی طرح بعض اوقات اِنسان کے مقصودات میں تعارض پیدا ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ ایک مؤمن بندہ جو اللہ تعالی تک پہنچنا چاہتا ہے، تو اسکے سامنے اسکے لیے دو راستے ظاہر ہوتے، لیکن یہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کونسا راستہ اللہ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے، اور یہ بات بھی اُسکے لیے موجب غم ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح بعض دفعہ انسان کے دل میں تقدیر اور دیگر دینی احکام کے متعلق طرح طرح کی باتیں پیدا ہوتی ہیں ایک مؤمن کو اس پر بھی غم ہوتا ہے۔
(تفصیل کیلئے دیکھئے مدارج ۱/ ۵۰۸۔۵۱۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ"

"لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو" (صحیح ابن حبان)

اور جب موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام جُدا ہونے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا: مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔

انہوں نے جواب دیا: خود کو بے جا اصرار اور ضد سے بچاؤ، بغیر ضرورت کے مت چلو، تعجب خیز بات کے بغیر مت ہنسو، کسی غلطی کرنے والے کی غلطی پر تعجب مت کرو۔

اور ایک روایت کے مطابق: غلطی کرنے والوں کو انکی خطاؤں پر عار مت دلاؤ اور اے عمران کے بیٹے! اپنی خطاؤں پر آنسو بہایا کرو۔ (تفسیر روح البیان لاسماعیل حقی ۳/ ۳۶۱)

تعجب ہے اُس ہنسنے والے پر جسکے پیچھے آگ ہے، اور اُس خوشی پر جسکے بعد موت ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ ایک نوجوان کے پاس سے گذرے جو ہنس رہا تھا تو آپ نے پوچھا: هَلْ جُزْتَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ کیا تم نے پل صراط پار کرلیا ہے؟"

اُس نے کہا: نہیں۔

پھر آپ نے پوچھا: " هَلْ تَبَيَّنَ لَكَ إِلَى الْجَنَّةِ تَصِيْرُ أَمْ إِلَى النَّارِ؟".

"کیا تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم؟" اُس نے کہا: نہیں۔

تو انہوں نے فرمایا: " فَفِيْمَ هٰذَا الضِّحْكُ "

"پھر یہ ہنسی کس بات پر ہے؟" اسکے بعد پھر اُس نوجون کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

تفسیر روح البیان (۳/ ۳۶۱)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے گناہ کیا، جبکہ وہ ہنس رہا تھا، وہ آگ میں داخل ہوگا اس حال میں کہ رو رہا ہوگا۔

یحی بن معاذ رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

چار چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے مؤمن کیلئے کوئی ہنسی یا خوشی چھوڑی ہی نہیں۔

فکر آخرت، فکر معاش، گناہوں کا غم، اور مصائب کا نزول۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حامل قرآن کو چاہیئے کہ جب لوگ سو رہے ہوں تو وہ اپنی شب بیداری کی ذریعے پہچانا جائے، اور دن میں جب لوگ کھا پی رہے ہوں تو وہ روزے سے پہچانا جائے، جب لوگ خوشی ہوں تو یہ غمگین ہو، جب وہ ہنسی رہنے ہوں تو یہ رو رہا ہو، جب لوگوں فضول گپیں ہانک رہے ہوں تو یہ خاموش رہے، جب لوگ غرور کا شکار ہوں تو اس پر خشوع طاری ہو، حامل قرآن کو چاہئے کہ وہ غمگین، بردبار، باوقار اور نرم خو ہو، اور اُسے ترش رُو، غافل، چیخنے آچلانے والا اور سخت خو نہیں ہونا چاہئے۔

شقیق بن ابراھیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی بندے کیلئے غم اور خوف سے بہتر ساتھی کوئی نہیں۔

غم اُن گناہوں پر ہو چکے، اور خوف اُن پر جو باقی ہیں، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا؟۔

بعض حکماء کہتے ہیں:

جو شخص تین باتوں کے علاوہ کسی اور چیز پر غمگین ہو، وہ غم اور خوشی کو پہچانتا ہی نہیں۔

(۱) ایمان کا غم کہ اسکا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں؟۔

(۲) اس بات غم کہ وہ اللہ رب العزت کے احکامات پر عمل کر پائے گا یا نہیں؟۔

(۳) دشمنوں کا غم کہ اُن سے نجات پائے گا یا نہیں؟۔

کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر میں اللہ کے خوف سے رؤوں، اور میرے گالوں پر آنسوا بہہ پڑیں، تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کروں، کیونکہ جو شخص بھی اللہ کے خوف سے روتا ہے، یہانتک کہ اسکے آنسوؤں کا کوئی قطرہ بہہ کر زمین پر گر پڑے، تو ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کو آگ نہیں چھو سکتی یہاںتک کہ بارش کے قطرے آسمان کی طرف پلٹ جائیں، تو جس طرح بارش کے قطرے واپس آسمان کی طرف کبھی نہیں پلٹ سکتے، اسی طرح جو شخص اللہ کے خوف سے رو پڑے اُسے آگ کبھی نہیں چھو سکتی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کوئی آنکھ اللہ کے فضل کے بغیر آنسو نہیں بہائی، اور کسی شخص کی کی آنکھ اُس وقت تک آنسو نہیں بہاتی جب تک کہ ایک فرشتہ اسکے دل کو چھو نہ لے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ رات کے وقت یہ آیت پڑھتے، اسے دہراتے جاتے اور روتے جاتے:

﴿ إِذِ الْأَغْلَالُ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُوْنَ ﴾" (المؤمن/۷۱)

"جب انکی گردنو میں طوق اور بیڑیاں ہونگی (جن میں جکڑ کر)" وہ گھسیٹے جائینگے"

تمیم داری رضی اللہ عنہ بھی یہ آیت پڑھتے اور روتے تھے:

﴿ أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾ (الجاثية/۲۱)

"کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا، وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں اُن لوگوں کے مانند کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے انکا جینا مرنا برابر ہے۔ بُرا ہے جو فیصلہ کرتے ہیں"۔

کتاب وسنت میں اللہ کے خوف سے رونے کی بہت ترغیب آئی ہے، اس حوالے سے "ریاض الصالحین" وغیرہ میں درج احادیث کی طرف رجوع کیجئے۔

عیسٰی علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کا تذکرہ ہوتا تو خوف سے چیخ پڑتے اور پھر فرماتے: ابن مریم کے لائق نہیں کہ اسکے سامنے قیامت کا تذکرہ ہو اور وہ خاموش رہے۔

اور جب وہ کوئی نصیحت سنتے تو اسی طرح روتے جیسے وہ عورت روتی ہے جسکا بچہ گم ہو گیا ہو۔

اور آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: جس طرح پانی اور آگ ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کسی مؤمن کے دل میں دنیا اور آخرت دونوں کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

اور فرمایا: دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے، اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے، اور اللہ کے خاص بندے تو نعمتوں میں مگن نہیں رہتے، میں تم سے حق بات کہتا ہوں: تم میں سے بدترین شخص بھی جب تک اپنی خواہشات کو علم پر ترجیح نہ دے، یہ چاہتا ہے کہ تمام لوگ اُس جیسے بن جائیں۔

ایک شاعر کہتا ہے:

أَرٰى رِجَالًا بِأَدْنَى الدِّيْنِ قَدْ قَنِعُوْا	وَلَا أَرَاهُمْ رَضُوْا بِالْعَيْشِ الدُّوْنِ
فَاسْتَغْنِ بِالدِّيْنِ عَنْ دُنْيَا الْمُلُوْكِ	كَمَا اسْتَغْنَى الْمُلُوْكُ بِالدُّنْيَا عَنِ الدِّيْنِ

”میں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو کمتر دین پر قناعت کر لیتے ہیں لیکن میں انہیں دنیا میں کمتر معیار زندگی پر راضی ہوتے نہیں دیکھتا (اے مخاطب) تو اپنا دین تھام کر بادشاہوں کی دُنیا سے بے پرواہ ہو جا جس طرح بادشاہ اپنی دنیا کے پیچھے پڑ کر دین سے بے نیاز ہو چکے ہیں“

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مجھے تین اشخاص پر تعجب ہوتا ہے: دنیا کے طالب پر، جبکہ موت اُسکا پیچھا کر رہی ہے، محلات تعمیر کرنے والے پر، حالانکہ قبر اُسکی منزل ہے، اور کھلکھلا کر ہنسنے پر، حالانکہ آگ اُسکے سامنے ہے۔

اے آدم کے بیٹے! تیرا پیٹ نہ تو زیادہ پر بھرتا ہے، اور نہ ہی تو کم پر راضی ہوتا ہے، تو اُن لوگوں کیلئے مال جمع کر رہا ہے جو اس پر تیری تعریف بھی نہیں کریں گے، اور تجھے اُس رب کے سامنے پیش ہونا ہے جو تیرے جھوٹے عذر قبول نہ کریگا، تو اپنی خواہشات اور پیٹ کا غلام ہے، تیرا پیٹ تو اُس وقت بھرے گا جب تو قبر میں داخل ہوگا، اور تیرا مال دوسروں کی ملکیت میں چلا جائے گا۔

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم زمین کا نمک ہو، لہٰذا اگر تم ہی بگڑ گئے تو پھر تمہارا کوئی علاج نہیں، اور تم میں دو جاہلانہ خصلتیں ہیں: تعجب خیز بات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر ہنسنا، اوررات کو بیدار ہوئے بغیر صبح کرنا۔(دیکھئے:البدایۃ والنہایۃ ۸۱/۲)

بعض حکماء کہتے ہیں: عقلمند مؤمن کو چاہئے کہ پانچ باتوں پر غمگین ہو:

۱۔سابقہ گناہوں پر غم کہ آیا وہ معاف ہوئے یانہیں؟

۲۔نیکیوں پرغم کہ وہ قبول بھی ہوئیں یانہیں؟

۳۔سابقہ زندگی پر غم، جبکہ آئندہ کا اُسے علم نہیں کہ وہ کیسی گذرے گی؟

۴۔اس بات کاغم کہ اللہ نے دوگھر تیار کرر کھے ہیں، اور اسے معلوم نہیں کہ اسکا ٹھکانہ کہاں ہے؟

۵۔ اس بات پرغم کہ اسے نہیں معلوم اللہ تعالی اس پر راضی ہے یانہیں؟

ہر عقلمند شخص کوان باتوں کاغم لاحق رہتاہے، اور یہ ضروری بھی ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے:

" أَلَذُّ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا أَشَدُّهُمْ حُمْقًا"

"دنیا میں سب سے زیادہ موج مستی اورلذت کی زندگی وہ بسر کرتا ہے جوسب سے بڑا احمق ہو"۔

اور جوشخص سب سے زیادہ عقلمند ہو، وہ سب سے زیادہ غمگین رہتا ہے۔

ثابت البنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مؤمن کی ہنسی اُسکی غفلت کانتیجہ ہے۔

یحیی بن معاذ الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أُطْلُبُ فَرَحًا لَا حُزْنَ فِيهِ بِحُزْنٍ لَا فَرَحَ فِيهِ "

"میں (دنیا میں) ایسے غم کیساتھ جس میں کوئی خوشی نہیں، (آخرت میں) ایسی خوشی کا طلبگار ہوں جس میں کوئی غم نہیں"

بعض حکماء کہتے ہیں: تین چیزیں دل کوسخت کردیتی ہیں: عجیب بات کے بغیر ہنسنا ،بھوک کے بغیر کھانا، ضرورت کے بغیر بات کرنا۔

ابراھیم النخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک ایک شخص اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں کو ہنسانے کیلئے ایک کلمہ کہتا ہے، جبکہ اللہ تعالی اُس پر ناراض ہو کر ایسی ناراضگی مسلط کرتا ہے جو اسکے اردگرد بھی پھیل جاتی ہے، اور جب کوئی شخص اللہ تعالی کو راضی کرنے کیلئے کوئی کلمہ کہتا ہے تو اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے جو اُسکے اردگرد بھی عام ہو جاتی ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جو شخص زیادہ ہنسے، اُسکی ہیبت کم ہو جاتی ہے، اور جو زیادہ مزاح کرے اُسکا وقار ختم ہو جاتا ہے، اور جو شخص کثرت کیساتھ کوئی چیز کرے، وہی چیز اُسکی پہچان بن جاتی ہے، اور جو زیادہ کلام کرے وہ زیادہ غلطیاں بھی کرتا ہے، اور جو زیادہ غلطیاں کرے اُسکی حیا کم ہو جاتی ہے، اور جسکی حیا کم ہو جائے، اُسکی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے، اور جسکی پرہیزگاری کم ہو جائے اُسکا دل مردہ ہو جاتا ہے، اور جسکا دل مردہ ہو جائے تو آگ اُسکے زیادہ لائق ہے۔

بے جا ہنسی اور خوشی کے بہت سے نقصانات ہیں:

۱۔ علماء اور عقلاء آپکی مذمت کرتے ہیں

۲۔ بے وقوفوں کو آپ پر جرأت ملتی ہے

۳۔ گناہوں کی فراموشی کا باعث ہیں

۴۔ موت کو بھلانے کا سبب ہیں

۵۔ آئندہ گناہوں پر جرأت پیدا کرتے ہیں

۶۔ آپ جن لوگوں کو ہنساتے ہیں اُنکا گناہ بھی آپ پر ہوتا ہے

۷۔ اگر آپ جاہل ہیں، تو مزید جاہل ہو جاتے ہیں، اور عالم ہیں تو آپکے علم میں کمی ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کوئی عالم ہنستا ہے تو گویا علم کی کلی کرتا ہے۔

۸۔ یہ آخرت میں انسان کے رونے کا سبب ہے:

﴿ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ﴾ (التوبة / ۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''چنانچہ انہیں چاہئے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں'' (۱)

خوشی، سرور اور ہنسی کا باعث آخرت فراموشی اور دل کی سختی ہوتی ہے، اسی طرح گھٹیا چیزوں میں مشغولیت اور اللہ تعالیٰ اور اسکے حقوق کی معرفت نہ ہونا بھی اسکا ایک سبب ہے، اور آجکل مسلمانوں پر مصائب و آلام کے جو پہاڑ توڑے جارہے ہیں انکے باوجود ہنستے چلے جانا اس بات کی دلیل ہے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں سے کوئی ہمدردی یا تعلق نہیں۔ واللہ المستعان۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا ۝ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ ﴾. (الانشقاق ۱۰/۱۳)

اور جس شخص کو اسکا اعمال نامہ اسکی پیٹھ پیچھے دیا گیا، تو وہ ضرور موت کو پکارے گا، اور وہ بھڑکتی آگ میں جا پڑے گا، بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہل و عیال میں بڑا خوش تھا''

دنیا میں سرور تو کفار اور جہنمیوں کے اعمال میں سے ہے۔

اور اس سرور کا باعث دو چیزیں بنتی ہیں: (۱)۔ آخرت فراموشی

(۲)۔ ''اللہ تعالیٰ ہر وقت بندوں کو دیکھ رہا ہے''۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو بھلا دینا۔

---

(۱)۔ لفظی ترجمہ کیا گیا ہے، کیونکہ آیت میں امر کا صیغہ تحقق وقوع کیلئے استعمال کیا گیا ہے ورنہ اس میں خبر کا معنی ہے آیت کا آخری حصہ اس پر دلالت کرتا ہے: جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ، ان اعمال کے بدلہ جو یہ کماتے تھے'' یعنی مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں تھوڑا ہنس لیں (دنیا کا زیادہ بھی تھوڑا ہے)، جبکہ آخرت میں انہیں رونا ہوگا۔ اسی لیے بعض تراجم میں مقصودی ترجمہ بھی کیا گیا ہے، مثلاً فتح محمد جالندھری رحمہ اللہ نے یوں ترجمہ کیا ہے: یہ (دنیا میں) تھوڑا سا ہنسیں اور (آخرت میں) انکو اُن اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں بہت سا رونا ہوگا'' (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابقہ آیات کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں اسباب بیان فرمائے ہیں، ایک تو فرمایا:

"اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ".

بے شک اُس نے یہ سمجھا تھا کہ وہ ہرگز (اللہ کی طرف) لوٹ کر نہیں جائیگا یہ آخرت فراموشی ہے۔

اور اسکے بعد فرمایا: ﴿بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا﴾ (الانشقاق: ۱۴).

"کیوں نہیں! اسکا رب اسے دیکھ رہا تھا"

لیکن اسی شخص انے اس بات کو بھلائے رکھا اور اپنے کفر یا گناہوں کے باوجود خوش باش زندگی بسر کرتا رہا، اور انجام سے بے پرواہ ہو گیا۔

کیونکہ جسے انجام کی فکر ہو، اُسکی راتیں تو جاگتے گذرتی ہیں، اُسکی نیندیں تو اُڑ جاتی ہیں، اور غم وحزن بڑھ جاتا ہے۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" مَا آمَنَ أَحَدٌ بِالْقُرْآنِ إِلَّا حَزِنَ، وَإِلَّا ذَابَ وَإِلَّا نَصَبَ وَإِلَّا تَعِبَ"

"جو شخص بھی قرآن پر صحیح معنوں میں ایمان لے آئے وہ غمزدہ رہتا ہے، فکروں سے پگھلنے لگتا ہے، عبادت میں جُت جاتا ہے، اور خود کو تھکا مارتا ہے"

دنیا کوئی خوشیوں کا گھر تو نہیں، یہ تو آخرت کیلئے زادِ راہ مہیا کرنے اور دکھوں وغموں کا گھر ہے، لہٰذا دُنیا میں غمزدہ بن کر رہو، ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپکو ہمیشہ کی جنتوں میں خوشیاں نصیب فرمائے۔

اے اللہ! اے رب العالمین! اپنے فضل وکرم سے ہمیں اہل جنت میں شامل فرما۔ آمین

امام ابن قیم رحمہ اللہ سے اپنے مشہور قصیدے میں فرماتے ہیں:

يَا مُعْرِضًا عَمَّا يُرَادُ بِهِ وَقَدْ		جَدَّ الْمَسِيْرُ فَمُنْتَهَاهُ دَانِ

(اے رب تعالیٰ کی مراد سے اعراض کرنیوالے (بیدار ہو جا)! کیونکہ سفر (آخرت) تیز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تر ہو چکا اور منزل قریب ہے)

جَذْلَانُ يَضْحَكُ آمِنًا مُتَبَخْتِرًا		فَكَأَنَّهُ قَدْ نَالَ عَقْدَ أَمَانِ

((یہ اعراض کو نیوالا)) شاداں وفرحاں بے خوفی وتکبر سے قہقہے لگا رہا ہے، گویا آخرت کے حوالے سے اسے امان نامہ مل چکا ہو)

خَلَعَ السُّرُوْرُ عَلَيْهِ اَوْفٰى حُلَّةٍ		طَرَدَتْ جَمِيعَ الْهَمِّ وَالْأَحْزَانِ
يَخْتَالُ فِيْ بُرْدِ الْمَسَرَّةِ نَاسِيًا		مَا بَعْدَهَا مِنْ حُلَّةِ الْأَكْفَانِ

(فاخرانہ لباس پہنے اکڑ کر چل رہا ہے، اور اسکے بعد والا کفن کا جوڑا بھول چکا ہے)

مَا سَعْيُهُ إِلَّا لِطِيْبِ الْعَيْشِ فِي		الدُّنْيَا وَلَوْ أَفْضٰى إِلَى النِّيْرَانِ

(اسکی تمامتر کوشش دنیاوی زندگی کی بہتری تک محدود ہے، اگر چہ یہ بات اسے جہنم کی آگ تک پہنچادے)

قَدْ بَاعَ طِيْبَ الْعَيْشِ فِيْ دَارِ النَّعِيْمِ		بِذَا الْحُطَامِ الْمُضْمَحِلِّ الْفَانِ

(تحقیق اس نے نعمتوں کے گھر (جنت) میں ملنے والی پاکیزہ وخوشحال زندگی کو دنیا کے مضمحل اور فانی کوڑے کرکٹ کے عوض فروخت کردیا ہے)

○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦- چھٹا فائدہ

دُعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

بعض اوقات انسان بڑی آہ وزاری، اور خلوص وتواضع کیساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگتا ہے، اور ہدایت وتوفیق طلب کرتا ہے، لیکن اسکے باوجود اُسکی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں، اور وہ اسی طرح اپنی بدعات وخرافات اور گمراہیوں میں مگن رہتا ہے۔

اسکی دو وجوہات ہیں:

ا۔ایک تو یہ کہ وہ اپنے نفس پر اللہ کا حق نہ پہچانے، اور اسکی گرانقدر نعمتوں کا شکر گذار نہ ہو، جیسا کہ ایک اثر میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گذرے جو انتہائی تضرع کیساتھ دُعا مانگ رہا تھا، تو انہیں اُس شخص پر رحم آیا، اور کہا: اے میرے رب! اس پر رحم فرما، اس پر تو مجھے بھی رحم آگیا ہے، جبکہ تو ارحم الراحمین ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر اسی طرح دُعا کرتے کرتے اُسکے قویٰ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، تب بھی میں اسکی دُعا قبول نہیں کرونگا، کیونکہ یہ اپنے نفس پر میرا کوئی حق جانتا ہی نہیں۔

٢۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مطلوبہ چیز کے حصول کیلئے کچھ اسباب ووسائل ٹھہرائے ہیں جنہیں اختیار کرنا ضروری ہے، اگر کوئی بندہ جان بوجھ کر ان اسباب کو چھوڑ دے تو اُسکی دُعا کا کوئی اعتبار نہیں۔

دُعا تو اُس وقت فائدہ دیتی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ صحیح اسباب کو اختیار کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ ﴾
''تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کرونگا''
لہٰذا پہلے اللہ کا عہد پورا کرنا ضروری ہے، پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنا وعدہ پورا کریگا اور آپکی دُعائیں قبول کریگا۔

اسکی مثالیں:

۱۔ایک شخص کفار کی شکست اور انکے خلاف امت مسلمہ کی کامیابی اور فتح کیلئے انتہائی عاجزی اور اخلاص ومحبت کیساتھ کرتا ہے لیکن اللہ کے راستے میں جہاد وقتال نہیں کرتا بلکہ جہاد سے عناد رکھتا اور اسکی مخالفت کرتا ہے، اور کہتا ہے: یہ کامیابی کا راستہ نہیں ہے، کامیابی کا راستہ تو (اسکے زعم کے مطابق) اسکی صوفیانہ دعوت اور بدعی اعمال ہیں۔
بھلا بتایئے کہ اسکی دعائیں کیونکر قبول ہوسکتی ہیں؟
اگر ایسے شخص کے اعضاء اور گردن دُعائیں مانگتے مانگتے ٹوٹ جائیں تب بھی اُسکی دُعائیں قبول نہیں ہوسکتیں۔
(مگر یہ کہ اللہ چاہے) کیونکہ اس نے کامیابی کے صحیح اسباب اختیار نہیں کیے۔
۲۔ایک دوسرا شخص جو اپنے لیے ہدایت اور اتباع سُنت کی دُعا مانگتا ہے، جبکہ عملاً وہ بدعتی گمراہ اور حق کا دشمن ہے، اہل حق سے عناد رکھتا ہے، قرآن وحدیث کی طرف دعوت دینے والوں سے بغض رکھتا ہے، جب اُسے حق کی نصیحت کی جائے تو اُسے تسلیم کرنے کے بجائے مخالفانہ روش اختیار کرتا ہے، تو بھلا اُسکی دُعائیں اُسے کیا فائدہ دے سکتی ہیں؟
۳۔اور ایک شخص اپنے دل کی اصلاح وہدایت اور نور وتقویٰ کی دُعائیں مانگتا ہے جبکہ وہ مسلسل ایسے گناہوں کا ارتکاب بھی جاری رکھتا ہے جو اسکے دل کو میلا کرنے، فردہ کرنے اور کمزور کرنے کا باعث ہیں، مثلاً جو حرام کھاتا ہے، زنا کرتا ہے، غیر محرم سے اپنی نگاہیں نیچی نہیں کرتا، لغویات اور ہنسی مزاح کی کثرت میں مبتلا ہے، اجنبی عورتوں سے گپ شپ لگانے، اور بے وقوفوں واحمقوں سے میل ملاقات سے باز نہیں آتا، تو ان امور کا ارتکاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کیساتھ اسکے دل کی اصلاح کیسے ممکن ہے؟ جبکہ وہ ان گناہوں سے توبہ بھی نہیں کرتا۔

۴۔ اسی طرح ایک آدمی علمِ نافع اور عمل صالح کی دُعا کرتا ہے، لیکن حصولِ علم کی کوشش نہیں کرتا، نہ کسی عالم کے پاس بیٹھتا ہے، نہ قرآن حکیم کا مطالعہ کرتا ہے، اور نہ غور وفکر کرتا ہے۔

تو کیا علم کیلئے اِسکی دُعا اسے کچھ نفع دیگی؟ کیا ایسے شخص کو لدنی علم دیا جائیگا؟ یا اس پر وحی اُترے گی؟ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اس نے صحیح طریق کار اختیار نہیں کیا، اگر یہ حصول علم کے اسباب اختیار کرتا اور پھر دُعا کرتا تو کبھی خائب وخاسر نہ ہوتا، اور اسکی دُعا ضرور قبول ہوتی (ان شاء اللہ)

۵۔ اور ایک شخص رعایا کی فلاح وبہبود اور امن واستحکام کی دُعائیں مانگتا ہے لیکن کتاب وسنت اور شریعت مطہرہ کا نفاذ نہیں کرتا بلکہ شریعت کی مخالفت کرتا اور اُسے حقیر جانتا ہے، کیا ایسے شخص کی دُعا قبول کی جاسکتی ہے؟ یا یہ اللہ کی ناراضگی اور عذاب کا مستحق ہے؟

۶۔ اور ایک شخص حرم میں بھی اور حرم سے باہر بھی مسلسل حکمرانوں کی اصلاح کیلئے دُعائیں مانگتا ہے، جبکہ ان حکمرانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی شریعت ترک کرچکی ہے، اور یہ حکمران امر یکیوں اور مسلمانوں سے برسرپیکار دوسرے کفار کے حلیف ومددگار بن چکے ہیں۔

کیا یہ دُعا بھی قبول ہوگی؟

بالکل نہیں! ہم چالیس سال سے یہ دُعائیں سُن رہے ہیں لیکن انکا کوئی اثر نہیں!

۷۔ اسی طرح ایک آدمی اسلام اور سنت کی نشر واشاعت کی دُعائیں مانگتا ہے، لیکن اپنی تقریر وتحریر، خط وکتابت اور قول وعمل کے ذریعے اسلام کی تبلیغ نہیں کرتا، تو کیا صرف دُعاؤں سے ہی اسلام پھیل جائیگا؟

۸۔ اور ایک شخص اپنے مدرسے اور طلبہ کی اصلاح کی دُعا کرتا اور اسکے لیے کوشاں رہتا ہے، لیکن اسکے باوجود طلبہ کی اکثریت بگاڑ کا شکار رہتی ہے، فسق وفجور کے آثار اُن پر نمایاں رہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُس شخص نے مدرسہ کی اساس ہی دنیا طلبی پر رکھی ہے، یا مدرسے کا نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ اس میں دُنیا کا عمل دخل ہے مثلاً ایسی ڈگریوں کا اجراء جو حکومتی مناصب اور غیر ملکی ویزوں کے حصول میں مددگار ہوں، تو ایسے جامعات میں داخل ہونے والے بہت سے طلبہ کی نیت حصول علم یا اصلاح نفس کی نہیں ہوتی، بلکہ دیگر اعراض و مقاصد اسکے پیش نظر ہوتے ہیں، تو طلبہ کی اصلاح کے حوالے سے اس مدیر کی دعائیں کیسے مستجاب ہوں؟ جبکہ مدرسے کی بنیاد ہی غلط استوار ہوتی ہے، اور طلبہ کی نیت میں فساد و خباثت ہے۔

اس بات پر خوب غور کیجئے! یہ ہمارے تجربے و مشاہدے کی بات ہے۔

۹۔ محسوسات میں اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص اولاد کی دُعا مانگتا ہے لیکن شادی نہیں کرتا۔ اسکی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

یہ ایک زبردست قاعدہ ہے جسے یاد رکھنا چاہیئے کیونکہ اسکے بہت سے فوائد ہیں۔

ہمارے ہاں بہت سے لوگ خصوصاً خواتین اور عوام بڑی بڑی دینی ضروریات بھی صرف دُعاؤں اور اذکار سے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسکے ضروری اسباب اختیار نہیں کرتے۔

اور پھر جب انکی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں تو ان دُعاؤں، اذکار اور قرآن سے بدگمان ہو جاتے ہیں، بلکہ خود اللہ عزوجل پر بُرا گمان کرتے ہیں کہ وہ ان کی دُعائیں نہیں سُنتا، حالانکہ مشروع اسباب ترک کر کے انہوں نے خود ہی اپنے اوپر قبولیت کا دروازہ بند کر لیا ہوتا ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کی عادت مستمرہ ہے۔

اس قاعدے کا اطلاق عموماً روحانی مطالب اور دینی مقاصد پر ہوتا ہے، کیونکہ ان میں مجاہدے کی شرط ہے، نہ کہ دنیاوی اموال میں۔

کیونکہ یہ تو بعض اوقات بغیر کسی سبب یا کوشش کے بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ علماء کرام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کی محبت امور کسبیہ میں سے ہے، اسکا تعلق صرف القاء کیساتھ نہیں، یعنی اسکے حصول کیلئے مجاہدہ شرط ہے۔ واللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ اعلم۔

لہٰذا ہر وہ شخص جو اپنی کسی ضرورت کیلئے اللہ سے دُعا کرتا ہے، لیکن اُسکی دُعا قبول نہیں ہوتی، اُسے چاہیے کہ قبولیت کے اسباب کی طرف رجوع کرے اور نئے عزم کیساتھ اللہ رب العزت کا دروازہ کھٹکھٹائے، ان شاء اللہ اُسکی دُعائیں ضرور قبول ہونگی۔

یہ دو سبب جنکا ہم نے تذکرہ کیا، یہ بھی تب فائدہ دیتے ہیں جب دُعا کو اُسکی دیگر بہت سی شروط کیساتھ مانگا جائے، ان شروط کا تذکرہ ہم نے اسی جلد کے اسم اعظم سے متعلقہ فائدے میں کیا ہے۔(یوم الفطر شوال ۱/۱۰/۱۴۲۶ھ)

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷- ساتواں فائدہ

دنیا و آخرت کے عذاب سے کیسے بچیں ؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں بہت سے ایسے اسباب بتلائے ہیں جنہیں اختیار کر کے ہم اُسکے عذاب سے بچ سکتے ہیں:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی جگہ پر موجود ہونا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ﴾ (الأنفال/۳۳)

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی اور دلی محبت کرنا۔

یعنی ایسی محبت جو صرف دعوؤں تک محدود نہ ہو، بلکہ دل گہرائیوں میں جاگزیں ہو، اور عملی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات وسنن کی پیروی کی جائے، نہ کہ وہ نام نہاد محبت جسکا دعویٰ اہل بدعت کرتے نہیں تھکتے، جبکہ عملاً نہ صرف یہ کہ سنت کی مخالفت کرتے بلکہ اسکے خلاف محاذ آراء رہتے ہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فَاِذَا كَانَ وُجُوْدُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْكُفَّارِ مَانِعًا فَكَيْفَ بِمَحَبَّتِهٖ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ، فَاِنَّهٗ اَوْلٰى وَاَحْرٰى اَنْ لَا يُعَذِّبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَهُوَ الْوَاقِعُ قَدْرًا وَشَرْعًا" (بدائع التفسير)

"جب کفار کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود عذاب سے مانع تھا تو ایک مؤمن کے دل میں موجود آپکی محبت مانع کیوں نہ ہوگی، بلکہ یقیناً یہ مؤمن اس بات کا زیادہ حقدار ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہ دے، اور شرعاً وقدراً اَمر واقع بھی یہی ہے"۔(بدائع التفسیر)

۳۔استغفار اور توبہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾

"اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا نہیں، جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں"(الأنفال/۳۳)

کتب تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

اللہ تعالیٰ اس امت میں دو امانیں رکھی تھیں کہ جب تک یہ دونوں انکے درمیان موجود رہیں گی، اُس وقت تک لوگ عذابِ الٰہی کی پکڑ سے محفوظ رہیں گے: ایک امان تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف قبض فرمائی، جبکہ دوسری امان تمہارے پاس باقی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ الآية"

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارد فرمایا:

"أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِي: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ، وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيهِمُ الْإِسْتِغْفَارَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" (ترمذی ابن کثیر ۲/٤٠٤)

اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے مجھ پر دو امانیں نازل فرمائی ہیں: اور (اے نبی!) اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے، جبکہ آپ بھی انکے درمیان (موجود) ہوں، اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا نہیں، جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں" تو جب میں دنیا سے رخصت ہوؤں گا، تو قیامت تک کیلئے استغفار ان میں چھوڑ جاؤں گا" (ترمذی، ابن کثیر ۲/۴۰۴)

۴۔صحیح ایمان لانا۔

۵۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات پر شکر ادا کرنا۔

یہ دونوں صفات بھی عذاب کو دفع کرتی، اور معافی وعافیت کا باعث ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾ (النساء/ ۱۴۷)

"اگر تم شکر کرو، اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا؟ اور اللہ بڑا قدر دان، خوب جاننے والا ہے"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اُسے کسی کو عذاب دینے کی کوئی ضرورت یا حاجت نہیں ہے، اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے، اصل بات یہ ہے کہ رحمت الٰہی تو صرف اسی جگہ پر اترتی ہے جو اُسکے قابل ہو، اور وہ شکر گذار مؤمن ہے۔

توجب کوئی رحمت الٰہی کے قابل ہی نہ ہو تو لامحالہ اس پر عذابِ الٰہی نازل ہوتا ہے۔

لہٰذا جو شخص عذابِ الٰہی سے بچنا چاہتا ہے، اس پر واجب ہے کہ ایمان وشکر گذاری سے خود کو مزین ومامون کرلے۔

۶۔ لوگوں کو فساد سے روکنا اور اصلاح کا کام کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ﴾ (ھود/ ۱۱۶)

"پھر ان امتوں میں جو تم سے پہلے گذریں، ایسے عقل وبصیرت والے کیوں نہ ہوئے جو زمین میں (لوگوں کو) فساد سے روکتے، مگر تھوڑے ہی ان میں سے جنہیں ہم نے نجات دی"

نیز فرمایا: ﴿أَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ وَأَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ (الأعراف/ ١٦٥)

"تم ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو برے کاموں سے روکتے تھے، اور ہم نے اُن لوگوں کو بدترین عذاب کیساتھ پکڑ لیا جنہوں نے ظلم کیا تھا، اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے"

یہاں اللہ تعالیٰ نے نجات کو اُن لوگوں کیساتھ مختص کیا ہے، جو برائی سے روکتے تھے۔

اور فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(هود/۱۱۷)

''اور آپکا رب ایسا نہیں کہ وہ بستیوں کو ظلم کے ساتھ ہلاک کر دے جبکہ ان کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں''۔

اصلاح کرنے والوں کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ علاقوں اور انکے باشندوں کو آباد رکھتا ہے جب وہ لوگ جو ذاتی طور پر تو نیک اور صالح ہوتے ہیں لیکن اصلاح کا کام نہیں کرتے، وہ دنیاوی عذاب سے نجات نہیں پاتے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

''أَنُهْلَكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ ؟ قَالَ : نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ''(بخاری)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جب خباثت بڑھ جائیگی''

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

[إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يُنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوا فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَذَّبَ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ]۔ (شرح السنة)

''بے شک اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا، یہاںتک کہ جب لوگ اپنے درمیان برائی ہوتے دیکھیں، اور اُس پر انکار کی قدرت رکھنے کے باوجود انکار نہ کریں، تو جب لوگوں کا یہ طرز عمل بن جائے تو پھر اللہ تعالیٰ عام و خاص تمام لوگوں کو عذاب سے دوچار کر دیتا ہے''

۷۔ انتہائی عاجزی کیساتھ گڑگڑاتے ہوئے اللہ سے نجات کی دُعا مانگنا۔

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸- آٹھواں فائدہ

ایمان کیلئے تباہ کن چیزیں

ایک مؤمن اپنے دین اور ایمان کے حوالے سے بہت محتاط اور غیرت مند ہوتا ہے، اور ہمیشہ اُسے ایمان کی فکر لاحق رہتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی کتاب الایمان میں یہ باب قائم کیا ہے:

"خَوْفُ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَّحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ"

(مؤمن کو اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ اُسکے اعمال برباد ہوجائیں اور اُسے شعور بھی نہ ہو)

اس فائدے میں ہم اس حوالے سے کتاب وسنت کے دلائل اور سلف صالحین کے اقوال پیش کریں گے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فائدہ پہنچائے، اور نصیحت تو اہل ایمان کو فائدہ ہی دیتی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ، اسکے رسول ﷺ، اُسکی کتاب، اور اُسکے دین کی بے ادبی کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾ (الحجرات/۲)

"اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور آپ سے اونچی آواز میں بات نہ کرو، جیسے تم ایک دوسرے سے اونچی آواز میں (بات) کرتے ہو، کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو"۔

یہ آیت کریمہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی تھی جبکہ اُنکی باہمی آوازیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بلند ہو گئی تھیں، یہاں تک کہ کہا گیا: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا دو بہترین شخص قریب تھے کہ ہلاک ہو جائیں" (بخاری)

تو جب اُس شخص کیلئے یہ وعید ہے جو بے ادبی کا ارادہ نہیں رکھتا تھا، تو جو قصداً بے ادبی کرے اُسکا معاملہ کیا ہوگا۔؟

۲۔ رسول اللہ ﷺ، یا اللہ تعالیٰ کی آیات، یا اُسکے دین کا مذاق اڑانا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴾ (التوبة/٦٥/٦٦)

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف شغل کے طور پر باتیں اود دل لگی کرتے تھے"

کہہ دیجئے: کیا تم اللہ اور اُسکی آیتوں اور اسکے رسول کے ساتھ مذاق کرتے تھے؟ (اب) بہانے مت بناؤ، یقیناً تم نے اپنے ایمان کے بعد کیا ہے"۔

مفسرین کہتے ہیں: اہل نفاق نے کہا کہ ہم نے ان قراء (علماء صحابہ رضی اللہ عنہم) سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا جو پیٹ کے معاملے میں آگے آگے اور لڑائی میں سب سے بزدل ثابت ہو۔

اور کہا: اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو، یہ شام کے محلات اور بَنِي الْأَصْفَرْ (رومیوں) کے قلعے فتح کرنے چلے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو انکی اس بات سے آگاہ کر دیا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے استفسار کیا کہ تم نے یہ یہ کہا ہے۔ تو وہ قسمیں اٹھا کر کہنے لگے: ہم تو یونہی دل لگی اور شغل کے طور پر یہ باتیں کرر ہے تھے۔

تو فرمایا: تم اللہ، اور اُسکی آیتوں اور اُسکے رسول کیساتھ مذاق کرتے تھے؟ (قرطبی)

کفر کے معاملے میں مذاق اور سنجیدگی برابر ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ایمان پر شکر بجا نہ لانا۔

۴۔ایمان کے زوال کا خوف لاحق نہ ہونا۔

۵۔مسلمانوں پر ظلم کرنا۔

ابو القاسم الحکیم رحمہ اللہ سے سوال ہوا: کیا کوئی ایسا گناہ بھی ہے جو بندے سے ایمان سلب کر لیتا ہو؟

تو فرمایا: ہاں تین چیزیں ایسی ہیں جو بندے سے ایمان سلب کر لیتی ہیں:

ا۔اسلام پر شکر گذار نہ ہونا۔

۲۔اسلام کے زوال کا خوف ترک کر دینا۔

۳۔مسلمانوں پر ظلم کرنا۔(التنبیہ ۱/۴۰۹)

۶۔اللہ کی حرمتیں پامال کرنا۔

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ تِهَامَةَ، بَيْضَاءَ فَيَجْعَلُهَا اللهُ هَبَاءً مَنْثُورًا، قَالَ ثَوْبَانُ : يَا رَسُولَ اللهِ! صِفْهُمْ لَنَا جَلِّهِمْ لَنَا، أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللهِ انْتَهَكُوهَا"

[رواه بن ماجه رقم (٤٢٤٥) باسناد صحيح (الصحيحة ٢/١٨، ٥٠٥]

"میں اپنی امت میں سے ایسے لوگوں کو خوب جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ (یعنی مکہ مکرمہ) کے برابر نیکیاں لائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ اسے اڑایا ہوا گرد و غبار بنا دے گا"

ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ! ہمیں انکی صفت بتلایئے، اور انکی وضاحت کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اُن میں شامل ہو جائیں اور ہمیں خبر بھی نہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارے ہی بھائی اور تمہارے مشابہ ہونگے کہ، رات کو نمازیں پڑھیں گے جیسے تم پڑھتے ہو، لیکن یہ ایسے لوگ ہونگے کہ جب خلوت میں انہیں موقع ملے تو اللہ کی حرمتوں کو پامال کریں گے"۔

(ابن ماجہ (۴۲۴۵) نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا دیکھئے الصحیحۃ ۲/۱۸، (۵۰۵)

یہ حدیث انسان کے رونگٹے کھڑے کردیتی ہے۔

اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں۔

۷۔ بلاوجہ مسلمانوں سے قتال کرنا۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" (متفق علیہ)

"مسلمان سے گالی گلوچ کرنا فسق، اور اُس سے قتال کرنا کفر ہے" (متفق علیہ)

اس حدیث کو امام بخاری نے بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ" میں ذکر کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف قتال پر مُصر رہنا بعض اوقات انسان کو اسلام سے نکال کر کفر تک لے جاتا ہے۔

۸۔ ظاہری یا باطنی گناہوں پر مُصر رہنا۔

گناہوں پر مُصر اپنا انتہائی خطرناک بات ہے، کیونکہ اسکی پاداش میں انسان اللہ تعالی کی طرف سے سزا کا مستحق ہوجاتا ہے، اور یہ سزا کبھی مال ضائع ہونے کی شکل میں ہوتی ہے، کبھی بدنی تکالیف کی صورت میں، کبھی اولاد اور محبوب لوگوں کی جُدائی کا صدمہ دے جاتی ہے، اور کبھی انسان سے اُسکا ایمان اور دین ہی سلب کرلیا جاتا ہے۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

"وَيْلٌ لِلْمُصِرِّيْنَ الَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ" (مسند أحمد فتح الباری ۱/۹۲ وصححه الالبانی فی صحیح الادب المفرد للبخاری)

"ہلاکت ہے مُصر رہنے والوں کیلئے، جو اُن (گناہوں) پر مُصر رہتے ہیں جو اُنہوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیئے، حالانکہ وہ جانتے ہیں"

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

توبہ نہ کرنے، اور باہمی قتال ونافرمانی پر اصرار کرنے سے خوف کا بیان۔

اور پھر متقین کی صفات سے متعلقہ آیت نقل فرمائی:

﴿ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾ (آل عمران/۱۳۵)

"اور وہ اپنے کیئے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے" (آل عمران/۱۳۵)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

﴿ فَلَمَّا زَاغُوْا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ﴾ (الصف/۵)

"پھر جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے انکے دل ٹیڑھے کردیئے"۔

اور فرمایا: ﴿ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ (الانعام / ۱۱۰)

"اور ہم انکے دلوں اور انکی آنکھوں کو پھیر دیں گے، جیسے وہ اس پر پہلی بار ایمان نہیں لائے اور انہیں چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے پھریں" (الانعام/۱۱۰)

اور فرمایا: ﴿ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾ (الأعراف ۱۰۰)

"کیا ان لوگوں پر واضح نہیں ہوا جو زمین پر (پہلے بسنے والوں کی ہلاکت کے بعد اسکے وارث ہوئے کہ اگر ہم چاہیں تو اُنکے گناہوں کی وجہ سے انہیں سزا دیں، اور ہم انکے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں، پھر وہ سُن نہیں پاتے)"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیجئے

:﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ . (المطففين: ١٤)

"ہرگز نہیں! بلکہ انکے دلوں پر انکے (برے) اعمال نے زنگ لگا دیا ہے"۔

اگر آپ مذکورہ بالا آیات اور ایسی دیگر آیات پر غور کریں گے تو آپکو معلوم ہوگا کہ فاسق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان جب اپنے ایمان کا پاس نہ رکھے، اور مسلسل گناہوں پر مُصر رہے، تو بعض اوقات اسکا ایمان ہی سلب ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

۹۔ مسلمانوں کیساتھ دوستی اور کفار کیساتھ دشمنی نہ رکھنا۔

ایک مسلمان کے عقیدے میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمانوں سے دوستی اور کفار سے دشمنی رکھے جبکہ آجکل معاملہ اسکے برعکس ہے، مسلمانوں سے نہ صرف یہ کہ دوستی نہیں، بلکہ انکے خلاف معرکہ آرائی کا طوفان برپا ہے، اور کفار سے نہ صرف یہ کہ دشمنی نہیں، بلکہ دوستی میں اس حد تک آگے نکل گئے ہیں کہ انکی سُروں میں سُر ملا کر اسلام اور مسلمانوں کے نیست ونابود کرنے کے درپے ہیں۔

بلکہ لوگوں کی اکثریت ولاء وبراء کے اس عقیدے سے ہی نابلد ہے، اور انکی دینی غیرت رخصت ہو چکی ہے، انکی دوستی دشمنی صرف اور صرف دنیا کی خاطر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ (المائدة / ٥٤)

”اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ جلد ایسے لوگوں کو لائیگا کہ وہ ان سے محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہونگے وہ مومنوں پر نرمی کرنیوالے ہونگے اور کافروں پر سختی کرنیوالے“۔

اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ کیا ہے اور دوستی ودشمنی میں اُنکے غیر شرعی طرز عمل کی وجہ سے اُنکا ایمان سلب ہو جانے کا بیان ہے، لہٰذا یہاں تنبیہ کی گئی ہے کہ اس طرز عمل سے بچو، ورنہ ایمان سلب ہو جائیگا۔

اسی طرح فرمایا: ﴿أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء/۱۴۴)

”کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف واضح حجت دے دو؟“۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کے شروع میں اللہ تعالی نے کفار کیساتھ دوستی سے منع فرمایا ہے، لہٰذا اس آیت سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اہل ایمان کو چھوڑ کر کفار سے دوستی کرنا واضح ارتداد ہے۔

۱۰۔ کفار کے لباس واخلاق اور طور طریقوں سے متاثر ہونا اور انکی مشابہت اختیار کرنا۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا" وہ ہم میں سے نہیں جو غیروں سے مشابہت اختیار کرے"(۱)

---

(۱)۔ اس فائدے میں اُن کا بیان بھی ہے جو نواقض الایمان میں شامل ہیں، مثلاً جان بوجھ کر دین اسلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا، اللہ، اسکے رسول اور اسکی آیات کا مذاق اڑانا اور مسلمانوں سے دشمنی اور کفار سے دلی دوستی رکھنا اور مسلمانوں کے خلاف انکی پشت پناہی کرنا۔

اور اس فائدے میں ان باتوں کا تذکرہ بھی ہے جنہیں کفر یا کفر کے قریب تو کہا گیا ہے لیکن وہ دائرہ اسلام سے خارج کرنے والی نہیں، مثلاً مسلمانوں سے بلاوجہ قتال، اور کفار سے مشابہت۔ یہ باتیں اگرچہ بعض اوقات اصلی کفر کا باعث بن جاتی ہیں لیکن بذات خود اسلام سے خارج کردینے والا کفر نہیں جیسا کہ شیخ محترم نے اشارہ بھی کیا ہے۔

اور ایسے گناہوں کا تذکرہ بھی ہے جو صرف فسق وفجور کے زمرے میں آتے ہیں لیکن وہ انتہائی خطرناک ہیں، اور بعض اوقات انسان کو کفر کا مرتکب بنا دیتے ہیں جس طرح ایک نیکی دوسری نیکی کا باعث ہوتی ہے، اسی طرح ایک گناہ دوسرے گناہ پر اُبھارتا ہے اور شیطان اُس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک کہ انسان کفر اکبر کا ارتکاب کرکے جہنم میں اُسکا ہمیشہ کا ساتھی نہ بن جائے، جیسا کہ اللہ تعالی سورۃ آل عمران آیت ۱۱۲ میں یہود کے بھیانک جرائم (مثلاً اللہ کی آیات کا انکار اور انبیاء کرام کا قتل) کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ "یہ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے، اور حد سے بڑھ جاتے تھے" اس فائدے میں مختلف باتیں جمع ہوگئی تھیں لہٰذا انکی وضاحت ضروری سمجھی گئی (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹- نواں فائدہ

بری تقدیر اور برے انجام سے نجات دلانے والے چند امور

ہم ے ذوالقعدہ/۱۱/۱۴۲۶ھ بروز جمعرات، مشکوٰۃ کی تدریس کے دوران تقدیر کا باب پڑھا، اس دوران میرے دل میں یہ بات آئی کہ اللہ تعالی کے عذاب، بُری تقدیر اور بُرے انجام سے نجات چند امور کے ذریعے ممکن ہے، اگر انسان ان امور کو فراموش نہ کرے تو اللہ تعالی کبھی اُسے ضائع نہیں کرتا، کیونکہ تقدیر اللہ کے ہاتھ میں

وہ امور درج ذیل ہیں:

۱۔ ہمیشہ دل کے خشوع اور توجہ کیساتھ اللہ کے سامنے آہ وزاری اور التجائیں کرنا، اور اپنی پیشانی اسکی چوکھٹ پر رکھ دینا۔

کفر و ایمان، ہدایت و گمراہی اور تمام چیزیں اسی لیے مقدر کی گئی ہیں کہ انسان اللہ کی طرف تضرع اور عاجزی اختیار کرے، تاکہ وہ مہربان مالک اُسے بدبختی سے بچا کر خوش بختی وعادت سے سرفراز کرے۔

اسی لیے حدیث میں آتا ہے: "لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ" (مشکوٰۃ)

"تقدیر کو دُعا کے سوا کوئی چیز رد نہیں کر سکتی" (مشکوٰۃ)

ثابت ہوا کہ دُعاؤں کی کثرت اس حوالے سے انتہائی مفید ثابت ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: بندوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے انہیں پلٹتا ہے۔

پھر یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے، اور کثرت کیساتھ یہ دُعا بھی کرتے:

"اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ"

"اے اللہ! اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا"

اسی طرح اللہ تعالی نے راسخین فی العلم کی دُعا کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾۔ (آل عمران/٨)

"اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا مت کر، اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرما، یقیناتو ہی بے حد عطا کرنیوالا ہے"۔

ان دُعاؤں میں اشارات بھی ہیں اور بشارات بھی۔

(ا)۔اشارہ اس بات کا کہ اللہ تعالی کے حضور تضرع وانکساری اس حوالے سے مفید ہے، اور بشارت اس بات کی کہ اسکے نتیجے میں انسان کی عبادات اور دُعاؤں میں حُسن پیدا ہوا جاتا ہے، اسکی وضاحت دوسرے امور سے ہوتی ہے:

(٢)۔اللہ کے قریب کرنے سب سے قریب تریں راستہ اسکے حضور فقر وانکساری اور خشوع کا اظہار ہے، اور بندے اور اسکے رب کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ فخر وغرور اور بڑائی کے دعوے ہیں، لہٰذا جس نے اپنے نفس پر فقر وعاجزی کے دروازے کھول دیئے، اللہ تعالی اُسکے لیے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیگا۔

(٣)۔اللہ کے عذاب اور ناراضگی سے ڈرتے رہنا۔

جو شخص اپنے دل کو اللہ کے خوف سے آباد رکھتا ہے، اللہ تعالی اپنے فضل واحسان سے اُسے نجات عطا فرماتے ہے۔

اسکی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمُوْمِ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴾ (الطور/۲۶ ۔ ۲۸)

وہ (اہل جنت) کہیں گے: بلاشبہ ہم (اس سے) پہلے اپنے اہل وعیال میں اللہ سے ڈرتے رہتے تھے، پھر اللہ نے ہم پر احسان کیا اور اس نے ہمیں (جھلسا دینے والی) لُو کے عذاب سے بچالیا، بلاشبہ ہم پہلے ہی اُس اللہ کو پکارا کرتے تھے، بے شک وہی خوب احسان کرنیوالا، بہت رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرنا اور اُسے پکارنا اہل جنت کی صفات میں سے ہے۔

(۴)۔ حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور لوگوں کو نفع رسانی کے کام کرنا بھی اچھے انجام کا مجرب نسخہ ہے، خصوصاً قریبی رشتہ داروں اور عام مسلمانوں سے حسنِ سلوک اس حوالے سے انتہائی مفید ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ اچھے اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" هُوَ بَذْلُ النَّدٰى وَكَفُّ الْاَذٰى وَطَلَاقَةُ الْوَجْهِ "

"لوگوں کو نفع پہنچانا، ایذا رسانی سے باز رہنا، اور کشادہ چہرے سے ملنا اچھا اخلاق ہے"

اس لیے ہمیں چاہیئے کہ لوگوں کیساتھ نرمی واخلاق سے پیش آئیں، اگرچہ لوگ ہمیں تکلیف پہنچائیں اوا عراض کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ اَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ " (الصحيحة (۹۲۸)

"کیا میں تمہیں اُس شخص کی خبر نہ دوں جو آگ پر حرام ہے، یا جس پر آگ حرام ہے؟ اُس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے، جو انتہائی نرم خُو اور با اخلاق ہے"۔

ہر با اخلاق اور نرم خو شخص پر جہنم کی آگ حرام ہے، لہذا ہمیں اس حوالے سے کوشش کرنی چاہیئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرما۔ آمین۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"خَابَ عَبْدٌ وَخَسِرَ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِهٖ رَحْمَةً لِلْبَشَرِ"

(الصحيحة ٤٥٦)

"وہ بندہ خائب وخاسر ہو گیا جسکے دل میں اللہ تعالی نے انسانوں کیلئے رحمت نہیں رکھی"۔

نیز فرمایا: **"اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ، اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى"** (الصحيحة ٩٢٥)

"اہل زمیں پر رحم کرو، آسمان والا (رب تعالیٰ) تم پر مہربان ہوگا، رحم کرنیوالوں پر رحمن تبارک وتعالیٰ بھی رحم فرماتا ہے" (الصحيحة ٩٢٥)

ooooooo

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- دسواں فائدہ

نیکیوں کا شوق کیسے پیدا ہو؟

تمام لوگوں کی زبان پر یہی بات ہوتی ہے کہ نیکیوں کے بہت فوائد ہیں، لیکن عملی طور پر وہ نیکیوں کی طرف نہیں لپکتے، نہ انکا شوق رکھتے ہیں، اور نہ انکے فوت ہو جانے پر کفِ افسوس ملتے ہیں، سوائے چند لوگوں کے جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔

تو آیئے ہم آپکو وہ اسباب بتلائیں جنہیں اختیار کر کے آپ اپنے دل میں نیکیوں کا شوق پیدا کر سکتے ہیں، پہلی جلد کے فائدہ نمبر (۳) میں عمل صالح کی توفیق وتیسیر کے اُسباب کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

ان اسباب میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی حقیر مت جانیئے، بلکہ جونہی موقع ملے اُس پر عمل کر لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

" لَاتَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ "

(الصحيحة (١٨٦٨))

"نیکی کے کسی کام کو حقیر ہرگز مت جانو، اگر چہ اپنے بھائی سے کشادہ، چہرے کیساتھ ملاقات ہی کیوں نہ ہو"۔

اسی طرح اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ﴾. (الشورىٰ/۲۳)

"اور جو شخص کوئی نیکی کماتا ہے تو ہم اُسکے لیے اس میں بھلائی بڑھا دیتے ہیں"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اُسے مزید نیکیوں کی توفیق دیتے ہیں، یا اُسکا اجر کئی گناہ بڑھا دیتے ہیں۔
اور فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِيْ حَرْثِهِ﴾ (الشوریٰ/۲۰)
''جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے، ہم اس کیلئے اسکی کھیتی میں اضافہ کرتے ہیں''۔

۲۔ تمام اقوال واحوال میں سچائی اپنانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: سچ کو لازم پکڑو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اور نیکی جنت کی راہ دکھلاتی ہے، اور جب کوئی شخص مسلسل سچ بولتا ہے، اور ہمیشہ سچ کی جستجو میں رہتا ہے، تو اللہ کے ہاں صدیق (بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لیکر جاتا ہے، اور گناہ جہنم کی طرف۔
اور جب کوئی شخص مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی جستجو میں رہتا ہے تو اللہ کے ہاں اُسے کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے'' (بخاری ومسلم)
لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ اس پیاری خصلت سے خود کو مزین کریں۔

۳۔ نیک اعمال کے فضائل سننا

اعمال صالحہ کے فضائل سننے اور پڑھنے سے بھی نیکیوں کی رغبت پیدا ہوتی ہے، اسی لیے کتاب وسنت میں کثرت کیساتھ فضائل مذکور ہیں، یہ تجربے سے ثابت ہے کہ اعمال سے پہلے انکے فضائل سے آگاہی انسان کے دل میں انتہائی شوق اور رغبت پیدا کرنے کا باعث ہے۔

۴۔ وقت کی قدر وقیمت کو پہچاننا

ہمیں چاہیئے کہ اپنی زندگی اور اوقات کی قدر پہچانیں، اور دنیا میں لمبی لمبی امیدوں سے اپنا دامن بچائیں، کیونکہ لمبی امیدیں دل کو سخت کردیتی، اور آخرت کو بھلا دیتی ہیں، اور انسان ان اُمیدوں کی خاطر اعمال صالحہ اور فکر آخرت چھوڑ بیٹھتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱- عجیب فائدہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی وسیع رحمت

اور یہ کن صفات سے حاصل ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر انکے ماں، باپ اور تمام دوستوں واحباب سے زیادہ مہربان ہے، کہتے ہیں کہ اللہ ستر ماؤں سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ کی رحمت تو تمام مخلوقات کی باہمی رحمت سے بھی عظیم تر ہے کیونکہ بخاری ومسلم کی صحیح حدیث میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے:

"اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا وَاحِدَةً، وَبِهَا يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰی اِنَّ الْفَرَسَ لَتَرْفَعُ رِجْلَهَا مَخَافَةَ اَنْ تَطَأَ وَلَدَهَا، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَكْمَلَهَا بِتِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً"۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں، جن میں سے ایک اُس زمین پر اُتاری ہے اسی ایک رحمت کی وجہ سے تمام مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہانتک کہ ایک گھوڑا صرف اس لیے اپنی ٹانگ اُٹھائے رکھتا ہے کہ کہیں اپنے بچے کو نہ روند ڈالے، جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس ایک رحمت کو مزید ننانوے رحمتوں سے مکمل کردیگا"

اس حدیث پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتوں میں سے صرف ایک رحمت کی بناء پر تمام مخلوق ایک دوسرے سے الفت ومحبت اور رشتہ وپیوند میں جُڑی ہوئی ہے تو اُسکی باقی رحمتوں کا کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اور چند ماؤں کی ممتا اور پیار کو اللہ کے اپنے بندوں کیساتھ پیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومحبت سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟

ہم نے تو زمین پر اللہ ارحم الراحمین کی ایسی ایسی رحمتوں کی مشاہدہ کیا ہے کہ قلم انکے بیان اور زبان اُنکے شمار سے عاجز ہے۔

لیکن اسکے ساتھ ساتھ اللہ تعالٰی علیم وحکیم ذات ہے، وہ غیر مناسب جگہ پر اپنی رحمت کو ضائع نہیں فرماتا، اور اُس شخص کو اپنی رحمت سے نوازتا ہے جو اُسکی رحمت کا حقدار ہوتا ہے، اور حصولِ رحمت کے اسباب اپناتا ہے۔

اللہ تعالٰی اپنے تمام بندوں کو اپنی بے پایاں رحمت سے نوازنا چاہتا ہے، اسی لئے اُس نے اپنے بندوں کو ایسے امور واعمال بتلائے ہیں جنھیں اختیار کر کے وہ اللہ کی رحمت وخوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔

لہذا جو بھی ان اسباب کو اختیار کرے تو اللہ تعالٰی ضرور اُس پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ وتعالٰی کا وعدہ ہے جو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

جیسا کہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ ﴾ الاٰية" (الأعراف /١٥٦-١٥٧)

اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، چنانچہ جلد ہی میں اس (رحمت) کو اُن لوگوں کیلئے لکھ دونگا جو پرہیزگار ہیں، اور زکوۃ دیتے ہیں، اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، (یعنی) وہ لوگ جو اس رسول (محمد ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو اُمی نبی ہے، جسکا ذکر وہ اپنے ہاں لکھا پاتے ہیں"۔

ان آیات میں اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں پر واضح کر دیا ہے کہ جو شخص ان چار صفات کیساتھ متصف ہوگا، وہی اللہ کی رحمت کا حقدار ہے، اور وہ چار صفات ہیں: تقوی، زکوۃ کی ادائیگی، آیات پر ایمان، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں آتا ہے:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَضَعُ اللّٰهُ رَحْمَتَهٗ اِلَّا عَلٰی رَحِیْمٍ قَالُوْا: کُلُّنَا یَرْحَمُ، قَالَ: لَیْسَ بِرَحْمَةِ أَحَدِکُمْ صَاحِبَهٗ، یَرْحَمُ النَّاسَ کَافَّةً" (الصحیحة (٨٤)

"اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ صرف رحم کرنیوالے پر ہی اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے، لوگوں نے کہا: ہم سب ہی رحم کرتے ہیں۔

تو فرمایا: اس سے مراد وہ مہربانی نہیں جو تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کیساتھ کرتا ہے، بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو تمام لوگوں پر مہربان ہو"۔

میں نے جب سورۂ مریم پر غور وفکر کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بعض صفات کریمہ کی وجہ سے اپنے بندوں پر رحمتیں نازل فرماتا ہے، جو صفات ساٹھ سے زیادہ ہیں، کیونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کا تذکرہ کیا ہے اور اُن پر اپنی رحمت کے نزول کا ذکر فرمایا ہے اس میں اشارہ ہے کہ جو کوئی بھی ان صفات کو اپنائے گا، اُس پر اللہ کی رحمتیں نازل ہونگی کیونکہ اللہ کی رحمت تو دائمی ہے، عارضی نہیں۔

اور عام ہے، کسی خاص گروہ کیساتھ مخصوص نہیں۔

وہ صفات یہ ہیں:

ا۔ پاک وصاف اور خشیت سے معمور دل کیساتھ آہستہ آواز سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا، اور اُسے اپنی عاجزی اور اُسکی مہربانی وشفقت کا واسطہ دینا۔

اور پھر اپنے رب کی رحمت کا انتظار کیجئے، یقیناً وہ نازل ہو کر رہے گی۔

۲۔ صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اور اُسکی تسبیح وتقدیس بیان کرنا۔

کیونکہ ذکر کرنے والوں پر اللہ کی رحمت اترتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے: اللہ کے ذکر سے غافل مت رہو، کہ اللہ کی رحمت بھی تمہیں فراموش کردے۔ (ابوداود)

۳۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا، اور اسکے ساتھ تعلق مضبوط کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اللہ کے بندوں کیساتھ مہربانی وشفقت کا مظاہرہ کرنا، کیونکہ جو شخص اللہ کے بندوں پر مہربان ہو، اللہ تعالیٰ بھی اُس پر مہربان ہوتا ہے۔

۵۔ اپنے نفس کو بُرے اخلاق سے پاک رکھنا۔

۶۔ تقویٰ اختیار کرنا۔

۷۔ والدین کیساتھ حسن سلوک کرنا، اور اپنے مال، جان اور علم وعمل کے ذریعے انکی زندگی میں بھی، اور موت کے بعد بھی اُنکی خدمت کرنا۔

۸۔ اللہ کے بندوں کیساتھ تُرش روی اور تکبر ونخوت کا معاملہ نہ کرنا۔

۹۔ جس حد تک ممکن ہو، گناہوں سے اجتناب کرنا، کیونکہ اللہ کی رحمت گناہ گاروں اور متکبرین سے دور رہتی ہے۔ (والعیاذ باللہ)

۱۰۔ مستعار حکمت کی بجائے حقیقی حکمت کیساتھ اپنی گفتگو کو مزین کرنا، حقیقی حکمت وہ ہوتی ہے جو دل کی گہرائیوں سے نکلے، اور مستعار حکمت وہ ہے جو صرف زبان تک محدود ہو، اور ظاہر ہے جو بات صرف زبانی کلامی جمع خرچ پر مشتمل ہو، وہ اثر سے خالی ہوتی ہے۔

اور ہر وہ بات حکمت ہے جو آپکے لیے نصیحت کا باعث ہو، آپکو برائی سے روک دے، یا آپکو کسی فضیلت کی طرف دعوت دے۔ جیسا کہ ابن دردید رحمہ اللہ نے کہا۔

۱۱۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں بعض اوقات اللہ کیساتھ خلوت اختیار کرنا، اور اُسکی عبادت بجالانا، اور اُسکے لوگوں سے دور چلے جانا، جیسا آپ ﷺ کیا کرتے تھے۔

شریح بن ھانیء سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بادیہ نشینی اختیار کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان ٹیلوں کی طرف نکل جاتے تھے۔

(الأدب المفرد للبخاری۔ یہ حدیث صحیح ہے)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُسکے ساتھ تعلق مضبوط کرنے، اور اس سے مناجات کیلئے بعض اوقات گوشہ نشینی بھی اختیار کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسکی حلاوت و مٹھاس بھی وہی دل محسوس کر سکتے ہیں جو اللہ کی محبت اور اُسکی طرف انابت سے سرشار ہوں لیکن آجکل سوائے چند گنے چنے لوگوں کے باقی تمام لوگ اس سنت مبارکہ سے آگاہ ہی نہیں۔

حالانکہ یہ خلوت دلوں کو نرم کرتی ہے اور اچھے خوابوں اور کرامات کا باعث ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے ہمیں بھی اسکی توفیق بخشے۔ آمین۔

۱۲۔ احسان کے درجے پر اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت بجالانا، کیونکہ یہی وہ بنیادی مقصد ہے جسکے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔

۱۳۔ کسی انسان کا بابرکت ہونا، وہ اس طرح کہ وہ جہاں بھی جائے اُسکے ذریعے خیر و بھلائی زمین پر پھیل جائے، یا وہ شخص جو نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے روکے۔

۱۴۔ نماز پڑھنا۔

۱۵۔ موت تک زکوٰۃ کی ادائیگی جاری رکھنا۔

۱۶۔ بدبختی و شقاوت کے اسباب ترک کر دینا، جو کہ ہم الگ باب میں ذکر کریں گے، ان شاء اللہ۔

۱۷۔ شرک سے باز آجانا۔

۱۸۔ گمراہی چھوڑ دینا۔

۱۹۔ غفلت سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔

کیونکہ شرک و گمراہی اور غفلت اللہ کی ناراضگی کے اسباب ہیں، جبکہ انکی ضد اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔

۲۰۔ اللہ کے وعدوں پر یقین کامل۔

۲۱۔ رد شرک۔

۲۲۔ مشرکین اور سرزمین شرک سے ہجرت۔

۲۳۔ عاجزی و انکساری کیساتھ دُعائیں اور عبادات بجالانا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔تمام مسلمانوں کی خیر خواہی۔

۲۵۔وعدہ وفا کرنا۔

۲۶۔تمام مسلمانوں کو عموماً اور اولاد واہل خانہ کو خصوصاً نماز کا حکم دینا۔

۲۷۔اور زکوۃ کی ادائیگی کا حکم دینا۔

۲۸۔اللہ تعالی کی آیات سے متاثر ہونا۔

۲۹۔اور رو پڑنا۔

۳۰۔اور اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جانا۔

۳۱۔سچی توبہ کرنا۔

۳۲۔صحیح ایمان لانا۔

۳۳۔نیکیوں پر دوام اختیار کرنا۔

۳۴۔تقویٰ اختیار کرنا۔

۳۵۔عبادت پر صبر کرنا، کیونکہ صبر کے بغیر اسکی ادائیگی ناممکن ہے۔

۳۶۔رب العالمین کی خاطر شہوات ترک کر دینا۔

۳۷نمازوں کی حفاظت کرنا۔

۳۸۔باقی رہنے والی نیکیاں کرنا۔

۳۹۔جن ایمان کیساتھ:

۴۰۔عمل صالح بھی شامل ہے،ایسا کرنے والوں کو اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

یہ تمام اور سورت مریم سے ماخوذ ہیں، لہٰذا اس سورت مبارکہ کی طرف رجوع کیجئے اور تدبر کیساتھ اسکی تلاوت کیجئے ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

اس سورت میں رحمٰن، کا لفظ پندرہ مرتبہ، اور رحمت کا تذکرہ پانچ مرتبہ ہوا ہے، بلکہ ابتداء ہی لفظ رحمۃ سے کی گئی ہے، ﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ﴾ لہٰذا اس میں اسباب رحمت کی طرف اشارہ ہے، جنہیں اختیار کر کے کوئی بھی بندہ اللہ کی رحمت کا حقدار بن سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں رحمت الٰہی کے حصول کے لیے دیگر اسباب بھی ہیں:

۴۱۔ انہیں اسباب میں سے ایک احسان کرنا بھی ہے۔ کیونکہ اللہ کی رحمت احسان کرنیوالوں سے قریب ہوتی ہے، مخلوق کیساتھ بھی احسان کرنا، اور اللہ کی عبادت میں بھی احسان کا درجہ اختیار کرنا، یعنی اس طرح اللہ کی عبادت کریں گویا کہ آپ اُسے دیکھ رہے ہیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم یہ احساس ضرور ہو کہ وہ آپکو دیکھ رہا ہے۔

۴۲۔ تقویٰ اور زکاۃ کی ادائیگی کیساتھ آیات پر ایمان لانا، اور

۴۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ .....﴾ الآية" (الأعراف/١٥٦-١٥٧)

"جلد ہیں میں اس (رحمت) کو اُن لوگوں کیلئے لکھ دونگا، جو پرہیزگار ہیں، اور زکوۃ دیتے ہیں، اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (یعنی) وہ لوگ جو اس رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جو اُمی نبی ہے"۔

۴۴۔ اللہ کی راہ میں شہادت۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سے سرفراز فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "﴿وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ، وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللهِ تُحْشَرُونَ﴾

(آل عمران/ ١٥٧-١٥٨)

"اور اگر تم اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان چیزوں سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں، اور اگر جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ تو یقیناً تم اللہ ہی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۵۔ اللہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (آل عمران/١٣٢)

''اور اللہ، اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

۴۶۔خاموش اور توجہ کیساتھ قرآن مجید کی تلاوت سننا۔

فرمایا:﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الأعراف/٢٠٤)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے (کان لگا کر) سُنو، اور خاموش رہو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

۴۷۔استغفار کرنا۔

فرمایا:﴿ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾.(النمل/٤٦)

تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

۴۸۔اللہ تعالیٰ کے دنیوی واخروی عذاب سے خوف۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ الأعراف(٦٣)

''تا کہ وہ تمہیں ڈرائے، اور تا کہ ڈر جاؤ، اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے''(الأعراف/۶۳)

اور فرمایا:﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (یٰس/٤٥)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے: ایسے عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے (دنیا میں) اور جو تمہارے پیچھے (آخرت میں) ہے تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

۴۹۔اہل ایمان کے درمیان صُلح کرانا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الحجرات/١٠)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو، اور اللہ سے ڈرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔

۵۰۔ مصائب پر صبر کرنا۔

اللہ تعالیٰ مصائب پر صبر کرنیوالوں کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴾
(البقرة/۱۵۷)

"یہی لوگ ہیں جن کیلئے انکے رب کی طرف سے بخشش اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں"

صبر کرنیوالوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اور اللہ کی مدد اُنکے شامل حال ہوتی ہے۔

۵۱۔ اللہ پر ایمان لانا اور اسکے ساتھ چمٹ جانا۔

یعنی اُس پر توکل کرنا اور اسکے دین کو مضبوطی سے تھام لینا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ ﴾ ⓘ
النسآء/۱۷۵)

"پھر جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اُس (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو وہ ضرور انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا"۔

۵۲۔ ایمان کیساتھ جہاد فی سبیل اللہ کرنا۔

مجاہدین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ ﴾"
(التوبة/۲۱)

"ان کا رب انہیں اپنی طرف سے رحمت اور رضامندی اور ایسے باغوں کی خوشخبری سناتا ہے، جن میں ان کیلئے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہونگی"۔

۵۳۔ رسول پر ایمان اور تقویٰ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾ (الحدید/۲۸)

"اے ایمان والوں! تم اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے (اجر) دیگا، اور تمہارے لیے ایسا نور بنائے گا کہ تم اس کی روشنی میں چلو گے اور وہ تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت معاف کرنے والا۔ نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

۵۴۔ مندرجہ ذیل دُعائیں پڑھنا:

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ"

"اے میرے رب! (مجھے) بخش دے، اور رحم فرما، کیونکہ تو خیر الراحمین ہے"

"﴿رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾"

"اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں صحیح رہنمائی فرما"

"رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ"

"اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر، اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بیشک تو ہی بے حد عطا کرنے والا ہے"

یہ مستجاب دُعائیں ہیں، لہٰذا ہمیں انکا خصوصی اہتما کرنا چاہیئے۔

۵۵۔ مریض کی عیادت کرنا۔

حدیث میں آتا ہے: "مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ حَتَّى يَرْجِعَ فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيهَا" (مسند احمد ۳/۳۰۴)

"جو شخص کسی مریض کی عیادت کیلئے گیا، وہ واپسی تک مسلسل رحمت الٰہی میں رہتا ہے، اور جب وہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے، تو گویا اُس رحمت میں ڈوب جاتا ہے"۔

۵۶۔ قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کیلئے جمع ہونا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ فِيمَا بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ “ (مسلم)

”جو لوگ بھی اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، اور اُسے آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں، اُن پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت الٰہی اُنہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، اور اللہ تعالی اپنے پاس موجود فرشتوں میں انکا تذکرہ کرتا ہے، اور جس شخص کا عمل اُسے پیچھے کر دے، اُسکا نسب اُسے آگے نہیں کر سکتا“

۵۷۔ مساجد میں بیٹھنا۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے: بعض لوگ گویا مساجد کے باسی ہوتے ہیں انکے ہمنشیں فرشتے ہوتے ہیں، اگر وہ مسجد سے غائب ہوں تو انہیں تلاش کرتے ہیں، مریض ہوں تو عیادت کرتے ہیں، اور اگر وہ کسی ضرورت میں ہوں تو اُنکی مدد کرتے ہیں اور فرمایا: مسجد میں بیٹھنے والا تین حالتوں میں سے کسی حالت پر ہوتا ہے: یا تو اسے کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے، یا حکمت کی بات سنتا ہے، یا اللہ کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے“

(الصحيحة (٣٤٠١)

۵۸۔ ماہِ رمضان کا سایہ فگن ہو جانا۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

۵۹۔ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے:

رَحِمَ اللهُ رَجُلًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا“ (ابوداود)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا بلا شک وشبہ مقبول ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾. (النور/٦٣)

۶۰۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ہجرت کے دوران کہا: اے میرے رب! مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا: میرے بالمقابل کسی اور کو مجھ پر ترجیح نہ دینا، کیونکہ ایسا کرنے والے کو نہ تو میں پاک کرتا ہوں اور نہ اُس پر رحم کرتا ہوں۔ (الزھد ص ۸۷)۔

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ بارھواں فائدہ

لوگوں میں رزق اور اخلاق کی تقسیم

جس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا رزق تقسیم کیا ہے، اسی طرح اپنے لطف وکرم سے لوگوں کے درمیان اخلاق وعادات بھی تقسیم کردی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں پر مختلف اعمال کے دروازے کھولے ہیں، بعض لوگوں پر عبادت کا دروازہ کھولا ہے، بعض پر جہاد کا دروازہ کھولا ہے، بعض پر علم اور دعوت وتبلیغ کا دروازہ کھولا ہے، اور بعض پر تزکیہ نفس کا دروازہ کھولا ہے۔

ایک مؤمن ان تمام دروازوں میں داخلے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ جیسے دیگر افراد اسکے لیے کوشاں رہے تھے۔

ایک مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا کوئی شخص جنت کے تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اور مجھے امید ہے کہ تم بھی اُنہی میں سے ہوگے۔ (بخاری)

لیکن ایک شخص اگر ایک دروازے سے داخل ہو، جبکہ جنت کی طرف جانے والے دیگر دروازوں سے بیر نہ رکھتا ہو، تو ایسا شخص بھی کامیاب ہے۔ والحمدللہ۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک پاکیزہ حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

[مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَلِلْجَنَّةِ أَبْوَابٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ، دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُوْا أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ "(متفق علیہ)

"جس نے کسی بھی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا اُسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائیگا۔" جنت کے کئی دروازے ہیں، تو جو شخص (کثرت کیساتھ) نماز پڑھنے والوں میں سے ہوگا اُسے باب صلوٰۃ سے بلایا جائیگا، اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اُسے باب صدقہ سے بلایا جائے گا، اور جو روزے دروں میں سے ہوگا اُسے "باب ریان" (سیراب کردینے والے دروازے) سے بلایا جائے گا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص لازمی طور پر ان تمام دروازوں سے بلایا گیا وہ تو بڑا ہی خوش نصیب ہے، تو کیا کوئی شخص جنت کے تمام دروازوں سے بھی بلایا جائیگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی اُنہی میں سے ہوگے" (متفق علیہ)

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ان خصلتوں میں ایک خصلت بھی اگر کسی شخص پر غالب ہو تو وہ جنتی ہے، لیکن یہ اس صورت میں جبکہ وہ دیگر خصلتوں کے خلاف نہ ہو، اور نہ ہی انہیں کمتر سمجھتا ہو۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے: "إِنَّ اللهَ قَسَمَ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ أَرْزَاقَكُمْ"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اخلاق بھی اسی طرح تقسیم کیے ہیں جس طرح تمہارے رزق تقسیم کیے ہیں"

اور یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے مطابق ہوتی ہے، جسکے اسرار اسکے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس بات کی مزید وضاحت مؤرخین کی نقل کردہ ایک روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عبدالعزیز العمری العابد نے امام مالک رحمہ اللہ کو خط لکھا، اور اس میں انہیں تعلیم وتعلم کی مصروفیات سے کٹ کر عمل وعبادت اور خلوت اختیار کرنے کی ترغیب دلائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ نے انہیں جوابی خط میں لکھا: بیشک جس طرح اللہ تعالی نے رزق تقسیم کیا ہے اسی طرح اعمال بھی تقسیم کیے ہیں، کئی لوگوں پر نماز کا باب کھلتا ہے لیکن روزے کا باب نہیں کھلتا، بعض کو صدقہ دینے کی توفیق ملتی ہے لیکن روزوں کی توفیق نہیں ملتی، جبکہ بعض لوگوں پر جہاد کی راہیں کھلتی ہیں لیکن اُن پر نماز (نوافل وغیرہ) کا دروازہ نہیں کھلتا۔

اور میں جس علم کی نشر واشاعت اور تعلیم میں مصروف ہوں، اس میں مشغولیت تمام اعمال صالحہ میں سب سے افضل واشرف ہے، لہٰذا اس حوالے سے اللہ تعالی نے جو دروازہ مجھ پر کھولا ہے میں اُس پر راضی ہوں، میں اپنی مصروفیت کو آپکی مصروفیت سے کمتر نہیں سمجھتا، اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں ہی خیر اور نیکی پر ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنی قسمت پر راضی رہے، والسلام۔

یہ ایک فقیہ عالم کا کلام ہے، اور یہی حقیقی فقہ ودانائی ہے۔

جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ۞

نماز کا دروازہ، صدقے کا دروازہ، جہاد کا دروازہ، روزے داروں کیلئے باب ریان، توبہ کا دروازہ، غصہ پی جانے والوں کا دروازہ، تقدیر پر راضی رہنے والوں کا دروازہ دائیں ہاتھ والا دروازہ جس کے ذریعے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے اور ان میں سے ہر ہزار کیساتھ ستر ہزار اور بھی ہونگے۔

ایک روایت کے مطابق ہر شخص کیساتھ ستر ہزار دیگر افراد بھی ہونگے۔ (اسے حافظ فتح الباری میں ذکر کیا)

ان تمام دروازوں کے یہ نام امام نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر کیے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اشراق کی نماز پڑھنے والوں کیلئے باب الضحی (اشراق کا دروازہ) ہوگا، جیسا کہ سیوطی نے الحاوی (۱/۴۳)" میں لکھا، دیکھئے (۲۱۵۲۱)

اور ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دروازہ اُن لوگوں کیلئے بھی ہے جو کثرت کیساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، ایسے لوگ ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہونگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الزهد للأمام أحمد (١٦٩))
اس حوالے سے تفصیل کیلئے دیکھئے راقم کی شرح مشکوٰۃ ((الحق الصریح)) (۷۰۲/۱)"
اور اس پر ہمارے بھائی ابو زُھیر سیف اللہ حفظہ اللہ کے اضافات وحواشی کا مطالعہ کیجئے۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے: وہ فرماتے ہیں: جنت کے آٹھ دروازے ہیں: نماز پڑھنے والوں کا دروازہ، روزے دروں کا دروازہ، حج کرنیوالوں کا دروازہ، عمرہ کرنے والوں کا دروازہ، مجاہدین کا دروازہ، ذکر کرنے والوں کا دروازہ، صبر کونیوالوں کا دروازہ اور شکر کرنیوالوں کا دروازہ۔ (الحاوی ۱۰۶/۲)

میرے خیال میں ان دروازوں میں سے بعض دروازے بعض میں داخل ہو سکتے ہیں واللہ أعلم۔

(مثلاً ممکن ہے "صبر وشکر" اور حج وعمرے کیلئے الگ الگ کی بجائے ایک ہی دروازہ ہو۔ مترجم)

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳- فائدہ

افضل ترین اعمال اور اللہ کے ہاں محبوب ترین اعمال

افضل ترین لوگوں، اور اعمال کی معرفت

اس فائدے میں اُن اعمال کا بیان ہے جنہیں افضل ترین یا اللہ کے ہاں محبوب ترین قرار دیا گیا ہے، اسی طرح اُن لوگوں کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالی کے ہاں سب سے افضل اور محبوب تر ہیں۔

اس فائدے سے وہی لوگ لذت یاب ہو سکتے ہیں جو نورِ ایمان کے حامل اور اعمال صالحہ سے محبت رکھنے والے ہیں۔

۱۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ، وَصَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَخُلُقٍ حَسَنٍ" (الصحيحة (١٤٤٨)

"ابن آدم نے کوئی بھی ایسا عمل نہیں کیا جو نماز، آپس کی اصلاح، اور حسن اخلاق سے افضل ہو"

۲۔ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے، وہ ابن المنکد ر سے روایت کرتے ہیں، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ، تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، تَقْضِيْ لَهُ حَاجَةً، تَنَفِّسُ لَهُ كُرْبَةً"

"کسی مؤمن کو خوشی پہنچانا افضل ترین اعمال میں سے ہے، وہ اس طرح کہ آپ اُسکا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض ادا کر دیں، اُسکی کوئی ضرورت پوری کر دیں، یا اسکی کوئی پریشانی دور کر دیں' سفیان نے ابن المنکدر سے پوچھا: کیا کوئی ایسی چیز باقی ہے جسکے ذریعے انسان لذت پا سکے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: بھائیوں پر بھلائیاں نچھاور کرنا۔

(شعب الایمان للبیهقی الصحیحة (۲۲۹۱))

۳۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کونسا شخص اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اور کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ سُرُوْرٌ يُدْخِلُهُ عَلٰى مُسْلِمٍ، أَوْيَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْيَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، أَوْتَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا وَلَأَنْ أَمْشِيَ فِيْ أَخٍ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ شَهْرًا"

"اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو لوگوں کیلئے سب سے زیادہ نفع مند ہو، اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ خوشی ہے جو کوئی کسی مسلمان کو خوشی پہنچائے، یا اُسکی پریشانی دور کرتا ہے، یا اُسکا قرض ادا کرتا ہے، یا اُسکی بھوک۔

اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے چلنا مجھے اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک ماہ اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ محبوب ہے"

(المعجم الکبیر الطبرانی ۳/۲۰۹، یہ مکمل حدیث پہلی جلد ص نمبر پر گذر چکی ہے)

اور ابن أبی الدنیا سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں:

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَنْ تُدْخِلَ عَلٰى أَخِيْكَ الْمُؤْمِنِ سُرُوْرًا، أَوْتَقْضِيَ عَنْهُ دَيْنًا، أَوْتُطْعِمَهُ خُبْزًا" (صحيح الجامع (١٠٩٦)

"افضل ترین عمل یہ ہے کہ تم اپنے کسی مؤمن بھائی کو خوشی پہنچاؤ، یا اُسکا قرض ادا کر دو، یا اُسے روٹی کھلا دو" (صحیح الجامع (۱۰۹۶))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللهِ''
(ابو داؤد، بخاری معلقاً)
''اللہ کیلئے محبت کرنا، اور اللہ کی خاطر نفرت کرنا افضل ترین عمل ہے''
○ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایمان کی کونسی کڑی سب سے مضبوط ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔
فرمایا: اللہ کیلئے دوستی، اور اللہ کیلئے دشمنی، اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر نفرت کرنا۔(مسند احمد)
۵۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار ہوا: اے اللہ کے رسول! تمام لوگوں سے افضل کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ'' ہر وہ شخص جو مخموم (پاک صاف) دل، اور سچی زبان رکھتا ہو۔لوگوں نے کہا: زبان کے سچے سے تو ہم آگاہ ہیں یہ مَخْمُومُ الْقَلْب کیا ہے؟ فرمایا: اَلنَّقِيُّ لَا اِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ'' اللہ سے ڈرنے والا پاک وصاف دل جس میں کوئی گناہ، بغاوت کینہ اور حسد نہ ہو'' لوگوں نے پوچھا: اسکے بعد کس کا درجہ ہے؟ فرمایا: ''اَلَّذِيْ يَشْنَأُ الدُّنْيَا وَيُحِبُّ الْآخِرَةَ'' وہ شخص جو دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت کرتا ہے'' لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابو رافع کے علاوہ ہم کسی کو ایسا نہیں جانتے۔
پھر لوگوں نے پوچھا: اسکے بعد کس کا درجہ ہے؟ فرمایا: ''مُؤْمِنٌ فِيْ خُلُقٍ حَسَنٍ'' وہ مؤمن جو اچھے اخلاق کا مالک ہے'' (ابن ماجہ(۴۲۱۶)
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: ''أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ''
''دُعا افضل ترین عبادت ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مستدرك حاكم، صحيح الجامع (۱۱۲۲) الصحيحة (۱۵۷۹)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ، ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجَّةٌ بَرَّةٌ تَفْضُلُ سَائِرَ الْأَعْمَالِ كَمَا بَيْنَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ إِلٰى مَغْرِبِهَا"

(طبراني عن ماعز، صحيح الجامع (۱۰۹۱))

"اکیلے اللہ پر ایمان لانا افضل ترین عمل ہے، پھر جہاد، اور اسکے بعد حج مبرور افضل ترین اعمال ہیں باقی اعمال کے مقابلے میں انکی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے مشرق ومغرب کا درمیانی فاصلہ"

(طبرانی نے اسے ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، دیکھئے صحیح الجامع (۱۰۹۱))

○ ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نماز کو اُسکے وقت پر پڑھنا" میں نے کہا: پھر کونسا؟ فرمایا: والدین کیساتھ حسنِ سلوک کرنا" میں نے کہا: پھر کونسا؟ فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا"۔

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ باتیں بتلائیں، اور اگر میں مزید پوچھتا تو آپ مزید بتلاتے۔ (متفق علیہ)

جبکہ ترمذی میں، نماز کو اول وقت پر پڑھنے" کے الفاظ ہیں، جنہیں اَلبانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے:

"أَفْضَلُ عِبَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَمَّادُوْنَ"

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے افضل وہ ہونگے جو کثرت کیساتھ اُسکی حمد بیان کرتے ہیں" (طبرانی)

اور مسند احمد میں یہ حدیث کچھ ان الفاظ کیساتھ منقول ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِعْلَمْ أَنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَمَّادُوْنَ"

"جان لو! بیشک قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالی کے بہترین بندے وہ ہونگے جو کثرت کیساتھ اسکی حمد (تعریف) بیان کرتے ہیں"

(مسند أحمد (٤/٤٣٤)، دیکھئے الصحيحة (١٥٨٤))

○ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سوال کیا: تمام لوگوں سے افضل کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جو اپنی جان اور مال کیساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، پھر اسکے بعد وہ مؤمن جو کسی گھائی میں اپنے رب کی عبادت بجالاتا ہے، اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے" (صحيح بخاری، الصحيحة (١٠٣١))

ہم نے پہلی جلد کے فائدہ نمبر (۱۵) میں اُن اشخاص کا تذکرہ کیا ہے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین بندے قرار دیا ہے، مثلاً وہ شخص جس سے خیر و بھلائی کی امید کی جائے، اور لوگ اُسکے شر سے خود کو محفوظ سمجھیں، اور وہ شخص جسے دیکھنے سے اللہ یاد آجائے، اور وہ شخص جسکے کان اللہ تعالی لوگوں کی تعریف سے بھر دے، اور وہ شخص جسکے ساتھ لوگ بلا کسی مالی مفاد کے محبت رکھتے ہوں۔

اسکی تفصیل کیلئے سابقہ جلد کے مذکورہ فائدے کی طرف رجوع کیجئے۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اللہ پر ایمان لانا، اُسکی تصدیق کرنا، اور اُسکی راہ میں جہاد کرنا، اُس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے آسان عمل پوچھنا چاہتا ہوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر اور سخاوت کا مظاہرہ کرنا۔

اُس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے بھی آسان عمل پوچھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: "اللہ تبارک وتعالی تمہارے متعلق جس چیز کا بھی فیصلہ کردے اس میں اللہ تعالی کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزام مت دو" (مسند أحمد (۳۱۸/۵) اسکی سند صحیح ہے، دیکھئے الصحیحۃ (۳۳۳۴))

ایک اور صحیح حدیث میں ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوًّا فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: ذِكْرُ اللهِ" (رواه مالك وابن ماجه (۳۷۹۰) وصححه الشيخ)

"کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتلاؤ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر، تمہارے لے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے نزدیک سب سے پاکیزہ، تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنیوالا اور تمہارے لیے سونا چاندے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے، اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے ٹکراؤ اور پھر اُنکی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اُڑائیں؟۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتلائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر"

(مؤطا امام مالک، ابن ماجہ (۳۷۹۰) شیخ ألبانی نے اسے صحیح قرار دیا)

عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ"

"اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جسکی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو"

پھر اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل افضل ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ].

"تم اس حال میں دُنیا کو خیر باد کہو کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو"

(مسند أحمد، ترمذی، یہ حدیث صحیح ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کونسا مسلمان سب سے بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ"

"جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں" (متفق علیہ)

○ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اُس عمل کی خبر نہ دوں جو روزے، صدقے اور نماز سے بھی افضل ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ"

"باہمی تعلقات کی اصلاح کرنا، اور آپس کا بگاڑ تو (دین کو) مونڈ دینے والی چیز ہے"

(ترمذی ابوداود، مشکوٰۃ یہ حدیث صحیح ہے)

ایک حدیث میں آتا ہے: [عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصَّمْتِ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا] (أبو يعلىٰ باسناد صحيح)

"اچھے اخلاق اور طویل خاموشی کو لازم پکڑو، اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میرے جان ہے! ان دونوں اعمال جیسا عمل تمام مخلوق نہیں نہیں کیا"

○ علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، اور منافق سے دشمنی رکھنا افضل ترین عمل ہے" (التنبیہ ۱/۹۷)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، اور ابتدا کرتے ہوئے آپکا ہاتھ تھام لیا، اور کہا: اے اللہ کے رسول! نجات کیسے ممکن ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[يَا عُقْبَةُ! اِخْرِسْ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ]

اے عقبہ! اپنی زبان گونگی کرلو، اپنے گھر کو اپنے لیے وسیع سمجھو، اور اپنی غلطیوں پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسو بہاؤ پھر ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے تو آپ نے میرا ہاتھ تھام لیا، اور فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تمہیں تورات، انجیل، زبور اور قرآن عظیم میں نازل ہونے والی تین بہترین سورتیں نہ سکھلاؤں؟ کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرلے۔ (ضرور سکھائیے)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ تین سورتیں پڑھائیں :

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس۔

پھر فرمایا: اے عقبہ! انہیں مت بھلانا، اور کوئی رات انہیں پڑھے بغیر مت گذارنا۔

عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی تب سے میں انہیں نہیں بھولا، اور میں نے کبھی کوئی رات انہیں پڑھے بغیر نہیں گذاری۔

پھر ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، اور ابتدا کرتے ہوئے میں نے آپکا ہاتھ تھام لیا، اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے فضیلت والے اعمال کی خبر دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ ظَلَمَكَ "

"جو تم سے قطع تعلق کرے تم اُس سے تعلق جوڑو، جو تمہیں محروم رکھے تم اُسے عطا کرو، اور جو تم پر ظلم کرے اُس سے اعراض کرو"۔

(مسند أحمد، تفسیر ابن کثیر (۴/۷۳۹)، اسکی سند صحیح ہے)

ایک حدیث میں آتا ہے:

"لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ: قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأَمَّا الْأَثَرَانِ فَأَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ"

[رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ رِيَاضِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّالِحِيْنَ)

ترجمہ: اللہ کے ہاں دو بارشوں اور دو نشانیوں سے زیادہ محبوب ترین چیز کوئی نہیں ایک بارش تو وہ جو خشیت الٰہی سے آنسوؤں کی صورت میں اترتی ہے اور دوسری بارش خون کی صورت جو اللہ کے راستے میں بہہ جائے۔ ایسے ہی دو نشانات میں ایک وہ جو اللہ کے راستے میں (جسم پر) لگ گیا اور دوسرا وہ جو اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کی بجا آوری کرتے ہوئے لگا (مثلاً سخت سردی میں ٹھنڈی پانی سے وضو کرنا اس نشان کا سبب بنا، یا گرم جگہ پر سجدہ کرنے سے پیشانی جل جائے اور نشان بن جائے یا کوئی دوسری تکلیف جو فرائض کی ادائیگی کے دوران اپنا اثر چھوٹ جائے وغیرہ)

ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اسکے راستے میں جہاد کرنا'' میں نے کہا: کونسا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے؟ فرمایا: جو اپنے مالکوں کو زیادہ پسند ہو اور جسکی قیمت زیادہ ہو'' میں نے کہا: اگر میں ایسا نہ کرسکوں؟ فرمایا: کسی کام کرنیوالے کی مدد کردو، یا جسے کام کرنا ہی نہیں آتا اُسے کام کردو، میں نے کہا: مجھے بتلائیے کہ اگر میں کوئی عمل کرنے سے درماندہ ہوجاؤں تو پھر؟ فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ، یہ تمہارا خود اپنے اوپر صدقہ ہوگا'' (متفق علیہ)

اس حوالے سے اور بھی بہت سی احادیث ہیں تفصیل کیلئے ریاض الصالحین مشکوٰۃ اور شعب الایمان کی طرف مراجعت کیجئے۔

○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱٤- فائدہ

کم وقت میں زیادہ نیکیاں سمیٹیں

اگرآپ کم وقت میں زیادہ نیکیاں سمیٹنا، اور قیامت کے دن نیکیوں کے حوالے سے امیر ترین بننا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل اعمال کو اپنایئے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، یہ ایسا فائدہ ہے جسکا مزہ صرف زندہ اور روشن دل رکھنے والے احباب ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اگر آپ بھی روشن اور زندہ دل رکھتے ہیں تو مندرجہ ذیل اعمال کو اپنی ڈاڑھوں کیساتھ مضبوطی سے تھام لیں:

۱۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ، كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً "(صحيح الجامع (٦٠٢٦) وسنده حسن)

"جو شخص مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کیلئے استغفار کرے، اللہ تعالی ہر مؤمن اور مؤمنہ کے بدلے اُسکے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے"

(صحیح الجامع (۶۰۲۶)، اسکی سند حسن ہے)

اب اندازہ لگایئے کہ جو شخص تمام زندہ فوت شدہ مؤمنین ومؤمنات کیلئے استغفار کرے، وہ کتنی نیکیاں کمالے گا؟ اربوں نیکیاں یا اس سے بھی زیادہ؟

۲۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بازار میں داخل ہوا، اور اور یہ کلمات کہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

(اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ، اکیلا ہے اُسکا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے حقیقی بادشاہت اور اُسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور وہ زندہ ہے اُسے کبھی موت نہ آئیگی، اُس کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

جو یہ کلمات کہے اُسکے لیے اللہ تعالی دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، اور اُس سے دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے، اور اُسکے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے، اور اُسکے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔(مستدرک حاکم، مسند أحمد، صحیح الجامع (۲/۲۰۹۳))

اسکی سند حسن ہے، اور جس نے اسے ضعیف قرار دیا ہے انکی بات درست نہیں، جبکہ امام شوکانی نے تحفۃ الذاکرین، اور مبا کپوری نے مرعاۃ (۸/۱۸۴) میں اسے حسن قرار دیا)

○ محمد بن واسع رحمہ اللہ نے قتیبہ رحمہ اللہ سے کہا: میں تمہارے لیے ایک تحفہ لایا ہوں، اور پھر انہیں یہ حدیث سُنائی، اور وہ قافلے کیساتھ سوار ہو کر بازار سے دروازے پر جاتے اور یہ کلمات پڑھ کر واپس آجاتے۔(مستدرک حاکم ۱/۵۳۸)

سلف صالحین کا طرز عمل دیکھئے کہ انہیں نیکیاں کمانے کا کسقدر شوق ہوا کرتا تھا، اللہ تعالی نے انکے حوالے سے کیسی سچی بات فرمائی ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ﴾. (النور/۳۷)

"وہ لوگ جنہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کوئی تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید وفروخت، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں (خوف وگھبراہٹ کے سبب) اُلٹ جائیں گی"۔

لہٰذا جب بھی آپ کسی بازار میں جائیں تو یہ دُعا ضرور پڑھیں، کتنے ہی لوگ اس عظیم نعمت سے غافل رہتے ہیں۔

اے اللہ! ہماری کوتاہیاں بخش دیجئے۔!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہونٹ ہلاتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: اے ابوامامہ! کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ ذکر نہ بتلاؤں جو تمہارے دن ورات کے تمام ذکر اذکار سے افضل اور زیادہ ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بتلایئے۔

(اور ایک روایت میں یوں ہے: کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتلاؤں کہ اگر تم اُسے پڑھ لو تو پورے دن ورات میں دیگر اذکار کے ذریعے اُسکے مقام کو حاصل نہیں کر سکتے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اسی کے مثل سُبْحَانَ اللہ کا ذکر کیا کرو، یہ دو کلمے خود بھی سیکھو، اور اپنے بعد اپنی آل واولاد کو بھی سکھاؤ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی (۸/۳۳۸)، ابن حبان (۳/۱۱۲) اسکی سند صحیح ہے)

یہ چھوٹا سا عمل ہے لیکن پورے دن ورات کے ذکر سے بہتر ہے، تمام تعریفیں اُس کیلئے ہیں جس نے اپنے بندوں کیلئے آسانیاں پیدا فرمائی ہیں۔

۴۔قرآن مجید کی قراءت کرنا بھی بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اُسکے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے، اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے"

(اسے اہل سنن نے روایت کیا)

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

"اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّکُمْ تُؤْجَرُوْنَ عَلَیْهِ اَمَا اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ (الٓمٓ) حَرْفٌ وَلٰکِنْ اَلِفٌ عَشْرٌ وَلَامٌ عَشْرٌ، وَمِیْمٌ عَشْرٌ فَتِلْكَ ثَلَاثُوْنَ"

(صحیح الجامع (١١٦٤))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قرآن مجید کی قراءت کیا کرو، کیونکہ اس پر تمہیں اجر دیا جاتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ (الم) ایک حرف ہے، بلکہ الف دس (نیکیوں کے مساوی) ہے، اور لام دس (نیکیوں کے مساوی) ہے، اور میم دس (نیکیوں کے مساوی) ہے لہٰذا یہ تیس (نیکیاں) ہو گئیں"

مثلاً جو شخص پوری سورۃ آل عمران پڑھے اسکے لیے ایک لاکھ پینتالیس ہزار دو سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، کیونکہ اس سورت میں چودہ ہزار پانچ سو بیس حروف ہیں۔

۵۔ ام ھانئی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہوں لہٰذا مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جو میں بیٹھے بیٹھے کر سکوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سو مرتبہ سُبْحَانَ اللہ کہو، یہ تمہارے لیے اولاد اسماعیل میں سے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا، اور سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو، یہ تمہارے لیے زین اور لگام سمیت سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں (مجاہدین کو) سوار کرانے کے مساوی ہوگا، اور سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہو، یہ تمہارے لیے قلادہ پہنائی ہوئی سو مقبول اونٹنیوں کی قربانی کے برابر ہوگا ، اور سو مرتبہ لا إله إلا الله کہو۔

(ابن خلف کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا) یہ کہنے سے آسمان وزمین کی درمیان وسعت نیکیوں سے بھر جائیگی، اور اُس دن کسی کا عمل بھی تم سے زیادہ بہتر و برتر نہ ہوگا، سوائے اُس شخص کے جو تمہاری طرح یہ کلمات پڑھے"

(مسند احمد (٦ ٣٤٤) الصحيحة (٣ ٣٠٣))۔

٦۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے، اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح وشام سو سو مرتبہ سبحان اللہ کہا، گویا اُس نے سو حج کیے، اور جس نے صبح وشام سو سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، گویا اُس نے اللہ کے راستے میں سو گھوڑوں پر سوار کرایا، یا فرمایا: سو غزوات میں حصّہ لیا، اور جس نے صبح وشام سو سو مرتبہ لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ کہا، گویا اُس نے اولادِ اسماعیل میں سے سو غلام آزاد کیے، اور جس نے صبح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشام سوسو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو، تو اس دن اُس شخص سے زیادہ عمل کوئی نہ لا سکے گا، سوائے اُس شخص کے جس نے اسکی طرح یہ کلمات کہے، یا اس سے بڑھ کر یہ کلمات کہے"

(ترمذی (۳۷۱۸ ۲) امام ترمذیؒ نے اسے حسن غریب قرار دیا، اسکی سند میں ضحاک بن حمزہ نامی راوی ہے، جسے ابن حبان، ابن شاہین، اسحاق اور ترمذی رحمہ اللہ نے ثقہ قرار دیا، اور امام دارقطنی نے قابل اعتبار کہا، جبکہ دیگر محدثین مثلاً امام بخاری، نسائی، ابن حجر، ابن معین اور ذہبی رحمہم اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا، اور ابن عدیؒ نے کہا کہ اسکی احادیث حسن غریب ہوتی ہیں "الکامل (۱٤۱٦)"، اور البانی نے "الضعیفہ (۱٤۱٥)" میں اسے ضعیف قرار دیا، لیکن اس میں انہوں نے بہت کم تحقیق کی ہے، یہ حدیث صاحب مشکوٰۃ (۲۰۲ ۱) نے بھی ذکر کی ہے، مبارکپوریؒ مرعاۃ میں کہتے ہیں: اس حدیث میں ضحاک ہے جس پر کلام کیا گیا ہے میں کہتا ہوں: اس حدیث کی سند اگرچہ محقق علماء کے نزدیک ضعیف ہے، لیکن ترمذی، اسحٰق بن راھویہ، اور ابن شاہین کے ہاں حسن ہے، اور اسکی عمومی تائید سابقہ حدیث سے بھی ہوتی ہے، غور کیجئے)۔

۷- ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ"

(متفق علیہ)۔

"جس شخص نے سو مرتبہ یہ کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" اُسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور اسکے لیے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور سو گناہ معاف دیئے جاتے ہیں، اور یہ دُعا اسکے لیے صبح سے شام تک پورا دن شیطان سے بچاؤ کا باعث بن جاتی ہے، اور کوئی شخص بھی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ افضل عمل نہیں لاسکتا، سوائے اُس شخص کے جواس سے زیادہ عمل کرے"۔

یہ بھی اگر چہ چھوٹا سا عمل ہے لیکن اجر کے اعتبار سے بہت بڑا اور افضل ترین عمل ہے۔

۸۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمائے؟ تو آپکے ساتھ بیٹھے ساتھیوں میں سے کسے نے پوچھا: ہم میں سے کوئی شخص ہزار نیکیاں کیونکر کما سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سو مرتبہ سبحان اللہ کہے، تو اُسکے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور ایک ہزار گناہ معاف ہوجاتے ہیں" (صحیح مسلم ،بعض روایت میں، واؤ) اور بعض میں "أوْ" آتا ہے، یعنی ایک ہزار گناہ معاف ہوجانے سے پہلے اور بھی ہے، اور بعض روایتوں میں "یا" بھی ہے، اللہ کا فضل بہت وسیع ہے)۔

یعنی آپ صرف پانچ منٹ میں اللہ کی توفیق سے ایک ہزار نیکیاں کما سکتے ہیں، اللہ تعالی کا فرنان ہے، "وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ" اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے، یعنی باقی اعمال صالحہ سے بھی بڑا ہے۔

۹۔اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے جمعے کے دن اپنے جسم کو دھویا اور غسل کیا، سویرے گھر سے نکلا اور جلدی کی، اور پیدل چل کر مسجد آیا سوار نہیں ہوا، امام کے قریب بیٹھا اور توجہ سے (خطبہ) سُنا اور (خطبے ونماز کے دوران) کوئی لغو کام نہیں کیا، تو اُسکے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی راتوں کے قیام کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے"

صحیح ابی داؤد ۱. ۷۰ (۳۴۵)۔

۱۰- ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے صبح وشام سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ" کہا، قیامت کے دن اُس سے افضل عمل کوئی بھی نہیں لائیگا، سوائے اُس شخص کے جس نے اسکے مثل یا اس سے زیادہ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمات پڑھے۔متفق علیہ۔

۱۱۔ابوداؤد نے ایک صحیح حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد دس دفعہ سُبْحَانَ اللهِ، دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، دس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، اور سوتے وقت تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، اور اتنی ہی دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اور چونتیس ۳۴ دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، اُسکے لیے اڑھائی ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں (مشکوۃ ۱۔۲۱۱)۔

۱۲۔نماز اشراق کے دو رکعتیں تین سو ساٹھ نیکیوں کے برابر ہیں۔جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے، دیکھیے (مشکوۃ:۱۔۱۱۶)۔

۱۳۔ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے ایمان کے حالت میں اللہ سے اجر کی امید پر کسی مسلمان کے جنازے کی پیروی کی یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھکر اُسے دفنا دیا گیا تو اسکے لیے دو قیراط ثواب ہے، اور جو نماز پڑھ کر لوٹ آیا اُس کیلئے ایک قیراط ثواب ہے، اور ایک احد پہاڑ کے برابر ہے'' (صحیح بخاری)۔

یہ عظیم ترین اجر صرف تھوڑے سے عمل کا بدلہ ہے، اسی لیے جب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث سنی تو فرمایا: ''ہم نے تو بہت سے قیراط ضائع کر دیے'' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکیوں کے کس قدر حریص تھے۔

۱۴۔ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ تَصَدَّقَ بِعِدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فُلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ'' (متفق علیہ)۔

(جس شخص نے اپنی پاکیزہ کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا۔اور اللہ تو صرف پاک چیزیں قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس صدقے کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے، اور اسے اسی پیار و محبت سے پالتا اور بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کو پالتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ بڑھ بڑھ کر پہاڑ سے بھی بڑا ہو جاتا ہے)۔

غور کیجئے کہ کھجوروں کا ایک پہاڑ کتنے درہم و دینار کے مساوی ہوگا، اگر کوئی اسے شمار کرنا چاہے تو کئی ماہ و سال میں بھی شمار نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہر مسلمان جو نیکیوں کی رغبت رکھتا ہے، اُسے چاہیئے کہ روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور کرے۔

بعض سلف صالحین روزانہ صدقہ کیا کرتے تھے اگر چہ ایک کیک ہی کیوں نہ ہو، تاکہ وہ اس عظیم اجر کے مستحق بن سکیں۔ (احیاء العلوم)۔

۱۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ''

(مسجد الحرام میں ایک نماز باقی مساجد میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے)۔

اور صحیحین کی ایک حدیث میں آتا ہے:

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا بِأَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

(میری اس مسجد میں ایک نماز دیگر مساجد کی ہزار نمازوں کے برابر ہے، سوائے مسجد الحرام کے)۔

لہٰذا مکہ و مدینہ کے باشندوں یا وہاں قیام پذیر لوگوں یا زائرین کو اس عظیم نعمت سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے، کیونکہ یوں تو انسان پوری عمر میں بھی ایک لاکھ نمازیں شاذ و نادر ہی پڑھ سکتا ہوگا، جبکہ وہاں تو ایک دن بلکہ ایک نماز میں ہی یہ عظیم ثواب حاصل کر سکتا ہے اور اگر کوئی شخص مسجد الحرام میں سو نمازیں پڑھ لے تو گویا اُس نے ایک کروڑ نمازیں پڑھ لی ہیں۔ اللہ اکبر۔ لیکن کتنے ہی لوگ اس حوالے سے کوتاہی اور غفلت کا شکار ہیں حالانکہ نماز پوری دنیا اور اہل و عیال سے بھی ایک مؤمن کیلئے تو زیادہ قیمتی اور محبوب چیز ہوتی ہے۔

لیکن ہم جیسے لوگوں میں کہاں ایمان؟ اور کہاں احسان؟ اے اللہ ہمیں بخش دے اور معاف فرما۔

۱۶۔ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ'' (بخاری)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جس نے ایمان کی حالت میں اجر کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اسکے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :﴿ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾۔

(شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے)۔

لہٰذا جو شخص نماز، تلاوت، ذکر اذکار دعاؤں اور صدقے وغیرہ کے ذریعے شب قدر میں اللہ کی عبادت کرتا ہے، تو گویا اُس نے چوراسی سال اللہ کی عبادت کی، کیونکہ ہزار مہینے تقریباً ۸۴ سال کے مساوی ہیں، لہٰذا اس رات کو ضائع نہ کیجئے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ محرومین میں شمار ہونگے، اور اگر آپ پوری رات بیدار رہنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو کم از کم کچھ حصہ ضرور بیدار رہیں۔

۱۷۔ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم وضو کرو تو بسم اللہ و الحمدللہ کہو، اس صورت میں فرشتے مسلسل اُس وقت تک تمہارے لیے نیکیاں لکھتے رہیں گے جب تک کہ تم اس وضو سے باوضو نہ ہو جاؤ" (مجمع الزوائد ۲۲۰/۱ امام ہیثمی نے اسکی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے الصغیر (۷۳) اور الأوسط میں روایت کیا ہے اور ان شاء اللہ اسکی سند حسن کے درجے پر پہنچتی ہے، کیونکہ اس میں عمرو بن اُبی سلمہ راوی ہے، جو اگرچہ سچا ہے لیکن کچھ وہم کرتا ہے)

۱۸۔ ہر مسلمان کو سلام کرنا خواہ آپ اُسے پہچانتے ہوں یا نہ پہچانتے ہوں، کیونکہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ" کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی مقصد کیلئے بازار جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ طفیل بن اُبی بن کعب نے اُن سے کہا ہمارے پاس ہی بیٹھے رہیئے، ہم یہیں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، کیونکہ بازار میں نہ آپ کچھ فروخت کرتے ہیں اور نہ ہی کچھ خریدتے ہیں۔

تو انہوں نے جواب دیا: اے ابوبطن! ہم تو صرف سلام کرنے کیلئے بازار جاتے ہیں۔

(الأذکار للنووی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مفت کی نیکیاں ہیں جو بلا کسی مشقت وکلفت کے حاصل کی جا سکتی ہیں، بخیل ترین شخص وہ ہے جو سلام میں بخل کرے، بعض مغرب ویورپ کے دلدادہ لوگوں کا یہ حال ہے کہ سلام کرنے کی بجائے دانت نکال کر ہیلو ہائے پر اکتفا کرتے، اور جواباً دوسری طرف سے بھی دانتوں کی نمائش ہوتی ہے، گویا ایک کتا دوسرے کتے سے ملا ہو، اور اپنے نوکیلے دانت اُسے دکھا رہا ہو۔ (واللہ المستعان)

۱۹۔ انہی اعمال میں سے ایک جہاد بھی ہے، کیونکہ راہ جہاد میں ہر قدم پر نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔

۲۰۔ علم طلب کرنا بھی انہی اعمال کا حصہ ہے۔

۲۱۔ دعوتِ دین کا کام بھی نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔

۲۲۔ اور اگر آپ اپنے بستر پر لیٹے لیٹے ہی سابقین سے بھی آگے بڑھنا چاہیں، تو رحمن جل جلالہ کی محبت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔

۲۳۔ نماز بھی نیکیوں کی کثرت کا باعث ہے، کیونکہ جب کوئی بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہی سے اُس پر نیکیوں کا نزول ہوتا ہے۔

۲۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھنا بھی بہت زیادہ نیکیوں اور بھلائیوں کا ایک سبب ہے، اور دُرود شریف کے چالیس سے زیادہ فوائد ہیں۔

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵ - فائدہ

اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نعمتیں اور ان کی شکر کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ہم پر بے حد وحساب احسانات اور لاتعداد نعمتیں ہیں، اور عنقریب ہم سے ان نعمتوں کے متعلق سوال بھی ہوگا: ﴿ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ ﴾ (التکاثر/۸)
پھر اس دن تم سے نعمتوں کی بابت ضرور سوال کیا جائیگا"۔
لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کر کے اس سوال کا جواب تیار کر لے، لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ شکر کی حقیقت کیا ہے؟ اور ایک بندہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکتا ہے، خصوصاً جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وحکمت سے نوازا ہو۔ اُسے تو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ لہٰذا اس فائدے میں شکر کی حقیقت اور اسکے عمل طریق کار پر بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴾ (لقمان/۱۲)

(اور بلاشبہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کا شکر کرو، اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کیلئے شکر کرتا ہے، اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی بے پرواہ اور سزاوار حمد (وثنا) ہے)۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر عموماً اور حکمت پر خصوصاً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے، اور سب سے بڑی حکمت اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، کیونکہ وہ سب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑے حکیم ودانا اللہ رب العزت کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

شکر کے سات ارکان ہیں:

(۱) شکر گذار کا مشکور سے دلی محبت کرنا۔

(۲)- اسکی نعمتوں پر ہر وقت اسکی تعریف وتوصیف کرنا۔

(۳) - اُسکی نعمتوں کا اعتراف کرنا۔

(۴) -ان نعمتوں کو اسکی رضامندی کے کاموں میں استعمال کرنا۔

(۵) - اسکی عبادت وخدمت کرنا۔

(۶) - شاکر کو مشکور کیلئے خضوع وانکساری اختیار کرنا۔

(۷) - ان نعمتوں کو اسکے ناپسندیدہ کاموں میں استعمال نہ کرنا۔

(محاسن التاویل للقاسمی، عدة الصابرین لابن قیم (۱۴۹)

قرآنی آیات، احادیث نبوی اور آثار سلف سے ان تمام امور کی وضاحت ہوتی ہے، لہذا ہم انکی روشنی میں مندرجہ بالا امور کی قدرے وضاحت کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴾ (ابراھیم/۷)

(اگر تم شکر کروگے تو یقیناً میں تمہیں مزید دوں گا، اور اگر تم ناشکری کروگے تو بلاشبہ میرا عذاب بہت شدید ہے)۔

سورۂ ابراھیم میں اس بات کے اشارے موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا ہی اسکا شکر ادا کرنا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝ ﴾(بنی إسرائیل/۳)

(اے اُن لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کیساتھ (کشتی میں) سوار کیا! بے شک وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت شکرگذار بندہ تھا)۔

مجاھد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نوح علیہ السلام جب بھی کچھ کھاتے اللہ کی تعریف کرتے، جب بھی کچھ پیتے اللہ کی حمد کرتے، اور جب بھی کچھ پکڑتے تو اللہ کی حمد بیان کرتے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انکی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴾ بے شک وہ بہت شکرگذار بندہ تھا، لہٰذا ہمیں بھی ہر موقع پر اللہ کی حمد وثنا بیان کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴾ (الفرقان/٦٢)

(اور وہی (اللہ) ہے جس نے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے رات اور دن بنائے اس شخص کی نصیحت کیلئے جو نصیحت پکڑنا چاہے یا شکر کرنا چاہے)۔

یہاں شکر سے مراد عبادت ہے۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام رات کو اس قدر طویل قیام فرماتے کہ آپکے پاؤں مبارک سورج جاتے، اور جب اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تو آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں پھر بھی آپ اس قدر مشقت اٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکرگذار بندہ نہ بنوں؟۔ (متفق علیہ)

ایک حدیث میں آتا ہے:

«دو خصلتیں جس میں پائی جائیں اللہ تعالیٰ اُسے صابر وشاکر لکھ دیتا ہے، اور جس میں نہ پائیں جائیں اُسے صابر وشاکر نہیں لکھتا: جو شخص اپنے دین کے حوالت سے خود سے بہتر شخص کو دیکھتا اور اُسکی قتدا کرتا ہے اور اپنی دنیا کے حوالے سے خود سے کمتر شخص کو دیکھتا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے اُس شخص پر جو برتری دی ہے، اس پر اللہ کی حمد بیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے صابر وشاکر لکھ دیتا ہے، اور جو شخص دین میں خود سے کمتر اور دنیا میں خود سے برتر کی طرف دیکھتا ہے اور اپنی دنیاوی کمتری پر افسوس کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے صابر وشاکر نہیں لکھتا»۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اس حدیث کی سند پر مُثَنّٰی بن صَبَّاح کی وجہ سے اعتراض کیا گیا ہے اور ابن مبارکؒ نے اسے اسی سند سے روایت کیا ہے، دیکھئے 'عُدَّةُ الصَّابِرِيْن (۱۴۶)''

بخاری و مسلم کی ایک حدیث ہمیں سابقہ حدیث سے مستغنی کر دیتی ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ اُنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ ﴾

(دنیاوی طور پر) اپنے سے کمتر کی طرف دیکھو، اور خود سے برتر لوگوں کی طرف مت دیکھو، یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اُن نعمتوں کو حقیر نہ سمجھنے لگو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھیں ہیں۔

نیز صحیح مسلم اور ترمذی کی ایک حدیث میں آتا ہے: ﴿ إِنَّ اللهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأُكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهِ وَيَشْرَبَ الشُّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا ﴾

(بے شک اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی یہ بات پسند ہے کہ وہ ایک لقمہ کھائے تو اُس پر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے، اور ایک گھونٹ پیئے تو اُس پر بھی اللہ کی تعریف کرے)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی نعمت نچھاور کرتا ہے، اور وہ بندہ یہ لیتا ہے کہ یہ نعمت اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کیلئے اُس نعمت کا شکر لکھ دیتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا کوئی بندہ گناہ پر نادم ہے تو استغفار کرنے سے پہلے ہی اُسے معاف فرما دیتا ہے، اور جب کوئی شخص ایک دینار کے عوض کوئی لباس خریدتا ہے، اور اُسے پہنتے وقت کی تعریف کرتا ہے، تو وہ لباس اسے گھٹنوں تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے (کتاب الشکر لابن أبی الدنیا، اسکی سند پر اعتراض ہے)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان نعمتوں کا کثرت کیساتھ تذکرہ کیا کرو، کیونکہ انکا ذکر کرنا بھی شکر ہے''۔

اور کئی احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی نعمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے تو اُس پر اُسکا اثر بھی دیکھنا چاہتا ہے، گویا یہ لسانِ حال کیساتھ اللہ کا شکر ہے۔

قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص دلی طور پر اللہ کی نعمتوں کو پہچانے، اور زبان سے اسکی تعریف کرے، تو خاموش ہونے سے پہلے ہی وہ ان نعمتوں میں اضافہ ہوتا دیکھے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ﴾

اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں مزید دونگا۔

اور فرمایا: ''ان نعمتوں کو بیان کرنا بھی انکا شکر ادا کرنے کی ایک قسم ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ﴾ (العادیات:٦)

''بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے'' (العادیات:٦)

حسن بصری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

انسان کی ناشکری یہ ہے کہ نعمتوں کو فراموش کر دیتا ہے اور مصیبتوں کو شمار کرتا رہتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ جہنم میں عورتوں کی اکثریت ہوگی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں، جب تم کسی عورت پر احسان کرتے رہو اور پھر تمہاری ایک بات بھی اُسے بُری لگے تو وہ کہے گی: میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔

تو جب خاوند کی ناشکری اتنا سنگین جرم ہے تو اُس شخص کے متعلق کیا کہیے گا جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہو؟۔

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے پروردگار! وہ شکر کیا ہے جو تیری شان کے لائق ہو؟ فرمایا: تمہاری زبان ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اپنی سند کیساتھ ابوالخلد سے روایت کرتے ہیں، ابوالخلد کہتے ہیں کہ میں نے داؤد علیہ السلام کے سوالوں میں یہ سوال بھی پڑھا: اے میرے پروردگار! میں تیرا شکر کیونکہ ادا کر سکتا ہوں، کیونکہ تیرے شکر کی توفیق بھی تو تیری ہی نعمت ہے؟ تو انکے پاس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی آئی: اے داؤد! کیا تم یہ نہیں جانتے کہ تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ میری طرف سے ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے پروردگار!۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمہاری طرف سے بطورِ شکر اس بات پر راضی ہوں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ وَتَرْكُهَا كُفْرٌ وَمَنْ لَا يَشْكُرِ الْقَلِيْلَ لَا يَشْكُرِ الْكَثِيْرَ، وَمَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ وَالْجَمَاعَةُ بَرَكَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ" (أخرجه ابن أبي الدنيا باسناد صحيح)۔

نعمت کا تذکرہ بھی شکر ہے، اور تذکرہ نہ کرنا ناشکری، اور جو شخص کم پر شکر یہ نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی نہیں کرسکتا، اور جو لوگوں کا شکر ادا کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا، جماعت باعثِ برکت اور دھڑے بندی عذاب ہے۔

(ابن ابی الدنیا نے اسے صحیح سند کیساتھ نقل کیا)۔

مسعر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آل داود سے فرمایا:

اِعْمَلُوْا آلَ دَاوٗدَ شُكْرًا" (سبا/۱۳)

اے آل داوٗد! شکرانے کے طور پر (نیک) عمل کرو۔

تو اسکے بعد ہر وقت اُن میں سے کوئی نہ کوئی نماز پڑھ رہا ہوتا تھا۔

ایک حدیث میں آتا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اسکے اہل، مال یا اولاد کے حوالے سے کسی نعمت سے نوازے، اور وہ بندہ "مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" کہے، تو وہ موت کے سوا ان میں کوئی آفت نہیں دیکھے گا۔

(اسے ابو یعلی اور ابن کثیر نے روایت کیا (۱۱۵/۳)، اور اسکی سند کمزور ہے، دیکھئے: ضعیف الجامع (۵۰۲۸)، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی (۳۵۷)۔

داؤد علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا: اے میرے پروردگار! میں تیرا شکر کیونکر ادا کرسکتا ہوں، کیونکہ تو ہی مجھے نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور پھر تو ہی مجھے ان پر شکر کی توفیق دیتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور پھر ایک نعمت کے بعد (شکر کے نتیجے میں) دوسری نعمت سے نوازتا ہے، نعمت بھی تیری طرف سے ہے اور شکر بھی، پھر بھلا میں تیرا شکر کیسے ادا کرسکتا ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! اب تم نے مجھے پہچان لیا ہے (الزهد للإمام أحمد رحمه الله)۔

○ ابو الخلد رحمہ اللہ کہتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں تیرا شکر کیسے ادا کرسکتا ہوں، جبکہ میرے تمام اعمال بھی تیری چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا بدل نہیں ہوسکتے؟ تو اُن پر وحی اتری: اے موسیٰ! اب تم نے میرا شکر ادا کیا ہے۔

عبد الملك بن مروان کا قول ہے:

کسی بندے نے ایسے کلمات نہ کہے ہونگے جو اللہ کے نزدیک ان کلمات سے زیادہ محبوب اور شکر گذاری والے ہوں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَهَدَانَا لِلْإِسْلَامِ:

تمام تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم پر انعام کیا اور اسلام کی طرف ہماری رہنمائی کی۔

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! آدم تیری اِن نعمتوں کا شکر کیونکہ ادا کرسکتا ہے کہ تو نے اپنے ہاتھ سے اُسے تخلیق کیا، اپنی روح سے اُس میں روح پھونکی، اپنی جنت میں اُسے بسایا، اور فرشتوں سے اُسے سجدہ کروایا؟ م تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اُس نے جن لیا تھا کہ یہ سب کچھ میری طرف سے ہے، اور اُس نے ان نعمتوں پر میری تعریف کی لہٰذا اُسکی یہی بات میری نعمتوں کا شکرانہ بن گئی۔

○ مخلد بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ گناہ چھوڑ دینا بھی شکر میں شامل ہے۔

○ ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "كُلُّ نِعْمَةٍ لَا تُقَرِّبُ مِنَ اللّٰهِ فَهِيَ بَلِيَّةٌ"

ہر وہ نعمت جو انسان کو اللہ کے قریب نہ کردے، ایک مصیبت ہے۔

○ زاذان رحمة الله علیه کہتے تھے: ہر صاحبِ نعمت پر واجب ہے کہ اُس نعمت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میرے ہاں مؤمن کیلئے خیر ہی خیر ہے، وہ اُس وقت بھی میری تعریف کرتا ہے جب میں اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان سے اُسکی رُوح قبض کر رہا ہوتا ہوں۔

○ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے امید ہے کہ دو چیزوں کے درمیان کوئی بندہ ہلاک نہ ہوگا: وہ نعمت جس پر وہ اللہ کی تعریف کرے، اور وہ گناہ جس پر استغفار کرے۔

ابن اَبی الدنیا فرماتے ہیں: مجھے بعض علماء سے یہ بات پہنچی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"یَنْبَغِیْ لِلْعَالِمِ أَنْ یَّحْمَدَ اللّٰہَ عَلٰی مَا زَوٰی عَنْهُ مِنْ شَهَوَاتِ الدُّنْیَا کَمَا یَحْمَدُهٗ عَلٰی أَعْطَاهُ، وَأَیْنَ یَقَعُ مَا أَعْطَاهُ اللّٰہُ وَالْحِسَابَ یَأْتِ مَا عَافَاهُ اللّٰہُ وَلَمْ یَبْتَلِهٖ بِهٖ فَیَشْغَلُ قَلْبَهٗ وَیُتْعَبُ جَوَارِحُهٗ فَیَشْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی سُکُوْنِ قَلْبِهٖ وَجَمْعِ هَمِّهٖ"

"ایک عالم کو چاہیئے کہ جس طرح وہ دنیاوی نعمتوں پر اللہ کی تعریف کرتا ہے اسی طرح جو شہوات دنیا اللہ تعالیٰ نے اُس سے سمیٹ لی ہیں اُن پر بھی اللہ کی حمد کرے، کیونکہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اُسے دی ہیں اور کل انکا حساب بھی ہونا ہے، اِنکی اُس عافیت کے مقابلے میں کیا حیثیت ہوسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُسے دے رکھی ہے، اور اُسے اُن خواہشات میں مگن ہونے سے بچالیا ہے جو اسکے دل کو مشغول اور اعضاء کو تھکا دینے والی ہیں؟ لہٰذا اسے اپنے دل کے پرسکون ہونے اور خیالات کے مجتمع ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے"

ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انسان کی دونوں آنکھوں، کانوں، ہاتھوں، پاؤں، پیٹ اور شرمگاہ پر شکر واجب ہے۔

آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ اگر ان کے ذریعے بھلائی دیکھو تو اُسکا اعلان کرو، اور برائی دیکھو تو اُسے چھپا دو، اور کانوں کا شکر یہ ہے کہ اگر اُن سے خیر و بھلائی کی بات سُنو تو اُسے یاد رکھو، اور اگر کوئی بیہودہ و بُری بات سُنو تو اُسے دفع کردو، ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ انکے ذریعے کوئی ناجائز چیز نہ پکڑو، اور ان میں اللہ کا حق نہ روکو، پیٹ کا شکر یہ ہے کہ اُسکے نیچے کھانا اور اوپر علم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، شرمگاہ کا شکر یہ ہے کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ سے اُسکی حفاظت کی جائے، اور قدموں کا شکر یہ ہے کہ اگر تم کسی قابل رشک میت کو جان لو تو اس جیسے اعمال میں انہیں استعمال کرو، اور اگر کسی میت پر تم ناراض ہو تو اس جیسے اعمال سے بچو(۱)۔

اگر مذکورہ اعمال بجالاؤ گے تو تم شکر گزار ہو، اور وہ شخص جو زبانی کلامی تو شکر کرتا ہے لیکن اپنے تمام اعضاء کے ذریعے شکر بجانہیں لاتا اسکی مثال اُس شخص کی سی ہے جسکے پاس ایک چادر ہے، لیکن اُس نے اُسے اوڑھنے کی بجائے اسکا کنارہ پکڑ رکھا ہے، تو کیا صرف کنارہ پکڑنے سے وہ سردی، گرمی، بارش اور برف باری سے بچ سکتا ہے؟"

○ **نجاشی** ایک دن بوسیدہ لباس پہن کر زمین پر بیٹھ گئے تو جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنگِ بدر میں اپنے نبی کی نصرت فرمائی ہے، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالی نے یہ بات نازل فرمائی: اللہ کے بندوں پر یہ بات حق ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ انہیں کوئی نئی نعمت عطا فرمائے تو وہ اللہ کی خاطر مزید تواضع پیدا کریں، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی نصرت فرمائی تو میں نے اللہ کی خاطر یہ تواضع کیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی خوشخبری آتی تو اللہ عزوجل کا شکر بجالاتے ہوئے فوراً سجدے میں گر جاتے۔ (مسند أحمد)

---

(۱) کیونکہ زبان خلق نقارہ خدا ہوتی ہے، لوگ جس پر رشک کریں وہ اچھا آدمی اور لوگ جسے بُرا سمجھیں وہ برا ہے، اس معنٰی کی احادیث اور انکی وضاحت گذشتہ صفحات پر گذر چکی ہیں، البتہ یہاں یہ سوال ہے کہ زندہ اور میت میں کیوں فرق کیا گیا؟ شاید اس لے کہ زندوں کی خوبیاں بعض اوقات رقابت کی وجہ سے تسلیم نہیں کی جاتیں، بلکہ زندگی اور موجودگی بھی شاید ایک عیب ہے انسان کے جانے کے بعد ہی اسکی قدر معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ کسی نے کہا دمر جائے تو بڑھ جاتی ہے انسان کی قیمت زندہ رہے تو جینے کی سزا دیتی ہے دنیا (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نئی نعمت حاصل ہونے پر سجدہ شکر کی متعدد احادیث آتی ہیں جنکا تذکرہ ہم نے فتاویٰ الدین الخالص کی پانچویں جلد میں کیا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے "عدۃ الصابرین" میں دائمی نعمتوں کی بجائے نئی نعمتوں پر سجدۂ شکر کی حکمت بیان فرمائی ہے، لہٰذا اسکی طرف رجوع کیجئے" عدۃ الصابرین (۱۳۷)

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بعض کتابوں میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا:

میرے مؤمن بندے کو خوشیاں پہنچاؤ، تو جب بھی اُسے کوئی خوشی پہنچتی تو الحمد للہ ماشاء اللہ، کہتا۔

پھر اللہ تعالیٰ حکم دیا: میرے مؤمن بندے کو مصائب وتکالیف کے ذریعے پچھاڑ دو، تو جب بھی اُس پر کوئی ناپسندیدہ بات ظاہر ہوتی تو وہ الحمد للہ ہی کہتا۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: جس طرح میرا بندہ خوشیاں پہنچانے پر میرے تعریف کرتا تھا اس طرح دکھوں اور مصائب پر بھی میری تعریف میں رطب اللسان ہے، لہٰذا ہر حال میں میری تعریف کرنے پر میرے بندے کو میرے عزت والے گھر میں داخل کردو۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! افضل ترین شکر کیا ہے فرمایا: افضل ترین شکر یہ ہے کہ تم ہر حال میں میرا شکر ادا کرو۔

○ بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے اپنے ایک بھائی سے کہا: مجھے وصیت کیجئے! تو اُنہوں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا کہوں سوائے اسکے کہ اس بندے کو حمد او استغفار سے ہرگز نہیں اُکتانا چاہیئے کیونکہ ابن آدم ہمیشہ گناہ اور نعمت کے درمیان ہوتا ہے، اور نعمت حمد وشکر کے بغیر درست نہیں ہوتی، جبکہ گناہ کی اصلاح استغفار وتوبہ کے بغیر نہیں ہوتی۔

بکر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اُنہوں نے اس نصیحت کے ذریعے میرے علم میں بے انتہا اضافہ فرمایا۔

○ سہم بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھ سے کسی نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی شخص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھے اور اللہ کا ذکر کرے، اور اختتام پر اللہ کی حمد بیان کرے، تو اس کھانے کی نعمت پر اس سے سوال نہیں ہوگا۔

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا یاد کی:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعْظِمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ"

(اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیرا بہت زیادہ شکر کروں، اور کثرت کیساتھ تیرا ذکر کروں، تیری نصیحت کی پیروی کروں، اور تیری وصیت کی حفاظت کروں" (مشکوٰۃ ۱/۲۲۰)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: بیدار ہوکر زندگی بسر کرو، اپنے لیے اچھے دوست تلاش کرو، ہر وہ دوست جو میری خوشی کے کاموں پر تمہاری موافقت نہ کرے اُسکے ساتھ مت رہو، کیونکہ وہ تمہارا دشمن ہے جو تمہارے دل کو سخت کرنا چاہتا ہے، اور کثرت کیساتھ میرا ذکر کرو یہانتک کہ شکر کرے مستحق اور مزید نعمتوں کے حقدار بن جاؤ۔

(الزھد للامام أحمد)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص صبح کو یہ دُعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ"

(اے اللہ! میں نے اور تیری مخلوق میں سے کسی نے بھی جن نعمتوں کیساتھ صبح کی ہے، وہ تمام تجھ اکیلے کی طرف سے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، لہٰذا تیرے لئے ہی تمام تعریفیں، اور تیرے لیے ہی تمامتر شکر ہے)

تو یہ دُعا پڑھنے والے نے اُس دن کا شکر ادا کر دیا، اور جس نے شام کو یہ دُعا پڑھی اُس نے اُس رات کا شکر ادا کر دیا" (یہ روایت مشکوٰۃ میں ہے اور اسکی سند میں تھوڑا کلام ہے)

اور صحیح الجامع (۵۵۶۲) میں اس روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلَيْهَا اِلَّا كَانَ ذٰلِكَ الْحَمْدُ اَفْضَلَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ تِلْكَ النِّعْمَةِ) "جب بھی اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی نعمت فرماتا ہے اور وہ بندہ اس پر اللہ کی تعریف کرتا ہے، تو اُسکی یہ تعریف اُس نعمت سے افضل ہوتی ہے"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى عَبْدٍ بِنِعْمَةٍ فَقَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِي أَعْطٰى أَفْضَلَ مِمَّا أَخَذَ)

(جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور بندہ الحمد للہ کہے، تو اُس بندے نے جو چیز دی، وہ اُس سے افضل تھی جو اُس نے لی"۔

(ابن السنی وغیرہ نے اسے روایت کیا اور یہ حدیث صحیح ہے)

وھب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تمام نعمتوں کا سرچشمہ تین نعمتیں ہیں: سب سے پہلی نعمت اسلام ہے جسکے بغیر کوئی نعمت نعمت نہیں، اور دوسری نعمت عافیت ہے جسکے بغیر زندگی میں کوئی راحت نہیں، اور تیسری نعمت غِنٰی ہے جسکے بغیر زندگی کا لطف مکمل نہیں ہوتا۔

سعید الجریری رحمہ اللہ جب سفرِ حج سے لوٹے تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں ہم پر فلاں فلاں نعمتیں ہیں، اور پھر فرمایا: نعمتوں کو شمار کرنا بھی اظہارِ شکر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ آئینہ دیکھتے تو فرماتے:

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَنِي فَأَحْسَنَ خُلُقِي وَخَلْقِي وَزَانَ مِنِّي مَاشَانَ مِنْ غَيْرِي "

(تمام تعریفیں اُس اللہ کیلئے جس نے مجھے پیدا فرمایا، اور میرا اخلاق اور شکل وصورت اچھی بنائی، اور مجھے اُن چیزوں میں خوبصورتی سے نوازا جن میں دوسروں کو بدصورتی دی "(اسے بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا، اور اسکی سند میں مقال ہے، لیکن آئینے کے ذکر کے بغیر یہ حدیث صحیح ہے دیکھئے الارواء)۔

○ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص کسی مبتلائے مصیبت شخص کو دیکھے اور یہ دُعا پڑھے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا''

(تمام تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جس نے اُس زمائش سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا، اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بہت سے لوگوں پر فضیلت دی تو اس موقع پر یہ دُعا پڑھنے والے نے اس نعمت کا شکر ادا کر دیا'

(اسے بیہقی اور طبرانی نے روایت کیا دیکھئے مجمع الزوائد (۱۳۸/۱۰) اور ھیثمی نے اسے حسن قرار دیا، اسی سند میں ''العمری'' ہے جو اگرچہ سچا ہے لیکن اسکا حافظہ کمزور ہے)

اس سے زیادہ صحیح حدیث ترمذی کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ ''اس شخص پر وہ آزمائش نہیں آئیگی خواہ کیسی ہی ہو' (البانی رحمہ اللہ اسے صحیح قرار دیا)

کسی عالم کا قول ہے: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی نعمتوں کے ادراک سے تقصیر کو ہی بطورِ شکر قبول فرمالیا، اگر تم اسکی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے''، اور پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت سے تقصیر کو ہی ایمان قرار دیا۔

○ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جس شخص میں تین خصلتیں ہوں، اللہ تعالیٰ اُسکے لئے جنت میں ایک گھر تیار کر دیتا ہے:

جس شخص کی پناہ گاہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہو، اور جب اُسے کوئی مصیبت پہنچے تو اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ '' پڑھے، اور جب اُسے کچھ عطا کیا جائے تو ''الحمد للّٰه '' کہے، اور جب گناہ کرے تو ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ '' کہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بندوں پر اللہ تعالیٰ کے دو قسم کے حقوق ہیں جو کبھی اُن سے جدا نہیں ہوتے: اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کہ جو بندوں پر اللہ کا حق ہیں اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے یہی دو چیزیں چاہتا ہے کہ وہ اسکی نعمتوں پر شکر ادا کرے، اور اُسکے احکامات کی تعمیل کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احساس رکھنے والے پر واجب ہے کہ ہمیشہ اپنی کمی و کوتاہی کا احساس کرے اور یہ بات جان لے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت کا محتاج ہے اور اگر وہ بندہ اپنی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے ذریعے انکا تدارک نہ کرے تو وہ ہلاک ہو جائیگا، اور جب بھی کوئی شخص اللہ کے دین کو صحیح معنیٰ میں سمجھتا ہے اور جس قدر اسکی فقاہت بڑھتی ہے تو اس قدر اسکے دل میں واجبات اور اپنی کوتاہی کا احساس بڑھتا چلا جاتا ہے، دین صرف اس بات کا نام نہیں ہے کہ ظاہری محرمات کو ترک کر دیا جائے، بلکہ اسکے ساتھ اُن اور کو بجالانا بھی ضروری ہے جو اللہ کو محبوب ہیں مثلاً جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اور اللہ، اسکے رسول، اسکے کتاب اور اسکے دین کی سچی خیر خواہی وغیرہ۔

لیکن عمل تو دور کی بات ہے ہمارے بہت سے دین داروں کے وہم و گمان میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ یہ کام بھی کرنے ہیں، یاد رکھئے کہ جو شخص مذکورہ واجبات کو ترک کر دے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور سب سے کم دیندار سمجھا جاتا ہے اگرچہ وہ اتنا بڑا زاہد ہو کہ پوری دنیا ترک کر دے، اور دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنکا چہرہ اللہ کی خاطر غصے سے سُرخ ہو جائے...... آہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ کرنے سے انسان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال ان نعمتوں کے مقابلے میں کچھ نہیں لہٰذا انسان اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے اور ہمیشہ اللہ کے حقوق کا احساس رکھتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں (یعنی نعمتوں کا مشاہدہ اور واجبات کا احساس) جب کسی بندے کو حاصل ہو جائیں تو وہ اللہ کی رحمت کے انتہائی قریب ہو جاتا ہے۔

سابقہ احادیث و اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل چیزیں شکر میں شامل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا، جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ﴾ (النحل ۵۳)

(اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے)

۲۔ ان پر اللہ کی تعریف کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ کثرت سجود، نماز اور دیگر اعمال صالحہ کے ذریعے اللہ کی عبادت کرنا بھی شکر ہے۔

۴۔ نعمت کو اللہ کی رضا جوئی میں استعمال کرنا، اور اسکے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرنا۔

۵۔ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنا۔

۶۔ ہر نئی نعمت پر اللہ کیلیئے تواضع اختیار کرنا۔

۷۔ اگر وہ نعمت لوگوں کے ذریعے سے ملی ہے تو لوگوں کا شکر ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے شکر میں داخل ہے۔

۸۔ دین کے معاملے میں اپنے سے برتر اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھنا بھی شکر ہے۔

۹۔ نعمت کا اظہار کرنا، اور اسکا تذکرہ کرنا

۱۰۔ نعمتوں کو شمار کرنا۔

۱۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کو پہنچاننے میں کوتاہی کا اعتراف کرنا۔

۱۲۔ اس بات کا اعتراف کرنا کہ یہ تمام نعمتیں محض اللہ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہیں، ورنہ یہ بندہ تو انتہائی کمزور وناتواں اور حقیر وذلیل ہے، یہ بھلا ان نعمتوں کا حقدار کیونکر ہوسکتا تھا۔ جب تک کوئی بندہ اس بات کا اعتراف نہ کرے، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار نہیں ہوسکتا۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ سے کامل اور شدید محبت کرنا، کیونکہ اسکے بغیر شکر مکمل نہیں ہوتا۔

۱۴۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا، اور اسکی طرف سے آنے والی آزمائشوں پر اعتراض نہ کرنا، کیونکہ اعتراض کرنے والے کو ناشکر کہا گیا ہے۔

۱۵۔ ان تمام نعمتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا، خواہ کسی کے ذریعے سے ملی ہوں، یا بلاواسطہ، کیونکہ جو شخص کسی نعمت کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ شاکر نہیں بلکہ وہ تو ضعیف الیقین ہے۔

اسی لیے بعض سلف صالحین فرماتے ہیں: شکر یہ ہے کہ عاجزی وانکساری کیساتھ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نعمتوں کا اعتراف کیا جائے۔
جبکہ بعض کہتے ہیں: محسن کی تعریف کرتے ہوئے اُسکے احسانات کا تذکرہ کرنا شکر ہے۔
بعض کا کہنا ہے: ہمیشہ محسن کی حرمت کا پاس رکھنا اور اسکی نعمتوں کا احساس کرنا شکر ہے۔
جنید رحمہ اللہ کہتے ہیں: شکر یہ ہے کہ آپ اپنے نفس کو اُس نعمت کا اہل نہ سمجھو۔
(الاحیاء ۴/۳/۷۲)

کسی دانا کا قول ہے: جس نے نعمت کو چھپایا اُس نے اُسکی ناشکری کی، اور جس نے اُسے ظاہر کیا، اُس نے اسکا شکر ادا کیا۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندے کی زبان پر اللہ کی تعریف، دل میں نعمتوں کا اعتراف واحساس، اور اعضاء کے ذریعے مکمل اطاعت وانقیاد ہو، اور جس طرح محبوب چیزوں پر شکر کیا جاتا ہے، اسی طرح ناپسندیدہ چیزوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، وہ اس طرح ناپسندیدہ چیزوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے، وہ اس طرح کہ ان چیزوں کو اللہ کا حکم سمجھ کر اُن پر راضی ہے اور پھر ان پر اللہ کا شکر بھی ادا کرے۔
(مدارج السالکین ۲/ ۲٤٤)

لہٰذا ہر مؤمن کو چاہیئے کہ اپنے حقیقی کو پہنچانے اور اسکا شکر ادا کرنے کی سعی کرے، کیونکہ شکر ایمان کے اعلیٰ ترین مقامات میں سے ہے، بلکہ شکر تو نصف ایمان ہے، اور ایمان کی تقویت کا باعث بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ“ (النساء/١٤٧)
”اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دیکر کیا کرے گا“

یہاں اللہ تعالیٰ نے شکر کا تذکرہ ایمان سے پہلے کیا ہے، اس میں اشارہ ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری وباطنی نعمتوں پر غور وفکر کرتا ہے، تو اسکے دل میں اللہ تعالیٰ کیلئے شکر گذاری پیدا ہوتی ہے، اور شکر کرنے سے ایمان پیدا ہوتا ہے، اور انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرفت ومحبت سے سرشار ہو جاتا ہے۔

کتاب اللہ پر غور وفکر کیجئے، اس میں آپکو ہر بیماری کی شفامل جائیگی۔

" اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

اے اللہ! اپنے ذکر وشکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما" "

رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ، وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ، وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ "

(اے میرے رب! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جو تو پسند کرے اور تو میرے لے میری اولاد میں اصلاح کر، بیشک میں نے تیرے طرف توبہ کی اور بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں" اس قرآنی دُعا میں اشارہ ہے کہ عمل صالح بھی شکر میں شامل ہے۔

○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶- فائدہ

خوش بختی و بد بختی کی علامات

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ اور محیط علم کی بنیاد پر تمام بندوں کی تقدیر لکھ دی ہے، اور یہ تقدیر ''اُمُّ الکِتَاب'' میں لکھی جا چکی ہے، اور پھر ماں کے پیٹ میں دوبارہ لکھی جاتی ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں ہر بچے کے اعمال، عمر، رزق، بد بختی اور خوش بختی لکھ دی جاتی ہے......الحدیث۔

لیکن ایک بات طے ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے، وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ ہی اپنے بندوں پر احسان فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ''(حم سجدة/٤٦)

''اور آپکا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں''

اور اللہ تعالیٰ نے اگر کسی بندے کیلئے بد بختی لکھ دی ہے تو اسکا سبب بھی بندے ہی کے بُرے اعمال ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ازل سے باخبر ہے، لہٰذا اس میں اللہ پر کوئی الزام نہیں، اول تا آخر بندہ خود ہی اسکا ذمہ دار ہے، اگر کوئی بندہ بد بختی کے اسباب اختیار نہ کرے اور اپنے رب کی طرف رجوع و انابت کرے، دُعا و التجا اور عاجزی و انکساری اپنائے، اور جلوت و خلوت میں اللہ کی عبادت اور اسکی رضا جوئی کا متلاشی ہو، تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت بے کراں سے بعید ہے کہ اسکے باوجود اس بندے کو بد بخت اور رسوا کرے۔

یہاں خوش بختی و بد بختی کے اسباب تحریر کیے جا رہے ہیں، تا کہ آپ اس میزان میں اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو تول کر اندازہ لگا سکیں کہ آپ کے قدم خوش بختی کی طرف اُٹھ رہے ہیں یا بد بختی کی طرف؟ اللہ تعالیٰ ہمیں بد بختی سے بچائے۔ آمین۔

۱۔ آنکھوں کا جمود، یعنی اللہ کے خوف سے آنسو نہ بہانا۔

۲۔ دل کی سختی، یعنی اللہ کے ذکر اور اسکی کتاب کیلئے نرم نہ ہونا۔

۳۔ لمبی لمبی امیدیں۔

۴۔ دنیا کی حرص۔

یہ چاروں چیزیں بد بختی و شقاوت کا سبب ہیں، اس حوالے سے ایک حدیث بھی ہے جسے منذری نے ،ترغیب، میں ضعیف سند کیساتھ ذکر کیا ہے، دیکھئے

[الضعیفه ٤/١٥٢٢]

ایک دانا کا قول ہے: گیارہ خصلتیں بد بختی کی علامت ہیں۔

۱۔ مال جمع کرنے کا حریص ہونا۔

۲۔ دنیاوی لذات وخواہشات کا شوقین ہونا۔

۳۔ بیہودہ گو اور باتونی ہونا۔

۴۔ نمازوں میں سست ہونا۔

۵۔ بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا اور حرام ومشتبہ چیزیں کھانا۔

۶۔ بداخلاق ہونا۔

۷۔ متکبر ومغرور ہونا۔

۸۔ اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ نہ پہنچانا۔

۹۔ مسلمانوں پر مہربان نہ ہونا۔

۱۰۔ بخیل ہونا۔

۱۱۔ موت کو فراموش کر دینا۔ دیکھئے (التنبیه ١/ ٢٠٨)

○ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ابن آدم کیلئے اللہ نے جو فیصلے کیے ہیں، اُن پر راضی ہو جانا اُسکی خوش بختی وسعادت ہے، اور ابن آدم کی بدبختی میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرنا چھوڑ دے، اور اللہ کے فیصلوں پر اُس سے ناراضی ہونا بھی بدبختی وشقاوت ہے"

(اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا، اسکی سند میں محمد بن أبي حمید ہے جس پر کچھ اعتراض ہے، لیکن حافظ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا دیکھئے: [الضعيفه ۱۹۰۶]

ایک حدیث میں آتا ہے:

"چار چیزیں خوش بختی کی علامت ہیں: نیک بیوی، کشادہ گھر، اچھا پڑوس، اور آرام دہ سواری، اور چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں: بُرا پڑوس، بُری بیوی، تنگ گھر، (روایت یہاں تک ہی ہے، شاید راوی چوتھی چیز کا تذکرہ کرنا بھول گیا جو کہ سست واڑیل سواری ہو سکتی ہے)

ابن حبان نے اسے روایت کیا، دیکھئے: (الصحيحة ۱/۲۸۲)

کسی دانا کا قول ہے: گیارہ خصلتیں خوش بختی کی علامت ہیں:

۱۔ دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں راغب ہونا۔

۲۔ عبادت اور تلاوت قرآن کا شوقین ہونا۔

۳۔ بلاضرورت زیادہ بات چیت نہ کرنا۔

۴۔ نمازوں کی حفاظت کرنا۔

۵۔ چھوٹی بڑی تمام چیزوں میں حرام سے پرہیز کرنا۔

۶۔ صالحین کی صحبت اختیار کرنا۔

۷۔ تواضع وانکساری اپنانا۔

۸۔ سخاوت وفیاضی کا مظاہرہ کرنا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر مہربان ہونا۔

۱۰۔ لوگوں کو نفع پہنچانا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔موت کو یاد رکھنا۔

بعض سلف صالحین فرماتے ہیں:

"چار باتیں کسی شخص کیلئے خوش بختی کی علامت ہیں: اسکی بیوی نیک ہو، اولاد حسن سلوک کرنے والی ہو، دوست اچھے ہوں، اور اسکا رزق اسکے اپنے شہر میں ہو"۔

(اس قول کو بعض نے مرفوعا بھی روایت کیا ہے لیکن وہ سخت ضعیف ہے)

(الضعیفه ۲/۷۵۹)

اہل حق کا مذاق اڑانا، اور انکے نیک اعمال پر استہزاء کرنا بھی بدبختی اور ایمان وہدایت سے تہی دستی کا ایک قوی سبب ہے، سورہ المومنون میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر ہنسنے اور انکا مذاق اڑانے والوں کا تذکرہ کیا ہے کہ جب وہ جہنم میں جائیں گے تو کہیں گے: "رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا" (اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی) (دیکھئے سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۰۶ تا آیت نمبر ۱۱۰)

کتاب اللہ کیساتھ پختہ تعلق بھی سعادت کا ایک بڑا سبب ہے، فرمایا:

﴿ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴾ (طٰہٰ /۲)

(ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مصیبت میں پڑ جائیں)

﴿ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴾ (طٰہٰ /۱۲۳)

(تو جس نے میرے ہدایت کی پیروی کی، تو نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبختی میں پڑے گا)

○ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"جس نے کتاب اللہ کی تعلیم حاصل کی، اور پھر اسکے احکامات کی پیروی کی، وہ نہ تو دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ ہی آخرت میں بدبخت"۔ (مشکوٰۃ)

کسی شخص کا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اُسکی طرف انابت میں مشغول رہنا بھی سعادت وخوش بختی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴾ (مریم ۴۸)

"(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) اور میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا"

اللہ تعالیٰ کی آیات اور قرآن نصیحتوں سے اعراض کرنا، اور انہیں توجہ نہ دینا بھی بہت بڑی بدبختی اور کم نصیبی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴾ (الأعلى ۱۱-۱۲)

(اور انتہائی بدبخت ہی اس سے دور رہے گا جو بہت بڑی آگ میں جائیگا)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے بے حرمتی بھی بدبختی کا باعث ہے۔ "إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا" (الشمس)

(یہ صالح علیہ السلام کی قوم کا بدبخت تھا جس نے اللہ کی اونٹنی کو قتل کیا)

جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا :

"کسی شخص کی خوش بختی ہے کہ اسکی عمر طویل ہو، اور اللہ تعالیٰ اُسے انابت کی توفیق بخشے"

(مسند أحمد (۳/۳۳۲) مستدرک حاکم (۴/۱۲۵)

○ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی نومسلم اور عجمی کی خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اہل سنت میں سے کسی صالح آدمی کے صحبت نصیب فرمائے۔

حدیث میں آتا ہے: اچھا اخلاق انسان کیلئے سعادت اور بُرا اخلاق وشقاوت کا پیش خیمہ ہے (الکنز (۵۰۳۷)، مسند الشهاب (۲/۱۹۹)۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے: کسی شخص کے خوش بخت ہونے کیلئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اپنے دین کے معاملے میں قابل اعتماد ہو (مسند الشهاب : ۲/۳۰۵)۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ "اپنے دین و دنیا کے معاملے میں قابل اعتماد ہو" (الکنز ۴۳۴۷۰)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق سوال ہوا: ﴿يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ ”(الرعد/۳۹)۔

(اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے، اور (جو چاہے) ثابت رکھتا ہے، اور ان کے پاس اصل کتاب ہے)۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تجھے انتہائی خوش کر دینے والی بات بتاتا ہوں: تم میرے بعد میری امت کو بھی یہ خوشخبری سُنا دینا: درست جگہ پر صدقہ دینا، والدین کیساتھ حُسن سلوک کرنا اور بھلائی کے کام کرنا بدبختی کو خوش بختی سے بدل دیتا ہے، اور عمر میں اضافے کا باعث ہے“ (کنز العمال (۴۴۴۴)، (۴۴۴۵۰)۔

اس حدیث کی کئی اسانید ہیں جن میں سے صحیح ترین وہ ہے جس کو ابو نعیم نے (الحلیہ ۶/۱۴۵) میں روایت کیا ہے، اسکی سند میں اُوزاعی کا شاگرد ابراھیم ہے، جو اہل شام سے ایک بزرگ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ مجہول ہیں)۔

ایک حدیث میں آتا ہے: ”إِنَّ الْفَاقَةَ لِأَصْحَابِيْ سَعَادَةٌ، وَ إِنَّ الْغِنٰى لِلْمُؤْمِنِ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ سَعَادَةٌ“ (الکنز (۶۲۳۸)۔

”میرے صحابہ کیلئے فقر و فاقہ باعث سعادت ہے، اور آخری زمانے کے ایک مؤمن کیلئے غنا و تونگری باعثِ سعادت ہوگی“

○ ذوالنون المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی شخص کی سعادت و خوش بختی کا کمال سات باتوں میں مضمر ہے: ”خالص و شفاف توحید، پختہ عقل، کامل تخلیق، حسن اخلاق، لطیف رُوح، اچھی جائے پیدائش، اور تواضع و انکساری“

(شعب الإیمان ۷/۲۹۷)۔

حدیث میں آتا ہے: ”إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَ لَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا“ (رواہ أبو داؤد بإسناد صحیح)۔

(یقیناً وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہے جسے آزمائشوں سے دور رکھا گیا، اور جسے آزمائشوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوچار کیا گیا، اور اُس نے صبر کیا، اُسے تو کیا کہنے)۔
(اسے ابوداؤد نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

ایک حدیث میں آتا ہے: ''تین امور باعثِ سعادت اور تین باعثِ شقاوت ہیں۔ سعادت مندی کے امور میں سے ایک تو نیک بیوی ہے، جب تم اُسے دیکھو تو تمہیں خوش کرے، اُس سے غائب ہو تو تم اُسے اسکے نفس اور تمہارا مال پر امین سمجھو، دوسری چیز ہموار سواری ہے جو تمہیں تمہارے ساتھیوں تک پہنچائے، اور تیسری چیز بہت سی سہولیات سے آراستہ کشادہ گھر۔

اور بدبختی کے امور میں سے ایک ایسی بیوی ہے کہ جب تم اُسے دیکھو تو وہ تمہیں ناخوش کرے، اور تمہارے ساتھ زبان درازی کرے، اور اگر تم اس سے غائب ہو، تو اُسے اسکے نفس اور اپنے مال پر امین نہ سمجھو، دوسری سست سواری ہے، کہ اگر تم اُسے مارو تو وہ تمہیں تھکا دے، اور چھوڑ دو تو تمہارے ساتھیوں تک نہ پہنچائے، اور کم سہولیات والا تنگ گھر''

(اسے حاکم (۲۷۳۱) نے سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اور اسکی سند قوی اور صحیح ہے:

صحيح الجامع الصغير رقم: ٣٦٧‏٥ وصحيح الترغيب بسند حسن)۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے: ''لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ''

''رحمت ومہربانی کی صفت تو صرف بدبخت سے ہی سلب کی جاتی ہے'' (اسے ترمذی اور احمد وغیرہ نے حسن سند کیساتھ روایت کیا، دیکھئے صحيح الترمذي (١٨٠/٢)۔

اللہ کے بندوں کیساتھ مہربانی اور رحمت کا معاملہ کرنا سعادت وخوش بختی کا ایک بڑا سبب ہے، بلکہ یہ تو خود ہی ایک سعادت ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم وکرم فرماتا ہے جو اُسکے بندوں پر مہربان ہوں۔

اور سعید وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ جیسا کہ مسلم نے ''باب القدر'' میں اور ابن ماجہ (۴۷) نے روایت کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدبختی کے اہم ترین اور بڑے اسباب یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ سے اعراض اور غیر اللہ کی طرف توجہ کرنا، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا پروردگار تمام قوتوں کا مالک، انتہائی مہربان و مشفق، اپنے بندوں کے قریب اور انکی دُعائیں سننے والا ہے، جبکہ دوسرے تمام لوگ تو ہم سے انتہائی دور ہیں، انتہائی کمزور و عاجز۔ اور ہماری طرح اللہ کے محتاج و فقیر دنیا و آخرت میں سب سے بڑا بدبخت مشرک ہوتا ہے، نہ اسکی عبادت میں کوئی لذت ہوتی ہے نہ اعمال میں کوئی مزہ۔ اور نہ ہی اسکے لیے آخرت میں کوئی جزا وثواب ہے، کیونکہ وہ اپنے پروردگار اپنے مالک اپنے معبود برحق سے اعراض کرتا ہے۔

ابراھیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿عَسٰی أَنْ لَا أَكُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّيْ شَقِيًّا﴾ (مریم/۴۸)۔

(امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہونگا)۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کیساتھ مظبوط تعلق، اسکی عبادت اور اسکے لیے اخلاص میں ہی تمام تر سعادت مضمر ہے۔

۲۔ اللہ، اُسکے ذکر، اُسکی عبادت اور اسکے دین کی تعلیم و تعلم سے بے پروائی اختیار کرنا، آپ بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ نہ اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں، نہ اُسکی عبادت بجالاتے ہیں، نہ ہی دینی مسائل معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ لوگ اتنے بے پرواہ ہو چکے ہیں کہ انکے محلے کی مسجد میں موجود عالمِ دین سے بھی استفادہ نہیں کرتے اور انکے قیمتی دروس میں شرکت ہی نہیں کرتے، ایسے لوگ دلی طور پر اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ ہو چکے ہوتے ہیں، حالانکہ انسان تو ہر وقت اللہ کا محتاج ہوتا ہے، یہ بھی اللہ کا محتاج و فقیر ہے لیکن نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ أَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی، وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی﴾

(اللیل /۸۔۱۰)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا، اور سب سے اچھی بات کو جھٹلا دیا، تو ہم اُسے مشکل راستے کیلئے سہولت دیں گے)۔

بھلا کوئی بندہ اپنے مالک سے بے پرواہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اُس سے بے پروا ہو کر وہ اُسکا منظورِ نظر کیونکر بن سکتا ہے؟ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنی روش کو تبدیل کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حلقے میں بیٹھے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے، ایک تو حلقے میں جگہ پا کر بیٹھ گیا، دوسرا حلقے کے پیچھے بیٹھ گیا، اور تیسرا اعراض کر کے چلا گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمھیں ان تینوں افراد کے بارے میں نہ بتلاؤں''؟: ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف جگہ پڑی لہٰذا اللہ نے اُسے جگہ دے دی، اور دوسرا (واپس جانے) سے شرما کر بیٹھ گیا تو اللہ نے بھی اُس سے اعراض کیا۔ (البخاری)۔

لہٰذا جو شخص دروس قرآن اور مجالس وعظ سے بلا کسی عذر اعراض کرتا ہے، اُسکی سزا یہ ہے کہ اُسکا رب بھی اُس سے اعراض کر لیتا ہے (واللہ المستعان)۔

۳۔ بدبختی کا سب سے بڑا سبب تکبر ہے

متکبر انسان کبھی حق کے سامنے نہیں جھکتا۔ لہٰذا وہ ہدایت، ایمان اور تمام بھلائی کے کاموں سے محروم ہی رہتا ہے، اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم کہتا ہے:

﴿ سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ﴾ (الآية)(الأعراف/ ١٤٦)

میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو پھیر دونگا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں، اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے، اور اگر وہ ہدایت کی راہ دیکھ لیں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے اختیار نہیں کریں گے، اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اُسے اختیار کرلیں گے" الآیۃ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں تکبر ہو، اللہ تعالیٰ اُسے اپنی آیات اور ایمان و ہدایت سے محروم کر دیتا ہے، اور حدیث کے مطابق تکبر یہ ہے کہ انسان حق بات کو جھٹلا دے، اور لوگوں کو حقیر جانے۔ لہٰذا علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا قریب ترین راستہ اُسے حضور عاجزی وفقر کا اظہار اور سنت کا التزام ہے، اور اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب دعوے ہیں، کیونکہ یہ تکبر پر دلالت کرتے ہیں۔

خوش بخت اور سعید وہ شخص ہے جس نے علمی و عملی پر توحید کو پہچانا اور اسکی تصدیق کی، اور ایک نقطے اور چھلکے میں بھی سنت نبی کی پیروی کی، جو ہمیشہ اپنے رب کو یاد رکھے، عاجزی وانکساری کیساتھ اپنی پیشانی اپنے رب کی چوکھٹ پر رکھ دے اور اپنے مہربان مالک کو پکارتا اور اس سے التجائیں کرتا رہے، تو اللہ تعالیٰ کبھی اُسے خائب و خاسر اور بدقسمت نہ بنائیگا (ان شاءاللہ) کیونکہ جو کسی معزز کا دروازہ کھٹکھٹائے، اسکے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے، اور اسکے ساتھ ساتھ عبودیت کے آداب بجالائے کیونکہ بے ادب کیلئے کہیں کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ واللہ المستعان۔ نیز اللہ کے بندوں کیساتھ احسان، رحمدلی اور خیر خواہی کا معاملہ کرے، یقین جانیئے کہ خوش قسمتی اور سعادت اسی میں پنہاں ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بندے کی دنیوی واخروی سعادت کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

(۱) خبر کے تصدیق (۲) امر (حکم) کی اطاعت۔

اور یہ دو باتیں دو مزید چیزوں کا تقاضا کرتی ہیں:

(۱) شبہات کو دفع کرنا (۲) شہوات کو ترک کرنا۔

کیونکہ شبہات تصدیق سے مانع ہیں اور شہوات امر کی اطاعت میں رکاوٹ۔ اور اگر کوئی ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو اصولوں کو نہیں اپناتا تو اسکی بدبختی وشقاوت میں کوئی شک نہیں۔

(ملخصًا از مفتاح دار السعادة ۱/ ۵۳)۔

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: سعادت کی علامت یہ ہے کہ بندہ اپنی نیکیوں کو پس پشت ڈال دے، اور اپنی برائیاں اور گناہ اپنی نظروں کے سامنے رکھے، اور شقاوت کی علامت یہ ہے کہ اسکی نیکیاں تو اسکے پیش نظر رہیں لیکن برائیاں اور خامیاں یکسر نظر انداز کر دے (مفتاح دار السعادۃ ۱/ ۲۷۰)۔

مزید فرمایا: اگر کوئی بندہ اس بات کا مشاہدہ کرے کہ اُس نے اپنے رب کیساتھ کیسا رویہ اپنا رکھا ہے؟ اُسکا مہربان رب تو شب وروز اس پر احسانات ومہربانیاں نچھاور کر رہا ہے، اور وہ ہر وقت اپنے مالک کے حقوق میں کوتاہی اور غلطیاں کیے جارہا ہے حالانکہ یہ بندہ ایک ایک سانس کیلئے اللہ کا محتاج ہے۔ جب ایک بندے کا اپنے رب کیساتھ یہ معاملہ ہے تو وہ یہ توقع کیوں رکھتا ہے کہ لوگ اُسکے ساتھ محض احسان کا معاملہ کریں؟ وہ یہ امید کیوں رکھتا ہے کہ اسکے غلام اور بیوی بچے اُسکی ہر بات مانیں، اسکی نافرمانی نہ کریں، اور اسکے حقوق ادا کریں، حالانکہ وہ خود اپنے رب کے حقوق ادا نہیں کر رہا؟ کیا اسکا فرض نہیں بنتا کہ وہ بھی اپنے خادموں اور اہل خانہ کیساتھ مسامحت اور نرمی کا رویہ اپنائے، اُنکی خطاؤں پر درگذر کرے، اور ترشی کیساتھ اپنے تمام حقوق کا مطالبہ نہ کرے؟ (مفتاح دار السعادۃ ۱/ ۲۷۱)۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مہربان مالک ہماری کوتاہیوں پر درگذر فرمائے، اور ہمیں سعادت وکامرانی سے نوازے۔

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷ - فائدہ

اپنے قیمتی وقت کی قدر کیجئے

آپ اپنے قیمتی وقت کی حفاظت کیسے کر سکتے ہیں؟ اور وقت کا بہترین مصرف کیا ہے؟

اس فائدے میں اسی سوال کا جواب تلاش کیا گیا ہے۔

وقت کے حوالے سے یہاں چار امور پر بحث ہوگی۔

۱۔ وقت کی قدر و قیمت سے متعلقہ آیات و آثار۔

۲۔ سلف صالحین کے واقعات کا بیان کہ انہوں نے کس طرح اپنے وقت کے حفاظت کی۔

۳۔ آپ نے اپنے اوقات کی حفاظت کیسے کریں؟ اسکے اسباب و وسائل کا بیان۔

۴۔ آپکے قیمتی وقت کا مصرف کیا ہو؟۔

۱۔۲۔ اگر آپ اس فائدے کو بھرپور توجہ اور اطمینان سے پڑھیں گے، تو ان شاء اللہ آپکو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ......الآيۃ"۔

' 'قسم ہے زمانے کی! یقیناً انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ،اور نیک عمل کیے......الآیۃ''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے ملاقات کے موقع پر سورۃ العصر پڑھا کرتے تھے، کیونکہ یہ سورت انتہائی مختصر اور جامع و پر مغز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر لوگ اس سورت پر غور و فکر کرلیں تو یہ سورت ہی انہیں کافی ہو جائے۔ اس قول سے معلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس سورت مبارکہ کی حقیقی معرفت رکھتے تھے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم اُٹھائی ہے، اور انسان کی عمر اور وقت ہی زمانہ ہے، لہٰذا اس قسم سے وقت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی اہم اور قیمتی چیز کی ہی قسم اٹھاتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ انسان کا اصل مرض خسارہ ہے، جسکا سبب عمر اور وقت کا ضیاع ہے، اور اسکا علاج چار چیزوں کے ذریعے ممکن ہے، وقت کی قدر و قیمت اور اہمیت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے بہت سی سورتوں میں اسکی قسم اُٹھائی ہے:

جیسے فرمایا: "وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ○ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ○" (الفجر/۱-۴)

"قسم ہے فجر کی! اور دس راتوں کی، اور جفت اور طاق کی اور رات کی جبکہ وہ بیت رہی ہو"۔

اور فرمایا: ﴿ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ○ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ○ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ○ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ○ ﴾. (الشمس/۱-٤)۔

"سورج اور اُسکی دھوپ چڑھنے کی قسم! اور چاند کی جب وہ اسکے پیچھے آتا ہے، اور دن کی جب وہ سورج کا جلوہ دکھاتا ہے اور رات کی جب اسے ڈھانپ لیتی ہے"۔

اور فرمایا: "﴿ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ○ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ○ ﴾ (اللیل/۱-۲)۔

(رات کی قسم جب وہ چھا جائے! اور دن کی جب وہ روشن ہوا)۔

اور فرمایا: ﴿ وَالضُّحَىٰ ○ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ (الضحی/۱-۲)۔

(دھوپ چڑھنے کے وقت کی قسم! اور رات کی جب وہ چھا جائے!)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر وقت کی اہمیت سے آگاہ کیا ہے، ایک موقع پر فرمایا: ﴿ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴾ (ابراھیم/۳۳)۔

"اور اُس نے تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کیا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ وَمِنْ رَحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾. (القصص/۷۳)۔

(اور اُس نے اپنی رحمت ہی سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس (رات) میں آرام کرو، اور تاکہ تم (دن میں) اسکا کچھ فضل تلاش کرو، اور تاکہ تم شکر کرو)۔

یہاں شکر کا معنٰی یہ ہے کہ دن اور رات کے لمحات میں اللہ کی عبادت کرو، اور اسکا قرب حاصل کرو۔

اسی طرح جہنم میں کفار کو ان الفاظ کیساتھ ڈانٹ پلائی جائیگی:

﴿ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ﴾ (فاطر/۳۷)۔

(کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل کرلیتا؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تھا)۔

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ عمر ایک بہت بڑی نعمت ہے جسکے صحیح استعمال سے انسان جہنم سے خلاصی حاصل کرسکتا ہے، اور یہ عمر انسان کے لیے جنت کے اعلٰی درجات حاصل کرنے کا باعث ہوتی ہے۔

نیز فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴾ المومنون/۳)۔

(اور وہ لوگ جو بے کار کاموں سے اعراض کرنے والے ہیں)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ اپنے رب کے احکامات کی تعمیل میں اسقدر مصروف رہتے ہیں کہ فالتو کاموں کیلئے کوئی وقت ہی نہیں بچتا۔

اسی طرح اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴾ (ق/۳۲)۔

(یہ ہے وہ جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوب رجوع کرنیوالے حفاظت کرنیوالے ہر شخص سے)۔

یہاں حفیظ سے مراد حدود اللہ کی حفاظت کرنیوالا بھی ہے اور اپنے اوقات کو فضول کاموں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ضائع نہ کرنے والا بھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُوْرًا﴾ (الفرقان/٦٢)۔

(اور وہی (اللہ) ہے جس نے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے رات اور دن بنائے اس شخص کی (نصیحت) کیلئے جو نصیحت پکڑنا چاہے یا شکر کرنا چاہے)۔

اسی طرح فرمایا: ﴿وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا﴾ (الأحزاب/٤٢)

اور صبح وشام اُس (اللہ) کی تسبیح بیان کرو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ راتوں کو اللہ کی عبادت سے معمور کرنا بھی اللہ کی طرف راہ پکڑنے میں مددگار ہے:

سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ، فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾ (المزمّل/١٩)۔

(یہ (قرآن) تو نصیحت ہے، پھر جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ پکڑ لے)

اور اسکے فوراً بعد فرمایا:

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُوْمُ أَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ......﴾ الاٰیۃ"

(یقیناً آپکے رب کو علم ہے کہ آپ قریباً دو تہائی رات یا نصف رات یا ایک تہائی رات قیام کرتے ہیں......)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو توبہ وانابت کی ترغیب دلائی اور پھر فرمایا:

﴿أَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ﴾ (الزمر/٥٦)

(کہیں ایسا نہ ہو) کہ کوئی شخص کہے: ہائے افسوس! اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کی جناب میں کی، اور بے شک میں تو مذاق اڑانے والوں میں شامل رہا" نیز فرمایا: "كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ" (اہل جنت سے کہا جائیگا:) مزے سے کھاؤ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیو، ان (اعمال) کے بدلے جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجے"

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَعْذَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ عُمُرَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً" (بخاری)

(اللہ تعالٰی جس شخص کی عمر دراز کرتے ہوئے اُسے ساٹھ سال کی عمر تک پہنچادے، تو گویا اللہ تعالٰی نے اُسکا عذر ختم کر دیا)۔

کیونکہ کسی شخص کیلئے ساٹھ سالہ عمر کافی ہوتی ہے، اور اس دوران وہ بچپن، جوانی بڑھاپا، اور صحت و بیماری، غربت و خوشحالی، غرض ہر قسم کے حالات سے گذر چکا ہوتا ہے، اگر اسکے باوجود وہ خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتا، موت کو سامنے دیکھ کر بھی نہیں جاگتا تو اُسے جہنم کی آگ ہی جگا سکتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

○ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ : اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ" (بخاری)

(دو نعمتیں ایسی ہے جنکے حوالے سے بہت سے لوگ خسارے کا شکار ہے: ایک صحت اور دوسری فراغت)

اس حدیث سے صحت و فارغ اوقات کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے، اگرچہ ان سے فائدہ اُٹھانے والے لوگ بہت کم ہیں۔ اللہ تعالٰی ہمیں بھی اُن میں شامل فرمائے۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

قیامت کے دن پانچ سوالوں کا جواب دینے سے پہلے کوئی بندہ اپنے قدموں کو بھی نہ دے سکے گا: عمر کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں صرف کی؟ جوانی کے بارے میں سوال ہوگا کہ کن کاموں میں بوسیدہ کی؟ مال کے حوالے سے سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور علم کے متعلق پوچھا جائیگا کہ اس پر کتنا عمل کیا؟ (اصحاب السنن)

یہ حدیث دلوں کو جھنجوڑ دینے والی ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے عمر کے متعلق سوال ہوگا، اور اس میں بھی خصوصیت کے ساتھ جوانی کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا جائیگا، کیونکہ دراصل یہی کسی انسان کیلئے قوت وقدرت اور عمل کا زمانہ ہوتا ہے۔

اے نیک بھائی! ذرا سوچیئے کہ اگر آپ سے یہ سوال ہوا کہ آپ نے اپنی زندگی کی سانسیں کن کاموں میں بتائی ہیں؟ تو آپکے پاس کیا جواب ہوگا؟ علاوہ ازیں آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْئِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ" (ترمذی)

(کسی شخص کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی امور کو ترک کردے)۔

لہٰذا ایک کامل مؤمن اپنے اوقات نہ تو گناہوں میں ضائع کرتا ہے، نہ لایعنی کاموں میں ،اور نہ ہی غفلت وسستی میں۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

"اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ : شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ"

(رواه ترمذی باسناد صحیح)

(پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی تونگری کو فقر سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے، اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے)۔ (اسے ترمذی نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے ایسے لوگوں کو بھی پایا ہے کہ جتنے تم لوگ اپنے درھم ودینار پر حریص ہوتے ہو، وہ لوگ اس سے بڑھ کر اپنے اوقات پر حریص تھے۔

(ارشاد العباد (۳۳)، رأس مالك الوقت (۱۲))

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے صوفیوں کی صحبت بھی اختیار کی لیکن دو کلمات سے زیادہ اُن سے استفادہ نہیں کیا: ایک کلمہ تو یہ ہے:

"اَلْوَقْتُ سَيْفٌ إِنْ قَطَعْتَهُ وَإِلَّا قَطَعَكَ"

(وقت بھی ایک تلوار ہے، اگر تم نے اسے کاٹ دیا تو ٹھیک، ورنہ وہ تمہیں کاٹ دے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا کلمہ یہ ہے: "نَفْسَكَ إِنْ شَغَلْتَهَا بِالْحَقِّ وَ إِلَّا شَغَلَتْكَ بِالْبَاطِلِ" (اگر تم نے اپنے نفس کو حق کیساتھ مشغول رکھا تو ٹھیک، ورنہ وہ تمہیں باطل میں مصروف کردیگا" (الجواب الکافی)، مدراج السالکین)۔

ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "مدراج السالکین" مین غیرت کی قدرومنزلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: گذرے ہوئے وقت پر غیرت بھی اس میں شامل ہے، اور یہ ایسی غیرت ہے جو سالکین کیلئے قاتل (تکلیف دہ) ثابت ہوتی ہے، کیونکہ وقت انتہائی تیزی کیساتھ پہلو بچا کر گذر جاتا ہے، اور پھر گذرا وقت کبھی واپس نہیں آتا، ایک عابد کیلئے وقت کا بہترین مصرف عبادت واذکار ہوتے ہیں، اور ایک مرد کے ہاں وقت کا مصرف اللہ کی طرف توجہ اور مکمل قلبی انہاک ہوتا ہے، بہرحال وقت قیمتی ترین چیز ہے، اور اگر یہ فضول کاموں میں مصروف ہو تو ایک سالک کو اس پر انتہائی غیرت آتی ہے، کیونکہ وہ کبھی اسکا استدراک نہیں کرسکتا ہے۔اھ

ایک عبادت گذار تابعی عامر بن عبد قیس سے منقول ہے کہ ایک شخص نے اُن سے کہا: میرے ساتھ تو بات چیت کیجئے! تو اُنہوں نے جواب دیا: "أَمْسِكِ الشَّمْسَ حَتّٰى أُكَلِّمَكَ" ذرا سورج کو پکڑلو تاکہ میں تمہارے ساتھ بات کروں۔

○ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مَا نَدِمْتُ عَلٰى شَيْءٍ نَدَمِيْ عَلٰى يَوْمٍ غَرَبَتْ شَمْسُهٗ نَقَصَ فِيْهِ أَجَلِيْ وَلَمْ يَزِدْ فِيْهِ عَمَلِيْ"۔

"مجھے کسی چیز پر اس قدر ندامت نہیں ہوتی جتنی اس دن پر ہوتی ہے جسکا سورج اس حال میں غروب ہو کہ میری عمر تو کم ہوجائے لیکن میرے عمل میں اضافہ نہ ہو"

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رات اور دن تم میں عمل کرتے ہیں، لہٰذا تم بھی اُن میں عمل کرو"۔

○ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تیری ذات دنوں کیساتھ ہی وابستہ ہے، جب ایک دن گذرتا ہے تو تیرا ایک حصہ گذر جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ اپنے اوقات کے نیک اعمال میں اس قدر مصروف اور مرتب رکھتے کہ انکے بارے میں یہاں تک کہا گیا کہ اگر اُن سے کہا جائے: تم کل فوت ہو جاؤ گے، تو وہ اپنے عمل میں کچھ بھی اضافہ نہ کر سکیں گے۔

موسیٰ بن إسماعيل رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر میں تم سے کہوں کہ میں نے حماد بن سلمہ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، تو میری بات سچ ہی ہوگی، کیونکہ وہ ہر وقت مصروف رہتے تھے، یا حدیث بیان کر رہے ہوتے، یا کچھ پڑھ رہے ہوتے، یا تسبیحات میں مگن ہوتے، یا عبادت میں منہمک، اُنہوں نے پورے دن کو ان تمام کاموں پر تقسیم کر رکھا تھا، اور جب وہ فوت ہوئے تو نماز کی حالت میں تھے۔

خلیل بن أحمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کھانے کا وقت مجھ پر سب سے بھاری گذرتا ہے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کاش کہ میرا کھانا کنکریوں کی صورت میں ہوتا، کیونکہ مجھے بار بار خلاء کی طرف جاتے ہوئے اپنے رب سے شرم آتی ہے (حلية الاولياء)

اسی طرح محمود بن عبدالرحمٰن بن أحمد رحمہ اللہ کھانے سے پرہیز کرتے تھے، کیونکہ اسکے نتیجے میں زیادہ پینا پڑتا ہے، جسکی وجہ سے کثرت کیساتھ بیت الخلاء جانا پڑتا، اور اس سے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ابو البرکات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حوالے سے تو یہاں تک منقول ہے کہ جب وہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو اپنے شاگرد کو اونچی آواز سے کچھ پڑھنے کیلئے کہتے تاکہ اس دوران وہ اس آواز کو سنتے ہیں، اور انکا وقت ضائع نہ ہو (نیل الاوطار)۔

ابن نافع سے پوچھا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر میں کیا کرتے ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: ہر نماز کیلئے وضو کرتے ہیں، اور دونوں کے درمیان قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

(الوقت عمار أو دمار(٩٤))

سلف صالحین کہا کرتے تھے کہ وقت کا ضیاع اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت ہے، اسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح سلف صالحین بہتر سے بہتر کاموں میں اپنا وقت صرف کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ جسکا آج اُسکے کل کی طرح ہے وہ خسارے کا شکار ہے، اور جسکا آج اُسکے کل سے بدتر ہے وہ ملعون ہے، اور وہ لوگ اپنے ایک ایک دن کا حساب رکھتے تھے، دن کے بعض حصّوں اور لحات کو بھی شمار کرتے تھے، اور اس بات کے شدید حریص رہتے تھے کہ اپنے وقت کو علمِ نافع، عمل صالح، مجاہدۂ نفس اور دوسروں کی بھلائی اور نفع کے کاموں میں صرف کریں۔

ایک زاھد کہتے ہیں: میں جنت اور جہنم پر ایمان رکھنے والے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس پر ایک گھڑی بھی ایسی گذری ہو جس میں وہ ذکر اذکار، نماز، قراءت یا احسان کے ذریعے اللہ کی اطاعت میں مشغول نہ ہو، ایک شخص نے کہا: میں بہت روتا ہوں، تو انہوں نے جواب دیا: اگر تم ہنسو اور اپنی خطاؤں کا اقرار کرو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم روؤ اور اپنے اعمال جتلاؤ، کیونکہ جتلانے والے کا عمل اُسکے سر سے اوپر نہیں جاتا، اُس شخص نے کہا: مجھے وصیت کیجئے! تو اُنہوں نے کہا: دُنیا کو اہل دنیا کیلئے چھوڑ دو، اور دنیا میں شھد کی مکھی کی طرح رہو، اگر وہ کچھ کھاتی ہے تو پاک کھاتی ہے، کچھ کھلاتی ہے تو پاک کھلاتی ہے، اور اگر کسی شاخ پر بیٹھے تو نہ اُسے توڑتی ہے نہ مسلتی ہے (الوقت عمار أو دمار (۷۷))

ایک دانا کا قول ہے: جس شخص نے اپنی عمر میں سے کوئی ایک دن ایسا گذارا کہ اس میں نہ کوئی حق ادا کیا، نہ فرض پورا کیا، نہ عزت کمائی، نہ تعریف حاصل کی، نہ کوئی بھلائی کی، اور نہ ہی کسی علم کا اقتباس کیا، تو ایسے شخص نے اپنا وہ دن بانجھ کر دیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا۔

(الوقت فی حیاۃ المسلم (۹۵))

ایک شاعر نے کہا ہے:

إِذَا مَرَّ بِيْ يَوْمٌ وَلَمْ أَقْتَبِسْ هُدًى	وَلَمْ أَسْتَفِدْ عِلْمًا فَمَا ذَاكَ مِنْ عُمْرِيْ

"جب مجھ پر کوئی ایسا دن گذرے کہ جس میں نہ تو میں کوئی ہدایت حاصل کر سکوں، اور نہ ہی کسی علم کا استفادہ کر سکوں، تو میں اُس دن کو اپنی عمر میں شمار نہیں کرتا"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ابن عقیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میرے لیے حلال نہیں کہ میں اپنی عمر کا ایک لحہ بھی ضائع کروں، یہاں تک کہ جب میری زبان مذاکرے یا مباحثے سے تھک جاتی ہے، اور میری آنکھیں مطالع سے عاجز آ جاتی ہیں ،تو میں دورانِ استراحت اپنی فکر استعمال کرتا ہوں، پھر جب اُٹھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی خیال میرے ذہن میں آچکا ہوتا ہے جسے احاطہ تحریر میں لاتا ہوں، اور اب جبکہ میں اسّی سال کا ہو چکا ہوں تو اب میں اپنے دل میں علم کی جتنی حرص پاتا ہوں، اتنی حرص تو اُس وقت بھی نہ تھی جب میں بیس سال کا تھا، عقلاء کے نزدیک سب سے قیمتی چیز وقت ہے، لہٰذا وقت کو غنیمت جان کر اسے صحیح استعمال کرنا چاہیئے، خصوصاً جبکہ انسان کی ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ ہیں، اور میں اپنے کھانے کے اوقات کو کم سے کم کرنے کی کوشش کرتا ہوں"۔

(ملخص از قیمة الزمن (۴۵))

○ عباس بن حسن العلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کا ذہن تمام علوم کا احاطہ نہیں کرسکتا، لہٰذا اسے اہم ترین علوم میں مصروف رکھیے، اور آپکا مال تمام لوگوں کو کفایت نہیں کرسکتا، لہٰذا اہل حق کو نوازیئے، اور یقیناً آپکا اثر و رسوخ تمام لوگوں کے مسائل حل کرنے سے قاصر ہے، لہٰذا خصوصاً اصحابِ فضل کی پریشانیاں دور کیجئے۔

اور اگر آپ پورا دن مصرف رہیں تب بھی آپکی ضروریات ختم نہیں ہوسکتیں، لہٰذا کچھ ضروریات کو منتخب کیجئے اور باقی کو چھوڑ دیجئے۔

ایک مرتبہ شریح رحمہ اللہ عید کے روز کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو کہ کھیل رہے تھے، تو اُنہوں نے پوچھا: تم کیوں کھیل رہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا: ہم فارغ ہیں اس لیے کھیل رہے ہیں۔ تو اُنہوں نے کہا: کیا فراغت میں تمہیں یہی حکم دی گیا ہے؟ اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان انہیں سُنایا:

"فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ" (ألم نشرح /۷،۸)

(تو جب آپ فارغ ہو جائیں تو محنت کیجئے، اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کیجئے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حجاج کی ایک بات نے مجھے جھنجوڑ کر رکھ دیا، میں نے اسی منبر پر یہ کہتے ہوئے سُنا: جس شخص کی عمر کی کوئی ساعت ایسے کام میں گذری جس کیلئے اُسے پیدا نہ کیا گیا تھا، وہ اس بات کے لائق ہے کہ قیامت کے دن اُسکی حسرت طویل ہو جائے۔

اسکی یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے مشابہ ہے:

"لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ عَلٰى شَيْءٍ إِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا" (صحیح الجامع: ۵۴۴۶)

"اہل جنت کسی چیز پر حسرت نہ کریں گے سوائے اُس ساعت کے جس میں وہ اللہ عزوجل کا ذکر نہ کر سکے ہوں"

جب اہل جنت کہ جو اپنے اوقات کو اعمالِ صالحہ سے معمور رکھتے ہیں اور عموماً فضول کاموں سے پرہیز کرتے ہیں جب یہ لوگ حسرت کریں گے، تو اُن لوگوں کا کیا ہوگا جو اپنے تمام اوقات فضول کاموں میں ضائع کرتے ہیں، کیا یہ حسرت و افسوس میں مبتلا نہ ہونگے؟

○ معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ کہتے ہیں: قیامت والے دن تمام لوگوں سے زیادہ سخت حساب اُن لوگوں کا ہوگا جو صحت مند اور فارغ ہیں (اقتضاء العلم العمل للخطیب (۱۷۵) اسے مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے لیکن اسکی سند ضعیف ہے)

○ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو لکھا: اے میرے بھائی! اپنی صحت وفراغت کو غنیمت جانو، اس سے پہلے کہ آپ کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ کہ پھر دنیا کا کوئی شخص بھی آپکو اس عظیم نعمت سے ہمکنار نہ کر سکے" (الاقتضاء (۱۷۶)

سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عطاء نے کہا: "ہم یہاں بیٹھے ہیں جبکہ دن اپنا کام کر رہا ہے" سفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ان شاء اللہ میں خیر و بھلائی پر ہوں، تو اُنہوں نے کہا: ٹھیک ہے، لیکن یہاں تو مقابلہ درپیش ہے...... اھ (الاقتضاء (۱۷۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن سماك رحمه الله ابو بكر النهشلی کے پاس گئے جبکہ وہ عالمِ نزع میں تھے، اور سر کے اشارے سے نماز پڑھ رہے تھے، تو انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اس حالت میں بھی آپ نماز پڑھ رہے ہیں، تو اُنہوں نے کہا: اے ابن سماکؒ میں نامہ اعمال لپیٹے جانے سے پہلے جلدی جلدی کچھ عمل کرنا چاہتا ہوں۔ (للا قتضاء)

○ سلمان بن خلف الدلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب میں یقینی طور پر یہ جانتا ہوں کہ میری ساری زندی ایک گھڑی کی طرح ہے، تو میں اس ایک گھڑی پر حریص کیوں نہ بنوں، اور اسے بھلائی اور اطاعت میں کیوں نہ گذاروں؟ (للا قتضاء)

عبد الله بن معتز رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکنہ فرصت سے فائدہ اُٹھاؤ، اور کل کا انتظار مت کرو، کیونکہ کل کے متعلق کون یہ ضمانت دے سکتا ہے کہ کل کوئی حادثہ پیش نہیں آئیگا۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روزانہ کوئی ایسا عمل کرو جو تمہارے لیے رُشد و ہدایت کا باعث ہو۔ (الإقتضاء للخطيب)

ابو الجلد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ بے شک "سَوْفَ" (عنقریب) کا لفظ ابلیس کے لشکروں میں سے ہے۔ (للا قتضاء)

س: آپ اپنے اوقات کی حفاظت کیسے کریں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وقت کی حفاظت کے بہت سے طریقے ہیں جنہیں اختیار کر کے آپ اپنا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

ا۔ صحیح نیت۔

ہر عمل خواہ وہ عبادت ہو یا عادت، جلوت میں ہو یا خلوت میں ہو یا حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد سے، کوئی دنیاوی شغل ہو یا کھانے، پینے اور سونے جیسی نفسانی ضروریات۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ ان تمام امور اپنی نیت کو خالص کرتے ہوئے اللہ کی رضا جوئی کا ارادہ رکھیں، اور ان تمام امور میں حکمِ شرعی کو ملحوظ رکھیں تو اللہ کے حکم سے یہ تمام امور عبادت بن سکتے ہیں، اور اس طرح آپکی زندگی کا ایک ایک لمحہ محفوظ اور باعثِ اجر بن جائیگا۔

اس لیے علماء کرام رحمہم اللہ حدیث: ''إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حدیث کا دوسرا جملہ (یعنی: ''وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰی'' ہر شخص کیلئے وہی کچھ ہے جسکی اُس نے نیت کی) اُن اعمال سے متعلق ہے جو مباح ہیں کیونکہ یہ بھی درست نیت کی بناء پر عبادت بن جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص سونے کیلئے بستر پر لیٹتا ہے لیکن اُسکی نیت یہ ہے کہ نیند کے ذریعے وہ اپنی صحت بحال رکھے اور آرام لینے کے بعد مزید نشاط کیساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے، تو اُسکی نیند بھی عبادت بن جائیگی۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ سابقین اور ابرار کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انکے مباح اعمال بھی حُسن نیت کی بناء پر انکے حق میں عبادت بن جاتے ہیں''۔

(مدراج، طریق الھجر تین)

لیکن یہاں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ نیت کوئی جامد اور غیر منقلب چیز نہیں، اور نہ ہی زبان سے کوئی بات کہہ دینا نیت کی تصحیح کافی ہوتا ہے، بلکہ نیت تو دل کے جذبے کا نام ہے، ہر عمل سے پہلے اپنے دل سے پوچھیئے کہ اس عمل کا محرک کیا ہے؟ اور اس حوالے سے ٹھنڈی تاویلات کے ذریعے خود کو دھوکہ مت دیجئے، کیونکہ بعض لوگ سیر سپاٹے کی نیت سے نکلتے ہیں اور اسے دعوت الی اللہ کا نام دیتے ہیں۔

بعض لوگوں کو باتیں کرنے کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے دعوت یا علمی مباحثے کا نام دیتے ہیں، جبکہ بعض نے اسلامی مدارس کے نام پر تجارتی دکانیں کھول رکھی ہوتی ہیں یاد رکھیئے! آپ لوگوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں، لیکن اللہ جو عالم الغیب اور دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے، اُس اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

لہٰذا آپ اپنی نیت کو خالص اور درست کر کے اپنے تمام اوقات وایام کو عبادت سے معمور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں، اسی حوالے سے ایک صحیح حدیث میں آتا ہے: جو شخص قیام اللیل کا ارادہ کرے اور پھر اس پر نیند غالب آجائے، تو اللہ تعالیٰ اُسکے لیے قیام اللیل کا ثواب لکھ دیتا ہے، اور وہ نیند اُس کیلئے اللہ کی طرف سے صدقہ بن جاتی ہے۔

(ابوداؤد اور نسائی نے اُسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾. (النساء / ۱۰۰)

(اور جو شخص اللہ اور اسکی رسول کی طرف ہجرت کرنے کی خاطر اپنے گھر سے نکلے، پھر اسے راستے میں موت آجائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا، اور اللہ نہایت بخشنے والا، بہت رحم کرنیوالا ہے)

دیکھیئے! اس شخص نے ہجرت کا عزم صمیم کیا، اور اسکی خاطر اپنے گھر سے بھی نکلا لیکن اپنی مراد تک پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا، تو اسکی صحیح نیت پر اللہ تعالیٰ اسے اجر سے محروم نہ کریگا۔ کہ وہ بہت مہربان ہے۔

اسی طرح جو شخص جہاد کی نیت کرے لیکن اسے جہاد میں شرکت کا موقع نہ ملے، تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اُسے بھی منافقین کے زمرے سے خارج کر دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ" (مسلم)

"جس شخص کو اس حال پر موت آئی کہ نہ اُس نے کبھی جہاد میں شرکت کی، اور نہ ہی دل میں ارادہ کیا، تو اُسکی موت نفاق کے ایک شعبے پر ہوئی"

۲۔ چھوٹی امیدیں اور نیکیوں کی طرف سبقت۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقات کی حفاظت کیلئے یہ تیر بہدف نسخہ ہے، جب دنیا کے حوالے سے آپکی امیدیں کم ہونگی تو آپکی محنتیں آخرت کیلئے فارغ ہونگی، اور جب آپ نیکیوں کیلئے مسابقت کا جذبہ پیدا کریں گے، تو ان شاء اللہ تھوڑی عمر اور کم وقت میں زیادہ نیکیاں کما لیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾. (آل عمران/۱۳۳)

(اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو جسکی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے)

اور فرمایا: ﴿سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾. (الحدید/۲۱)

(تم اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے مثل ہے)

نیز فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾. (البقرۃ/۱۴۸)

(لہٰذا تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو)

نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا معنی یہ ہے کہ جلدی جلدی انکی طرف لپکا جائے، اور نیکیوں میں سے بھی اہم ترین اور زیادہ ثواب والی نیکیوں کا انتخاب کیا جائے اور پھر احسن طریقے سے انہیں ادا کیا جائے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھوں سے پکڑ کر فرمایا: [كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ]

(دنیا میں یوں رہو گویا کہ تم اجنبی یا راہ گذر ہو)

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کرو، اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار مت کرو، بیماری سے پہلے پہلے اپنی صحت سے، اور موت سے پہلے اپنی زندگی سے فائدہ اٹھالو۔ (بخاری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وصیت کیجئے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی عبادت یوں کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو، ہر شجر و حجر کے پاس اللہ کا ذکر کرو، اور جب کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھو اسکے ساتھ کوئی نیکی بھی کر، پوشیدہ برائی کے بدلے پوشیدہ نیکی، اور اعلانیہ برائی کے بدلے اعلانیہ نیکی"

(اسے طبرانی نے جید سند کیساتھ روایت کیا: کمافی الترغیب) اور البانی رحمہ اللہ نے الصحیحۃ میں صحیح قرار دیا)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا، وَ يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَ يُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا" (مسلم)

"جلدی جلدی نیک اعمال کرلو اس سے پہلے کہ وہ فتنے آجائیں جو تاریک رات کے ٹکڑوں (مختلف حصوں) کی طرح ہونگے، ان میں صبح کو آدمی مؤمن ہوگا تو شام کو کافر ہو چکا ہوگا، اور شام کو مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر ہو چکا ہوگا، دنیا کے حقیر سامان کے بدلے اپنا دین بیچ دیگا"

اس طرح نیک اعمال میں مسابقت اور جلدی کے نتیجے میں انسان فتنوں سے بھی محفوظ رہتا ہے، کیونکہ فارغ آدمی فتنوں کا گھر ہوتا ہے، اور نیکیوں میں مصروف شخص کے پاس فتنوں کیلئے کوئی وقت نہیں ہوتا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے: سمجھدار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اور موت کے بعد والی زندگی کیلئے عمل کرے، اور عاجز وہ شخص ہے جو خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ پر جھوٹی تمنائیں باندھے۔ (ابن ماجہ، ترمذی، اسکی سند ضعیف ہے)

بعض سلف صالحین کا قول ہے: اے آدم کے بیٹے! تیری عمر صرف تین دن ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن تو گذر چکا ہے جو کبھی پلٹ کر نہیں آئیگا، اور کل کے متعلق تجھے علم نہیں کہ تجھ پر کل کل ہوگی یا نہیں، اور تیسرا وہ دن ہے جس میں ثواب ہے، یہی تیری عمر ہے، لہٰذا اسے ضائع مت کر۔

بقول اقبال: کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا

فقط امروز ہے تیرا زمانہ

ہمیں چاہیئے کہ اس بات کو پلے باندھ لیں، اور آج سے ہی اپنے اوقات کا محاسبہ اور انکا صحیح استعمال شروع کردیں۔ اسکے ساتھ ساتھ ہمیں سابقین فی الخیرات کو ملنے والے عظیم ثواب کا تصور کرتے ہوئے یہ جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم کیوں اسقدر کوتاہی کا شکار ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کے یہ فرامین ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنے چاہئیں: ''هُنَالِكَ تَبْلُوْ كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ'' (یونس/۳۰)

(وہاں ہر شخص جانچ لے گا جو کچھ اُس نے پہلے (دنیا میں) کیا تھا)

﴿ أَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللهِ ﴾ (الزمر/۵۶)''

(کہیں ایسا نہ ہو) کہ کوئی شخص کہے: ہائے افسوس! اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کی جانب میں کی)

'' ﴿ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ '' (مریم/۳۹)

(اور آپ انہیں روزِ حسرت سے ڈرائیں جب ہر معاملے کا فیصلہ کیا جائے گا جبکہ (آج) وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، اور وہ ایمان نہیں لاتے)

لہٰذا اپنے آج کو نیک اعمال سے معمور کیجئے اور دنیا میں چھوٹی امیدیں اپنایئے اللہ کے فضل سے آپکے اوقات ضائع ہونے سے بچ جائیں گے۔

۳۔ تعلقات میں کمی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کیساتھ تعلقات میں کمی بھی اوقات کو محفوظ اور ثمر آور بنانے میں مدد دیتی ہے، کیونکہ جو شخص بہت سے لوگوں کیساتھ تعلقات رکھے، اُسکا بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے شریعت میں ضروری کاموں کے علاوہ لوگوں سے الگ رہنے کی بہت سی ترغیبات وارد ہوئی ہیں۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کیونکر ممکن ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ"

(اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو، اپنے گھر کو اپنے لیے وسیع سمجھو، اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ) (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (الکہف/۲۸)

(اور اس شخص کی بات نہ مانیں جسکا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور اُس نے اپنی خواہش کی پیروی کی، اور اسکا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے)۔

اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ ان صفات کے حامل شخص سے تعلق نہ رکھا جائے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا شخص سب سے بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رَجُلٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَرَجُلٌ فِيْ شَعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهٗ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ"

(وہ آدمی جو اپنی جان اور مال کیساتھ جہاد کرے، اور وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے) (متفق علیہ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم علم کے چشمے، راتوں کے چراغ اور گھروں کے ٹاٹ بن جاؤ، لباس خواہ پُرانا پہنو لیکن دلوں کو نیا اور تازہ رکھو، آسمان والوں میں پہچانے جاؤ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین والوں پر مخفی رہو (مختصر منہاج القاصدین (۱۳۵)

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا کم تعلقات والا ہونا قابلِ رشک بات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلَى ذٰلِكَ، ثُمَّ نَقَرَ بِيَدِهِ فَقَالَ: عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ، قَلَّ تُرَاثُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ"

(رواه الترمذی باسناد صحیح)

(بے شک میرے نزدیک اولیاء میں سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جو کم حال رکھتا ہے (یعنی مالی طور پر مظبوط نہیں)" کثرت کیساتھ نمازیں پڑھتا ہے، اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، خلوت میں اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے، لوگوں میں گمنام ہوکر رہتا ہے، انگلیوں کیساتھ اُسکی طرف اشارے نہیں کیے جاتے، جسے بقدر ضرورت رزق ملتا ہے اور وہ اس پر صبر بھی کرتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے زمین پر کچھ نشان لگایا اور فرمایا: اسکی موت بھی جلدی آتی ہے، اسکا ورثہ بھی کم ہوتا ہے، اس پر رونے والیاں بھی تھوڑی ہوتی ہیں)۔ (اسے ترمذیؒ نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کا مشہور ومعروف ہونا عموماً اُسکے لیے باعث ضرر ہوتا ہے، جبکہ کم تعلقات اور گمنامی سے انسان کا وقت بھی بچ جاتا ہے۔ جسے وہ اپنے رب کی یاد اور عبادت سے آباد رکھتا ہے۔

۴۔ گمنام اور غیر معروف ہونا

کیونکہ شہرت کی وجہ سے بلا فائدہ لوگوں سے میل جول اور مہمانوں کی آمد ورفت بڑھ جاتی ہے، اور یہ چیز انسان کے دل، وقت، مال اور بدن کیلئے بگاڑ اور ضیاع کا باعث ہے، سابقہ حدیث اس حوالے سے نص کی حیثیت رکھتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ'' (مسلم)

(بے شک اللہ اُس بندے سے محبت کرتا ہے جو متقی، لوگوں سے بے پرواہ، اور پوشیدہ ہو) لوگوں سے زیادہ میل جول کے بہت سے نقصانات ہیں،

اس لیے علماء کرام نے لوگوں کو چار اقسام پر منقسم کیا ہے۔

(۱) ۔بعض لوگ تو غذا کی حیثیت رکھتے ہیں، اور کوئی انسان ایک دن یا رات کیلئے بھی اُن سے مستغنی نہیں ہوسکتا، اور وہ اپنے علم پر عمل کرنیوالے علماء ہیں جو اللہ، اسکے دین، اسکی کتاب اور اسکے رسول کیلئے خیر خواہ ہوں، ان کیساتھ میل جول سراسر فائدے کا باعث ہے۔

(۲) دوسرے وہ لوگ جو دوا کی حیثیت رکھتے ہیں، جسکی ضرورت بیماری کے وقت پڑتی ہے، جب تک آپ صحیح ہوں تو ان سے ملنے کی ضرورت نہیں، یہ معاش اور کسب والے لوگ ہیں۔

(۳) تیسرے وہ لوگ جن سے ملنا بیماری کی مترادف ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کیساتھ میل جول میں کوئی دینی یا دنیوی نقصان ہو۔

(۴) چوتھے وہ لوگ ہیں جن کیساتھ میل جول زہرِ قاتل اور ہلاکت و بربادی کا باعث ہے، یہ مشرک، بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں جو دوسروں کو بھی اپنا خرافات کی دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ نہ کرے!۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بندے کو پہنچنے والی ہر آفت کا سبب دل کا ضیاع ہے، اور اسکا سبب اللہ تعالیٰ کے حق کا ضیاع ہے، اسی لیے بعض شیوخ نے وصیت کی ہے کہ جس شخص کیساتھ میل جول وقت کے ضیاع کا باعث ہو، اس سے میل جول نہ رکھو، کیونکہ اسکے نتیجے میں دل بھی ضیاع اور بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے اور دل اور وقت کے ضائع ہونے سے تمام امور ضائع ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾.

(الکھف/۲۸)

(اور اُس شخص کی بات نہ مانیں جسکا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا، اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اسکا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے)

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹا! اللہ کا ذکر کرنیوالے لوگوں کے ہمراہ بیٹھا کرو، اگر تم کامل ہو گے تو تمہارا عمل تمہیں فائدہ دیگا، اور اگر جاہل ہو گے تو وہ تمہیں تعلیم دیں گے، اور اگر اُن پر رحمت یا رزق نازل ہوگا تو تم بھی اُس میں شریک ہو جاؤ گے، اے بیٹا! اُن لوگوں کیساتھ مت بیٹھو جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے، کیونکہ اگر تم جاہل ہوئے تو وہ تمہاری جہالت میں اضافے کا باعث ہونگے، اور اگر تم عالم ہوئے تو تمہارا علم تمہیں کچھ فائدہ نہ دے سکے گا، اور اگر اُن پر اللہ کی لعنت و پھٹکار نازل ہوئی تو تم بھی اس میں شریک ہو جاؤ گے۔ (ایقاظ همم أولي الأبصار)

بعض علماء کہا کرتے تھے: جب میں رات کو آتا ہوا دیکھتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں، اور کہتا ہوں: اب میں خلوت میں اپنے رب سے ملاقات کرونگا، اور جب میں صبح کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایسے لوگوں کیساتھ ملاقات سے وحشت ہوتی ہے کہ جو مجھے میرے رب سے غافل کر دیں۔ (ایقاظ)

۵۔ دنیاوی مصروفیات میں کمی

کیونکہ جس شخص کی مصروفیات زیادہ ہوں، تو یقیناً اسکے اوقات بھی ضرور ضائع ہونگے، جبکہ حدیث میں آتا ہے: "مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِي أَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهَا هَلَكَ" (ابن ماجة (٤١٠٦)، حديث حسن)

(جس شخص نے تمام فکروں کی ایک ہی فکر بنا لی، یعنی آخرت کی فکر۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی فکروں سے کافی ہو جاتا ہے، اور جس نے بہت سی فکریں اور غم پالے، تو اللہ تعالیٰ کو اُسکی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کسی وادی میں جا مرے)

مثلاً یک شخص کی دس دکانیں ہیں تو وہ اس شخص سے زیادہ مصروف ہوگا جسکی ایک دکان ہے، اسی طرح زمیں، گاڑیاں، بیویاں، ٹیلی فون، موبائلز، کمپیوٹرز، اخبارات و جرائد وغیرہ کی تعداد جس قدر بڑھتی جائیگی، لامحالہ انسان کی مصروفیت بھی اسی قدر بڑھتی چلی جائیگی۔

تجربہ اس بات کا بہترین شاہد ہے، لہٰذا اگر آپ اپنا وقت بچانا چاہتے ہیں تو دنیاوی مصروفیات کو جس قدر کم کر سکتے ہیں، کم کر دیجئے! اور جو وقت بچے اُسے آخرت سے متعلق اہم ترین کاموں میں صرف کیجئے۔

۶۔ گھر یا مسجد میں زیادہ وقت گذارنا

بلا ضرورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلیے، کیونکہ عموماً باہر نکلنے سے وقت ضائع ہوتا ہے، اس لیے ایک صحیح حدیث میں آتا ہے: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کیونکر ممکن ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو، اپنے گھر کو اپنے لیے وسیع سمجھو، (یعنی بلا ضرورت گھر سے نہ نکلو)، اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ'' (ترمذی)

اس حدیث پر غور کیجئے۔

نیز ایک اور حدیث میں آتا ہے:

''أَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا وَأَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا'' (مسلم)

(اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب جگہ مسجد ہیں)۔

بازار اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اس لیے ہیں کہ وہاں عموماً دھوکہ دہی، جھوٹ، خباثت، اور نظر بازی جیسے گناہ ہوتے ہیں، کیونکہ بازار ابلیس کا اڈا ہے، جو شخص بھی بازار میں جائے اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان چیزوں میں سے کسی نہ کسی کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے سوائے اُس شخص کے جسے اللہ اپنے فضل سے محفوظ رکھے، اگر آپ کو یقین نہ آئے تو تجربہ کر کے دیکھ لیجئے ۔لہٰذا حتی الامکان بازار جانے سے بچیئے۔

جبکہ مسجد اور گھر ایک مؤمن بندے کیلئے عبادت وریاضت کی جگہیں ہے، مسجد میں بیٹھنا بھی باعثِ اجر ہے، اسی طرح مسجد کے افعال مثلاً نماز، تلاوت، تعلیم وتعلم وغیرہ میں خیر ہی خیر ہے، اسی طرح گھر میں رہ کر انسان بہت سے گناہوں اور شر سے محفوظ رہتا ہے، غیبت، چغلی، نظر بازی اور دیگر فتنوں سے بچ جاتا ہے، اپنے شر سے بھی دوسروں کو بچاتا ہے، اور عبادت کیلئے فارغ ہوتا ہے۔

۷۔نینداور کھانے پینے کی کثرت سے پرہیز

انسان کو چاہیئے کہ زیادہ نینداور آرام سے بھی بچے، اسی طرح زیادہ کھانے پینے اور بولنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے ، کیونکہ اسکی وجہ سے بہت سا وقت ضائع ہوجاتا ہے، بلکہ ہمارے زمانے میں تو خواتین کی تمامتر عمر ہی کھانے پکانے ، نینداور ملاقاتوں میں بیت جاتی ہے۔ (واللہ المستعان)۔

ایک خاتون جب فجر میں بیدار ہوتی ہیں تو فجر کے فوری بعد چائے ناشتے میں مصروف ہوجاتی ہے، یا فجر کے بعد دوبارہ سو جانے کی صورت میں اُٹھنے کے فوری بعد ناشتے کی مصروفیت، پھر دوپہر کے کھانے کی تیاری، پھر چائے کا سلسہ، پھر برتنوں کی دھلائی وغیرہ، اور پھر دوبارہ رات کے کھانے کی تیاری اور اس دوران اگر موقع مل جائے تو میل ملاقات اور بازاروں کے چکر اور پھر انہی گول دائروں کے چکر میں زندگی بیت جاتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے: کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہما نے دو مرتبہ کھانا کھایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: آپکی تمامتر فکر پیٹ سے متعلق نہیں ہونی چاہیئے ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ اَرَادَ اَنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا﴾ (الفرقان/٦٢)

(اور وہی (اللہ) ہے جس نے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے رات اور دن بنائے، اس شخص کیلئے جو نصیحت پکڑنا چاہے، یا شکر کرنا چاہے)

بہت سے لوگوں تو اللہ کے بنائے ہوئے نظام کے الٹ طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے، رات اللہ تعالیٰ نے آرام کیلئے بنائی ہے لیکن وہ لوگ رات کو دیر تک جاگتے رہتے ہیں جسکے نتیجے میں قیام اللیل سے محروم رہتے ہیں، اور فجر کی نماز بھی ضائع کر دیتے ہیں، اور اگر پڑھیں بھی تو غفلت، سستی اور نیند کی حالت میں پڑھتے ہیں، اور پھر دن کے دس گیارہ بجے تک سوئے پڑے رہتے ہیں۔

۸۔ دعوتوں کی کثرت بھی وقت کے ضیاع کا سبب ہے

خصوصاً علماء کرام اور اصحابِ عقل، زہد و تقویٰ کیلئے دعوتوں کی کثرت وقت کے ضیاع کا سبب بنتی ہے، کیونکہ لوگ انہیں مختلف دعوتوں پر بلاتے ہیں، کبھی ولیمے کی دعوت، کبھی عقیقے کی، کبھی صدقے، اور کبھی اظہارِ محبت کیلئے انہیں دعوت پر بلاتے ہیں۔

اور ان تمام دعوتوں میں شرکت کے نتیجے میں انکا قیمتی وقت یونہی چلا جاتا ہے، اور بعض اوقات تو ان دعوتوں میں شرکت کیلئے انہیں طویل سفر کرنے پڑتے ہیں، اور چند لقموں کے سبب عمر کا ایک بڑا حصہ برباد ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تکلفات میں نہیں پڑتے تھے۔

عبد الرحمن بن عوف ﷛ نے شادی بھی کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ قرب و محبت کے باوجود نہ آپکو بتایا، نہ بلایا، اسی طرح جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بھی اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ قریبی تعلق اور حد درجہ محبت رکھتے تھے لیکن وہ بھی شادی کر لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تک نہیں ہوتا۔

کیونکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکلفات سے منع فرمایا تھا، صحابہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں: "نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ" "ہم تکلف سے منع کیے گئے ہیں"

(الصحیحة (۲۳۹۲)

لہٰذا عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے علماء اور اصحاب فضل کے اوقات کو فضول اور معمولی کاموں میں ضائع ہونے سے بچائیں، اور علماء کو بھی چاہیئے کہ لوگوں کو ایسی باتیں بتلائیں۔

۹۔اللہ سے دُعا کیجئے

دُعا بھی اس حوالے سے مفید ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ اللہ آپکے وقت میں برکت دے اور اسے ضائع ہونے سے بچائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں، اور دُعا ہر بیماری کیلئے دوا ہے، لہٰذا دنیا و آخرت سے متعلق تمام امور میں اللہ سے مدد مانگیے۔

۱۰۔تقویٰ اختیار کیجئے

تقویٰ تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کی عمر اور وقت کو فضول ضائع ہونے سے بچاتا ہے، اور اپنی عبادت کے کاموں میں استعمال کرتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے: "جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کیساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے استعمال کرتا ہے" کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ اُسے کیسے استعمال کرتا ہے؟ فرمایا: "اُسے موت سے پہلے پہلے عمل صالح کی توفیق دے دیتا ہے" (ترمذی)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ﴾ "(الطلاق/۲)

(اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کیلئے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا)

۱۱۔فرض نمازوں اور نوافل کے اوقات کی حفاظت کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص فرض نمازوں اور نوافل کے وقت کا اہتمام کرے، اللہ اسکی پوری عمر کی حفاظت کریگا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالی نے ان اوقات میں بڑے اسرار رکھے ہیں۔

مثلاً جو شخص رات کے آخر پہر اُٹھ کر دو رکعتیں پڑھے، تو اللہ تعالی اُسے غافلین میں نہیں لکھتا، اور رات کا قیام دن میں گناہوں سے باز رکھتا ہے، عشاء کو جماعت سے پڑھنا آدھی رات کے قیام، اور اسکے ساتھ فجر بھی جماعت کیساتھ پڑھنا پوری رات کے قیام کے مترادف ہے، اسی طرح صُبح کے اذکار میں بہت فوائد ہیں، لہٰذا ایک دن بھی انہیں ترک نہ کریں صرف ٹوٹل پورا کرنے کی بجائے انہیں پڑھتے وقت خشوع اور تضرع اختیار کریں، اور انکے معانی پر غور کریں۔

اسی طرح ایک عقلمند مؤمن کو نماز فجر کے بعد سونا نہیں چاہیئے، کیونکہ فجر کے بعد سونا انتہائی نقصان دِہ ہے، حدیث میں آتا ہے: اگر میں نماز فجر کی بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کیساتھ بیٹھا رہوں تو یہ مجھے اولادِ اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے، اور اگر میں نمازِ عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کیساتھ بیٹھوں تو یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے (ترمذی، صحیح الترغیب والترھیب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر پڑھنے کے بعد چارزانو ہو کر بیٹھ جاتے یہاںتک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔ (ابوداود)

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق کار تھا، تو کیا آپکے طریقے کو اپنانا ہمارے لیے بہتر نہ ہوگا؟

مسند اُحمد میں سہل بن معاذ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز فجر کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھا رہا، یہاںتک کہ اشراق کی دو رکعتیں پڑھ لیں، اور اس دوران بھلائی کی بات کے علاوہ کوئی بات نہ کی، میں اسکے گناہ معاف کر دونگا اگرچہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (ابو یعلی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت میں ہے اسکے لیے جنت واجب ہوگئی حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: اس حدیث کو ابوداود ترمذی اور نسائی نے حسن سند کیساتھ روایت کیا)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جو کامیابی کیساتھ بہت جلدی پلٹ آیا اور بہت سا مال غنیمت بھی لایا۔

ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ہم نے کوئی لشکر ایسا نہیں دیکھا جس نے اس قدر جلدی حملہ کیا ہو اور ان سے زیادہ غنیمت سمیٹ لایا ہو۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اُس شخص کی خبر نہ دوں جو ان سے زیادہ تیزی کیساتھ حملہ کرتا ہے۔ اور ان سے زیادہ غنیمت لاتا ہے؟ وہ آدمی جو اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کی طرف جائے، فجر کی نماز پڑھے اور پھر اسکے بعد اشراق کی نماز بھی پڑھے، تو اس نے جلدی حملہ کیا، اور بہت غنیمت پائی۔

(صحیح الترغیب والترهیب اللألبانی)

لہٰذا اگر آپ اس سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہوں، تو میل کچیل اور گناہوں کی آلودگی سے پاک صاف ہوکر اپنے کاموں کا رُخ کریں گے، آپکی آنکھیں ٹھنڈی اور عمل میں نشاط پیدا ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کیلئے دُعا بھی فرمائی ہے کہ "اے اللہ! میری امت کیلئے صُبح کے وقت میں برکت عطا فرما"۔

جو لوگ اس وقت سوتے ہیں، وہ اس قیمتی برکت سے محروم ہوجاتے ہیں، بلکہ تجربے سے ثابت ہے کہ جو شخص صُبح کا وقت ضائع کردے اُسکا پورا دن ضائع ہوجاتا ہے، اور جو نمازِ فجر میں سستی اور غفلت کا مظاہرہ کرے اُسکی عصر وغیرہ کی نماز بھی ضائع ہوجاتی ہے۔

فجر کے بعد بیٹھنے کے اہم ترین فوائد یہاں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والوں کے پورے دن اور وقت میں برکت دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔اللہ کیلئے چار غلام آزاد کرنے اور حج وعمرے کا ثواب ملتا ہے۔

۳۔اسکے ذریعے صبح کے اذکار بھی جلد بازی کی بجائے حضورِ قلب اور خشوع کیساتھ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

۴۔جب تک کوئی شخص نماز کے بعد وضوء کی حالت میں اپنی جگہ پر بیٹھا رہے تو فرشتے اُسکے لیے دُعائے رحمت کرتے اور بخشش مانگتے رہتے ہیں۔(جیسا کہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے)

۵۔اشراق کی نماز پڑھنے کا موقع ملتا ہے،جسکی دو رکعتیں تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ بن جاتی ہیں،اور اگر چار رکعات پڑھی جائیں تو پورے دن کیلئے کافی ہوجاتی ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! دن کی ابتدا میرے لیے چار رکعات پڑھ لے،میں دن کے آخر تک تجھے کافی ہوجاؤں گا۔

(سنن اُربعہ)

۶۔ہر دو ہفتوں یا ایک ماہ میں قرآن مجید کی قراءت مکمل کی جاسکتی ہے،اور خصوصاً حفظ کرنے اور دُہرائی کیلئے تو یہ وقت بیش بہا نعمت ہے۔

۷۔وقت منظم ہوجاتا ہے،اور انسان صبح جلدی اپنے کام کا آغاز کرتا ہے،اور اسکے عمل میں نشاط،قوت اور اللہ پر اعتماد جھلکتا ہوا نظر آتا ہے(تفصیل کیلئے دیکھئے"اِغْتِنَامُ الْأَجْرِ فِي الْمُكْثِ فِي الْمُصَلّٰى بَعْدَ الْفَجْرِ)

۸۔سنت کی پیروی۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے بعد بیٹھا کرتے تھے۔

۹۔اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کا موقع ملتا ہے،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورج طلوع ہونے سے پہلے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۰۔رزق میں برکت ہوتی ہے۔

۱۱۔اخلاق پر اچھا اثر پڑتا ہے،کیونکہ جو لوگ اس وقت سونے کی عادی ہوتے ہیں انکار اخلاق بگڑ جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔لوگوں کے اس وقت سونے پر زمین بھی اللہ سے شکوہ کرتی ہے،اور ایسے ہی کئی فوائد ہیں جو فجر کے بعد جاگتے رہنے سے حاصل ہو سکتے ہیں، پھر اسکے بعد ظہر کی نماز کیلئے مستعد رہنا چاہیئے اور ظہر سے پہلے کی سنتیں بھی پڑھی جائیں کیونکہ اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں (کمافی الحدیث) اسی طرح ایک متقی مسلمان کو قیلولہ (دوپہر کا آرام) بھی کرنا چاہیئے ، اسکے بہت سے فوائد ہیں: اس سے عقل بڑھتی ہے، قیام اللّیل میں مدد ملتی ہے، اور شیاطین کی مخالفت ہے کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتے۔

پھر اسکے بعد عصر کی نماز جلدی پڑھنے کیلئے تیار رہے، کیونکہ عصر کی نماز میں تاخیر کرنا منافقین کا کام ہے، اور ہمارے ہاں تقلید جامد کا شکار لوگ ایسا کرتے ہیں، یہ وقت انتہائی اہم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں نماز عصر جلدی پڑھنے کیلئے کہا گیا ہے، اور اللہ تعالی نے اس وقت کی قسم اٹھائی ہے، اور اگر آپ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں تو آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہونگی ، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے والوں کو رحمت کی دُعا دی ہے (ابوداؤد)

پھر عصر کے بعد غروب آفتاب تک قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر اذکار کیجئے ، یا کسی کی عیادت یا نماز جنازہ میں شرکت کیلئے جایئے یا تعلیم وتدریس کے کسی حلقے میں بیٹھیے، لیکن شام کے اذکار پڑھنا مت بھولیے۔

پھر مغرب کی نماز اور نماز کے بعد نوافل کا اہتمام کیجئے ، یہ وقت بھی اہم ہے اس لیے اس وقت دُعا کرنے کا حکم ہے۔

پھر عشاء کی نماز پڑھیئے اور اسکے فوراً بعد باوضو حالت میں سو جایئے۔ عشاء کے بعد فضول گپ شپ کرنے یا ٹیلی وژن دیکھنے میں اپنا وقت ضائع مت کیجئے ، یہ آپکے لیے انتہائی نقصان دہ ہے، ایسا کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے، عبادات کا نور ختم ہو جاتا ہے، تہجد سے محرومی، اور بعض اوقات فجر کی نماز باجماعت پڑھنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد بات چیت کو ناپسند کرتے تھے، سوائے علمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مباحثے، اہل خانہ یا مہمان کیساتھ گفتگو، یا مسلمانوں کے امور میں مشاورت کے لوگوں نے آجکل تمام معاملات کی طرح وقت کا اسلامی نظام بھی اُلٹے کر رکھا ہے، آپ دیکھیں گے کہ کوئی شخص رات ایک بجے سے پہلے سوتا ہی نہیں، تو پھر بھلا تہجد یا نمازِ فجر کیلئے کیسے اٹھ سکتا ہے؟

یہ بری عادت ہمارے معاشرے میں کفار کی طرف سے آئی ہے، اور بجلی اور دنیاوی فتنوں کا نتیجہ ہے۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے، جو مسلمانوں باوضو ہو کر سوئے اور رات کو آنکھ کھلنے پر اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرے، تو اللہ تعالیٰ وہی بھلائی اُسے عطا فرما دیتا ہے (صحیح الترغیب ۱/۱۴۵)

لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے اوقات کی حفاظت کرے، خصوصاً اپنے رب کی عبادت کی اوقات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ اُسکی تمام عمر کو محفوظ اور مفید بنا دیتا ہے۔

۱۲۔ وقت کو منظم کرنا اور اسے نیک اعمال پر تقسیم کرنا بھی وقت کی حفاظت میں مدد دیتا ہے۔

اگر آپ اپنے اوقات کو کسی ٹائم ٹیبل کے ذریعے منظم اور منقسم نہیں کرتے تو یقیناً پکا بہت سا وقت ضائع اور بے کار چلا جائیگا۔ ہر بندے کو چاہیئے کہ وہ پہلے یہ دیکھے کہ کس وقت میں کونسا عمل زیادہ موزوں ہے، اور پھر اس وقت کیساتھ اس عمل کو مختص کر کے احسن طریقے سے ادا کرے۔ پھر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بندہ کس قسم کے حالات سے گذرتا ہے:

نعمت، آزمائش، اطاعت، معصیت نعمت کے وقت شکر کرنا چاہیئے، آزمائش کے موقع پر صبر کرنا چاہیئے، گناہ ہو جائے تو توبہ و استغفار کے ذریعے اُسکی تلافی کرنی چاہیئے، اور اطاعت کے وقت عبودیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے احسن طریقے سے بجالائے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک عابد شخص کو دیکھا، پوچھا:

اے اللہ کے بندے! تو لوگوں کیساتھ کیوں نہیں بیٹھتا؟ اُس نے جواب دیا: میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی عرصے سے لوگوں کیساتھ بیٹھنا چھوڑ دیا ہے،۔ حسن بصری نے پھر پوچھا: تم حسن کے پاس کیوں نہیں جاتے؟ اُس نے کہا: میں حسن کے پاس جانے کا وقت نہیں پاتا۔ حسن بصری نے پوچھا: تمہیں کس چیز نے مصروف کر رکھا ہے؟ اُس نے کہا: میں صُبح شام گناہ اور نعمت کے درمیان ہوتا ہوں، لہٰذا یا تو گناہ سے استغفار میں مشغول رہتا ہوں یا پھر نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں مگن رہتا ہوں، تو حسن بصری نے اُس سے کہا: میرے نزدیک تم حسن سے بڑے فقیہ ہو۔ (ارشاد العباد (۱۰۷)۔

لہٰذا آپکا کوئی وقت بھی فارغ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ تمام اوقات اعمالِ صالحہ سے معمور اور اُن میں مصروف ہوں۔

۴۔ : مندرجہ ذیل کاموں میں آپکا وقت صرف ہونا چاہیئے

۱۔ علم شرعی کی طلب

۲۔ عبادت کی مختلف انواع

۳۔ غور و فکر

۴۔ مخلوق کی خدمت اور ان کیساتھ احسان کا معاملہ

۵۔ ایمان میں اضافے کی کوشش

۶۔ رحمٰن کی طرف دعوت

۷۔ نفس کا محاسبہ

۸۔ اعلیٰ اوصاف و اخلاق کو سیکھنا اور اپنانا

۹۔ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی ضروریات پوری کرنا

۱۰۔ اپنے نفس کو برائیوں سے روکے رکھنا

۱۱۔ اللہ کیساتھ خلوت اختیار کرنا

۱۲۔ بعض اوقات غیر آباد جگہوں کی طرف نکل جانا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔جہاں تک علم شرعی کا معاملہ ہے تو اس حوالے سے آپ پر لازم ہے کہ جو علم جسقدر زیادہ نفع مند ہے سب سے پہلے اُسی پر توجہ مرکوز رکھیں، اور اسی ترتیب سے علوم سیکھتے جائیں۔
ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کو لکھا: میرے لیے علم کے بارے میں کچھ لکھیں۔تو اُنہوں نے جواب دیا: یقیناً علم تو بہت سے زیادہ ہے اور وقت انتہائی کم۔لہٰذا جو زیادہ مفید علم ہیں وہ حاصل کرو۔

(جامع بيان العلم و فضله لابن عبد البر، حياة الصحابة)۔

تمام شرعی علوم میں سب سے افضل قرآن پر تدبر ہے، پھر سنت نبوی اور احکام شرعی کا علم، اسکے بعد خشوع، اللہ تعالیٰ کی اسماء وصفات، سزا اور جزا، اور اسرار شریعت کا علم ہے، شرعی علوم بھی بہت زیادہ ہیں۔
لہٰذا جو علم زیادہ نافع ہو اُسے پہلے اختیار کیجئے، اور اپنے اوقات گھٹیا علوم کی تحصیل میں ضائع نہ کیجئے، مثلاً ریاضی، منطق، فلسفہ اور انگریزی زبان کی تعلیم وغیرہ، کیونکہ انکا فائدہ بہت کم ہے، اور بعض اوقات تو نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔
۲۔عبادات کا میدان بھی بہت وسیع ہے، اور ہمیں پیدا بھی عبادت کیلئے ہی کیا گیا ہے، علم تو اسکا وسیلہ ہے، اہم ترین عبادت فرائض کی ادائیگی ہے، اسکے بعد قرآن کی تلاوت، شرعی اذکار، طویل سجود، اور نوافل کا اہتمام اہم ترین ہیں خصوصاً سنن رواتب کی بہت اہمیت ہیں، اور یہ ایک خاص اثر رکھتی ہیں، حدیث میں آتا ہے:

"يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَ أَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ أَمْلَأْ يَدَكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ" (مسند أحمد)

"اے ابن آدم! میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ غنا سے بھر دونگا اور تیرا فقر دور کر دونگا، او اگر تو نے ایسا نہ کیا، تو تیرا ہاتھ مصروفیت سے بھر دونگا، اور تیرا فقر بھی دور نہ کرونگا"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو طویل نمازیں پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ آپکے قدم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک سوچ جاتے، جبکہ ہمارا طرزِ عمل اس حوالے سے کیا ہے؟

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ البقرہ کے برابر طویل سجدے کیا کرتے تھے، کیا ہم نے بھی طویل سجدوں کی یہ لذت چکھی ہے۔

عبادت کیلئے بہت وقت درکار ہے، پھر انسان کے پاس لوگوں کیساتھ میل جول اور کھیل کود کیلئے وقت ہی نہیں بچتا!!

۳۔ غور وفکر کرنا بھی ایک مستقل اور اہم عبادت ہے، اسکے بہت سے فوائد ہیں جنکا تذکرہ ہم ایک مستقل فائدے میں کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

البتہ یہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ ہر انسان کو چاہیئے کہ کچھ وقت نکال کر مندرجہ ذیل باتوں پر غور وفکر کرے :

(۱) اللہ رب العزت کی عظمت وبڑائی

(۲) اللہ تعالیٰ کی وسیع وعریض کائنات

(۳) موت اور موت کے بعد والے حالات

(۴) اللہ تعالیٰ کے افعال اور حوادثِ زمانہ

(۵) قرآن مجید اور احکامِ الٰہیہ

(۶) گناہ اور انکے اثرات

(۷) اعمال کی درستی

(۸) حقوق کی ادائیگی

۴۔ خدمتِ خلق

اس میں مریض کی عیادت، جنازوں میں شرکت، راستوں کی رہنمائی، مظلوم کی حمایت اور مجبور کی مدد جیسی باتیں شامل ہیں۔

۵۔ ایمان میں اضافے کی کوشش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بہت نادر چیز ہے! در بہت سے لوگوں کو اس پر سوچنے کی بھی توفیق نہیں ملتی، بلکہ بعض لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان پہاڑ کی طرح ہے، ہزار آندھیاں چلیں، طوفان آئیں، لیکن ایمان اپنی جگہ پر برقرار رہتا ہے، اس میں کوئی تبدیلی، تغیر یا کمی وزیادتی نہیں ہوتی، ان مسکینوں کو یہ معلوم نہیں کہ گناہ تو درکنار صرف غفلتوں اور لغویات کی بناء پر بھی ایمان میں کمی ہوجاتی ہے، اور ایمان میں زیادتی کا معنٰی یہ ہے کہ جب ہم اللہ کا ذکر، اسکی تسبیح وتحمید بیان کرتے ہیں تو ہمارے دلوں میں جو اللہ کی خشیت وعظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے یہ ایمان کی زیادتی ہے، اوران امور سے غفلت ایمان میں کمی کا باعث ہے، اسکی تفصیل کیلئے پہلی جلد کا فائدہ نمبر (۴۷) دیکھئے۔

۶۔ دعوت الی اللہ

اللہ کی طرف دعوت دینا ایک اہم دینی فریضہ اور ایمان کا عظیم شعبہ ہے، اور بنی نوع انسان میں سے صرف کامل لوگ ہی اسکی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہیں، ان لوگوں کو اللہ تعالی نے کامیاب قرار دیا ہے، اور اسی طرح انہیں بات کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر کہا گیا ہے، فرمایا: ''وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ'' (حم السجدة /۳۳)

(اور بات کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں)

دعوت کی ذمہ داری وہی شخص اُٹھا سکتا ہے جو اللہ تعالٰی کو پہچان لے، گناہوں کی قباحت اور اعمال صالحہ کے حُسن سے آگاہ ہو، جو اِطاعت کی مٹھاس اور نافرمانی کی تلخی وکڑواہٹ کو چکھ چکا ہو، لہٰذا ضروری ہے کہ آپ اپنا قیمتی وقت اس اہم ترین ذمہ داری اور اسکے لوازمات کے حصول میں صرف کریں۔

۷۔ نفس کا محاسبہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ایک مؤمن کیلئے انتہائی ضروری ہے، کیونکہ اگر وہ اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کریگا تو اسکا وقت یونہی ضائع ہوتا چلا جائیگا، اور اسکے اعلیٰ مقاصد حاصل نہ ہو جائیں گے۔

وھب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آل داؤد کی حکمت میں یہ بات لکھی ہے:

ہر عقلمند پر حق ہے کہ چار ساعتوں سے غافل نہ ہو: ایک ایسی ساعت جس میں وہ اپنے رب کیساتھ مناجات کرے، اور ایک ایسی گھڑی جس میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایک ایسی ساعت جس میں وہ اپنے بھائیوں کیساتھ علیحدگی میں ملے جو اُسے اسکے عیوب سے ٹھیک ٹھیک آگاہ کریں، اور ایک ایسی ساعت بھی ضرور ہو جس میں وہ اپنی جائز خواہشات اور لذات کو پورا کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے باقی ساعتوں کے حوالے سے مدد ملے گی اور دل کو راحت حاصل ہوگی، اسی طرح ہر عاقل کی ذمہ داری ہے کہ اپنے زمانے سے آگاہ، اپنی زبان کا محافظ، اور اپنے کام پر متوجہ ہو (ابن حبان الترغیب والترھیب)۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایک مؤمن اپنے نفس کا نگران ہوتا ہے اور اللہ کی خاطر اسکا محاسبہ کرتا رہتا ہے، جو لوگ دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے ہیں، قیامت کے دن انہی کے حساب میں تخفیف ہوگی، اور جو دنیا میں اپنا محاسبہ نہیں کرتے قیامت والے دن انکا سخت حساب ہوگا۔

ایک دانا کا قول ہے: جو چیز کل تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہو اسکے سوا کسی چیز پر غم نہ کرو، اور جو چیز کل (قیامت کے دن) تمہارے لیے باعثِ مسرت نہ ہو اُس پر خوش مت ہوؤ، سب سے زیادہ فائدہ مند خوف وہ ہے جو تمہیں گناہوں سے روک دے، اللہ کی اطاعت سے محرومی پر طویل غم اور افسوس کیا کرو، اور ہمیشہ باقی عمر کی فکر میں رہا کرو۔ (الإیقاظ)

ایک عبادت گذار شخص رو رہے تھے، کسی نہ وجہ پوچھی تو کہا: میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ روزہ دار تو روزے رکھ رہے ہیں لیکن میں اُن میں سے نہیں، اللہ کو یاد کرنے والے اُسے یاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرر ہے ہیں لیکن میرا اشمار اُن میں بھی نہیں، اور نمازیں پڑھے والے لوگ نمازیں پڑھتے جا رہے ہیں لیکن میں اُن میں بھی شامل نہیں میمون بن مہران فرماتے ہیں: کوئی آدمی اُس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک وہ ایک شریک (حصہ دار) کے دوسرے شریک سے بڑھ کر اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرنے لگ جائے۔

حسان بن سنان کا گذر ایک بازار جانے کے پاس سے ہوا تو اُنہوں نے پوچھا: یہ کب بنا ہے؟ اور پھر اپنے نفس کے طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: تو اُس چیز کے متعلق سوال کرتا ہے جو تجھ سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھتی! میں تجھے ایک سال کے روزوں کے سزا دونگا، اور پھر اُنہوں نے ایک سال کے روزے رکھے (مختصر منہاج القاصدین)

محاسبے کا طریقہ

سب سے پہلے انسان کو فرائض پر اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے، اور ان میں کوئی کمی ہو تو قضاء یا اصلاح کے ذریعے اُسکا تدارک کرے، پھر حرام چیزوں کے ارتکاب پر اپنا مؤاخذہ کرے اور توبہ و استغفار کے ذریعے اسکا علاج کرے، پھر غفلتوں پر اپنا محاسبہ کرے اور ذکرِ الٰہی و اِنَابَتْ اِلَی اللہ کے ذریعے اسکی تلافی کرے۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنی ہر بات، ہر قدم اور ہر چیز کا محاسبہ کرے اور خود سے پوچھے کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ کس مقصد کے تحت کیا؟ کس کیلیئے کیا؟ کیسے کیا؟ (آخری سوال کا تعلق متابعت سے ہے، اور پہلے سوالات کا تعلق اخلاص کیساتھ)۔

محاسبہ نفس کے دو اقسام ہیں:

۱۔ عمل سے پہلے محاسبہ۔

یعنی جب بھی انسان کوئی ارادہ کرے تو اُس پر عمل پیدا ہونے سے پہلے اس بات کا اطمینان حاصل کرے کہ اُسے کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اُس بندے پر رحمتیں نازل فرمائے جو عمل سے پہلے ٹھہر کر سوچتا ہے، پھر اگر وہ عمل اللہ کی رضا جوئی کیلیئے ہو تو کر گذرتا ہے اور اگر غیر اللہ کیلیئے ہو تو رُک جاتا ہے۔

۲۔ عمل کے بعد محاسبہ

اسکی تین انواع ہیں:

۱۔ نیکیوں میں پائی جانے والی کوتاہی کا محاسبہ

۲۔ اس فعل پر محاسبہ جسے نہ کرنا بہتر تھا

۳۔ اپنی عادات اور مباح امور کا محاسبہ کرنا اور اس بات کا جائزہ لینا کہ ان میں نیت کیا تھی؟ صرف دنیاوی خواہشات یا اللہ کی رضا مندی؟

اس حوالے سے ہم ایک مستقل فائدہ تحریر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۸۔ اعلیٰ اوصاف و اخلاق کو سیکھنا اور اپنانا انتہائی ضروری ہے، مثلاً صبر، سخاوت، وقار، خشوع، خاموشی، تواضع اور ان جیسے دیگر اوصاف جنہیں سیکھنے کیلیئے ایک عمر درکار ہے جبکہ لوگ ان سے غافل ہیں۔

۹۔ ضروریات زندگی کو پورا کیئے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں، کیونکہ انسانی جان بھی دیگر مخلوقات کی طرح انکی محتاج ہے، اور انسانی بدن کی مثال اُس سواری کی طرح ہے جسے اچھی غذا دی جائے تو فائدہ پہنچاتی ہے، اور اگر غذا نہ ملے تو اڑیل ہو جاتی ہے، لہٰذا خصوصاً آجکل کے زمانے میں انسان کو چاہیئے کہ بعض جائز خواہشات پر پابندی نہ لگائے، نفس کے بعض مطالبات شرعی حدود میں رہتے ہوئے مان لے، اور پھر اللہ کی عبادت سے متعلق اپنے مطالبات بھی اُس سے منوائے، اگر آپ نفس کی جائز خواہشات بھی چھڑوانا چاہیں گے تو آپکا نفس یا تو مر جائیگا یا پھر بدک کر بے قابو ہو جائیگا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اپنے دلوں کو راحت پہنچاؤ، اگر زیادہ سختی کرو گے تو وہ اندھے ہو جائیں گے۔

۱۰۔ انسانی دل کی اصلاح اور غور و فکر کیلیئے اللہ کیساتھ خلوت اختیار کرنا بھی ضروری ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسکے بہت زیادہ فوائد ہیں۔

۱۱۔ اپنے نفس کو برائیوں سے روک لینا بھی ایک طرح کا صدقہ ہے، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

۱۲۔ بعض اوقات بے آباد جگہوں کی طرف بھی جانا چاہیئے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الأدب المفرد'' میں شریح بن ھانی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے آباد جگہوں کی طرف جاتے تھے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان ٹیلوں کی طرف جاتے تھے۔

(یہ صحیح حدیث ہے، اسے ابوداؤد رحمہ اللہ بھی باب الھجرۃ میں درج کیا ہے)

اسکا معنٰی سیر سپاٹے کیلیئے غیر آباد جگہوں پر جانا نہیں، بلکہ لوگوں سے الگ ہوکر اللہ سے مناجات اور اپنے دل کی صفائی کرنا ہے۔

ان تمام امور کی تفصیل اور وضاحت کیلیئے ایک پوری جدول درکار ہے لیکن یہاں صرف اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے، کیونکہ دیگر متفرق فوائد میں اسکی تفصیل درج ہے۔

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸ - فائدہ

شیطان انسانوں پر کیوں مسلط کیا گیا ہے؟

اسکی بہت سے حکمتیں ہو سکتی ہیں:

ا۔اسکے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یا اُسکے دشمن کی؟ اس طرح کھرے کھوٹے میں تمیز ہوتی ہے۔

۲۔تا کہ انسان اپنے خالق و مالک کی طرف لپکے اور اسکی پناہ حاصل کرے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یہی چاہتا ہے قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کھلے دشمن سے اللہ کی پناہ حاصل کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ بہت سے لوگ اس پوشیدہ جسم والے لیکن کھلے دشمن سے اللہ کی پناہ نہیں مانگتے بلکہ اسے دشمن ہی نہیں جانتے۔

۳۔تا کہ لوگ اُن اسباب کو اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے بچاؤ کیلئے مقدر فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ﴾ (فاطر/٦)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، لہٰذا تم اسے دشمن ہی جانو۔

بعض اہل علم سے پوچھا گیا: ہم شیطان سے کس طرح دشمنی رکھیں؟ اور اس سے بچاؤ کیونکہ ممکن ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ ہر مؤمن کیلئے سات بنائے ہیں جنکے ذریعے وہ اپنا بچاؤ کر سکتا ہے:

ا۔ایک قلعہ سونے کا ہے۔اور وہ ہے اللہ کی معرفت۔

۲۔اسکے گرد ایک اور قلعہ ہے جو چاندی کا ہے، اور وہ ہے اللہ پر ایمان لانا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اسکے گرد ایک اور قلعہ ہے، جو لوہے کا ہے، اور وہ ہے اللہ عزوجل پر توکل۔

۴۔ ایک پتھر کا قلعہ ہے، جسے شکر و رضا کہتے ہیں۔

۵۔ ایک مضبوط مٹی کا قلعہ ہے، جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کہلاتا ہے۔

۶۔ ایک زمرد کا قلعہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کیلئے صدق واخلاص پر مبنی ہے۔

۷۔ ایک آب دار موتی کا قلعہ ہے، جسے ادب نفس کہا جاتا ہے۔

ایک مؤمن جب ان قلعوں میں داخل ہو جاتا ہے تو شیطان اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور باہر کھڑا ہو کر یونہی بھونکتا رہتا ہے، جبکہ مؤمن کیونکہ قلعہ بند ہو چکا ہوتا ہے لہٰذا اُسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی، ایک مؤمن کو چاہیئے کہ ادبِ نفس کو حرز جان بنائے رکھے۔ کیونکہ اللہ کی جناب میں بے ادبی کی وجہ سے انسان کو دھکے دیکر ان قلعوں سے نکالا جاسکتا ہے۔

ابلیس ہمیشہ اس بات کیلئے کوشاں رہتا ہے کہ بندۂ مؤمن کو ان قلعوں سے بے دخل کروائے، یا تو تمام قلعے چھین کر کفر تک پہنچادے، یا کم از کم بعض قلعے چھین لے اور فسق و فجور کی طرف لے جائے۔

ہمارے خیال میں ایک مضبوط قلعہ اور بھی ہے:

۸۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑنا۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس دو مضبوط قلعے ہوں تو اللہ کے حکم سے شیطان اُس پر کبھی مسلط نہیں ہوسکتا:

۱۔ ایمان صحیح

۲۔ توکلِ کامل

اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ، إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُوْنَ﴾.

(النحل/۹۹۔۱۰۰).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بے شک اُن لوگوں پر اُس (شیطان) کا کوئی زور نہیں چلتا جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، اسکا زور تو صرف اُن لوگوں پر چلتا ہے جو اُسے دوست بناتے ہیں اور جو اللہ کیساتھ شریک ٹھہراتے ہیں)۔

ایمان کے قلعے میں مذکورہ تمام قلعے شامل ہیں، کیونکہ مطلق ایمان میں مذکورہ تمام اعمال شامل ہیں (دیکھئے حیاۃ الحیوان للدمیری (۱/۳۰۰)۔

نیز یہ بات یاد رکھیئے کہ ادب سب سے پہلا قلعہ ہے جس پر شیطان نقب لگاتا ہے لہٰذا اسکی حفاظت انتہائی ضروری ہے، علاوہ ازیں دیگر قلعے بھی ہیں مثلاً گناہوں کا ترک، قرآن حکیم پر تدبر اور ایمان کو قوی کرنے والے اسباب، جنکی تعداد بیس ہے جیسا کہ پہلی جلد میں انکا تذکرہ ہو چکا ہے، انکی طرف مراجعت کیجئے وہ بھی شیطان کے خلاف مضبوط و محفوظ قلعے ہیں۔

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹- فائدہ

عبادت کی لذت پایئے!

اگر آپ عبادت کی لذت اور اطاعت کا نور پانا چاہتے ہیں تو چند امور محفوظ رکھیئے!

۱۔ سب سے پہلے اپنے نفس کو تمام مذموم اخلاق اور بُری صفات سے پاک کیجئے، مثلاً جھوٹ، چغلی، بخل، لالچ، لمبی امیدیں، کثرتِ کلام، جلد بازی، بے وقاری، حرص، تکبر، خود پسندی، ریاکاری، ضد اور ان جیسی دیگر بری صفات ان تمام صفات سے سچی توبہ کیجئے اور اپنے نفس کو یہ بری صفات چھوڑ دینے کا عادی بنایئے، کیونکہ گناہوں کی گندگی اور عبادت کی لذت کا اجتماع ناممکن ہے۔

۲۔ نماز، ذکر اذکار، قرآن کی قراءت، حج وعمرہ، روزوں اور صدقہ خیرات وغیرہ جیسے اعمال کے ذریعے اللہ کی عبادت کیجئے۔

۳۔ نیز اسکے ساتھ ساتھ تمام ظاہری و باطنی امور میں سنت نبوی کا اہتمام کیجئے: ان شاء اللہ اسکا آپکی عبادات پر ایک عجیب اثر ہوگا، اور آپ اپنے دل کی کیفیت میں خوشگوار تبدیلی محسوس کریں گے۔

ان تمام امور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ”(الأعلى/١٤-١٥)

(یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنا تزکیہ کیا، اور اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی)

نیز فرمایا: ﴿ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ”(فاطر/١٨)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بس آپ تو انہی لوگوں کو ڈراتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ نماز قائم کرتے ہیں، اور جو شخص پاک ہوتا ہے اپنے ہی لیے پاک ہوتا ہے)

جو شخص آخرت کا خوف دل میں رکھتا ہو، اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دے اسی کیلیے ان تمام امور پر عمل کرنا ممکن ہے اور اگر آخرت کو فراموش کر دیا جائے تو ان امور پر عمل تو در کنار انکی معرفت بھی ممکن نہیں۔ واللہ المستعان۔

OOOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰- فائدہ

حسن اخلاق

یہ ایک انتہائی خوبصورت اور مفید فائدہ ہے، جسکے دیکھنا آنکھوں کیلیۓ باعث راحت، جسے سننا کانوں کیلیۓ باعث لذت، اور جسے سمجھنا دلوں کیلیۓ باعث سکون ہے۔

دین ودنیا دونوں کیلیۓ اس میں فائدہ ہے، لہٰذا اسکا مطالعہ کرنا، اسے جاننا، اور اس پر عمل پیرا ہونا ازحد ضروری ہے۔

حسن اخلاق کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (القلم/٤)

(اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) یقیناً آپ خلاق کے عظیم درجے پر فائز ہیں)۔

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ زبردست مدح وتعریف کی گئی ہے، جو شخص بھی اخلاق وکردار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اسکے لیے بھی اس تعریف میں حصہ ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴾ (الأعراف/١٩٩)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ درگذر کیجیۓ، اور نیکی کا حکم دیجیۓ، اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کیجیۓ)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مکارمِ اخلاق کے حوالے سے یہ قرآن مجید کی جامع ترین آیت ہے، اور پورا قرآنِ حکیم ہی اخلاق کا بیان ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتی ہیں: "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ"
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق قرآن ہی تو تھا" (مسلم)
نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:
"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"
(مجھے تو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ مکارمِ اخلاق کی تکمیل کروں)
ایک اور روایت میں مکارم کی جگہ صالح اخلاق (اچھے اخلاق) کے الفاظ آتے ہیں، دیکھیے (الصحیحۃ (۴۵) عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
[أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ]
(نیکیوں کے ترازو میں سب سے بھاری چیز اچھا اخلاق ہوگا)" (الصحیحۃ (۸۷۶)
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا: لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "أَحْسَنُهُمْ أَخْلَاقًا"
"جو سب سے اچھے اخلاق کا مالک ہے" (الصحیحة (۱۸۳۷)
اسامہ بن شریك رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں یوں بیٹھے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، اور ہم میں سے کوئی بھی بات نہیں کر رہا تھا کہ اچانک کچھ لوگ آئے اور اُنہوں نے پوچھا: اللہ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اُن میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے" (طبرانی، الصحیحة (٤٣٢)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
[أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، الْمُوَطَّؤُونَ أَكْنَافًا، الَّذِينَ يَأْلَفُونَ وَ يُؤْلَفُونَ وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ]" (الصحيحة (٧٥١)
(اہلِ ایمان میں کامل ترین ایمان والے وہ لوگ ہیں جو سب سے اچھے اخلاق والے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جو انتہائی ملنسار ہوتے ہیں، خود بھی لوگوں کیساتھ پیار و محبت سے مل جل کر رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی ایک دوسرے سے ملاتے ہیں، اُس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ تو خود لوگوں کیساتھ محبت سے رہتا ہے اور نہ ہی دوسروں کو باہم ملاتا ہے)۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ أَخْلَاقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَاءِهِمْ"

(احمد ، ترمذی ، الصحيحة (٢٨٤)

(اہلِ ایمان میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جسکا اخلاق سب سے اچھا ہے، اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کیلئے بہتر ہیں)

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ ؟ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ] (مسلم ، الصحيحة ، (٩٣٨)

(کیا میں تمہیں اُس شخص کی خبر نہ دوں جو آگ پر حرام ہے، یا جس پر آگ حرام ہے؟ ہر اُس شخص پر جو لوگوں کے قریب ہے، نرم مزاج، اور سہل اخلاق کا مالک ہے)۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

"إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ" (الصحيحة (١٥٩٠)

(بے شک اہلِ ایمان میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جسکا اخلاق سب سے اچھا ہے، اور بے شک اچھا اخلاق انسان کو روزوں اور نماز کے درجے تک پہنچا دیتا ہے)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ"

(بے شک ایک آدمی اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والوں کے درجات کو پالیتا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت کے الفاظ میں "راتوں کو جاگنے اور دو پہروں کو پیاسا رہنے والوں کے درجات پا لینے کا بیان ہے۔ (ابوداؤد (۴۷۹۸)"، ابن حبان (۱۹۲۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبرکاً آپکے وضو کا پانی اپنے ہاتھوں میں لیکر جسم پر مل لیا کرتے تھے، آپ علیہ السلام نے اُن سے دریافت کیا؟ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپکی محبت میں ایسا کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہمیں محبوب بنا لے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اسکا رسول تم سے محبت کریں تو تین خصلتوں پر دوام اختیار کرو: ہمیشہ سچ بولو، امانت ادا کردو، اور پڑوسیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کرو، کیونکہ پڑوسی کو تکلیف دینا نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے سورج برف کو محو کردیتا ہے۔

(اسے خلعی نے "الفوائد" اور طبرانی نے "اوسط" میں صحیح سند کیساتھ روایت کیا، دیکھئے الصحیحة (۲۹۹۸)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَ أَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَ إِنَّ مِنْ أَبْغَضِكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالُوْا: قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: الْمُتَكَبِّرُوْنَ" (رواه الترمذی باسناد صحيح)

(بے شک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میری مجلس کے قریب تر وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں، اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن میری مجلس سے بعید تر وہ لوگ ہیں جو واہی تباہی بکنے والے، باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والے، اور فخر سے پھیلنے والے ہیں" صحابہ کرام نے عرض کیا: "ثَرْثَارُوْنَ" اور "مُتَشَدِّقُوْنَ" کو تم ہم جانتے ہیں، یہ "مُتَفَیْهِقُوْنَ" کون لوگ ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ علیہ السلام نے فرمایا: "یہ تکبر کرنے والے ہیں"
(ترمذی نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

ھانی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کونسی چیز جنت کی موجب ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ"
(ہمیشہ اچھی بات کرو، اور لوگوں کو کھانا کھلانے کی عادت بناؤ)۔
(اسے ابن أبي الدنیا کتاب الصمت میں روایت کیا اور اسکی سند صحیح ہے)

ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے ابوذر! کیا میں تجھے دو ایسی خصلتیں نہ بتلاؤں جو پیٹھ پر انتہائی ہلکی اور میزان میں باقی خصلتوں کی نسبت زیادہ، بھاری ہیں؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتلائیے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصَّمْتِ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا"
(اچھے اخلاق اور لمبی خاموشی کو لازم پکڑو، اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! ان دونوں اعمال جیسا عمل کسی مخلوق نے نہیں کیا)
(مسند أبي یعلی، الصمت لابن أبي الدنیا اسکی سند صحیح ہے)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:
"بلا شبہ جس شخص کو نرمی میں سے اُسکا حصہ مل گیا تو اُسے دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے نواز دیا گیا، نیز صلہ رحمی، حسن اخلاق، اور پڑوسیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے علاقے آباد ہوتے ہیں، اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے" (مسند أحمد، یہ حدیث صحیح ہے)

○ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسی چیز سب سے زیادہ جنت میں داخلے کا باعث ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:
"تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَ أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّارَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ"
(اللہ کا خوف اور اچھا اخلاق جبکہ زیادہ تر جہنم میں داخلے کا سبب منہ اور شرمگاہ ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ترمذی اور احمد (۲/۲۶۱) نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

○ عمرو بن حبیب نے سعید بن خالد سے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خَابَ عَبْدٌ وَخَسِرَ مَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللهُ تَعَالٰى فِي قَلْبِهِ رَحْمَةً لِلْبَشَرِ"

وہ بندہ خائب و خاسر ہو گیا جسکے دل میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کیلئے رحمت نہیں ڈالی"

(دولابی نے اسے روایت کیا، دیکھئے الصحيحة (۴۵۶)

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک مرتبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اِرْفَقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ"

(نرمی برتو، کیونکہ نرمی جب بھی کسی چیز میں پائی جائے تو اُسے مزین کر دیتی ہے، اور جب کبھی کسی چیز سے سلب کر لی جائے تو اُسے معیوب کر دیتی ہے)۔

(اسے ابوداؤد نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

ایک حدیث میں آتا ہے:

"وَمَا أُعْطِيَ أَهْلُ بَيْتٍ الرِّفْقَ إِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا مُنِعُوْهُ إِلَّا ضَرَّهُمْ"

(جب کسی گھرانے کو نرمی سے نواز دیا جائے، تو نرمی اُنہیں فائدہ دیتی ہے، اور جب کسی گھرانے کو نرمی سے محروم رکھا جائے تو انہیں نقصان ہوتا ہے)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"لَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يُضِيْفُ" (المعجم الكبير الطبراني)

(اُس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نوازی نہیں کرتا" (الصحيحة (۲٤٣٤)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" أَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ"

(میں اُس شخص کو جنت کے کنارے میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا ترک کردے اگرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہو، اور اُس شخص کو جنت کے وسط میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھوٹ چھوڑ دے خواہ مزاح میں ہی کیوں نہ ہو، اور میں اُس شخص کیلئے جنت کے اعلیٰ ترین حصّے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جسکا اخلاق اچھا ہو)۔

(ابوداؤد نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

ایک حدیث میں آتا ہے:

"اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" (مسلم عن النواس رضی اللّٰہ عنہ)

(نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تمہیں لوگوں کا اُس پر مطلع ہونا بُرا لگے)

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی بھاری چیز نہ ہوگی، اور بے شک اللہ تعالیٰ بد اخلاق اور بے ہودہ گو شخص سے نفرت کرتا ہے"

(اسے ترمذی نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

اَحنف بن قیس فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں سب سے بدترین بیماری کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں: گھٹیا اخلاق اور بے ہودہ زبان۔ (أدب الدنیا)۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اور حسنِ اخلاق کو ایک جگہ جمع فرمایا ہے، کیونکہ تقویٰ کے ذریعے بندے اور اسکے رب کا تعلق بنتا ہے، اور حسنِ اخلاق کی وجہ سے لوگوں کیساتھ تعلقات میں بہتری آتی ہے، لہٰذا تقویٰ سے اللہ کی محبت اور اچھے اخلاق سے لوگوں کی محبت حاصل ہوتی ہے۔اھ

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں بھی اس عظیم الشان خصلت سے نوازے۔آمین۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنِ اخلاق کے ارکان

۱۔لوگوں کوفائدہ پہنچانا۔
۲۔لوگوں کوایذانہ دینا۔یعنی اپنی زبان اور ہاتھ سے لوگوں کوتکلیف نہ پہنچانا۔
۳۔ہر مؤمن کیساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا،البتہ بدعتی اورفاجر کیلئے یہ حکم نہیں۔
۴۔لوگوں کی تکالیف کو برداشت کرنااوران پرصبر کرنا۔
۵۔ایمان کی عمومی خصلتوں کاپایاجانا،مثلاً صبر،شکر،بردباری،احسان،عبادت،خدمت، تواضع،وقار،سَکِینَت اور غصے پر قابو پاناوغیرہ۔
۶۔یہ تمام کام صرف اللہ کی خوشنودی کیلئے کرنانہ کہ لوگوں کودکھانے اوران سے تعریف چاہنے کیلئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"اچھا اخلاق تین خصلتوں میں منحصر ہے:حرام کاموں سے اجتناب،حلال کی طلب،اور اہل وعیال پر دریادلی سے خرچ کرنا"۔(الإحیاء ، نضرۃ النعیم ٥/١٨٤٥)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"لوگوں کااکرام کرنا،ان پرخرچ کرنا،اورانکی تکلیفیں برداشت کرناحسنِ اخلاق ہے"۔(جامع العلوم و الحِکم (١٦٠)

ابن مبارک رحمہ اللہ حسنِ اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:کشادہ چہرے سے ملنا،لوگوں کوفائدہ پہنچانا،اورایذارسانی سے باز رہناحسنِ اخلاق ہے۔
(جامع العلوم والحکم(۱۶۰)

ابن مبارک رحمہ اللہ کاہی ایک قول ہے:حسنِ اخلاق یہ ہے کہ آپ لوگوں کی پہنچائی ہوئی تکالیف کوبرداشت کریں۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:" حسنِ اخلاق یہ ہے کہ آپ کسی پرغصہ نہ ہوں اورکسی کے خلاف کینہ نہ رکھیں"۔(جامع العلوم والحکم(۱۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن نصر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کا کہنا ہے:

حسنِ اخلاق یہ ہے کہ آپ اللہ کیلئے غصہ پی جائیں ، بدعتی اور فاجر کے سوا ہر مؤمن کیساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں ، غلطی کرنے والوں کو معاف کردیں سوائے حدود اللہ کی اقامت اور رتادیبی سزا دینے کے ، اور مسلمان معاہد کو ایذا نہ پہنچائیں ، البتہ منکرات سے روکنے سے اور انہیں مٹانے کیلئے سختی کی جا سکتی ہے ، نیز یہ کہ مظلوم کو بغیر پریشان کئے اس کا حق دلوائیں ۔ (جامع العلوم والحکم ۱۶۰)

بعض علماء کہتے ہیں : اچھے اخلاق والا شخص خود بھی راحت میں رہتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس سے خوش اور محفوظ رہتے ہیں ، جبکہ بُرے اخلاق والا دوسروں کو بھی پریشان رکھتا ہے ، اور خود بھی پریشانی میں مبتلا رہتا ہے ۔ (ادب الدنیا والدین ص (۱۳۶))

بعض کتابوں مثلاً : "الزواجر" "احیاء العلوم" اور "نضرۃ النعیم" وغیرہ میں حسنِ اخلاق کی علامات جمع کی گئی ہیں ، جو کچھ یوں ہیں : اچھے اخلاق والا وہ شخص ہے جو با حیا ہو ، لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے ، اصلاح پسند ہو ، راست گو اور کم باتیں کرنے والا ہو ، زیادہ عمل کرنے والا ہو ، جسکی غلطیاں کم ہیں ، فضولیات سے پرہیز کرے ، لوگوں کیساتھ اچھا سلوک اور صلہ رحمی کرنیوالا ہو ، باوقار اور صابر وشاکر ہو ، رضائے الٰہی پر راضی رہے ، بردبار ، نرم مزاج ، پاک دامن ، اور مہربان وشفیق ہو ، لوگوں کو لعنت ملامت نہ کرے گالی گلوچ ، چغلخوری اور غیبت کرنیوالا نہ ہو ، جلد باز ، کینہ پرور ، بخیل اور حاسد بھی نہ ہو ، ہشاش بشاش رہنے والا ہو ، اللہ کیلئے محبت اور اللہ کیلئے ہی نفرت رکھے ، اللہ کیلئے راضی اور اللہ کیلئے ناراض ہو ، یہ تمام صفات حُسنِ اخلاق میں شامل ہیں ۔ اھ

حسنِ اخلاق کی ایک بڑی علامت یہ بھی ہے کہ جب آپ لوگوں سے جُدا ہوں ، اور کسی دوسرے علاقے میں منتقل ہو جائیں تو لوگ آپکو یاد کریں اور آپکی جُدائی اُن پر شاق ہو ۔

قومِ فرعون کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ ﴾ ۔ الدخان/۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پھر ان پر آسمان اور زمین نہ روئے)

ایک حدیث میں آتا ہے: ہر مؤمن کے دو دروازے ہوتے ہیں: ایک سے اسکا عمل چڑھتا ہے، اور دوسرے سے اسکا رزق اترتا ہے، پھر جب مؤمن فوت ہو جاتا ہے تو دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ'' میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ۱/۱۵۱)

اس طرح یہ بھی اچھے اخلاق کی علامت ہے کہ کسی مسلمان کی عیب جوئی نہ کرے، کسی سے کینہ و بغض نہ رکھے، اور کسی کو حقیر نہ جانے، کیونکہ ایک مسلمان کی تحقیر بہت عظیم گناہ ہے، اس طرح کسی کا مذاق نہ اڑائے، چیخنے چلانے اور بازاروں میں سیٹیاں بجانے سے احتراز کرے، اور باادب رویہ اپنائے۔

امام قزوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حسنِ اخلاق کا معنی یہ ہے کہ انسانی نفس افعالِ محمودہ کی طرف ترقی پاتا چلا جائے، اسکا تعلق کبھی اللہ تعالیٰ کیساتھ ہوتا ہے اور کبھی اللہ کے بندوں کیساتھ، جو اخلاقیات اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں وہ یہ کہ بندہ شرح صدر کیساتھ اللہ تعالیٰ کی اوامر و نواہی بجالائے، محبت و انکساری اور میلانِ قلب کیساتھ اللہ کی طرف جھکتا چلا جائے، حرام کاموں سے اجتناب کرے، زچ ہونے کی بجائے اللہ پر راضی رہے، خیر و بھلائی کے کاموں میں رغبت رکھے، اور جن مباح امور کو ترک کر دینا اسکے خیال میں عبودیت کیلئے بہتر ہو، اللہ کی رضا جوئی کیلئے ایسے بہت سے امور ترک، اور ایسا بغیر کسی دلی تنگی کے خوش خوشی کرے۔

اور لوگوں کیساتھ معاملات میں اخلاق یہ ہے کہ انسان اپنے حقوق کے معاملے میں فراخ دل ہو، دوسروں سے اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرے، جبکہ دوسروں کے پورے حقوق ادا کرے، اگر یہ بیمار ہو اور اسکی عیادت نہ کی جائے، یا سفر سے لوٹے اور اسکی زیارت نہ کی جائے، سلام کرے اور جواب نہ پائے کہیں مہمان ہو اور اکرام نہ کیا جائے، سفارش کرے اور قبول نہ کی جائے، احسان کرے اور شکر گذاری نہ ہو، کہیں جانے کی کوشش کرے لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسے داخل نہ ہونے دیا جائے بات کرے تو خاموشی سے نہ سنی جائے، اجازت چاہے تو اجازت نہ ملے، رشتے کا پیغام بھیجے تو قبول نہ کیا جائے، قرض میں مہلت کا تقاضا کرے تو مہلت نہ دی جائے، یا قرض میں کمی کا مطالبہ کرے تو قرض میں کمی نہ کی جائے، اوران جیسی تمام باتوں پر ناراض نہ ہو، نہ بدلے لے اور نہ ہی اپنے رویے میں کوئی تبدیلی لائے، اور اپنے دل میں یہ احساس بھی پیدا نہ کرے کہ اُس کیساتھ زیادتی ہوئی ہے، بلکہ ان تمام باتوں کو یکسر فراموش کرتے ہوئے برائی کا بدلہ اچھائی سے دے اگر اسکا مسلمان بھائی بیمار ہو تو اُسکی عیادت کرے، سفارش کیلئے آئے تو اُسکی سفارش قبول کرے، قرض میں مہلت کا مطالبہ ہو تو منظور کرلے، اور اسکا بھائی اُسکی مدد کا محتاج ہو تو اُسکی مدد کرے، خرید وفروخت میں بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرے اس بات کی طرف نہ دیکھے کہ سامنے والے نے اسکے ساتھ ماضی میں کیا سلوک روا رکھا تھا۔

(مختصر شعب الإیمان (۱۱۶) دیکھئے نضرة النعیم ۱/۱۵۷۱)

ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اچھا اخلاق یہ ہے کہ انسان نرم مزاج کا حامل ہو، کشادہ چہرے کیساتھ لوگوں سے ملاقات کرے، اڑیل نہ ہو، اور بات چیت کے دوران پاکیزہ اور اچھے کلمات کا انتخاب کرے۔ ادب الدنیا ص (۲۳۷)۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب تہذیب السنن (۱۳۰/۱۳) میں بعض علماء سے نقل کرتے ہیں کہ حسنِ اخلاق کی دو اقسام ہیں:

ایک تو اللہ کے جناب میں اخلاق کا مظاہرہ کرنا، اسکا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام معاملات وافعال کو معیوب جانے اوران پر معذرت کا رویہ اپنائے! اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر شکر کو واجب جانے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ کرتا رہے اور اللہ کا شکر گذار ہو، اور اپنے نفس اور اعمال کے عیوب پر غور کرے اور ان پر معذرت خواہ ہو۔

دوسرے لوگوں کیساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا، اسکا حاصل دو چیزیں ہیں: اپنے قول وفعل کے ذریعے بھلائیاں بانٹنا، اور ایذارسانی سے بچنا۔ پھر اسکے پانچ ارکان ہیں: علم، سخاوت،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر، پاکیزہ، عادات اور صحیح اسلام۔ اسلام کی صحت اخلاقِ حسنہ کی صحت کو متضمن ہے، کیونکہ جس قدر انسان کا ایمان مضبوط ہوگا، اور جتنا اُسے اللہ کے وعدوں پر یقین ہوگا اتنا ہی اچھے اخلاق کو اپنانا اور اسکی خاطر مشقت اٹھانا اُس پر آسان ہوگا۔ (اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا)۔

اس طرح اچھے اخلاق کے دیگر کئی ارکان بھی ہیں: مثلاً، ادب، اچھی ظاہری ہیئت، حسنِ ظن، حسنِ معاملہ، تواضع، پاکیزہ گفتگو، نگاہیں نیچی رکھنا، محبت والفت سے پیش آنا، اور نفرت وعداوت، چغل خوری، استہزاد، حد خیانت، دھوکہ دہی، بدسلوکی، اور بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرنا۔

حسنِ اخلاق کا حصول کیونکر ممکن ہے؟

اسکے کئی طریقے ہیں:

۱۔ اسکے حصول کیلئے مخلصانہ جدوجہد کرنا، کیونکہ صرف علم اور پہچان سے کسی چیز کا حصول ممکن نہیں۔ بلکہ علم ومعرفت کے بعد اسکے حصول کیلئے محنت ضروری ہے، بہت سے لوگ اس فرق کو نہیں سمجھتے اور صرف علم ومعرفت پر سارا زور خرچ کرتے ہیں عمل کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس فرق کو سمجھیں اور علم کے ساتھ ساتھ عمل پر بھی بھرپور توجہ دیں۔

۲۔ رِقّتِ قلب۔

جب کسی انسان کا دل نرم ہو تو اسکا اخلاق بھی بہتر ہوتا ہے، اور جب دل ہی سختی اور قساوت کا شکار ہو جائے تو اخلاق بھی بگڑ جاتا ہے، دل کی نرمی کیلئے ذکرِ الٰہی، دُعا، تلاوت، خلوت، غور وفکر اور دیگر عبادات اپنایئے، یقین جانئے! اگر آپکا دل نرم ہوگیا تو آپکے اخلاق واعمال میں انتہائی خوشگوار تبدیلی آجائیگی، ہماری بات پر یقین نہ آئے تو تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔

۳۔ اخلاقِ حسنہ کو حاصل کرنے کا سب سے بہترین اور عظیم طریقہ یہ ہے کہ اپنے تمام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہری و باطنی امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے، کیونکہ آپ ﷺ ہی ہر شے کیلئے میزان اکبر ہیں، کسی بھی چیز کی قدر و قیمت کو متعین کرنے کیلئے اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر پیش کیجئے، اگر اس کے مطابق ہو تو عنداللہ مقبول اور اگر مخالف ہو تو مسترد اور بے کار، خواہ ظاہری طور پر کتنی خوشنما اور معاشرے میں رائج ہی کیوں نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اور اپنے گھر والوں کی خدمت کیا کرتے تھے، غلام اور لونڈی تک کی دعوت قبول کرتے، تحفہ قبول کرتے اگرچہ معمولی ہو اور اسکا بہترین بدلہ دیتے، جب نماز کا وقت آجاتا تو تمام کام چھوڑ کر نماز کی طرف لپکتے۔

اسی طرح آپ علیہ السلام اپنے اہل خانہ سے اچھا سلوک کرتے، اور اکثر مسکراتے تھے، البتہ قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے۔

اسی طرح آپکو کسی ساتھی کے سامنے ٹانگیں پھیلا کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

اور آپ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ مبارک نہیں چھڑواتے تھے، یہانتک کہ سامنے والا خود ہی آپکا ہاتھ چھوڑ دیتا۔

مریض کی عیادت کرتے، جنازے پر جاتے، مہمان نوازی کرتے اور اپنے ساتھیوں اور تمام لوگوں کیساتھ مہربانی اور شفقت کا مظاہرہ کرتے۔

• اکثر اوقات اللہ کے خوف سے رویا کرتے تھے۔

جب کوئی بات کررہا ہوتا تو اُسکی بات نہیں کاٹتے تھے، اور بچوں کو بھی سلام کہا کرتے تھے۔

سلام میں پہل کرتے، جلدی جلدی بات نہیں کرتے تھے، بلکہ ہر کلمہ الگ الگ کرکے بولتے، تاکہ سننے والے کو پوری بات اچھی طرح سمجھ آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاک صاف رہا کرتے تھے۔

بعض اوقات بچوں کیساتھ مزاح بھی کرتے تھے، اور بہت احسن انداز میں لوگوں کو تعلیم دیتے تھے، نہ کسی پر ناراض ہوتے نہ کسی کو ڈانٹتے اور نہ ہی بال کی کھال اتارتے۔

یہانتک کہ جب کوئی بچہ آپ پر پیشاب کردیتا تو نہ اس پر غصے کا اظہارت کرتے اور نہ نفرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہلکہ معاف کر دیتے۔
کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے۔
نیز انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس برس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اور آپ نے کبھی مجھے اف تک نہ کہا، اور نہ ہی کسی کام پر یہ کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ یا ایسا کیوں نہیں کہا۔
اور آپ ﷺ بچوں کو پیار کرتے اور انہیں چومتے تھے۔
پردہ دار کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے، اور جب کسی بات کو ناپسند کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپکے چہرہ مبارک سے اندازہ لگا لیا کرتے تھے کہ آپکو یہ کام پسند نہیں۔
براہ راست کسی کو ملامت نہ کرتے تھے، البتہ کبھی کبھار مصلحت کی خاطر براہ راست بھی ملامت کی نوبت آجاتی تھی۔
ایک دیہاتی شخص نے ایک مرتبہ آپکو پکڑ کر زور سے کھینچا۔
لیکن آپ نے مسکراتے ہوئے اُسے مال سے نوازا۔
اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی کھانے کو معیوب نہ کہتے، اگر پسند ہوتا تو کھا لیتے اور پسند نہ آتا تو چھوڑ دیتے۔
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں خادموں اور ساتھیوں کو کبھی نہیں مارتے تھے سوائے اُس صورت میں جب اللہ کی حدود کا معاملہ ہو۔
جب کسی کی بات سنتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔
جب چلتے تو کندھے جھکا کر چلتے، اور جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے۔
دنیا سے بے رغبت تواضع کے پیکر اور خاموشی کے خوگر تھے۔
اتنے وفا شعار کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اُنکی سہیلیوں تک کو گوشت بھیجا کرتے تھے۔
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو یہ حکم دیا کرتے کہ جب تین اشخاص بیٹھے ہوں تو دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ آپس میں سرگوشی نہ کریں یہانتک کہ وہ تین سے زیادہ ہو جائیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَشَجّ عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے: بُردباری اور ٹھہراؤ۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: کوئی کسی پر فخر اور سرکشی نہ کرے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک لوگوں کیساتھ، ہمنشینی کی ترغیب دلائی اور برے لوگوں کیساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع فرمایا۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

"خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ" (الأعراف/۱۹۹)

(آپ (ان سے) درگذر کیجئے، اور نیکی کا حکم دیجئے، اور جاہلوں سے کنارہ کشی ہو جائیے)

اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں: جو تم سے رشتہ داری توڑے، تم اس سے جوڑو، جو تم پر ظلم کرے تم اُسے معاف کردو، اور جو تمہیں محروم رکھے تم اسے نوازو"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلہ رحمی کرتے، بوجھ والوں کا بوجھ اٹھاتے محتاجوں کو کما کر کھلاتے، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے، اور قدرتی آفات زدہ لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے۔

لوگوں کو نرمی اور آسانی پیدا کرنے کا حکم دیتے، بدکلامی، سختی، شدت، اور لوگوں کیلئے مشکلات پیدا کرنے سے روکتے تھے۔

نیک اعمال کا حکم دیتے، بُرے اعمال اور شر پسندی سے منع کرتے تھے، اور آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو خوشی پہنچانا افضل ترین عمل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام مکارمِ اخلاق کا حکم دیتے تھے اور آپکی زندگی اخلاقِ حسنہ کا جامع اور مکمل ترین نمونہ تھی، لہٰذا جو شخص با اخلاق بننا چاہتا ہے اُس پر لازم ہے کہ اپنے تمام احوال و معاملات، ظاہر و باطن، سفر و حضر اور حرکات و سکنات تک میں سنتِ نبوی کی پیروی کرے۔ (واللہ المستعان)۔

۴۔ اور یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب اللہ کی مدد شاملِ حال ہو، لہٰذا اخلاقِ حسنہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول کیلئے اللہ کی بارگاہ میں دُعا اور التجا کیجئے، یہ انتہائی ضروری ہے، ”اے اللہ! ہم فاسد اخلاق، بُرے اعمال اور غلط خواہشات سے تیری پناہ پکڑتے ہیں“

”اے اللہ! اچھے اعمال واخلاق کی طرف ہماری رہنمائی فرما، کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی انکی طرف رہنمائی نہیں کرسکتا، اور ہمیں برے اعمال واخلاق سے بچا، کہ تیرے سوا کوئی بھی ان سے نہیں بچاسکتا۔

اے اللہ! ہمارے قلم کی سیاہی کو دل کی روشنی کا باعث بنادے، اور ان لکھی ہوئی چند سطروں کو ہمارے حال کا آئینہ دار بنادے۔ آمین یارب العلمین۔

۵۔ یہاں ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے، جو سنت سے ثابت ہے، وہ یہ کہ طیش اور غضب کی حالت میں آپ کسی مسلمان بھائی سے ملاقات نہ کریں، اسی طرح جب آپ کسی اہم معاملے میں فکرمند ہوں تب بھی کسی بھائی کا سامنا کرنے سے گریز کریں، کیونکہ ممکن ہے کہ اس حالت میں نہ چاہتے ہوئے بھی کوئی ناشائستہ بات آپکی زبان سے نکل جائے جس پر بعد میں آپکو پچھتانا پڑے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو رات مدینے سے باہر گذارتے، تاکہ اہلِ خانہ سے اچانک ملاقات نہ ہو اور آپ بھی استراحت کی حالت میں گھر جائیں، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں پر غصہ ہوتے تو کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں پر ناراض ہوئے، اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپکے پاس آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں تین مرتبہ اجازت مانگنے کے بعد اجازت دی، اور غصّے میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچتی تو فوراً اسکی تلافی کرتے، اور اگر کسی پر غصہ ہوجاتے تو اُسکی مجلس سے اُٹھ جاتے تھے جیسا کہ ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ کی محفل سے اُٹھ گئے تھے، اور جب کسی پر ناراض ہوتے تو خاموش رہتے، یہاں تک کہ ناراضی اور غصّے کا اثر چہرے پر ظاہر ہوجاتا اور سامنے والے کو آپکے غصّے کا اندازہ ہوجاتا، اور غصّے کے موقع پر آپ نے أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الــرَّجِــیْم پڑھنے کا حکم دیا ہے۔لہٰذا آپکو چاہیئے کہ غم و غصے کے موقع پر حتی الا مکان لوگوں کیساتھ ملاقات کرنے سے گریز کریں تا کہ بھائیوں کے سامنے کوئی ناگوار بات سرزد نہ ہو۔

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱- فائدہ

راہ حق لوگوں پر کیوں مخفی رہتی ہے؟

راہِ حق دن کی طرح روشن اور واضح ہے، لیکن اسکے باوجود بہت سے لوگوں پر مخفی رہتی ہے، اسکی وجہ کیا ہے؟ یہاں ہم اسی سوال کا جواب تلاش کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے یہ بتلاتے چلیں کہ راہیں دو ہی ہیں: ایک حق، دوسری باطل لہٰذا حق کو تلاش کرنا اور اپنانا ازحد ضروری ہے، ورنہ انسان باطل کا شکار ہو کر دنیا و آخرت کے خسارے سے دوچار ہو سکتا ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"إِنَّمَا ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُ مَنْ ثَقُلَتْ بِاتِّبَاعِهِمُ الْحَقَّ وَحُقَّ لِمِيزَانٍ يُوْضَعُ فِيْهِ الْحَقُّ أَنْ يَثْقُلَ، وَإِنَّمَا خَفَّتْ مَوَازِيْنُ مَنْ خَفَّتْ بِاتِّبَاعِهِمُ الْبَاطِلَ وَحُقَّ لِمِيزَانٍ يُوْضَعُ فِيْهِ الْبَاطِلُ أَنْ يَخِفَّ"

(جنکے نیکیوں کے پلڑے بھاری ہونگے اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اُنہوں نے حق کی پیروی کی ہوگی کیونکہ جس ترازو میں حق رکھا جائے اُسکا حق ہے کہ بھاری ہو جائے، اور جنکے نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہونگے، اسکی وجہ بھی یہی ہوگی کہ انہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی، کیونکہ جس ترازو میں باطل رکھا جائے اُسکا حق ہے کہ ہلکا اور بے وزن ہو جائے)۔

(معالم التنزیل للبغوی، سورۃ الأعراف آیت ۸، ۹)

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی انسان پر اللہ تعالیٰ کی افضل ترین نعمت یہ ہے کہ اسے طبعی طور پر عدل و انصاف کی محبت اور حق کو قبول کرنے کی صلاحیت سے نواز دے۔

(مداواۃ النفوس (۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی اصل فطرت کی طرف رجوع کرے (اگر وہ مکمل طور پر مسخ نہ ہو چکی ہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ﴾. (الروم/۳۰)
(اللہ کی فطرت (اختیار کرو) جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہی سیدھا دین ہے)

علماء کرام کہتے ہیں کہ اگر نفوس اپنی فطرت پر باقی رہیں تو وہ حق کے سوا کسی چیز پر راضی نہیں ہوتے، جبکہ حق بالکل واضح ہے اس میں کوئی ابہام نہیں

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''فَإِنَّ عَلَى الْحَقِّ نُوْرًا'' ''حق پر ایک نور ہوتا ہے'' (مستدرک حاکم ۴/۴۶۰)

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
انسانی فطرت میں حق کی محبت رکھ دی گئی ہے لہٰذا باطل کے مقابلے میں حق فطری طور پر عزیز اور لذیذ تر ہوتا ہے، جبکہ باطل کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴾
(موسیٰ نے کہا) ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اسکی شکل وصورت دی، پھر ہدایت دی)

یہاں ہدایت سے مراد فطری ہدایت ہے۔
ہدایت کی معرفت اور اُسکے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع وانابت بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَيَهْدِیْ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴾. (الشوریٰ/۱۳)
اور اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے''۔

اس طرح دُعا بھی معرفتِ حق کیلئے مددگار ہے، اور ہمیشہ ہر معاملے میں قرآنِ مجید اور سنتِ صحیحہ کی طرف رجوع بھی معرفتِ حق کی کنجی ہے۔

حق سے روکنے والی چیزیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے چیزیں حق سے روکنے کا باعث ہیں، ذیل میں ایسے چند اسباب کا بیان ہے:

ا۔ جہالت

یہ بہت بڑی بیماری ہے جو حق کے راستے کا سب سے بڑا روڑا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:"

﴿بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُم مُّعْرِضُونَ﴾. (الأنبياء / ٢٤)

(بلکہ ان میں سے اکثر حق کا علم نہیں رکھتے، لہٰذا وہ (اس سے) منہ پھیر لیتے ہیں)۔

جو شخص حق سے ناواقف ہو، وہی حق کا دشمن ہوتا ہے، علماء کرام کہتے ہیں: باطل انہی لوگوں میں رواج پاتا ہے جو کتاب وسنت کی نصوص اور صحابہ وسلف صالحین کے اقوال کا علم نہیں رکھتے، اور نہ ہی انہیں کتاب وسنت یا اقوالِ سلف کا کوئی پاس یا لحاظ ہوتا ہے۔

شیخ الإسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "علمی وعملی طور پر اتباعِ سنت میں نقص کی بناء پر ہی کوئی شخص کسی بدعت میں مبتلا ہوتا ہے" (شرح حدیث لا یزنی الزانی ص (۳۵)

کیونکہ جو شخص سنت سے واقف اور اس پر عامل ہو، اُسے بدعات سے کیا لینا دینا؟

بدعتوں کا شکار عموماً وہی لوگ ہوتے ہیں جو سنت سے جاہل ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ﴾ (یونس/۳۹)

(بلکہ انہوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا جس کا وہ اپنے علم سے احاطہ نہ کر سکے اور ابھی تک اسکی حقیقت بھی اُن پر نہیں کھلی تھی)

ایک اور مقام پر فرمایا: "﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾" (النمل/۸۴)

(حتیٰ کہ جب وہ سب (میدانِ محشر میں) آپہنچیں گے تو اللہ فرمائے گا: کیا تم نے میری آیات کو جھٹلایا تھا، جبکہ تم نے علم سے انکا احاطہ نہ کیا تھا، یا تم کیا کرتے رہے تھے؟)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں پوری سورۂ نمل اس بات کی دلیل ہے کہ جہالت انسان کیلئے حق سے رکاوٹ کا باعث ہے۔

۲۔حق کو مشکل اور پیچیدہ سمجھنا

بہت سے لوگ حق کو انتہائی مشکل اور پیچیدہ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ صرف مجتہد مطلق ہی حق کو پہچان سکتا ہے، اور پھر اجتہاد مطلق کیلئے ایسی ایسی شرائط بیان کرتے ہیں جو باقی صحابہ کرام تو درکنار شاید ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں بھی نہ پائی جاتی ہوں، لہٰذا ایسے لوگ حق کو پہچاننے کی کوشش ہی نہیں کرتے، حالانکہ حق بالکل واضح ہے اور خصوصاً ہمارے موجودہ زمانے میں تو اجتہاد کے اسباب بھی میسر ہیں اسی معنٰی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ" (حٰم السجدہ/۵)

(اور کہتے کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ (یعنی بہرا پن) ہے اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے، لہٰذا تو (اپنا) کام کر، بلاشبہ ہم (اپنا) کام کرنیوالے ہیں)۔

یہ کہنا کہ حق پیچیدہ اور پوشیدہ ہے اسے تمام لوگ نہیں جان سکتے، یہ تو مشرکین کی بات ہے جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حق سننے کے بعد کہی، آجکل کے مقلدین بھی یہی کہتے ہیں کہ حق کو پہچاننا عام لوگوں کیلئے بہت مشکل ہے، صرف مجتہد مطلق ہی اسے سمجھ سکتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ" (القمر/۱۷)

(اور بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے آسان بنادیا ہے)

اگر قرآن حکیم کو سمجھنا مشکل ہے تو اس سے نصیحت کرنا کیونکر آسان ہوسکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے اس خیالی شبہے کی بنیاد پر بہت سے لوگوں کو حق سے دور کر رکھا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔حق کی طلب اور تلاش میں کوتاہی

بہت سے لوگ اپنے حال میں مست رہتے ہیں اور تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے، بعض اوقات اُنکے کانوں میں مخالفین کی آواز بھی پڑتی ہے کہ بھائی! آپ حق پر نہیں لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور اپنے احوال وعقائد کا جائزہ نہیں لیتے، حالانکہ عین ممکن ہے کہ مخالف کی بات درست ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ﴾ . (طٰہٰ/۱۲۳۔۱۲۶)

(پھر جب تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی، تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ مشقت میں پڑے گا، اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا تو بلاشبہ اُسکی زندگی تنگ ہوگی اور روزِ قیامت ہم اُسے اندھا کرکے اٹھائیں گے، وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ جبکہ میں تو (دنیا میں) خوب دیکھنے والا تھا ارشاد ہوگا: اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں، تو تو نے اُنہیں بھلا دیا اور اس طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائیگا)

انہی آیات کی بنیاد پر ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص قرآن مجید پڑھے اور اس پر عمل پیرا ہوا، اللہ تعالیٰ دُنیا میں اسے گمراہی سے بچا کر ہدایت اور آخرت میں بدبختی سے نجات دیکر سعادت سے سرفراز فرمائے گا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں تحقیق کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''فَتَبَيَّنُوا'' (الحجرات)

''تو تحقیق کرلیا کرو''

ایک حدیث میں آتا ہے: جو شخص قرآن کے سوا کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کریگا، اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسے گمراہ کردے گا۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَعَامَّةُ مَنْ ضَلَّ فِي هٰذَا الْبَابِ فَإِنَّمَا هُوَ لِتَفْرِيْطِهِ أَوْ عِجْزٍ عَنْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ فِي اِتِّبَاعِ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرْكِ النَّظَرِ وَالْإِسْتِدْلَالِ الْمُوْصِلِ إِلٰى مَعْرِفَتِهِ وَلَمَّا أَعْرَضُوْا عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ ضَلُّوْا" (درء تعارض العقل والنقل ١/٥٤)

(عام طور پر اس حوالے سے لوگوں کی گمراہی کا سبب اُنکی کوتاہی ہے، یا پھر اسکی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ حق کی معرفت سے عاجز ہونا، غور وفکر اور استدلال کی خداداد صلاحیتوں کو استعمال نہ کرنا بھی ہوسکتی ہے کہ جنکے نتیجے میں انسان حق کی معرفت حاصل کرسکتا ہے، تو کیونکہ انہوں نے کتاب اللہ سے اعراض کیا، لہٰذا گمراہی انکا مقدر بنی)

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص پانچ اوصاف کا حامل ہو، وہ حق کو پالیتا ہے: ان میں اہم ترین اخلاق، صحیح فہم اور انصاف ہیں، جبکہ چوتھا وصف جو بہت کم ہی کسی میں پایا جاتا ہے، وہ ہے معرفتِ کی حرص اور شدت کیساتھ حق کی طرف دعوت دینا۔ اھ

آپ ایک یہودی یا عیسائی کو دیکھیں گے کہ حق واضح ہونے کے باجود وہ دلائلِ حق پر غور و فکر نہیں کرتا، اور عام طور پر بدعتی، گمراہ اور مقلد لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے، یہ لوگ بھی حق کی طرف نظرِ التفات ڈالنا گوارا نہیں کرتے اور تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے، حالانکہ اگر یہ لوگ کوشش کرتے تو ضرورت حق کو پالیتے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

(العنکبوت/٦٩).

(اور جن لوگوں نے ہمارے بارے میں پوری کوشش کی، ہم ضرور ہی انہیں اپنے راستے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھا دیں گے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ محسنین کیساتھ ہے)

۴۔ لوگوں کا خوف

یہ بھی راہِ حق کی بہت بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ بہت سے لوگ کو پہچاننے کے باجود اسکی پیروی صرف اس لیے نہیں کرتے کہ انہیں اپنی جان و مال یا دنیاوی شان و شوکت کے زائل ہوجانے کا خطرہ ہوتا ہے، یا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حق کو قبول کرنے پر اہلِ باطل اُنہیں بُرا بھلا کہیں گے یا ان سے لڑائی جھگڑا کریں گے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ ﴾ (المائدۃ/۳)

(آج وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تمہارے دین سے مایوس ہوگئے، تو تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو)

نیز فرمایا: ﴿ فَمَا آمَنَ لِمُوْسٰى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ﴾ الآية "(یونس/۸۳)

(چنانچہ موسیٰ پر اس کی قوم کے چند نوجوانوں کے سوا کوئی بھی ایمان نہ لایا، فرعون اور ان کے سرداروں کے خوف کہ باوجود کہ وہ انہیں آزمائش میں ڈال دے گا)

پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کردیا تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں قبولیت حق کا داعیہ پیدا ہوا اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔

روم کے بادشاہ ہرقل نے بھی حق دریافت کرلیا تھا لیکن رومیوں کے خوف نے اُسے حق قبول کرنے سے باز رکھا، جیسا کہ بخاری (۱/۵) میں مذکور ہے۔

اس رکاوٹ کا علاج یہ ہے کہ انسان رب تعالیٰ پر توکل کرے اور یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ راہِ حق پر اُسکی مدد فرمائے گا، اور یہ سوچے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باطل پر رہتے ہوئے بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسے ضائع نہیں کیا تو حق پر گامزن ہونے کے بعد کیونکر ضائع اور رسوا کر سکتا ہے، اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"

﴿ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا ﴾ الآية .(القصص/٥٧)

(وہ (مشرکین مکہ) کہتے ہیں: اگر ہم نے تیرے ساتھ ہدایت کی پیروی کی تو ہمیں ہماری زمین سے اچک لیا جائیگا، کیا ہم نے انہیں پر امن حرم میں جگہ نہیں دی)

یعنی جب انکے کفر کے باوجود ہم نے انہیں پر امن جگہ اور پھلوں سے نوازا تو اگر وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں گے تو کیا میں انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دونگا؟

۵۔ جاہ و منصب کی محبت

آپ دیکھیں گے بہت سے علماء اور عہدہ و منصب کے حاملین حق کو پہچاننے کے باوجود اسے تسلیم نہیں کرتے، تاکہ انکے مناصب برقرار رہیں، بلکہ حق قبول کرنا تو درکنار یہ لوگ حق کی مخالفت کرتے اور اس سے بغض رکھتے ہیں کیونکہ حق انکی خواہشات کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾ .(البقرۃ/۴۱)

"اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت میں مت بیچو"

مفسرین فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے احبار و رھبان کیلئے لوگوں کے ہاں ماہانے، سالانے، اور نذرانے مقرر تھے لہٰذا اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو انہیں ان سے محرومی کا حد شبہ تھا۔

یہود کہتے تھے: ہم تو قیادت کے منصب پر فائز تھے، تو کیا اب ہم دُم بن جائیں؟ (یعنی تابع)۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ابو جہل اور اس جیسے دیگر متکبرین حق سے آگاہ تھے لیکن صرف اپنی سرداری کو بچانے کیلئے وہ حق کے خلاف نبرد آزما ہوئے، ابو جہل نے ایک موقع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرکہاتھا کہ ہم اوربنوہاشم توہم رتبہ تھے،اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی مبعوث ہوگیا ہے جسکی طرف وحی کی جاتی ہے بھلا اس بات کا مقابلہ کیونکر ہوسکتا ہے؟ لہٰذا ہم اس پر ایمان لانے کے نہیں، ان جاہلوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ تمامتر عزت اور دنیا وآخرت کی سرداری اتباع حق میں مضمر ہے۔

٦۔تقلید

تقلید ایک موذی بیماری ہے جو بہت سے لوگوں کیلئے حق اور ہدایت سے رکاوٹ بنتی ہے، بلکہ عموماً کفار کو اسلام سے دور رکھنے والی چیز تقلید ہی ہے۔

اور فقہی مذاہب کو ماننے والے بھی بہت سے مسائل میں تقلید ہی کی وجہ سے حق سے دور رہتے ہیں اگر آپ تعصب کی عینک اتار کر تدبر سے کام لیں تو یہ حقیقت شک وشبے سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ بَلْ قَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَاِنَّا عَلٰی آثَارِھِمْ مُھْتَدُوْنَ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيْرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلٰى أُمَّةٍ وَ إِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ ﴾ (الزخرف/۲۲-۲۳)

(بلکہ اُنہوں نے کہا: بلاشبہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا، اور بے شک ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں، اور اسی طرح آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا، تو انکے خوشحال لوگوں نے یہی کہا: بلاشبہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا اور ہم تو اُنہی کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں)۔

یہ لوگ باپ دادا کی تقلید کو ہدایت قرار دیتے تھے اور حق کو ترک کر چکے تھے جسکی پاداش میں اللہ عزوجل نے انہیں تباہ وبرباد کردیا۔

سلف نے مقلد کو''اِمَّعَہ''(بلاسوچے سمجھے ہرایک کی رائے کو قبول کرنے والا) قرار دیا ہے جب کوئی مقلد تمام مسائل میں ایک خاص شخصیت کی تقلید کرتا ہے تو گویا لاشعوری طور پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اُسے معصوم قرار دے چکا ہوتا ہے، حالانکہ حق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر منحصر ہے۔اور کسی کا یہ مقام کہاں؟

مجتہد پر تو ہر مسئلے میں خطا اور صواب دونوں باتوں کا احتمال ہوتا ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اَلْمُقَلِّدُ رَاضٍ اَنْ یُّغْبَنَ عَقْلَهٗ"

"مقلد اپنی عقل کو کند کرنے پر راضی ہوتا ہے"

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَإِنَّ التَّقْلِيْدَ لَا يُوْرِثُ إِلَّا بَلَادَةً" (منهاج السنة ٥/ ٢٨١)

"تقلید کے نتیجے میں کم عقلی ہی جنم لیتی ہے"

مقلد کے بارے میں ہمارا تجزیہ ہے کہ مقلد اپنی عقل و بصیرت سے فائدہ نہیں اٹھاتا لہٰذا اسکی عقل زائل ہو جاتی ہے، نورِ بصیرت بجھ جاتا ہے، وہ اپنے نفس کو بھی فراموش کر دیتا ہے اور راہِ حق کو اپنانے کی بجائے پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے۔

راہِ حق کی سب سے بڑی رکاوٹ تقلید ہے

اگر یقین نہ آئے تو تجربے کے طور پر متاخرین احناف کی کتب کا مطالعہ کیجئے کہ وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو پیوند لگانے کیلئے کس کس طرح قرآن و حدیث کی نصوص میں تحریف کرتے ہیں، حالانکہ روزِ قیامت ابو حنیفہ رحمہ اللہ انہیں نفع پہنچانے پر قادر ہونگے نہ نقصان۔

وزیر بن ھبیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیطان کی چالوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ معنوی بت کھڑے کرتا ہے جنہیں اللہ کے سوا پوجا جاتا ہے، مثلاً ایک شخص حق واضح ہو جانے کے باوجود کہتا ہے کہ یہ ہمارے مذہب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی کسی بڑی شخصیت کی تقلید میں گرفتار ہوتا ہے، اور اُس کے قول کو حق پر ترجیح دیتا ہے (لوامع الأنوار ٢/ ٤٦٥)

عبد القادر بن بدران الدمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید لوگوں کو حق سے دور کرتی اور باطل کو رواج دیتی ہے۔(المدخل/۴۹۵)
یاد رہے کہ کسی عالم کے فہم اور علم سے مدد لینا الگ چیز ہے اور تقلید ایک مختلف چیز لیکن مقلدین نہیں جانتے۔

۷۔خود پسندی کا شکار ہو جانا

خود پسندی کا معنی یہ ہے کہ انسان خود کو بڑی چیز سمجھے اور حق کی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے اپنے پاس موجود کھوٹے سکوں پر اترانے لگے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴾ (حم المؤمن ۸۳)
(پس جب بھی ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ اپنے پاس کے علم پر اترانے لگے، بالآخر جس چیز کو مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی)

حدیث میں آتا ہے:"إِذَا رَأَيْتَ هَوًى مُتَّبَعًا وَ شُحًّا مُطَاعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ "
(أخرجه أبو داؤد و الترمذی و الحکم و صححه ووافقه الذهبی)
"جب تم دیکھو کہ خواہشات نفس کی پیروی ہو رہی ہے، حرص کی اطاعت ہو رہی ہے، دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر رائے رکھنے والا اپنی اپنی رائے پر خود پسندی کا شکار ہے تو خاص اپنے نفس کو بچانے کی فکر کرنا"
(ابوداؤد، ترمذی، حاکم، امام حاکم نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے موافقت کی)۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"لَوْ أَنَّ الْمُبْتَدِعَ تَوَاضَعَ لِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ لَا اتَّبَعَ وَمَا ابْتَدَعَ وَلَكِنَّهُ أُعْجِبَ بِرَأْيِهِ فَاقْتَدَى بِمَا اخْتَرَعَ "(التذکرة فی الوعظ/۹۷)
"اگر بدعتی شخص اللہ کی کتاب اور اسکے نبی کی سنت کیلئے تواضع اختیار کرتا تو انکی پیروی کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعتوں میں نہ پڑتا۔ لیکن اس نے اپنی رائے کو بہتر سمجھا لہذا اپنی اختراعات کی اقتدا کی"

ابن حبان اپنی کتاب "روضة العقلآء" میں فرماتے ہیں: کوئی شخص اُس وقت تک تکبر میں مبتلا نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود پسندی کا شکار نہ ہو اور خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کوئی دل جہالت اور ظلم سے بھر جانے کے نتیجے میں خود پسندی اور سرکشی کا شکار ہو جائے تو اُس سے تکبر ظاہر ہوتا ہے اور عبودیت و بندگی رخصت ہو جاتی ہے۔ (الروح ۲/۷۰۳)

۸۔ تکبر

یہ بھی راہِ حق سے رکاوٹ بن جاتا ہے، بلکہ حق سے عناد رکھنے والے تمام لوگ ہی تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ"

(میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں) (الاعراف:۱۴۶)

یہی انکا عذاب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَلِهٰذَا تَجِدُ الْيَهُوْدَ يُصَمِّمُوْنَ وَيُصِرُّوْنَ عَلٰى بَاطِلِهِمْ لِمَا فِيْ نُفُوْسِهِمْ مِنَ الْكِبْرِ وَالْحَسَدِ وَالْقَسْوَةِ" (نقض النطق/۳۷)

(اور اس لیے آپ یہود کو اپنے باطل پر پکا اور مُصر پائیں گے، کیونکہ انکے دلوں میں تکبر، حسد اور قساوت ہوتی ہے)۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں تکبر کی دو علامات بتلائی گئی ہیں:

حق کو جھٹلا دینا۔ اور لوگوں کو حقیر جاننا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مشہور ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے، لیکن یہ اُس شخص کیلئے ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کر چکا ہوتا، کیونکہ جو شخص کامل ہو جائے تو حق میں لطف پاتا ہے اگرچہ وہ بوجھل اور ثقیل ہی کیوں نہ ہو۔

۹۔ حسد

یہی وہ پہلا گناہ ہے جسکے ذریعے آسمان وزمین پر اللہ تعالیٰ کی پہلی نافرمانی کی گئی اور یہی یہود کا اصل مرض ہے جسکی وجہ سے وہ حق کو پہچاننے اور محمد کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی جاننے کے باوجود ایمان نہیں لاتے، اس مرض نے بہت لوگوں کو تباہ کیا ہے، سورۂ یوسف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک مہلک بیماری ہے جو شخص اس میں مبتلا ہوا اُسے حسد سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ ایک بدترین اخلاق ہے جو اکثر اوقات طالب علموں اور علماء سوء کے درمیان پایا جاتا ہے۔

۱۰۔ گروہ بندی، تنظیم سازی اور تنظیموں کی طرف نسبت رکھنا

موجودہ تنظیمیں بھی حق سے روکنے کا ایک ذریعہ ہیں، بلکہ ہر وہ حق جو تنظیم کی ترجیحات میں شامل نہ ہو، وہ انکے نزدیک مردود ہوتا ہے، یا اُسکی تاویل کی جاتی ہے، یا پھر اُسے منسوخ قرار دیکر فراموش کردیا جاتا ہے(۱)، تنظیم سازی اور گروہ بندی کے بہت بُرے اثرات ہیں اور لوگوں میں ہم انکا مشاہدہ اور تجربہ کر چکے ہیں اور اسکی تردید بھی بارہا کر چکے ہیں۔ والحمد للہ۔

(تفصیل کیلئے دیکھیئے ہمارا فتاوی الدین الخالص جلد نمبر (٦)

---

(۱) یا اسکے بارے میں مجرمانہ خاموشی برتی جاتی ہے، شریعت کے بڑے بڑے حقائق اگر تنظیم نے فراموش کررکھے ہیں تو اسکا اصرار ہوتا ہے کہ ہمارے کارکن بھی اُن سے دور رہیں، یعنی لوگوں کو اللہ کی راہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ گناہ

گناہوں کی بڑی نحوست ہوتی ہے، انکی وجہ سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے، عقل اور بصیرت کمزور ہو جاتی ہے اور دل مردہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے انسان حق سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾. (المطففين/١٤)

(ہرگز نہیں! بلکہ انکے دلوں پر انکے (برے) اعمال نے زنگ لگا دیا ہے)۔

نیز فرمایا: ﴿ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴾ الاعراف (١٠٠)

(اور کیا ان لوگوں کو جو زمین کے وارث ہوئے وہاں کے لوگوں کی ہلاکت کے بعد (ان واقعات مذکورہ نے) یہ بات نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے جرائم کے سبب ان کو ہلاک کر ڈالیں اور ہم ان کے دلوں پر بند لگا دیں، پس وہ نہ سن سکیں)۔

اسی وجہ سے ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ جو دینی کتاب کا ذوق اور علوم شریعہ کا علم بھی رکھتے ہیں لیکن حق سے عناد رکھتے ہیں، اسکا سبب کیا ہے؟ اسکا سبب یہی ہے کہ مسلسل گناہوں کے ارتکاب سے انکے دل آلودہ اور سخت ہو چکے ہوتے ہیں، علاوہ ازیں یہ

سے روکتے ہیں، اور ایک چھوٹی سی چیز، یا جزوی بات اگر انکے عمل کا حصہ ہے تو سارا زور اسی پر خرچ ہوتا ہے (واللہ المستعان)۔

لیکن اگر کوئی تنظیم خود کو الجماعۃ قرار نہیں دیتی، حق کو اپنے اندر ہی منحصر نہیں سمجھتی، اپنے کارکنوں کو دیگر افراد و جماعتوں کیساتھ نیکی کے کاموں سے نہیں روکتی، تنظیم کو محبت و نفرت کا معیار قرار نہیں دیتی۔ اور ایسی دیگر شروط کا خیال رکھتی ہے اور اپنے کارکنوں کی ان تمام باتوں پر تربیت کرتی ہے تو یقیناً ایسی تنظیم میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ہمارے ہاں عموماً ان شروط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا اس وجہ سے شیخ محترم نے جا بجا تنظیموں کو مذمت کی ہے۔ (مترجم)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ تکبر میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَمَّا زَاغُوْا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ (الصف/۵)

(پھر جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے انکے دل ٹیڑھے کر دیئے)

۱۲۔ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دُعائیں نہ کرنا

بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی عقل پر اعتماد کرتے ہوئے خود کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت نہیں مانگتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں ہر نماز میں ہدایت مانگنے کا سبق دیا ہے۔

فرمایا: "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" (الفاتحہ/۶)

"اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا"

ایک حدیث قدسی میں آتا ہے:

"يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ"

(اے میرے بندو! تم سب گمراہ سوائے اُسکے جسے میں ہدایت دوں، لہٰذا مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دونگا)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں یہ دُعا پڑھتے تھے:

"اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ"

"(اے اللہ!) تو اپنے حکم سے مجھے حق کی اُن باتوں میں ہدایت نصیب فرما جن میں لوگ اختلاف کرتے ہیں"

لہٰذا حق کے طالب کو چاہیے کہ کثرت کیساتھ ہدایت کی دُعا مانگے۔

۱۳۔ حق کی تبلیغ نہ کرنا

جب کوئی شخص لوگوں کو حق کی طرف نہیں بلاتا تو بعض اوقات وہ خود بھی حق سے محروم ہو جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، لہٰذا جو شخص بھی حق آگاہ ہو اس پر فرض ہے کہ وہ دوسروں تک بھی کی دعوت پہنچائے۔
یہ بھی یہود کا اخلاق ہے کہ وہ علم کا بخل کرتے تھے، انکے حق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
''﴿ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ﴾''(النساء/۳۷)
وہ لوگ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں''

ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''مَنْ بَخِلَ بِالْعِلْمِ ابْتُلِيَ بِثَلَاثٍ : إِمَّا أَنْ يَمُوْتَ فَيَذْهَبَ عِلْمُهُ، أَوْ يَنْسَاهُ أَوْ يَتْبَعُ سُلْطَانًا'' (الحاكم في تاريخه، الآداب الشرعية ١/١٨٦)
''جو شخص علم پر بخل کرے وہ تین باتوں میں مبتلا ہوتا ہے: یا تو مر جاتا ہے اور اسکا عمل بھی اُسکے ساتھ ہی رخصت ہو جاتا ہے، یا وہ اس علم کو بھول جاتا ہے یا پھر وہ بادشاہ کا دُم چھلا بن جاتا ہے''
ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنے علم کو ذخیرہ کر کے رکھتا ہے، نہ تو اُسے نشر کرتا ہے اور نہ کسی کو تعلیم دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ''جیسا عمل ویسا بدلہ'' کے تحت اُسے وہ علم بُھلا دیتا ہے۔ حس اور وجود اس بات پر شاھد ہیں''۔
اور جو شخص دوسروں کی خیر خواہی اور ہدایت کیلئے کوشاں رہے اور اپنا علم دوسروں کو سکھائے تو اسکے لیے ہدایت کا دروازہ کُھل جاتا ہے اور ھادی ومھدی (لوگوں کو ہدایت دینے والا اور خود ہدایت یافتہ) بن جاتا ہے۔

۱۴۔ فہم کی قلت اور ادراک کا ضعف

بعض اوقات کم فہمی کی وجہ سے بھی انسان حق سے دور رہتا ہے۔

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
جب کسی طالب علم کی عقل مکمل نہ ہو تو وہ بصیرت کا اندھا ہوتا ہے جو آنکھوں کے اندھے کے برابر ہے، اسکے علم میں وزن پیدا ہونے کی کوئی سبیل نہیں۔ (الذريعة /٢٦٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم کے اعتبار سے لوگ مختلف درجات پر ہوتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إِلَّا فَهْمًا أُوتِيَهُ رَجُلٌ فِي كِتَابِ اللهِ"

(میرے پاس کوئی خصوصی علم نہیں) سوائے اُس فہم کے جو کسی آدمی کو کتاب اللہ میں عطاء ہوتی ہے)

آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ دُعا دی:

" اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ "

"اے اللہ! اسے کتاب اور حکم سکھا"

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندے کا ذکر کیا جسے اللہ تعالی نے دنیا و آخرت میں اختیار دیا تو اُس بندے نے اُس چیز کو چُن لیا جو اللہ کے پاس ہے"۔

یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے (کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونا کا وقت آ گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ) ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ (اس معنی کی روایت بخاری میں مذکور ہے)

اگر آپ یہ کہیں کہ بہت سے ذہین وفطین لوگ بھی حق سے دور رہتے اور گمراہی کو اختیار کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟۔

اسکے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ انکے دلوں میں موجود خبث وعناد اور تکبر نے انہیں راہِ حق سے محروم کر کے شر وفساد کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔

حصولِ علم اور ادارک کی صلاحیت ایک بہترین خوبی ہے لیکن اُس شخص کیلئے جو اسے خواہشات نفس سے ملوث نہ کرے۔

بلکہ صرف علم کا حاصل ہو جانا بھی ہدایت کو مستلزم نہیں۔

اسی وجہ سے بہت سے علماء بھی ہدایت سے کوسوں دور رہتے ہیں، کیونکہ ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جو صرف انابت اور رجوع کرنے والوں کو ملتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵- ماحول اور عادات کی اسیری

عموماً انسان اپنے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور اسکے علاقے اور قوم کے لوگوں کا طرز عمل اُسکے لیے باعث کشش ہوتا ہے اور یہی بات اکثر اوقات حق سے رکاوٹ بن جاتی ہے کیونکہ لوگوں کی عادات اور رسوم ورواج تو مختلف ہوتی ہیں جبکہ حق صرف ایک ہے جو لوگوں کی خواہشات کا پابند نہیں بلکہ لوگوں کو اپنا پابند دیکھنا چاہتا ہے۔

لوگ تو پرندوں کی ڈار کی مانند ہوتے ہیں کہ ایک پرندہ جس طرف اڑا باقی بھی اُسکے پیچھے اڑتے ہیں۔

ملکہ سبا بلقیس اگرچہ بڑی عقلمند تھی لیکن اپنی قوم کی دیکھا دیکھی وہ بھی سورج کی پرستش کرتی تھی جیسا کہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿ وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴾

(النمل / ٤٣)

"اور اسے (عبادت الٰہی) سے اس چیز نے روک رکھا تھا جسکی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی، کیونکہ وہ کافر قوم میں سے تھی"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ"

(ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُسکے ماں باپ اسے یہودی نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں)

یعنی اپنے ماحول کے پیش نظر وہ بچہ بڑا ہوکر عادتاً کافر ہوجاتا ہے عادت بھی انسان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے لہٰذا اسے ترک کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے مگر اُسکے لیے جسے اللہ تعالٰی ہدایت دینا چاہے۔

قبیلے کی تبدیلی پر اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا تھا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ﴾ (البقرة/١٤٣)
"اور یقیناً یہ (تبدیلی) بہت بھاری ہے مگر اُن لوگوں پر (بھاری نہیں) جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت دی"

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
" اَلشَّيْخُ لَا يَكَادُ يُسْلِمُ وَالشَّبَابُ أَقْرَبُ إِلَى الْإِسْلَامِ" (المغنی ٢/٤٧٧)
(بوڑھا شخص بمشکل ہی مسلمان ہوتا ہے جبکہ نوجوان اسلام کے زیادہ قریب ہوتے ہیں)

عبدالرحمٰن المعلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:
جو شخص ایک مدت تک کسی فقہی مذہب پر عمل پیرا رہے اور اسی پر اُس نے پرورش پائی ہو تو ایسا شخص حتمی طور پر اپنے مذہب کو صحیح اور مخالف کو باطل قرار دیتا ہے۔

١٦۔ حق کی بعض باتیں رد کر دینا اور بعض شرعی امور کو ترک کر دینا

اہل تقلید اور تنظیموں کے افراد کا عمومی رویہ یہی ہوتا ہے۔
اور یہ حق سے محرومی کا ایک بڑا سبب ہے۔
ایک بندہ بقدر استطاعت پوری شریعت کے التزام کا مکلف ہے اور اللہ کی بندگی کی حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان ظاہری و باطنی طور پر احکامات الٰہی کا پابند ہو جائے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ﴾ (البقرة/٢٠٨)
"اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ"
نیز فرمایا: ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾
(الحشر/٧)
"اور جو کچھ تمہیں اللہ کا رسول دے تو وہ لے لو، اور جس سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ"
ایک اور مقام پر فرمایا:
﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَلِيْمٌ ۝ ﴾ (النور/٦٣)
(لہٰذا اُن لوگوں کو جو ان (اللہ کے رسول ﷺ) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ انہیں کوئی فتنہ آ پہنچے، یا انہیں دردناک عذاب آ لے)

تمام اعمال وافعال میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی سے ہی انسان کو گمراہی سے نجات اور ہدایت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ﴾

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکمل حق کی پیروی کیا کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إِنِّيْ أَخْشٰى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَزِيْغَ'' (بخاری)

مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے آپ ﷺ کے احکام میں سے ایک چیز بھی ترک کردی تو میں گمراہ ہو جاؤں گا''

اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ صفت بتلائی گئی ہے کہ وہ کتاب اللہ پر یکسر ٹھہر جاتے تھے۔ (یعنی قرآن کی آیت سامنے آجاتی ہے تو فوراً اُس پر ٹھہر جاتے اور اسکے مقابلے میں اپنی رائے کو یکسر نظرانداز کردیتے) (بخاری)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ فَلَمَّا زَاغُوْا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ﴾ (الصف/٥)
(پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ انکے دل ٹیڑھے کردیئے)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' لَعَلَّهٗ إِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهٖ أَنْ يَقَعَ فِيْ قَلْبِهٖ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْغِ، فَيُزِيْغُ اللّٰهُ قَلْبَهٗ فَيُهْلِكَهٗ '' (تیسیر العزیز الحمید ص (٥٤٥))

(ممکن ہے کہ جب کوئی شخص دین کی کوئی بات رد کردے تو اسکے دل میں کچھ ٹیڑھ پیدا ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ اُسکے دل کو (مکمل) ٹیڑھا کر کے اُسے سپردِ ہلاکت کردے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی ایک صفت یہ بھی بتالائی ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا﴾ (الفرقان/۷۳)

''اور وہ لوگ جب انہیں انکے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گر پڑتے''

اس بحث سے آپکو اُن لوگوں کی گمراہی معلوم ہوگی جو شریعت پر حاکم بنے بیٹھے ہیں اگر کوئی بات انکے مذہب اور تنظیم کے موافق ہو تو اسکا التزام کرتے ہیں، اور اگر شریعت کا کائی حکم اسکے برعکس ہو تو اُسے فراموش کر دیتے ہیں، یا پھر اُسے تاویل کی کسوٹی پر کستے ہیں، یا منسوخ قرار دیتے ہیں۔ (واللہ المستعان)۔

بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انکا بھی حصہ ہے:

﴿ أَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ (البقرۃ/۸۵)

(کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو؟)

مقلدین جب دیکھتے ہیں کہ کوئی آیت یا حدیث انکے مذہب کے موافق ہے تو اسکی بہت تعظیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ ہماری دلیل ہے، اگر وہ حدیث ضعیف ہو تو اُسے صحیح قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں، اور جب کوئی ایسی دلیل انکے سامنے آئے جو قولِ امام کے خلاف ہو تو اسکے خلاف تاویل، تحریف اور تردید کے ہتھیار استعمال کرتے ہیں گویا نعوذ باللہ کسی درندے نے اُن پر حملہ کر دیا ہو۔ (واللہ المستعان)۔

۱۷۔ کثرتِ مباحات

مباحات میں زیادہ مشغولیت بھی بعض اوقات حق سے روک دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدُّنْيَا وَاللهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ﴾ (آل عمران/١٤)
(لوگوں کیلئے خواہشات نفس کی محبت مزین کردی گئی ہے، (یعنی) عورتوں سے، بیٹوں سے، سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانوں سے، نشان لگے (عمدہ) گھوڑوں سے، مویشیوں سے اور کھیتی سے یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے، اور اچھا ٹھکانہ اللہ ہی کے پاس ہے)

اس آیت میں اشارہ ہے کہ یہ مباحات اکثر اوقات انسان کو اچھے ٹھکانے سے دور کردیتی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے: "مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ " (أحمد)
"ابن آدم نے پیٹ سے بُرا کوئی برتن نہیں بھرا"۔

یعلی بن عبید کا بیان ہے کہ ہم ابن سوقہ پر داخل ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں تمہیں ایک ایسی بات کہوں جس نے مجھے فائدہ دیا ہے، ممکن ہے تمہیں بھی پہنچائے، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے ہم سے فرمایا تھا: بے شک تم سے پہلے لوگوں پر اُس بات کو جو اللہ کی کتاب، اور بالمعروف ونہی عن المنکر، اور ضروری معاشی گفتگو کے علاوہ ہو، اُسے فضول کلام میں شمار کرتے تھے، کسی بھی مباح کام میں ضرورت سے زیادتی اگر انسان کو شر میں مبتلا نہ کرے تب بھی خیر سے محروم ضرور کردیتی ہے۔

۱۸۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حق کہنے والا خود بھی بعض گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے لہٰذا لوگ بجائے اسکی صحیح بات کو قبول کرنے کے اُلٹا یہ کہتے ہیں: اس نے اپنی اصلاح تو کی نہیں، اور ہمیں حق کی تلقین کرنے چلا آیا ہے، یہ انتہائی جہالت کی بات ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يُقَالَ لِلرَّجُلِ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: عَلَيْكَ بِنَفْسِكَ"
"یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کسی شخص سے جب یہ کہا جائے کہ فلاں اور فلاں (نیکی کا) کام کرو، تو وہ جواب میں کہے: اپنے آپ کو ٹھیک کرو"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہی بات ایک مرفوع حدیث میں بھی وارد ہوئی ہے جسے البانی رحمہ اللہ نے "الصحیحہ" میں نقل کیا ہے۔

یہ فرعون کا طرزِ عمل ہے، کیونکہ اُس نے مُوسٰی علیہ السلام سے کہا تھا: تو مجھے کیونکہ حق کی دعوت دیتا ہے، جبکہ تو نے ناشکری کرتے ہوئے جو کام کیا تھا وہ تجھے یاد نہیں؟ (قبطی کے قتل کی طرف اشارہ ہے)۔

ممکن ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہو تو بہت سے لوگ انکے سابقہ احوال کی بنیاد پر انکی پیروی سے انکار کر دیں، کیونکہ انکے متعلق حدیث میں آتا ہے:

"اللہ تعالیٰ ایک رات میں انکی اصلاح فرمائے گا" (الصحیحه ٤٨٢/٥)

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے علاوہ کون ہے گناہوں سے بچ سکے؟

علاوہ ازیں یہ بات بھی آپکے علم میں ہونی چاہیئے کہ شاذ و نادر کسی گناہ یا غلطی کا صادر ہونا کسی شخص کو غیر عادل نہیں بناتا۔

امام ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں کی یہی عادت چلی آئی ہے کہ وہ کسی عادل کی تعدیل اُسکے غالب احوال وافعال کی بنیاد پر کرتے ہیں اگرچہ بعض اوقات اُس سے برائی بھی سرزد ہو جائے۔ اور اسی طرح فاسق کو بھی اُسکے غالب افعال کی وجہ سے فاسق قرار دیتے ہیں اگرچہ کبھی وہ بھلائی کا کام بھی کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ﴾ (النسآء/٣١)

(اگر تم بڑے گناہوں سے بچو گے، جن سے تمھیں روکا جاتا ہے تو ہم تمہاری چھوٹی چھوٹی برائیاں تم سے دور کر دیں گے)

حدیث میں آتا ہے: [أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ]

(ابو داؤد (٤٣٧٥) عن عائشة رضی اللہ عنها مرفوعاً)

(معزز لوگوں کو بھول چوک درگذر کر لیا کرو)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے فاسق کی خبر کو بھی مطلقاً رد کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ تحقیق کرنے کو کہا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴾. (القارعة/٦-٧)

"پھر جس شخص کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوگئے تو وہ اپنی من پسند زندگی میں ہوگا"

اس فرمان الٰہی سے بھی معلوم ہوا کہ غالب کی بنیاد پر حکم لگتا ہے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ حق بات کہنے والے کا معصوم عن الخطا ہونا ضروری نہیں، اور اگر داعی بعض گناہوں میں مبتلا ہو تو اس بنیاد پر اُس کی حق بات کو مسترد کرنا بھی جائز نہیں۔

۱۹۔باطل میں تھوڑے بہت حق کی آمیزش کی وجہ سے بھی بعض لوگ گمراہ ہوجاتے ہیں، کیونکہ انکی نظریں تو حق پر ٹکی ہوتی ہیں، جبکہ حق کے پردے میں چھپ کر باطل انکی نگاہوں سے پوشیدہ رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے اضافی بدعات لوگوں میں رواج پکڑ لیتی ہیں کیونکہ اصلاً وہ کام شروع ہوتے ہیں لیکن اپنی کیفیت اور وصف کی وجہ سے بدعت بن جاتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تلبیس سے منع فرمایا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: "لِمَ تَلۡبِسُوۡنَ الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَ تَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ" (آل عمران/۷۱)

"تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور تم جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہو"

اس لیے آپ باطل پرستوں کو دیکھیں گے کہ حق و باطل کی آمیزش کر کر کے حق ظاہر کریں گے اور باطل کو چھپائیں گے تاکہ اپنی جہالت یا خواہش پرستی کو شریعت کے لبادے میں چھپا سکیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وَلَا يُنفِقُ بِالْبَاطِلِ إِلَّا بِشَوْبٍ مِنَ الْحَقِّ" (مجموع الفتاوی ۲۵/۱۹۰)

"حق کی ملاوٹ کے بغیر باطل کو رواج نہیں مل پاتا"

حق کے ساتھ ملے ہوئے باطل کو شبہہ کہا جاتا ہے، لہٰذا حقائق سے پردہ اٹھانا" اور الفاظ کے پیچھے چھپے معانی کو جانچنا ضروری ہے تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں محکم اور متشابہ آیات درج کی ہیں اور محکمات کو اصل قرار دیا ہے تا کہ اہل حق انکی طرف رجوع کریں جبکہ بدعتی لوگ متشابہات میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہتے ہیں۔

۲۰۔ اہلِ باطل کیساتھ میل جول رکھنا

میل جول کا انسان پر انتہائی گہرا اثر ہوتا ہے اور صرف اخلاق و اعمال ہی نہیں بلکہ عقائد بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ جانور کیساتھ رہنے سے انسان انکا بھی اثر لیتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: "اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ أَهْلِ الْإِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ" (بخاری)

"فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہوتا ہے، جبکہ سکینت اور وقار بکریوں والوں میں ہوتا ہے"

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طالب علم جب بریلویوں کے مدارس میں پڑھتا ہے تو مشرک بن کر نکلتا ہے، إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللهُ۔

اسی طرح جو طالب علم دیوبندی مدارس میں پڑھے وہ پکا حنفی اور ماتریدی بن جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص تبلیغیوں کیساتھ مل جائے تو نرا صوفی بن جاتا ہے، إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللهُ کیونکہ اختلاط کا ایک اثر ہوتا ہے۔

بعض اہل حدیث جب تبلیغیوں کیساتھ شامل ہوئے تو انہوں نے سنت پر عمل کرنا ہی چھوڑ دیا جب انہوں نے خارش زدہ لوگوں کیساتھ اپنے جسم کو رگڑا تو انہیں بھی خارش لگ گئی۔

اس طرح بہت سے مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کیساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عادات کو اپنا چکے ہیں۔ واللہ المستعان۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (النساء / ۱٤۰)

''اور اللہ نے تم (مؤمنوں پر) اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو یا انکا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو تم انکی مجلس میں نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اسکے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں، ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے، یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے ہم نشین کی مثال عطر والے اور بُرے ہم نشین کی مثال بھٹی والے سے دی ہے۔

بغداد بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''صُحْبَةُ أَهْلِ الْبِدَعِ تُوْرِثُ الْإِعْرَاضَ عَنِ الْحَقِّ''

سیر أعلام النبلاء : ۱۰۹/۱٦)

(بدعتیوں کی صحبت کے نتیجے میں حق سے اعراض کا مرض جنم لیتا ہے)

امام مالك رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَلدُّنُوُّ مِنَ الْبَاطِلِ هَلَكَةٌ وَالْقَوْلُ فِي الْبَاطِلِ يَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ''

(ذم الكلام ٥/٧٤)

''باطل کا قرب باعثِ ہلاکت ہے، اور باطل گوئی حق سے پھیر دینے والی ہے''

قاضی فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مَنْ جَالَسَ صَاحِبَ الْبِدْعَةِ لَمْ يُعْطَ الْحِكْمَةَ''(شرح السنة ١/١٣٤)

''جو شخص بدعتی کے پاس بیٹھتا ہے اُسے حکمت سے نہیں نوازا جاتا''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
لوگوں کیساتھ میل جول اور اختلاط کی وجہ سے کتنی ہی آفات نازل ہوتی ہیں، نعمتیں دور ہوتی، تکالیف اترتی اور عطائیں چھین لی جاتی ہیں، لوگوں کیلئے لوگوں سے بڑی آفت اور کیا ہوسکتی ہے؟ ابو طالب کی وفات کے موقع پر اُسکے بُرے ساتھیوں سے بڑھ کر اُسکے لیے کون نقصان دہ ہوسکتا تھا؟ جو اسکے اور ایک کلمے کے درمیان حائل ہوگئے تھے کہ جسے پڑھ لینے سے اُسے ہمیشہ کی سعادت حاصل ہوجاتی۔ (مدارج السالکین ۱/۴۸۹)

۲۱۔ مخالفین کے اقوال کی طرف التفات نہ کرنا

اسی وجہ سے آپ دیکھیں گے گمراہ سردار اپنے گھٹیا اور عام لوگوں کو اہل حق کی بات سننے اور انکے ساتھ بیٹھنے سے منع کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴾ (حٰمٓ السجدة /٢٦)
(اور کافروں نے (ایک دوسرے سے) کہا: تم اس قرآن کو مت سُنو، اور جب پڑھا جائے تو شور مچاؤ، تا کہ تم غالب آجاو)
اہلِ باطل اول تو حق کو پہنچنے ہی نہیں دیتے، اور اگر کہیں اسکا نور ظاہر ہوجائے تو طرح طرح کے بہتان لگا کر لوگوں کو اس سے روکتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ اور ذی المجاز کے بازاروں میں فرمایا کرتے:
"مَنْ يُؤْوِيْنِيْ مَنْ يَنْصُرُنِيْ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ؟ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ مُضَرَ فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: اِحْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ لَا يَفْتِنَنَّكَ" (احمد ٣/٣٢٢)
(کون ہے جو مجھے جگہ دے؟ کون ہے جو میری مدد کرے؟ یہاں تک کہ میں اپنے رب کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغام پہنچا سکوں اور ایسے شخص کیلئے جنت کا وعدہ ہے؟ جبکہ لوگوں کی مخالفت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ ایک شخص یمن یا مضر کے علاقے سے مکہ کا رختِ سفر باندھتا تو اسکی قوم والے اُسکے پاس آئے اور اس سے کہتے: قریش کے جوان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے بچ کر رہنا، کہیں، وہ تجھے فتنے میں نہ ڈال دے)

ابن دغنہ نے جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تو قریش نے اُس سے کہا تھا: اسے کہو کہ اونچی آواز سے قرآن کی تلاوت نہ کرے، کیونکہ ہمیں خدشہ ہے کہ یہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنے میں ڈال دے گا۔

مخالفین کے اقوال کے جائزہ لینے سے ہماری مراد اُن مسلمانوں کے اقوال ہیں جو کتاب وسنت پر عمل کیساتھ معروف ہوں، ہر طرح کے گمراہ کُن مخالفین کی باتیں نہیں سُننی چاہئیں کیونکہ اُن سے واقعی گمراہی کا اندیشہ ہوتا ہے، البتہ جو شخص کتاب وسنت کا علم اور بصیرت رکھتا ہے وہ گمراہ لوگوں کے نظریات سُن اور پڑھ سکتا ہے، اسی وجہ سے آپ علیہ السلام نے دجال کے حوالے سے فرمایا: ''مَنْ سَمِعَ بِهِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ''

''جو شخص اسکے بارے میں سُنے اُسے چاہیئے کہ اُس سے دور بھاگے''

۲۲۔ اہل باطل کی کثرت

بہت سے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ حق اور باطل کیلئے کثرت وقلت کو معیار قرار دیتے ہیں ، کثرت کو حق کی دلیل جاننے اور اس پر ناز کرتے ہیں، حالانکہ کثرت تو حق کی دلیل ہیں۔

اکثر باطل پرستوں اور مقلدین کی بھی یہی دلیل ہوتی ہے حالانکہ انہیں سوچنا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والے تو ہمیشہ کم لوگ ہی ہوتے ہیں، اور یہ دلیل تو فرعون نے بھی پیش کی تھی: ''إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُوْنَ''

ابن مسعود ﷺ فرماتے ہیں: ''لَا يَكُوْنُ أَحَدُكُمْ إِمَّعَةً يَقُوْلُ : أَنَا مَعَ النَّاسِ، لِيُوَطِّنْ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ عَلَى أَنْ يُؤْمِنَ وَ إِنْ كَفَرَ النَّاسُ''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم میں سے کسی کو اِمّعہ (ہر ایک کی رائے کے پیچھے لگنے والا) نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ کہتا پھرے: میں تو لوگوں کے ساتھ ہوں، بلکہ اسے اپنے نفس کو اس بات پر پختہ کرنا چاہیئے کہ لوگ اگرچہ کفر کریں لیکن اُسے ایمان لانا ہے''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴾.

اور فرمایا: ﴿ وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴾

کامیابیوں کی خوشخبری پانے والے غرباء کی صفت نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے:

''نَاسٌ صَالِحُوْنَ قَلِيلٌ، مَنْ يَعْصِيهِمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُطِيعُهُمْ'' (الصحيحة)

(یہ وہ لوگ ہیں جو نیکوکار اور مقدار تعداد میں کم ہوتے ہیں، انکی نافرمانی کرنے والے انکی بات ماننے والوں سے زیادہ ہوتے ہیں)

نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''اَلْجَمَاعَةُ مَا وَافَقَ الْحَقَّ وَإِنْ كُنْتَ وَحْدَكَ'' (الوجيز/ ۱۵)

جماعت وہ ہے جو حق کے موافق ہو، اگرچہ تم اکیلے ہی کیوں نہ ہو''۔

۳۔ نفس کی وحشت

جب کسی کا مزاج معتدل نہ ہو تب بھی اُسے حق سمجھ میں نہیں آتا، ابن عقیل کہتے ہیں: جب نفس وحشت کا شکار ہو تو دل اندھے ہو جاتے، پاکیزہ خیالات مُضمَحِل ہو جاتے اور فوائد کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، اس لیے شریعت نے غصّے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع کیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی ایک دُعا ہے: ''وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا''

(اور میں تجھ سے خوشی اور غصہ دونوں حالتوں میں حق بات کہنے کا سوال کرتا ہوں)۔

بعض سلف کا قول ہے: تو ایسے لوگوں کی مانند مت ہو کہ جو حالت خوشی میں باطل کا شکار ہو جاتے اور حالتِ غضب میں حق سے فرار ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی کی شدت میں بھی انسان غلطی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، جیسا کہ اُس شخص نے کہا تھا: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں'' (بخاری)

کیونکہ اس حالت میں بھی انسان کا مزاج معتدل نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں چھوٹی عمر کے نوجوان بھی بعض اوقات جذبات سے مغلوب ہو کر اہل باطل کی پیروی شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح بعض لوگوں کو بعض داعی حضرات، یا انکی آواز یا کسی خاص جگہ سے ایک چڑ سی ہو جاتی ہے لہٰذا وہ حق سے دور رہتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے متعلق سُنا تو شدید صدمے کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرامان ہی بھول گیا: ''وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ'' یہاں تک کہ سیدنا اُبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں یاد دلایا۔

اسی وجہ سے اہل علم شدید ضرورت کے علاوہ طلب حق کیلئے مناظرے بازی کو ناپسند کرتے ہیں، کیونکہ عموماً مناظروں میں لوگ غصے کا شکار ہو جاتے ہیں، اور قبولیت حق کا شعور یا قصد باقی نہیں رہتا۔

۲۴- پہلے اعتقاد پھر استدلال

بہت سے لوگوں کا یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ پہلے ایک عقیدہ اور منہج اپنا لیتے ہیں اور پھر دلائل کا جائزہ لیکر اپنے عقیدے اور منہج کو درست ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عموماً ایسے لوگوں کو حق کی توفیق نہیں ملتی۔

اس کے بجائے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اُس وقت تک وہ کوئی اعتقاد، قول یا مذہب نہ اپنائے جب تک کہ اللہ اور اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرما دیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (الحجرات/۱)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور اسکے رسول سے آگے نہ بڑھو''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حق اور اہل بدعت میں سب سے بڑا فرق یہی ہے کہ اہل حق کتاب وسنت سے پہلے کوئی عقیدہ وعمل اختیار نہیں کرتے، جبکہ اہل بدعت کی عادت یہ ہے کہ وہ پہلے کوئی مذھب یا قول اختیار کر لیتے ہیں اور پھر دلیل ڈھونڈتے ہیں، اگر مل جائے تو کہتے ہیں: یہ ہماری دلیل ہے۔ اور اگر اسکے مخالف کوئی صریح دلیل سامنے آجائے تو اُسے کمزور قرار دیتے ہیں، یا اسکی تاویل کرتے ہیں، یا اُسے منسوخ ٹھہراتے ہیں۔

تمام مقلدین کو یہ بیماری لاحق ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلْمُبْتَدِعُ جَعَلَ الْهَوٰى أَوَّلَ مَطَالِبِهٖ وَأَخَذَ الْأَدِلَّةَ بِالتَّبَعِ"

(الإعتصام ۱/۱۳٤)

"بدعتی کی پہلی طلب خواہشات ہوتی ہیں جبکہ دلائل کا مرحلہ بعد میں آتا ہے"

امام شاطبی رحمہ اللہ نے یہ بہت پیاری بات کہی ہے، اور اسی لیے انہوں نے اہل بدعت کو خواہش پرست قرار دیا ہے کیونکہ دراصل دلائل کی بجائے خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور شرعی دلائل کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔

لہذا ہر مسلمان جو اپنے ساتھ مخلص ہے اُسے چاہیئے کہ اُس وقت تک کوئی بھی قول یا عمل نہ اپنائے جب تک کہ کتاب وسنت کی کوئی واضح دلیل نہ پالے، اور اگر جہالت کی وجہ سے کوئی عمل خلاف سنت ہو جائے اور پھر دلیل معلوم ہو تو اپنا عمل ترک کرتے ہوئے حق کی طرف رجوع کرلے۔ آجکل ایسے لوگ بہت کم ہی پائے جاتے ہیں جیسا کہ سُرخ سونا بہت کم ملتا ہے۔ واللہ المستعان۔

۲۵۔ اہل باطل اور ان کے اقوال سے عدم آگاہی

باطل کو اُسکے اوصاف کیساتھ تو پہچاننا بھی ضروری ہے، کیونکہ بہت سے لوگ باطل کو نہ جاننے کی وجہ سے ہی باطل کا شکار ہوتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قَدْ عَلِمْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ! مَتٰى تَهْلِكُ الْعَرَبُ إِذَا وَلِيَ أَمْرَهُمْ مَنْ لَمْ يَصْحَبِ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَالِجْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ"

(الطبقات لا بن سعد ١٢٩/٤ ، مستدرك حاكم ٤٢٨/٤)

رب کعبہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ عرب کب ہلاکت ہونگے، جب وہ لوگ انکے حکمران بن جائیں گے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب نہیں ہوئے اور نہ ہی انکا جاہلی امور سے واسطہ پڑا ہے۔(یعنی جاہلیت سے آگاہ نہیں)

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے جبکہ میں آپ سے شر کے متعلق پوچھتا تھا، کیونکہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔(بخاری)۔

● امام بخاری نے جہمیہ کے متعلق انتہائی شدت اپنائی ہے اور انہیں کافر قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کا کلام دیکھا ہے لیکن جہمیہ سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں دیکھا، جو شخص انہیں کافر قرار نہیں دیتا میں اُسے جاہل سمجھتا ہوں"

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: بے شک مرض اور اُسکے سبب کی معرفت سے اُسکے علاج میں مدد ملتی ہے، لہٰذا جو شخص مختلف مقالات سے اگر چہ وہ باطل ہی ہوں، آگاہ نہیں اُسکے لیے ان مقالات و مذاہب کے پیروکاروں اور ماننے والوں کا علاج کرنا اور انکے شبہات کا ازالہ کرنا ممکن نہیں۔

۲۶۔ باطل کی اصل حقیقت نہ جاننا

بہت سے لوگ اپنے باطل عقائد کا صحیح تصور نہیں رکھتے، کیونکہ اگر وہ ان باطل اور غلط عقائد و نظریات کا جامع اور صحیح تصور رکھتے تو کبھی ان میں مبتلا نہ ہوتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جان لیجئے کہ جب کوئی مذہب فی نفسہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل ہو تو اسکو نقل کرنے والا اُسکا صحیح تصور پیش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ حق کی ہی شان ہے کہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

ابن رجب رحمہ اللہ بعض متقدمین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: تم اپنے دل میں جو چاہو تصور کرو اور اُس پر غور کرو، پھر اسکی ضد پر اُسے قیاس کرو، اگر تم نے دو مختلف باتوں کے درمیان صحیح تمیز کر لی تو تم اُن میں سے حق اور باطل کو بخوبی جان لوگے۔

(جامع العلوم والحکم ۱/۲۸۵)

عبد الرحمٰن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یقیناً کوئی بھی عقلمند شخص جب مشرکین کے مذاہب کا تصور کریگا تو اس سے پہلے کہ انکے خلاف دلائل قائم کیے جائیں اُسے انکے بطلان کا حتمی طور پر علم ہو جائیگا۔ (تفسیر السعدی/۲۶۱)

اسی طرح جو شخص وجوب تقلید کے قول کا صحیح تصور کرے اُس پر بھی اُسکا بطلان ظاہر ہو جائے گا۔

۲۷۔ فاسد اصولوں اور سلوکوں کا التزام کرنا

بعض لوگوں نے کچھ قاعدے اور اصول گھڑ رکھے ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنی عبادات و معاملات میں رہنما بنا لیتے ہیں، لہٰذا انکی وجہ سے وہ حق تک پہنچنے کی بجائے اس سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

بڑی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ان اصولوں کو کتاب اللہ اور سنتِ نبوی پر حاکم بنا رکھا ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے ذوق کو حَکَم بنا رکھا ہے، جیسے صوفیاء جبکہ بعض عقل کو رہنما سمجھتے ہیں، جیسے معتزلہ اور بعض تحریف شدہ شریعتوں سے چمٹے ہوئے ہیں، جیسے یہود و نصاریٰ اور بعض نے متاخرین کی لکھی ہوئی اصول کی کتابوں کو حاکم بنا ڈالا ہے، جیسے نور الأنور، حسامی، اور مسلم الثبوت وغیرہ، بعض نے سیاست کو اپنا قبلہ بنا رکھا ہے اور بعض نے ایک معین گروہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر بات کو کتاب وسنت پر حاکم بنا رکھا ہے، جیسے دیوبندی، تبلیغی، پنج پیری، ماتریدی وغیرہ، یہ لوگ اپنے تمام معاملات میں انہی کی بات کو قول فیصل سمجھتے ہیں۔

اللہ کی قسم! یہ تمام چیزیں حق سے دور کرنے والی ہیں، یہ وہ بیڑیاں ہیں جن میں پھنسنے کے بعد انسان رب العالمین تک نہیں پہنچ پاتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ﴾ (الأنعام /۱۵۳)

''اور (اے نبی! ان سے کہ دیجئے) یقیناً یہ میرا راستہ سیدھا ہے لہٰذا تم اس کی پیروی کرو، اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو، وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے''

ترمذی کی حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کتاب اللہ کے سوا کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کریگا، اللہ تعالیٰ اُسے گمراہ کردے گا۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور چیز میں ہدایت کا متلاشی ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔

ابن قیم رحمہ اللہ اپنے ''قصیدہ نونیہ'' میں اُن اصول وقواعد کی تردید کرتے ہوئے کہ جنہیں لوگوں نے کتاب وسنت سے فرار کا ذریعہ بنا رکھا ہے، فرماتے ہیں: (ترجمہ اشعار)

کتاب وسنت کی نصوص ہی کفایت کرتی ہیں لیکن اسکے لیے شرط یہ ہے کہ ان سے نئے پیش آمدہ مسائل پر اجتہاد وتلقی کی جائے۔

اور اسکے لیے یہ بھی شرط ہے کہ لوگوں کی لگائی ہوئی حدود وقیود کو اتار پھینکا جائے کیونکہ وہ انسان کو ٹھوڑی تک جکڑ لیتی ہیں۔

علاوہ ازیں ان قواعد کو توڑنا بھی ضروری ہے جنکی دلیل اور بیان کتاب وسنت میں نازل شدہ نہیں ہے۔

اسی طرح آراء رجال پر مبنی اقوال جب دلیل سے خالی ہوں تو انکا رد اور ابطال بھی ضروری ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا کھٹکے انکی تردید کیجئے، کیونکہ جب یہ کتاب وسنت کی نص سے عاری ہیں تو انکی کوئی حیثیت نہیں۔

اگر یہ خود ساختہ قواعد، قیود اور آراء نہ ہوتیں تو ایمان کی کڑیاں بہت وسعت اختیار کر لیتیں۔

لیکن اللہ کی قسم! یہ قواعد و قیود تو بہت تنگ کڑیوں کے حامل ہیں، لہٰذا لوگوں کے ہاتھ ان سے خلاصی پانے کی آرزو مند ہیں۔

اللہ کی قسم! انکی وجہ سے کتاب وسنت کی بہت سی واضح نصوص معطل ہو کر رہ گئی ہے۔

(یہ بہت مفید اشعار ہیں، مزید تفصیل کیلئے قصیدہ نونیہ کی طرف سے مراجعت کیجئے)

۲۸۔ کسی ایک شیخ اور استاد سے باطل قول کا صدور جسے مقبولیت حاصل ہو

جب قبولِ عام کی حامل شخصیت سے غلطی صادر ہوتی ہے تو یہ بھی لوگوں کیلئے باعثِ فتنہ بن جاتی ہے، اسکے شاگرد، پیروکار اور عام محبین یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا شیخ تو ہمیشہ سے حق کا تلاشی اور سنت کی پیروکار رہے ہے لہٰذا اُسکی بات درست ہے، اور اسی طرح ایک غلط بات لوگوں میں رائج ہو جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے: "حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَ يُصِمُّ"

"تمہارا کسی چیز سے محبت کرنا تمہیں اندھا اور بہرا کر دیتا ہے"

یعنی جب انسان کسی سے محبت کرتا ہے تو پھر اسکی آنکھیں اس محبوب کے عیوب دیکھنے سے اندھی، اور کان اُسکی برائی سننے سے بہرے ہو جاتے ہیں ثعلبؒ اسکا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آنکھ اُسکی برائی دیکھنے سے اندھی ہو جاتی ہے اور کان اُسکے حوالے سے کہی گئی مبنی برعدل بات سننے کے روادار بھی نہیں ہوتے، بلکہ بہرے ہو جاتے ہیں۔

عبد الرحمن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص مختلف اقوال میں سے معنی برحق قول کو پہچاننا چاہتا ہے، اُسے چاہیئے کہ اس بات سے قطع نظر کر لے کہ قائل کون ہے؟ کیونکہ بعض اوقات قائل کا ذکر کرنے سے انسان دھوکہ کھا جاتا ہے اور قائل کی ہیبت ومنزلت اُسے اُسکی مخالفت سے روک دیتی ہے۔ اور یہی عدل وانصاف ہے برخلاف اُس شخص کے جو یہ سمجھتا ہے کہ حق تو صرف اُسکے امام اور شخص کے قول میں منحصر ہے، گویا وہ شاعر کے اس قول پر عمل پیرا ہے:

إِذَا قَالَتْ حَذَامِ فَصَدِّقُوهَا		فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حَذَامِ

"جب حذام (عورت کا نام) کوئی بات کہہ دے تو اُسکی تصدیق کر دیا کرو، کیونکہ بات تو وہی ہے جو حذام کہے"

میں کہتا ہوں: آلوسی نے تو یہاں تک کہا ہے:

وَمَا أَنَا إِلَّا مِنْ غَزِيَّةَ إِنْ غَوَتْ		غَوَيْتُ وَإِنْ تَرْشُدْ غَزِيَّةُ أَرْشُدِ

"میں سوائے غزیہ قبیلے کا فرد ہونے کے اور کچھ نہیں، اگر یہ گمراہی پر چلے تو میں بھی گمراہی کو اپناؤں گا، اور اگر غزیہ درست راہ اختیار کرے تو میں بھی درست راہ پر چلوں گا"

(تفسیر السعدی، المجلد الأول)

اسی وجہ سے جب اہلِ باطل کی کسی بات کی مخالفت کی جائے تو وہ فوراً قائل کا نام لیتے۔ (حالانکہ دلیل پیش کرنی چاہیئے)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر زمانے میں اہلِ بدعت کی یہ عادت رہی ہے کہ اگر کسی عالم سے صرف ایک کلمہ صادر ہو جائے کہ جس میں انہیں اپنی بدعت کی تائید کا کوئی پہلو نظر آئے تو اُس کلمے کی خوب تشہیر کرتے ہیں، اور جو شخص بھی انکی بدعت کا انکار کرے تو وہ فوراً اس کلمے کو بطورِ دلیل پیش کرتے اور مخالف کا منہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (منتهى الطلب / ۱۲۲)

۲۹۔ اہلِ باطل کا خود کو کسی جلیل القدر ہستی کی طرف منسوب کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ سے اہلِ باطل کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے باطل کو کسی ایسی شخصیت کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے امت میں مقبولیت حاصل ہو، جیسے رافضی اپنے اقوال کو اہلِ بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ ان سے بری ہیں۔ اور احناف اپنے مذہب کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جبکہ امام صاحب فقہ حنفی کے اکثر مسائل سے بری ہیں۔

اسی طرح اہلِ بدعت اپنی نت نئی بدعتوں کو ائمہ کرام کیساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ائمہ کرام کا ان بدعات سے کوئی واسطہ نہیں۔

۳۰۔ اہلِ حق کا حق کے دفاع و نصرت سے گریز کرنا

جب اہلِ حق ایک دوسرے پر تکیہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور دفاعِ حق کا فریضہ ادا کرنے میں کوتاہی کا شکار ہوتے ہیں تو باطل دندناتا پھرتا ہے اور معاشروں میں رائج ہو جاتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باطل پر خاموشی اختیار کرنے سے وہ قوی ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب نورِ نبوت کے حاملین کمزور پڑ جائیں تو بدعت مضبوط ہو جاتی ہے۔

مقبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب علماء کرام دوٹوک حق بیان کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں تو گمراہیاں پھیلتی چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ﴾ (الصف/١٤)

"اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار ہو جاؤ"

مزید فرمایا: "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ"

ابن الوزیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَوْ أَنَّ الْعُلَمَاءَ تَرَكُوا الذَّبَّ عَنِ الْحَقِّ خَوْفًا مِنْ كَلَامِ الْخَلْقِ لَكَانُوا قَدْ أَضَاعُوا كَثِيرًا وَخَافُوا حَقِيرًا" (العواصم والقواصم ١/٢٢٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر علماء کرام لوگوں کی باتوں کے خوف سے حق کا دفاع ترک کردیں، پھر تو یقیناً انہوں نے خیرِ کثیر کو ضائع کردیا اور حق باتوں سے ڈر گئے"

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بدعتوں کے رواج کا سبب انکے بارے میں خاموشی اختیار کرنا اور انکا انکار نہ کرنا ہے۔(الاعتصام ۲/۱۰۱)

۳۱۔ دعوت حق کا اسلوب

بعض داعی حضرات دعوت الی الحق کیلئے ایسا اسلوب اختیار کرتے ہیں جو لوگوں کو قریب لانے کی بجائے دور بھگانے کا باعث ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ" (مسلم)

"یقیناً جب بھی کسی چیز میں نرمی پائی جائے تو اُسے مزین کردیتی ہے"

لہٰذا حق کی دعوت دینے والوں کو نرمی اور شفقت کا رویہ اپنانا چاہیے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عوام الناس کو حق کی طرف مائل کرنے کیلئے نرمی ضروری ہے، کیونکہ جھگڑے اور تعصب آمیز انداز سے لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھری پر اُتر آتے ہیں۔(احیاء العلوم ۲/۱۹۶)

بعض سلف کا قول ہے: جب تم کسی کو غصہ دلا دو تو پھر وہ تمہاری بات قبول کرے، یہ ممکن ہی نہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾(طٰہٰ/۴۴)

(چنانچہ تم دونوں (موسیٰ وھارون علیہما السلام) اس (فرعون) سے نرم بات کہنا، شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈر ے)

البتہ بعض اوقات منافقین اور معاندین کے خلاف سخت رویہ بھی اپنایا جاسکتا ہے، جیسا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ﴾ (التحریم/۹)

(اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے)

شاعر کہتا ہے:

وَوَضْعُ النَّدٰى فِيْ مَوْضِعِ السَّيْفِ بِالْعُلٰى
مُضِرٌّ كَوَضْعِ السَّيْفِ فِيْ مَوْضِعِ النَّدٰى

"جہاں تلوار کیساتھ چڑھائی و غلبہ حاصل کرنا ضروری ہو، وہاں لطف و کرم کی بارش کرنا نقصان دہ ہے، جیسا کہ لطف و کرم کے موقع پر تلوار نقصان دہ ہے"

ابو سعید الخرازی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لسانِ حق کی تُرشی بھی ایک احسان ہے۔

۳۲۔ مخالفین حق سے حق طلب کرنا

مثلاً ایک شخص کسی متنازع مسئلے میں کسی ایسے عالم کے پاس اپنا مسئلہ لے جاتا ہے جو یا تو حق کو جانتا ہی نہیں، یا پھر جانتا تو ہے لیکن کیونکہ وہ خود حق کے خلاف مؤقف پر گامزن ہے لہٰذا وہ اس مسئلے میں دلائل حق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے تاکہ سائل کو مطمئن کر سکے، اور بعض اوقات بے چارہ سوال کرنے والا اُس کے بتلائے ہوئے مسئلے کو حق سمجھ کر اپنا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ﴾ (المائدہ: ۸)

"اے ایمان والو! تم اللہ کیلئے (حق پر) مضبوطی کیساتھ قائم رہنے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرو، یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾ (النسآء/١٣٥)

(اے ایمان والو! تم انصاف کیلئے ڈٹ جانے والے اور اللہ کیلئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، خواہ وہ تمہارے اپنے خلاف یا تمہارے والدین اور قریبی رشتہ دار کے خلاف ہو، معاملے کا فریق امیر ہو یا غریب، دونوں صورتوں میں تمہاری نسبت اللہ ان کا زیادہ خیر خواہ ہے، پس تم نفسانی خواہش کے پیچھے پڑ کر انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو، اور اگر تم نے توڑ مروڑ کر بات کی یا (گواہی دینے سے) منہ موڑا تو بیشک تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے)۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک انسان اگر جان بوجھ کر مخالفین کی بات میں زبان موڑ کر غلط بیانی نہیں کرتا یا اُسے چھپانے کی کوشش نہیں کرتا تب بھی اسکے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ جس مذہب کا بگاڑ چاہتا ہے اسی کے دلائل کو ایسے حسنِ ترتیب سے پیش کرے کہ اُس میں قوت پیدا ہو، پھر اگر وہ اس مذہب سے شدید درجے کی نفرت اور بغض رکھتا ہے تو بھلا بتائے کہ اُس کی کیفیت کیا ہوگی۔ (نقض تأسيس الجهمية ٢/٣٤٤)

۳۳۔ مشورے سے غفلت برتنا

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ مشورہ کرنے سے دوسرے عقلاء کے علم وفہم میں مشارکت ہو جاتی ہے جسکے نتیجے میں درست رائے تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ علماء کی ایک جماعت بہر حال منفرد کے مقابلے میں حق کے زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور پھر بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ کسی معاملے کا ایک پہلو آپکی نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے جو مشورے کے نتیجے میں آپکے سامنے آجاتا ہے اور آپکو فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

کسی بلیغ کا قول ہے: ہر عقلمند شخص پر ضروری ہے کہ اپنی رائی کو دیگر علماء کی رائے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ملا کر دیکھ لے، اور اپنی عقل کیساتھ دیگر حکماء کی عقلیں بھی جمع کر لے، کیونکہ منفرد رائے بعض اوقات پٹڑی سے اتر جاتی ہے اور اکیلی عقل بعض اوقات بہک جاتی ہے۔ (درر السلوك / ٧٤)

ابو الحسن الماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کثرت کیساتھ عقلندوں سے مشورہ کیا کرو، خصوصاً اہم معاملات میں کیونکہ ہر عقل کے پاس درست باتوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے، اور ہر عقل تدبیر کا مسکن ہوتی ہے، اور بعض کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ ایک جماعت کی رائے غلط ہو۔ (درر السلوک/۷۵)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درست رائے تک پہنچنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ہر معاملے میں اسکے اہل لوگوں سے مشورہ کیا جائے اور انسان اکیلا ہی فیصلے نہ کرتا رہے۔ (إعلام الموقعين ١/ ٨٤)

عز بن عبدالسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَجْمَعِ الصَّوَابَ كُلَّهُ لِوَاحِدٍ، وَلِذٰلِكَ شُرِعَتِ الْمُشَاوَرَةُ، فَإِنَّ الصَّوَابَ قَدْ يَظْهَرُ لِقَوْمٍ، وَقَدْ يَغِيبُ عَنْ آخَرِينَ، وَقَدْ قِيلَ لِلشَّافِعِيِّ: أَيْنَ الْعِلْمُ كُلُّهُ؟ فَقَالَ: فِي الْعَالَمِ كُلِّهِ يَعْنِي أَنَّ اللهَ فَرَّقَهُ بَيْنَ عِبَادِهِ وَلَمْ يَجْمَعْهُ فِي وَاحِدٍ (احكام الجهاد و فضائله/٩٥)

(بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام حق کسی ایک شخص کیلئے جمع نہیں کیا، اسی وجہ سے باہمی مشاورت مشروع کی گئی ہے، کیونکہ بعض اوقات کچھ لوگوں کیلئے حق ظاہر ہوتا ہے جبکہ دوسروں کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: تمام علم کہاں ہے؟ فرمایا: تمام جہاں میں یعنی اللہ تعالیٰ نے علم اپنے بندوں کے درمیاں تقسیم کر دیا ہے، کسی ایک شخص میں جمع نہیں کیا)

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ کئی لوگوں کی آراء اور عقول جمع ہونے سے مشکل معاملات کا ٹھوس حل نکل آتا ہے۔ (العقل وفضلہ/۵۵)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشورہ کرنا سید المرسلین محمد کریم ﷺ، آپکے صحابہ اور اہل ایمان کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ﴾ (الشوریٰ /۳۸)

''اور انکا (ہر) کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے''

مشورے سے غفلت برتنے والا اپنے لیے ہلاکت کا گڑھا کھودتا ہے، اور کوئی متکبر یا جاہل ہی ایسا کرسکتا ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے بڑھ کر علم کے حامل اور وحی الٰہی کی روشنی میں فیصلے کرنے والے تھے، اور آپکے علماء صحابہ جیسے سیدنا ابو بکر اور جنکی زبان اور دل پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کردیا تھا یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم جیسی جلیل القدر ہستیاں اپنے معاملات کے مشورے سے چلاتی تھیں تو میں اور آپ کس کھیت کی مولی اور کتنے ذہین وفطین ہیں کہ خود کو مشورے سے مستغنی سمجھیں؟۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مفتی کے پاس ایسے علماء موجود ہوں جنکے علم ودین پر اُسے اعتماد ہے تو اُسے خود سے اپنے آپ کو بڑا کرنے کیلئے فوراً جواب نہیں دینا چاہیئے، بلکہ اس مسئلے پر اہل علم سے مشورہ کرنا اور مدد لینی چاہیئے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو یہ جہالت کی علامت ہے۔(إعلام الموقعین ۴/ ۲۵۶)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''إِنْ كُنْتُ لَأَسْأَلُ عَنِ الْأَمْرِ الْوَاحِدِ ثَلَاثِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کرتا تھا''

(سیر أعلام النبلاء ۳/ ۳۴۴، ذہبیؒ کہتے ہیں: اسکی سند صحیح ہے)

علامہ بن عبد الرحمٰن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غور وفکر اور مشاورت یہ دو باتیں درست بات تک پہنچنے کا سب سے بڑا سبب ہیں، انکے نتیجے میں انسان نقصان سے بچ جاتا ہے، اور انکے ذریعے انسان اس ندامت سے بھی محفوظ رہتا ہے جو جلد بازی اور بے سمجھی کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے۔(تفسیر السعدی/ ۱۵۰)

یہ بات بھی جان لینی چاہیئے کہ مشورہ باریک اور دقیق مسائل پر ہوتا ہے، جبکہ وہ امور جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل واضح اور عیاں ہوں اُن پر مشورے اور غور وفکر میں وقت برباد کرنے کی بجائے فوراً عملی اقدام اٹھانا چاہیئے۔

علامہ بن عبد الرحمٰن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَإِنَّمَا الَّتِیْ تَحْتَاجُ إِلٰی مُشَاوَرَةِ الْأُمُوْرِ الْخَفِیَّةِ الَّتِیْ لَا تُعْلَمُ حَقِیْقَتُهَا وَلَا مَنْفَعَتُهَا''(تفسیر السعدی /١٤٩)

صدیقہ بنت صدیق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل دیکھئے کہ جب آیت تخییر نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: اپنے والدین سے مشورہ کئے بغیر جلدی کوئی فیصلہ مت کرنا۔ تو اُنہوں نے جواب دیا: اس بات میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ (یعنی اس میں مشورے کی ضرورت نہیں)۔

یقیناً میں اللہ، اُسکے رسول اور آخرت کے گھر کی طلبگار رہوں۔ (بخاری (۴۷۸۵)

بعض دعوتی جماعتوں کے قائدین علماء کو مشورے کے قابل نہیں سمجھتے اور اسی وجہ سے وہ دین ودنیا کے فساد کا باعث بنتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

شاید اسکا سبب یہ ہے کہ انہیں یہ وہم ہے کہ ہمارے علماء کے پاس ''فِقْهُ الْوَاقِع'' (یعنی موجود حالات کا علم) نہیں، جبکہ وہ خود کو فقیہ الواقع سمجھتے ہیں، حالانکہ انجام کار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ فقیہ الواقع کون ہے، فقہ الواقع پر لکھنے اور بات کرنے والے بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ انگریزی اور فرانسیسی مصادر سے دلائل پیش کرتے ہیں حالانکہ وہ خود انگریزی اور فرانسیسی میں فرق تک نہیں کر سکتے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے بعض اعوان ومددگار ہیں جو انکے لیے یہ حوالے جمع کرتے ہیں۔

ان لوگوں نے اس امت کو اسکے علماء سے کاٹ دیا ہے، جسکے نتیجے میں شر وفساد پھیلتا چلا جا رہا ہے، انکی منہج میں انحراف کیلئے یہی بات کافی ہے، انہوں نے علماء کرام کو صرف فقہی احکام اور عقائد کیلئے مختص کر رکھا ہے، اور جہاں تک ملکوں اور قوموں سے متعلقہ مصالح وفساد اور واقع کی بات ہے تو اسکے لیے انکے نزدیک دوسرے شہوار قابلِ اعتماد ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاں ایک شخص کی عملی خرابی کا نقصان اور کہاں پوری جماعتوں کی کوتاہوں سے مرتب ہونے والے دین و دنیا کے مفاسد اور نقصانات؟

ان لوگوں کے ہاں علماء کی تعظیم صرف احکام و عقائد تک محدود ہے، واقع اور انکار علی المنکر کے حوالے سے یہ لوگ علماء کی کوئی قدر و قیمت نہیں جانتے نہ انکی طرف رجوع کرتے ہیں اور نہ انکی طرف التفات کرتے ہیں۔

یہ لوگ متکلمین سے حد درجہ مشابہت رکھتے ہیں جو فقہی امور میں ائمہ مذاہب کی تعظیم کرتے ہیں جبکہ اصولِ دین میں ان پر اعتماد نہیں کرتے۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''متکلمین کے نزدیک بعض اعتبار سے نبی بھی ائمہ مذاہب (مثلاً ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، سفیان ثوری، لیث بن سعد، اوزاعی، داؤد بن علی وغیرہ) کے مشابہ ہوتا ہے۔

یہ متکلمین شریعت کے عملی اور فقہی مسائل میں تو ان لوگوں کی تعظیم کرتے ہیں لیکن علمِ کلام اور اصولِ دین مثلاً مسائل توحید، صفات، تقدیر، نبوات، معاد وغیرہ میں ان ائمہ کرام کی موافقت کو لازم نہیں جانتے، بلکہ بعض اوقات تو اپنے شیوخ متکلمین کو ان سے افضل قرار دیتے ہیں، اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ بھی ان مسائل سے واقف تھے لیکن انہوں نے ان مسائل پر ہمارے شیوخ متکلمین کی طرح کھل کر بات نہیں کی''

(الرد علی المنطقیین ٤٤٤/٤٤٣)

۴۴۔ اہل باطل کی حیلہ سازیاں

باطل نے کے پلے میں کوئی صحیح دلیل تو ہوتی ہی نہیں، لہٰذا اہل باطل کو اپنے کھوٹے سکے مارکیٹ میں چلانے کیلئے طرح طرح کی حیلہ سازیوں کا سہارا لینا پڑتا ہے جن سے کمزور بصیرت رکھنے والے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ باطل پر کوئی صحیح دلیل قائم نہیں ہو سکتی، نہ عقلی طور پر اور نہ شرعی طور پر۔

خواہ اسکا تعلق خبر سے ہو یا طلب سے۔

کیونکہ صحیح دلیل تو مدلول علیہ کی صحت کو مستلزم ہے۔

اگر باطل پر صحیح دلیل قائم ہو جائے تو اُسکا حق ہونا لازم آتا ہے، اور یہ دو ضدوں کو جمع کرنے کے مترادف ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی چیز موجود بھی ہو اور معدوم بھی۔

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ۳/ ۲٦٠)

شریعت مطہرہ میں حیلہ سازی کو ممنوع اور سخت گناہ قرار دیا گیا ہے، حیلہ ساز یہود سے مشابہت رکھتا ہے۔

عز بن عبد السلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس شخص میں کوئی خیر د بھلائی نہیں جو اپنے مذہب کے ضعیف اور دلائل صواب سے دوری کے باوجود حیلہ جوئی کرتا ہے اور کتاب وسنت یا اجماع کو اپنی فاسد تاویلات اور نادر جوابات کے ذریعے غلط معانی پہنانے کی کوشش کرتا ہے۔(الفوائد فی اختصار المقاصد / ١٤٤)

اہل باطل اپنے مؤقف کی ترویج کیلئے اپنی تحریر و تقریر اور اہل حق کے ساتھ مناظروں میں نئے نئے حیلے اختیار کرتے ہیں، انکے حیلوں کا استقصاء واحاطہ ناممکن ہے، کیونکہ انکے حیلے شیطان کی وحی کا نتیجہ ہوتے ہیں اور شیطان لوگوں کی گمراہی کا وسیع تجربہ اور لا تعداد حربے رکھتا ہے۔

یہاں ہم اہل باطل کے اہم اور بڑے حیلوں کا تذکرہ کریں گے جو وہ لوگوں کو حق سے دور رکھنے کیلئے استعمال کرتے ہیں:

أ۔ باطل کی تردید پر مبنی کتابوں کو بُرا بھلا کہنا

کیونکہ ردود کے نتیجے میں انکا پول کھلتا ہے اور لوگوں پر انکی غلطیاں آشکار ہوتی ہیں لہٰذا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ دیکھیں گے کہ اہل باطل لوگوں کو ردود پر مبنی کتابیں پڑھنے سے روکتے اور نفرت دلاتے ہیں۔

اس حوالے سے انکا ایک حیلہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ ان ردود کو ہم پلہ معاصرین کی چپقلش قرار دیتے ہیں کہ جسکی طرف التفات نہیں کرنا چاہیئے، اور جسے بیان کرنے کی بجائے لپیٹ کر رکھ دینا ضروری ہوتا ہے۔

یہ انکی واضح تدلیس ودھوکہ بازی ہے، یہ ٹھیک ہے کہ ہم پلہ معاصرین کی باہمی چشمک غیر معتبر ہوتی ہے لیکن یہ لازم ہے کہ علماء سے صادر ہونے والے مبنی بر رد کلام کی تحقیق کی جائے جیسا کہ سلف صالحین نے تحقیق کی اور نہایت کثیر تعداد میں معاصرین کے کلام کو قبول بھی کیا، اور ان علماء کی امت سے خیر خواہی اور منکر کے انکار پر سلف صالحین انکے شکر گذار بھی ہوئے۔

معاصرین کے اُس کلام کو علماء کرام نے غیر معتبر قرار دیا ہے جب مندرجہ ذیل امور ثابت ہوں:

ا۔تنقید میں منفرد ہونا اور باقی علماء کا اس نقد وجرح کا متابعت نہ کرنا۔

۲۔کسی صحیح دلیل کا سہارا لیے بغیر بے تکے انداز میں رد کرنا۔

۳۔رد کرنے والے اور جس پر رد کیا جارہا ہے، دونوں کا علم میں برابر ہونا، لفظ ''اُقران'' سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔

بعض سے ردود جنہیں معاصرین کی چپقلش کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے اُن پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں یہ امور معدوم ہیں، اور انہیں کلامِ اقران قرار دینا محض تعصب مذموم اور مردود علیہ کی بے جا حمایت کا نتیجہ ہے۔

اور لوگوں کو کتب ردود سے روکنے کیلئے انکا ایک حیلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ان کتابوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان سے مسلمانوں کے اتفاق واتحاد میں دراڑیں پڑتی ہیں، دل سخت ہوتے ہیں، یہ علم سے عاری ہوتی ہیں، ان میں زندوں اور مردوں کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی غیبت اور عیب تلاش کیے جاتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب دھوکہ دہی اور تلبیس ہے، کیونکہ ان کتابوں میں جن غلطیوں اور گمراہیوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے وہ شخصی برائیاں نہیں، بلکہ ایسا کلام ہے جو شریعت کی طرف منسوب کیا گیا ہے جبکہ شریعت اس سے بری ولاتعلق ہے، اور یہ کلام پیش کرنے والے نے بھی چھپ کر یہ نہیں کیا، بلکہ علی الاعلان اسے نشر کیا ہوتا ہے، لوگوں کو اسکی دعوت دی جاتی ہے، اور اسکے ذریعے شریعت محمدی کا چہرہ مسخ کیا جاتا ہے۔

لہٰذا ردود پر مبنی کتابیں انتہائی مفید ہیں، دین اسلام اور شریعت مطہرہ کو لوگوں کی لگائی ہوئی تہمتوں اور الزامات سے پاک رکھنے کیلئے ناگزیر اور اللہ، اُسکے رسول اور عام مسلمانوں کی خیرخواہی کیلئے ضروری ہیں۔

○ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تصنیف جسے تصنیف کہنا چاہیے، اور تالیف جو اہلِ علم کی شان کے لائق ہے وہ تالیف ہے جس میں علماء اللہ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے حق کو دوٹوک بیان کریں حق کو غالب اور باطل کو رسوا کریں، دلائلِ حق کے ذریعے بدعات کو ملیا میٹ کریں اور تعصب کی رسیاں کاٹ ڈالیں، اسلام کے دلائل بینات اور ہدایت وارشادات لوگوں کے سامنے واضح کریں، انصاف کی طرف رہنمائی میں مبالغہ کریں کتاب وسنت پر عمل کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کریں، اور محض رائے، ردی باتوں اور کھوٹے اجتہاد کی پیروی سے نفرت دلائیں۔

(أدب الطلب ومنتهى الأدب ۱۸/)

اگر آپ دین میں کتب ردود کی اہمیت جاننا چاہیں، اور اس اصل کو ضائع کردینے کے مفاسد کا اندازہ لگانا چاہیں تو علامہ بکر بن عبداللہ ابوزید کی کتاب "الرد على المخالف من اصول الدين" کا مطالعہ کیجئے، یہ انتہائی مفید کتاب ہے۔

(ب) حق اور اہل حق کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی اہلِ باطل کا ایک حیلہ ہے جسکے ذریعے وہ لوگوں کو اہلِ حق کیساتھ میل جول اور بات چیت سے روکتے ہیں اس طرح حق اور لوگوں کے درمیان دوریوں اور نفرتوں کے پردے حائل کردیتے ہیں، جب کسی عام آدمی کے سامنے اہلِ حق پر طعن وتشنیع کی جائے اور ایک زبان ہوکر انہیں بُرا بتلایا جائے تو وہ بیچارہ بھی اہلِ حق سے نفرت کرنے لگتا ہے اور انکے پاس بیٹھنے سے بدکتا ہے جسکے نتیجے میں عام لوگ خیر سے محروم ہوجاتے ہیں اور معرفتِ حق کا باب اُن پر بند ہوجاتا ہے۔

انبیاء کے دشمنوں نے انبیاء ورسل کیساتھ بھی یہی کچھ کیا تھا، بدترین اوصاف اور خبیث ترین القابات سے انہیں نوازتے تھے، مشرکین مکہ نے ہمارے پیارے نبی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر، پاگل، جھوٹا اور جانے کیا کچھ نہیں کہا تھا، اور اپنے انہی اسلاف کی دوش اپنائی تھی جنکے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كَذٰلِكَ مَآ أَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ (الذاریات/۵۲)

"اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گذرے، انکے پاس جو بھی رسول آیا تو انہوں نے بس یہی کہا کہ (یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ"۔

اہلِ باطل نے انبیاء کے وارثین کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا اور انہیں حشویہ، مجسمہ اور مشبہہ جیسے القاب دیئے۔

ابو عثمان الصابونی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل بدعت نے اہل سنت کو جن القابات سے پکارنے کا وطیرہ بنا رکھا ہے اس حوالے سے میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے وہی انداز اختیار کیا ہے جو مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنایا تھا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف اقوال کہا کرتے تھے، کوئی جادوگر کہتا، کوئی کاہن کہہ کر پکارتا، کوئی شاعر ہونے کا بہتان باندھتا، کوئی دیوانہ قرار دیتا اور کوئی اپنی طرف سے باتیں گھڑ لینے والا جھوٹا اور مفتری جیسے بُرے القاب سے آپکی ذات گرامی کو نشانہ بناتا۔ حالانکہ نبی کریم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان عیوب سے دور کا بھی کوئی واسطہ اور تعلق نہ تھا۔

آپ تو اللہ رب العزت کے چنیدہ و پسندیدہ رسول تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴾ (الاسراء/۴۸)

"دیکھئے! وہ آپکے لیے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ گمراہ ہو گئے، لہٰذا وہ راستہ نہیں پاسکتے" (عقيدة السلف أصحاب الحديث / ١٦٩، ١٧٠)

اسی طرح بدعتی لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور سنتوں کو گلے کا ہار بنا لینے والے أصحاب الحدیث کہ جنکی زندگی کا مقصد ہی احادیث کو روایت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور پیروی کرنا ہے یہ بدعتی لوگ انہیں بھی بُرے بُرے القاب دیتے ہیں، حالانکہ اصحاب الحدیث ان تمام القابات وعیوب سے بری اور پاک صاف ہیں۔

یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنتوں اور پیاری سیرت کے حامل لوگ ہیں جو شریعت کے واضح اور محکم دلائل کے پیرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے صراطِ مستقیم کے وارث ہیں۔

صوفیوں کا ایک طریق واردات یہ بھی ہے کہ وہ ائمہ ہدایت کے متعلق یہ افواہیں پھیلاتے ہیں کہ یہ تو دنیا دار لوگ ہیں جو آخرت کو فراموش کر کے دنیاوی چکا چوند کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تا کہ لوگ علماء اہل سنت سے دور ہو جائیں۔

امام شاطبی رحمہ اللہ ان لوگوں کے متعلق کہتے ہیں: جب ان صوفیوں کو کوئی عامی اور جاہل شخص مل جائے تو اُسکے ذہن میں شریعت مطہرہ کے متعلق اشکالات پیدا کرتے ہیں یہانتک کہ اُسکے دین کو اسکے لیے مشکوک بنا کر اُسے ڈگمگا دیتے ہیں، اور پھر جب اُسے حیرت واضطراب کا شکار دیکھتے ہیں تو تدریجاً اپنی بدعات کی طرف بلاتے ہیں، اور اہل علم کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو اہل دنیا ہیں جو دُنیا کے حصول میں مگن ہیں، اور یہ (صوفیوں کا) گروہ تو اللہ کا کنبہ اور اسکے خاص لوگ ہیں۔ (الإعتصام ٢/ ١٥١)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) باطل کو حق کے لبادے میں پیش کرنا

بظاہر شرعی الفاظ واصطلاحات استعمال کر کے بھی سادہ لوگوں پر ڈورے ڈالے جاتے ہیں کیونکہ عام لوگ تو صرف ظاہری الفاظ پر اعتبار کر لیتے ہیں اوران الفاظ کے پیچھے چھپی حقیقت پر غور کرنے کی زحمت نہیں کرتے۔

لہٰذا اس حوالے سے بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

البتہ محققین پر یہ حیلہ سازیاں کارگر نہیں ہوتیں ، کیونکہ وہ چیز کا کھوج لگاتے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر کے عوام الناس پر حقیقت آشکار کرتے ہیں۔

جب خوارج نے ''اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ'' کا نعرہ لگا کر صحابہ کرام کی تکفیر کی ،تو امیر المؤمنین علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ نے بصیرت افروز جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ '' (صحیح مسلم)

''یہ کلمہ تو برحق ہے لیکن اسکے ذریعے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے''

ابن قیم رحمہ اللہ ان لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں: جہمیہ نے اپنا نظریہ تعطیل صفات اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے قالب میں پیش کیا، اور منافقین نے اپنا نفاق احسان وتوفیق اور معاشی عقل کے رنگ میں ظاہر کیا۔

جبکہ ظالم وجابر لوگ اپنے ظلم وعدوان کو سیاست کا نام دیتے ہیں، اور ٹیکس خور اپنی حرام خوری کو مجاہدین کی امداد سرحدوں کی حفاظت اور قلعوں کی تعمیر کے پردے میں چھپاتے ہیں۔

روافض اپنے کفر والحاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کو اہل بیت سے محبت اور تعلق کا نتیجہ گردانتے ہیں۔

اباحیت پسند صوفی اپنی بدعات وخرافات پر فقر وزہد اور معارف واحوال کا خول چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

وحدت الوجودی اپنے عظیم ترین کفر والحاد کو توحید کا جامہ پہناتے ہیں اور کہتے ہیں: وجود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک ہے دو نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کا وجود۔

کوئی خالق ومخلوق، رب اور بندہ نہیں، بس تمام وجود ایک ہے۔

اور انکے نزدیک یہی رب تعالیٰ کی حقیقت ہے۔

قدری لوگ اپنے تقدیر سے انکار کو عدل قرار دیتے ہیں کہ اگر بندے کے افعال اللہ کی تقدیر سے ہوتے ہیں پھر تو نعوذ باللہ اللہ تعالی کا ظالم ہونا ثابت ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو عادل ہے۔

جہمیہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کے انکار کو عین توحید قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا سمع وبصر، قدرت، حیات، ارادہ اور کلام وغیرہ مان لیا جائے، پھر تو اللہ تعالیٰ واحد نہ ہوا، بلکہ کئی اِلٰہ ہو گئے۔

فاسق وفاجر لوگ جو اپنی گمراہیوں اور خواہشات میں سرمست رہتے ہیں اگر اُن سے بات کی جائے تو وہ بھی دلائل رکھتے ہیں اور جھٹ سے کہتے ہیں کہ اللہ بہت مہربان ہے، ہمیں اُسکی رحمت کی امید ہے، ہم اللہ پر حُسن ظن رکھتے ہیں۔

وہ ہم جیسے گناہ گاروں کو نہ بخشے .... یہ اُسکی سخاوت ومہربانی عفو وکرم اور شانِ بے نیازی کے خلاف ہے۔

خوارج نے ائمہ حق کے خلاف قتال پر "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا لیبل چسپاں کیا۔

اسی طرح دیگر بدعتی لوگ بھی اپنی اپنی بدعتوں کو مختلف خول چڑھا کر پیش کرتے ہیں، حتی کہ مشرکین بھی اپنے شرک کو اللہ کی تعظیم قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو بہت اونچی شان والا اور بلند وبرتر ذات ہے، بھلا سفارشیوں اور واسطوں کے بغیر اُس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔

کسی بھی باطل پرست کیلئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ حق کے قالب میں پیش کیے بغیر اپنے باطل کو فروغ دے سکے۔ (إغاثة اللهفان ۲/ ۸۱، ۸۲)

(د) جھوٹ کو اپنے لیے روا کر لینا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ منافقین کی ذلیل ترین صفات میں سے ہے، جو کبیرہ گناہ ہے، سوائے جنگ، میاں بیوی کی باہمی گفتگو، اور دو ناراض بھائیوں میں صلح کروانے کے علاوہ کسی حالت میں جھوٹ جائز نہیں۔

جو شخص اُسکے علاوہ دیگر امور میں بھی جھوٹ کو جائز سمجھتا ہے وہ اللہ پر بہتان باندھتا اور بغیر دلیل وحجت کے نصوصِ شریعت پر اضافہ کرتا ہے جھوٹ کی قباحت وبرائی کسی پر مخفی نہیں، لیکن اسکے باوجود دعوت الی اللہ کا بیڑا اُٹھانے والے بہت سے لوگوں نے جھوٹ کو اپنا منہج اور شعار بنالیا ہے، اور مصلحتِ دعوت کے نام پر بے دریغ جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں، لہٰذا آپکو انکی صفوں میں پھیلی ہوئی اس دروغ گوئی پر تعجب نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ انکی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔

لوگوں کو حق سے روکنے کیلئے بعض تنظیمیں جھوٹ کا حیلہ اپناتی ہیں، اپنے آپ کو صحیح الزامات سے بری ثابت کرنے کیلئے اپنی تنظیم کی ترقی کیلئے، اور مخالفین پر چڑھائی کیلئے بعض تنظیموں کے لوگ صبح شام جان بوجھ کر یا انجانے میں جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

یہ بالکل معلوم اور مشاہدے کی بات ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قابل مذمت مناظرے کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں بعض اوقات وہ مناظرے بازی میں جھوٹ، بدعت اور ظلم میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور اسکے نتیجے میں کئی دیگر برائیوں کا مرتکب بھی ہوتا ہے۔

اور پھر اہل باطل کبھی تو اہلِ حق پر یوں افترا پردازی کرتے ہیں کہ اہلِ سنت کے کلام کو اپنے فہمِ باطل کیساتھ پیش کرتے ہیں، یا اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ کردیتے ہیں، یا اس میں تحریف وتغییر کرتے ہیں، یا پھر اپنی طرف سے ہی کوئی بات گھڑ کر اُنکی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ (درء تعارض العقل والنقل (۷/۱۶۸)

یہ باطل پرست لوگ اہل سنت کے کلام کو اپنے باطل فہم کے مطابق پیش کرتے ہیں، یا پھر اُسکے الفاظ میں اضافہ یا تبدیلی پیدا کردیتے ہیں جیسا کہ ہم انکی زبانوں سے سُنتے اور انکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں دیکھتے ہیں۔

اور پھر بعض ایسے لوگ جو ان ناقلین پر حُسنِ ظن رکھتے ہیں وہ اُنکی اس بہتان طرازی کو اہل سنت سے منسوب کرکے آگے سے آگے نقل کرتے ہیں اور اسکے نتیجے میں یہ لوگ اہل سنت کو ایسی تنقید کا نشانہ بناتے اور ایسے الزامات لگاتے ہیں کہ جن سے وہ بری اور لاتعلق ہیں، اور بعض لوگ قصد وارادے کے بغیر جھوٹ بولتے ہیں، مثلا اُن اقوال کی حکایت کرتے ہوئے جو انکے عقیدے ومذھب کے خلاف ہوں کیونکہ وہ انکی صحیح معرفت اور پہچان نہیں رکھتے۔ (التسعينية ٢/٥٤٨)

اسی طرح امام صاحب مزید فرماتے ہیں: لوگوں کی بیان کردہ تواریخ ومقالات اور مذاھب میں سے بعض باتیں تو جھوٹ کا پلندہ ہوتی ہے، اور وہ مؤرخین جو آراء اور ادیان کی تنقیح کیے بغیر صرف تاریخ ہی لکھتے ہیں اُنکی کتابوں میں بھی جھوٹ اور سچ دونوں جمع ہوجاتے ہیں، اکثر تاریخ کی کتابیں جنکی تنقیح وتہذیب منقولات کی معرفت رکھنے والوں نے نہیں کی انکا یہی حال ہے، اسی طرح وہ کتابیں جن میں لوگوں کے مقالات وآراء اور دیانات کا تذکرہ ہوتا ہے اُن میں بھی جھوٹ اور سچ دونوں ہی قسم کی باتیں شامل ہوجاتی ہیں، اس سے ہماری مراد وہ کتابیں ہیں جو مقالات کی خبر رکھنے والوں کے نقد وجرح کا لحاظ رکھے بغیر یونہی لکھ دی گئی ہوں، البتہ دیندار سیرت نگاوں میں جان بوجھ کر جھوٹ کا استعمال بہت کم ہی کہیں ہوا ہے۔ (الرد علی البکری ۱/۱۸۱)

اہلِ باطل کیونکر اس بات سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ اگر اہلِ سنت کا کلام اپنی اصل صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تو پاکیزہ فطرت لوگ اُسے فوری قبول کر لیتے ہیں لہٰذا وہ اہل سنت کے کلام کو بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی انسان جان بوجھ کر جھوٹ نہ بھی بولے اور دوسروں کے بعض اقوال کو نہ بھی چھپائے، تب بھی ظاہر ہے کہ وہ جس مذھب کے بگاڑ کا خواہشمند ہے، اسکی دلیلوں کو احسن طریقے سے کیونکر پیش کرسکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مذہب سے ازلی بیر بھی رکھتا ہو؟ (نقض تاسیس الجهمية ۱۸۱/۱)

اور بعض لوگ جو اہل سنت کے مؤقف سے جاہل ہوتے ہیں، وہ اپنی جہالت کی بناء پر اہلِ سنت سے غلط سلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔

شیخ مقبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(عَدَمُ الْإِحَاطَةِ بِمَذْهَبِ الْخَصْمِ لِعَدَمِ صَرْفِ الْهِمَّةِ إِلَيْهِ فَيَجْهَلُ عَلَيْهِ، شَنْشَنَةٌ مِنْ عَدَمِ الْإِنْصَافِ الَّذِیْ هُوَ أَصْلُ الْخِلَافِ".

"کیونکہ انسان کی طبیعت وارادہ مخالف کے دلائل کی طرف توجہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا، جسکے نتیجے میں مخالف کے مذہب کا احاطہ کیے بغیر اس پر چڑھائی کر دینا عدمِ انصاف پر مبنی وطیرہ ہے، اور یہی تمام اختلافات کی جڑ ہے"۔ (العلم الشامخ / ٢٦٠)

(ذ) مخالف کو کم فہم کہنا

اہلِ باطل کا ایک حیلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ دلائل کا تجزیہ کرنے کے بجائے اپنے کھوٹے سکوں (باطل) کو رد کرنے والوں کو کم فہم، بے وقوف اور کم عقل جیسے اوصاف سے نوازتے ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ متکلمین کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب کوئی طالب علم انکے پاس چلا جائے اور انکی اصطلاحات وانداز کلام سے فطری وحشت محسوس کرتے ہوئے اُن پر اعتراض کرے تو یہ لوگ اُسے کہتے ہیں: تم ان باتوں کو نہیں سمجھتے، اور نہ ہی سمجھ سکتے ہو۔

اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نفس میں موجود حمیت وخودداری لوگوں کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ تحقیق کے بغیر متکلمین کی غلط باتیں قبول کرلیں اور اس ڈر سے اُن پر اعتراض ہی نہ کریں کہ وہ انہیں کم علمی وکج فہمی کی طرف منسوب کریں۔ (درء تعارض العقل والنقل ۲۹۵/۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(و) مجملات کا استعمال

یہ اہل بدعت کا طریق کار ہے کہ مجمل باتیں استعمال کر کے جاہل لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، مجمل لفظ استعمال کرتے ہیں جسے حق اور باطل دونوں پر محمول کیا جاسکتا ہو، اور اسکی تفصیل بیان نہیں کرتے، کیونکہ تفصیل سے حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فَإِذَا وَقَعَ الْإِسْتِفْصَالُ وَالْإِسْتِفْسَارُ، اِنْكَشَفَ الْأَسْرَارُ، وَتَبَيَّنَ اللَّيْلُ مِنَ النَّهَارِ".

"جب (مجمل کی) تفصیل ووضاحت طلب کی جائے تو حقیقت کے بھید کھل جاتے ہیں، اور رات دن سے نمایاں ہو جاتی ہے" (التسعينية ۱/ ۲۱۷)

اسی طرح آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات بھی جاننے کے لائق ہے کہ نصاریٰ اور اُن جیسے غالی لوگوں مثلاً غالی صوفیوں اور شیعہ وغیرہ کی گمراہی کا سبب تین چیزیں ہیں: جن میں سے ایک وہ متشابہ ومجمل الفاظ ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام سے منقول ہیں، یہ لوگ صریح اور محکم الفاظ کو چھوڑ کر مجمل ومتشابہ الفاظ کا سہارا لیتے ہیں، جہاں کہیں کوئی متشابہ لفظ سُن لیں تو بس اُسی کو تھام لیتے ہیں اور اُسے اپنے مذہب پر محمول کرتے ہیں اگرچہ وہ اُنکے مذہب کی دلیل نہیں ہوتا۔

اور وہ تمام صریح الفاظ جو انکے اس مذہب کے خلاف ہوں، تو یہ لوگ یا تو انکو ماننے سے ہی انکار کر دیتے ہیں یا پھر انکی تاویل کرتے ہیں۔

گمراہ لوگوں کا شروع سے یہ شیوہ ہے کہ دلائل عقلی ونقلی میں سے متشابہ کی پیروی کرتے اور محکم وصریح سے روگردانی کرتے ہیں۔

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح ۱/ ۳۱٦/ ۳۱۷)

مجمل کی اتباع کرنا بھی حق سے دوری کا ایک سبب ہے، اور یہ صرف اللہ اور اُسکے رسول کے کلام کیساتھ ہی مختص نہیں، بلکہ علماء کے اقوال میں سے مجمل کی اتباع بھی گمراہی کا ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا سبب ہے خصوصا جبکہ انہیں فاسد معانی پر محمول کیا جائے، نصاریٰ کا بھی طریق کار ہے۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَهٰؤُلَاءِ قَدْ يَجِدُوْنَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الْمَشَائِخِ كَلِمَاتٍ مُشْتَبِهَةً مُجْمَلَةً فَيَحْمِلُوْنَهَا عَلَى الْمَعَانِي الْفَاسِدَةِ كَمَا فَعَلَتِ النَّصَارٰى فِيْمَا نُقِلَ لَهُمْ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ فَيَدَعُوْنَ الْمُحْكَمَ وَيَتَّبِعُوْنَ الْمُتَشَابِهَ“

”اور یہ لوگ بعض اوقات کچھ مشائخ کے کلام میں سے مشتبہ اور مجمل کلمات پا لیتے ہیں، تو انہیں فاسد معانی پر محمول کرتے ہیں، جیسا کہ نصاریٰ نے أنبیاء سے منقول کلام کے حوالے سے یہ وطیرہ اپنایا۔

چنانچہ یہ لوگ محکم کو چھوڑ کر متشابہ کی پیروی کرتے ہیں“ (مجموع الفتاوی ۲/۳۷۴)

لہٰذا ضروری ہے کہ ایک عالم کی مجمل بات کو اُسکے باقی اقوال کیساتھ ملا کر اُنکی روشنی میں دیکھا جائے اور اس مسئلے پر اُسکے تمام اقوال جمع کیے جائیں تا کہ اشکال زائل ہو اور اس مجمل قول سے عالم کی مراد واضح ہو سکے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

متکلم کے بعض کلام کی تفسیر اور وضاحت اُسی کے بعض کلام سے کرنا واجب ہے اس مقصد کیلئے مختلف جگہوں سے اسکے کلام کو لیا جائے گا، اور کسی خاص لفظ سے اسکی مراد کیا ہوتی ہے؟ اس حوالے سے اُسکی عادت معلوم کی جائے گی، اور جب الفاظ و معانی کے استعمال میں اسکی عادت اور عُرف معلوم ہو جائے تو اُسکے کلام کو سمجھنے کیلئے اس سے مدد لی جائیگی۔

اسکے برعکس اگر متکلم کی عادت کے خلاف اُسکے کسی لفظ کو کسی اور معنیٰ پر محمول کیا جائے جبکہ متکلم اس لفظ کو اس معنیٰ میں استعمال نہ کرتا ہو، تو یہ سراسر اسکے کلام میں تحریف، اُسکے مقاصد میں تبدیلی اور اُس پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہوگا۔

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ۲/۲۸۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ز) منسوخ نصوص اور علماء کے اُن اقوال کیساتھ چمٹے رہنا جن سے وہ خود بھی رُجوع کر چکے ہوں۔

باطل پرستوں کا ایک حیلہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ محکم اور غیر منسوخ احکامات کو چھوڑ کر منسوخ کو اپناتے ہیں، اور اسی طرح علماء کرام کے اُن اقوال کو اختیار کرتے ہیں جنکا ضعف واضح ہو جانے کے بعد خود اُن علماء نے بھی انہیں ترک کر دیا ہوتا ہے، لیکن یہ باطل پرست لوگ یوں ظاہر کرتے ہیں۔

گویا یہ ان علماء کے مستقل اقوال ہوں۔

اسکی مثال "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ" والی حدیث ہے، جو دوسری حدیث کی وجہ سے منسوخ ہوگئی ہے کہ جس میں صرف "التقاء الختانین" کو غسل کا موجب قرار دیا گیا ہے۔

حافظ ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عموماً جن صحابہ کرام سے "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ" والی روایت بیان کی گئی ہے خود اُن سے ہی اسکے خلاف "التقاء الختانین" سے غسل والی روایت بھی بیان کی گئی ہے، ان میں عثمان، علی سعد بن اُبی وقاص، ابن مسعود، ابن عباس، زید بن ثابت، اُبی بن کعب، اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم اُجمعین شامل ہیں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنے سابقہ قول سے رجوع کر لیا تھا، "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ" کا نسخ علماء کرام کے درمیان مشہور و معروف ہے، اور کسی نے بھی اسکے برعکس موقف نہیں کیا۔ (فتح الباری ۱/۳۸۷)

پھر حافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جھگڑالو مخالفین بعض اوقات اُن احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن سے اُنکے راوی بھی رُجوع کر چکے ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مخالف احادیث کے مقابلے میں، اور بعض اوقات تو یوں بھی کہتے ہیں کہ مخالف احادیث کے مقابلے میں زیادہ صحیح سند کی حامل احادیث ہیں، اسی وجہ سے کئی علماء کرام نے اس قسم کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کے تذکرے اور بیان کو ناپسند کیا ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے بہت سے لوگوں کے دلوں میں شبہات جنم لیتے ہیں۔

(ح) کتمانِ حق

حق بالکل واضح ہوتا ہے، اور اگر حق کو اسکی اصلی شکل میں پیش کیا جائے تو پاکیزہ فطرت لوگ اس پر کسی دوسری چیز کو ترجیح نہیں دیتے۔

اسی وجہ سے اہلِ باطل کی یہ کوشش رہتی ہے کہ حق کو چھپایا جائے اور لوگوں کو اس سے دور رکھا جائے، اہلِ بدعت کی سب سے مشہور علامت یہ ہے کہ وہ اپنی خرافات کا تذکرہ تو خوب کرتے ہیں لیکن حق کو چھپانے اور دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔

امام العلل دار قطنی رحمہ اللہ حدیث قلتین کے مختلف بیان کرنے کے بعد امام وکیع رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "أَهْلُ الْعِلْمِ يَكْتُبُوْنَ مَا لَهُمْ وَمَا عَلَيْهِمْ وَ أَهْلُ الْأَهْوَاءِ لَا يَكْتُبُوْنَ إِلَّا مَا لَهُمْ".

"اہل علم کا شیوہ ہے کہ وہ اپنے حق میں اور اپنے مخالف تمام دلائل لکھتے ہیں، جبکہ خواہش پرستوں کا طریق کار یہ ہے کہ وہ صرف ایسے دلائل لکھتے ہیں جو اُن کے حق میں ہوں" (سنن دار قطنی)۔

گویا کہ امام دار قطنی یہ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق اس حدیث کے تمام طرق لکھ دیئے ہیں، اور وہ احادیث کی تصحیح وتضعیف اپنی خواہش کی بنیاد پر نہیں، بلکہ انتہائی دیانت داری کیساتھ کرتے ہیں۔

یہ ایک مخفی بیماری ہے، اور مختلف مقالات ومذاہب کے عادی افراد بہت کم ہی اپنا دامن اس سے بچا پاتے ہیں، احکام تو در کنار یہ مرض تو عقائد تک میں سرائیت کر چکا ہے۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام حاکم تشیع کی طرف منسوب ہیں، ایک مرتبہ اُن سے مطالبہ کیا گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر کوئی حدیث بیان کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اُنہوں نے کہا: ایسی کوئی حدیث مجھے یادنہیں آرہی، مجھے یادنہیں آرہی۔ اس پرلوگوں نے اُنکی پٹائی بھی کی لیکن اُنہوں نے ایسا کر کے نہ دیا، جبکہ ''الأربعین'' میں اُنہوں نے ضعیف بلکہ ائمہ حدیث کے نزدیک موضوع روایات نقل کرنے سے بھی احتراز نہیں کیا، جیسا کہ وہ روایت جس میں عہد توڑنے والوں، ظلم ڈھانے والوں، اور بے دینوں سے قتال کی بات ہے۔ (منهاج السنة ۷/۳۷۳)

اسی طرح شیخ الاسلام رحمہ اللہ امام بیہقی اور امام طحاوی رحمہما اللہ کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اگرچہ بیہقی نے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن اس کی وجہ سے اُن پر انکار بھی کیا گیا ہے، اور اہل علم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے مخالفین کے دلائل مکمل طور پر نقل نہیں کرتے جیسا کہ اپنے حق میں منقول آثار پورے استیعاب کیساتھ روایت کرتے ہیں، اور ایسے آثار سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ اگر انکے مخالفین اُن سے استدلال کرتے تو یہ اُن پر تنقید کرتے اور انکا ضعف بیان کرتے اپنے تمامتر علم اور دین کے باوجود آپ سے یہ فعل اس لیے سرزد ہوا ہے کہ اپنے جیسے دیگر علماء کی طرح آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وآثار کو کسی ایک عالم کے اقوال کے موافق کرنا چاہتے ہیں۔

جو شخص بھی یہ راستہ اختیار کرے اسکے دلائل باطل ہو جاتے ہیں، اور اس پر ایک طرح کا ناحق تعصب ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ وہ لوگ بھی ایسا کرتے ہیں جو آثار واحادیث جمع کرتے اور بہت سے مقامات پر انکی ایسی تاویلات کرتے ہیں جنکا فساد ظاہر ہوتا ہے، اور اسکی وجہ صرف یہی ہوتی ہے کہ صاحب کتاب جس قول کی نصرت چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے یہ احادیث وآثار اس قول کے موافق ہو جاتے جیسا کہ شرح الآثار کے مصنف ابو جعفر رحمہ اللہ کرتے ہیں، اگرچہ وہ بیہقی ؒ کے مقابلے میں زیادہ آثار روایت کرتے ہیں، لیکن طحاوی رحمہ اللہ کی نسبت بیہقی رحمہ اللہ صحیح وضعیف آثار کے درمیان تمیز اور تنقیح زیادہ کرتے ہیں۔

(مجموع الفتاویٰ ۲۴/۱۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ط) اجماع کا دعوی کرنا جبکہ اُسکی کوئی حقیقت نہ ہو

کیونکہ باطل کے ثبوت میں کوئی صحیح دلیل قائم ہی نہیں ہو سکتی، لہذا اہلِ بدعت اپنی بدعات کو رواج دینے کیلئے جھوٹ اجماع کا دعوی کر دیتے ہیں، کیونکہ عموماً لوگ اجماع امت سے نکلنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ اجماع کا دعوی انہیں کوئی فائدہ پہنچانے سے قاصر ہے، کیونکہ اجماع تو کتاب وسنت کی دلیل پر ہی قائم ہوتا ہے، اور اجماع اُس دلیل کے وجود پر ایک دلیل ہوتا ہے، عملاً جس مسئلے پر بھی امت کا اجماع ہوا ہے اُس پر نص موجود ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ﷫ فرماتے ہیں: امت نے جس حکم پر بھی اجماع کیا ہے، اُس پر کوئی نہ کوئی نص موجود ہے اجماع دراصل نص کی موجودگی پر دلیل ہوتا ہے، اور وہ نص بھی ایسی نہیں ہوتی کہ جسکے آثار مٹ چکے ہوں، بلکہ وہ ائمہ کے ہاں معروف ہوتی ہے، (منھاج السنہ ۱/۳۴۴)

اسی وجہ سے بہت سے دعوی ہائے اجماع دراصل بدعتیوں کا فسانہ ہوتے ہیں۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ ﷫ فرماتے ہیں: ''وَلِأَهْلِ الْكَلَامِ وَالرَّأْيِ مِنْ دَعْوَى الْإِجْمَاعَاتِ الَّتِيْ لَيْسَتْ صَحِيْحَةً، بَلْ قَدْ يَكُوْنُ فِيْهَا نِزَاعٌ مَعْرُوْفٌ، وَقَدْ يَكُوْنُ الَّتِيْ إِجْمَاعُ السَّلَفِ عَلٰى خِلَافِ مَا ادَّعَوْا فِيْهِ الْإِجْمَاعَ مَا يَطُوْلُ ذِكْرُهُ''.

اہلِ کلام اور اہلِ رائے کے کئی دعوی ہائے اجماع درست نہیں ہوتے بلکہ کبھی تو ان مسائل میں معروف اختلاف پایا جاتا ہے، اور کبھی تو سلف کا اجماع انکے دعوی اجماع کے برعکس ہوتا ہے، ایسے مسائل کی فہرست بڑی طویل ہے۔ (النبوات ۱/۴۷۹)

شیخ الإسلام ابن تیمیہ ﷫ اُن بدعتیوں کی تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو زیارتِ قبور کیلئے سفر کو مستحب جانتے ہیں: ان لوگوں نے دونوں گروہوں کے مشترکہ اجماع کو توڑا ہے، اور اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ اُسے خلاف اجماع کا دعوی بھی تھوپ دیا ہے، اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جو شخص کسی ایک گروہ کا قول اختیار کرتے ہوئے زیارتِ قبور کیلئے سفر کو فقط جائز یا حرام کہے تو یہ بدعتی لوگ اُسے تعذیب کا نشانہ بناتے، اُسے کافر کہنا جائز سمجھتے، اور اُسے قتل کرنے کے درپے ہوتے ہیں، خوارج، روافض اور ان جیسے دیگر جاہل بدعتی لوگ جو سنت اور اجماع سلف کے مخالف اور اہل سنت کے دشمن ہیں، یہ اپنے باطل شبہات مثلاً جھوٹی احادیث اور مجمل الفاظ سے استدلال کا سہارا لیکر اپنی بدعتیوں کو پروان چڑھاتے ہیں۔

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

یہ حق سے دوری کے اسباب تھے جو اللہ کے فضل سے اہل علم پر مخفی نہیں، ہمارا مقصود صرف تنبیہ اور اشارہ کرنا ہی تھا، لوگ حق اور باطل کے اختیار اور التزام کے حوالے سے مختلف درجات پر ہوتے ہیں، بعض لوگوں کی گمراہی صرف ایک یا دو اسباب کا نتیجہ ہوتی ہے، جبکہ بعض کیلئے کئی اسباب جمع ہو جاتے ہیں، سب سے بڑا بدعت وہ ہے جو ان میں سے ہر سبب کا شکار ہوا، ہر شخص اپنے نفس سے خوب واقف ہے اور بخوبی یہ جان سکتا ہے کہ اُس میں کیا کیا نقائص اور خرابیاں پائی جاتی ہیں، اسی طرح وہ بندہ بھی سراسر گھاٹے میں ہے جو خود کو حق پر گامزن اور حق کا داعی ومتلاشی سمجھتا ہے حالانکہ حقیقت اسکے برعکس، اور اُسکا طرزِ عمل اسکے برخلاف ہے، پھر بھلا ایسا شخص کیونکر حق کی طرف پلٹ سکتا ہے؟

بہر حال تمامتر بھلائیوں کی کنجی علم، انصاف اور اچھا ارادہ ہے، اور تمام برائیوں کی جڑ جہالت، ظلم اور برا ارادہ ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ وہ مہربان مالک مجھے اور میرے تمام بھائیوں کو حق کی معرفت اور اس پر گامزن رہنے کے اسباب عنایت فرمائے، ہمیں حق کا داعی بنائے، باطل اور اسکے اسباب سے دور رکھے، حق کی طرف پلٹنے والا اور ہر چیز پر حق کو ترجیح دینے والا بنائے، اور تمام تعریفیں تو اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲- فائدہ

بندے کا کمال اور سعادت دو چیزوں میں منحصر ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعظیم و بجا آوری۔

۲۔ اللہ کے بندوں کیساتھ مہربانی و شفقت کا برتاؤ۔

جب کسی بندے میں یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک صفت نہ پائی جائے تو جان لینا چاہیے کہ وہ بد بخت اور خائب و خاسر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○﴾ (البلد)

اور پھر فرمایا: ﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ○﴾

یہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے احکامات کی تعظیم کی بات ہے اور ساتھ ہی ساتھ دوبارہ رحمت کا تذکرہ بھی ہے، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ بندے کے دل پر صفت رحمت غالب ہونی چاہیے۔ اور صرف اس پر اکتفا نہیں، بلکہ دوسروں کو بھی اسکی وصیت کرنا چاہیے۔

اسی طرح جہنمی شخص کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ﴾ (الحاقة/ ٣٤)

ان آیات میں بھی دونوں امور کا بیان ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ وَلَا تَحَاضُّونَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ (الفجر/۱۷۔۱۸)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبة/۱۲۹)

یہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مبارکہ ہے، لہٰذا ہمارے لیے اس صفت میں بھی آپ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔

اس معنٰی میں اور بھی کئی آیات ہیں جو اللہ کے بندوں پر شفقت کی ترغیب دلاتی اور بے رحمی سے خوف دلاتی ہیں۔

علاوہ ازیں بہت سی احادیث میں بھی اس موضوع کو مختلف پیرائیوں میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

"وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ" (مسلم)

(تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: ایک تو وہ حکمران جو عدل وانصاف کرتا ہے، صدقہ خیرات تقسیم کرتا ہے، اور اسے خیر کی توفیق نصیب ہوتی ہے، اور دوسرا وہ آدمی جو ہر قریبی رشتہ دار اور ہر مسلمان کیلئے نرم دل اور مہربان ہے، اور تیسرا وہ عیال دار مسلمان جو رزقِ حرام اور لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے اجتناب کرتا ہے)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے: "رحم کرنیوالوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر مہربان ہوگا"

(ابوداؤد (۴۹۴۱) ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا)

اسی طرح آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ"

رحمت تو صرف بدبخت آدمی سے ہی سلب کی جاتی ہے"

(ترمذی (۱۹۲۳)، صحیح ابوداؤد، البانیؒ نے اسے حسن قرار دیا)

نیز آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جو شخص لوگوں پر رحم نہ کھائے، اللہ تعالیٰ بھی اُس پر رحم نہیں فرماتا“ (بخاری)۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لَنْ تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَرَاحَمُوْا قَالُوْا : كُلُّنَا رَحِيْمٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ بِرَحْمَةِ أَحَدِكُمْ صَاحِبَهُ وَلٰكِنَّهَا رَحْمَةُ النَّاسِ رَحْمَةَ الْعَامَّةِ“

”تم اُس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے پر رحم نہ کرنے لگو صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سب ہی مہربان ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد اپنے ساتھی کیساتھ مہربانی نہیں، بلکہ تمام لوگوں کیساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا، اور عامۃ الناس کیساتھ رحم کا معاملہ کرنا ہے“ (الصحيحة ١/ ٢٧٠)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا“

(وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا، اور ہمارے بڑوں کا شرف نہیں پہچانتا) (ترمذی، مسند احمد ۱/ ۱۵۷)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اقرع نے حابس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہو؟ جبکہ میرے دس بچے ہیں، لیکن میں نے کبھی اُنہیں بوسہ نہیں دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَوَ أَمْلِكُ إِنْ نَزَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ]

(اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت ہی سلب کر لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟) (بخاری)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آتا ہے:

[مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ]

(جو رحم نہیں کرتا، اُس پر رحم نہیں کیا جاتا)۔ (بخاری مسلم)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ”وہ بندہ خائب و خاسر ہو گیا جسکے دل میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی رحمت نہیں ڈالی“ (الصحيحة ١/ ٤٥٦)

اس حدیث کی نص سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں لوگوں کیلئے مہربانی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدردی نہ ہو، وہ خائب وخاسر اور ناکام ونامراد ہے۔

اور آجکل ایسے لوگ کس قدر زیادہ ہو چکے ہیں!!

خود پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں، جبکہ اُنکے پڑوسی بھوکے ہوتے ہیں۔

خود عیش وعشرت کے مزے لوٹتے ہیں، جبکہ اُنکے ساتھی غربت وافلاس کا شکار ہوتے ہیں۔

خود نعمت کدوں میں رہتے ہیں، اور مسکینوں سے مکانوں کا کرایہ لیتے ہوئے انہیں کچھ احساس نہیں ہوتا، یہاں مہینہ ختم ہوا وہاں یہ مسکینوں کے سر پر سوار ہو گئے، اور مفلوک الحال مسکین جن کے پاس کرایہ دینے کے پیسے نہیں ہوتے، وہ حیران وپریشان ہو کر اللہ رب العالمین کو پکارتے ہیں: اے اللہ! ہمارے پاس تو کھانے کیلئے کچھ نہیں، مکان کا کرایہ کہاں سے دیں؟ اور دولت پر سانپ بن جانے والے اس سیٹھ کو اپنی قبر کی کچھ فکر نہیں ہوتی کہ اسے اپنی قبر کی وسعت کیلئے بھی کچھ کرنا ہے۔

اللہ کی قسم! لوگوں کے دل فاسد ہو چکے ہیں۔ (واللہ المستعان)

اسی طرح بہت سے لوگ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر باہر ممالک چلے جاتے ہیں اور سالوں وہاں گذار دیتے ہیں، انہیں بھی اپنے اہل خانہ، بچیوں اور بچوں کا کچھ احساس نہیں ہوتا۔

اسی طرح بہت سے لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں، کئی لوگ مسافروں اور مہاجرین کو لوٹتے ہیں، پولیس والے پریشان حال لوگوں سے رشوت بٹورتے اور بعض اوقات انہیں مارتے بھی ہیں۔

اور یہ تمام ظلم وزیادتی کرتے ہوئے انہیں اللہ کا کچھ خوف نہیں آتا۔

ان لوگوں کے دل کس قدر سخت ہو چکے ہیں؟ کیا جہنم کی آگ سخت دلوں کو پگھلانے کیلئے ہی نہیں پیدا کی گئی؟؟

بلکہ ایک مؤمن کو تو اہل ایمان کیساتھ ساتھ کفار پر بھی رحم کھانے کی تلقین کی گئی ہے۔

ایک صحیح حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، جسے فتح حاصل ہوئی، اُن مفتوح لوگوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے کہا: میں اُن لوگوں میں شامل نہیں، بلکہ میں تو ایک عورت کا عاشق ہوں اور اُسے ملنے کیلئے ہی آیا تھا، تم مجھے ایک نظر اُسکی طرف دیکھنے دو پھر میرے ساتھ چاہے سلوک کرو۔

جب لوگوں نے اُس عورت کو دیکھا تو وہ گندمی رنگت کی طویل قامت عورت تھی۔

اُس شخص نے اُس عورت کو خطاب کرتے ہوئے کہا: اے حبیش! میری زندگی تمام ہونے سے پہلے اپنا آپ میرے سپرد کردو۔ اور کہا:

أَرَأَيْتَ لَوْ تَبِعْتُكُمْ فَلَحِقْتُكُمْ		بِحِلْيَةٍ أَوْ أَدْرَكْتُكُمْ بِالْخَوَانِقِ
أَمَا كَانَ حَقًّا أَنْ يُنَوَّلَ عَاشِقٌ		تَكَلَّفَ إِدْلَاجَ السُّرَى وَالْوَدَائِقِ

(یعنی جس عاشق نے تم سے ملاقات کیلئے راتوں کا سفر اور بارشوں کی مشقت برداشت کی ہے، کیا وہ یہ حق بھی نہیں رکھتا کہ اُسے ایک بوسہ ہی دے دیا جائے؟"

اُس عورت نے کہا: کیوں نہیں، میں تم پر قربان جاؤں۔

پھر اُس شخص کو آگے لاکر اسکی گردن ماردی گئی، اسکے بعد وہ عورت اسکی لاش کے پاس آکر کھڑی ہوئی اور ایک زوردار چیخ مار کر خود بھی مرگئی۔

پھر جب وہ لوگ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے واقعے کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَحِيمٌ؟]

"کیا تم میں کوئی بھی رحم دل آدمی نہیں تھا؟" (الصحيحة: ٢٠٩٤)

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ تعالی کی پاکیزہ صفات کو بقدر وسعت اپنانے کی کوشش کرے، اللہ رب العالمین تو "ارحم الراحمین" (تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان) ہے، لہٰذا مومن کو بھی مہربان ہونا چاہیئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

"لَوْ تَعْلَمُونَ قَدْرَ رَحْمَةِ اللهِ لَاتَّكَلْتُمْ عَلَيْهَا"

"اگر تم اللہ کی رحمت کی مقدار جان لو، تو اُس پر تکیہ کر کے بیٹھ جاؤ"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بزار نے اسے حسن سند کیساتھ روایت کیا، دیکھئے: مجمع الزوائد ۱۰/۲۱۳)
اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو فقط ایک کتے پر رحم کھا کر اُسے پانی پلانے کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا تھا۔ جیسا کہ صحیحین میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

ایک دوسری روایت میں آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

"رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي غُصْنِ شَجَرَةٍ تُؤْذِي النَّاسَ فَنَحَاهَا"

"میں نے ایک آدمی کو جنت میں اس بناء پر گھومتے دیکھا ہے کہ اُس نے لوگوں کو تکلیف دینے والی ایک ٹہنی ہٹادی تھی" (متفق علیہ)

اسکے برعکس ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک عورت صرف ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی، وہ یوں کہ اُس نے بلی کو پکڑ کر باندھ دیا، نہ تو اُسے خود کچھ کھانے پینے کیلئے دیا اور نہ ہی اُسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی پھرے۔

لہٰذا وہ بلی بھوک پیاس سے مرگئی۔ (بخاری)

یعنی اس بلی پر رحم نہ کرنے کی وجہ سے وہ عورت جہنم کی حقدار بن گئی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں مخلوق پر رحم کرنے اور مہربانی وشفقت کا برتاؤ کرنے کا کیا مقام ہے!

اور مہربانی وشفقت میں اصل چیز عمل کی کثرت یا زیادتی نہیں، بلکہ وہ جذبہ اور ہمدردی ہے جو انسان کے دل میں موجزن ہوتا ہے، جسکی موجودگی کے بعد پھر تھوڑا عمل بھی کافی ہوتا ہے۔

رحم کا یہ جذبہ کیونکر حاصل ہوسکتا ہے؟

۱۔ دعا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ وہ مہربان وکریم مالک آپکے دل کو نرم کردے، اور آپکے دل میں رحمت والفت ڈال دے، کیونکہ تمام باتیں اللہ ہی کی توفیق سے ممکن ہوتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا بھی مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے سالکین کی محبت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کرتا ہوں۔

۲۔رحم دلی اور باہمی اُلفت و مودّت کی طرف توجہ اور ترغیب دلانے والی کتاب وسنت اور آثار سلف پر بنی نصوص کا مطالعہ کیجئے، ان شاء اللہ انہیں پڑھنے سے آپکے دل میں رحم پیدا ہوگا۔

۳۔لوگوں کے مصائب و آرام، فقر و فاقہ، یتیمی و بیوگی پر غور وفکر کیجئے، اور انکے دکھوں کا احساس پیدا کیجئے۔قید و بند کی صعوبتوں، بیماریوں اور زخموں کا تصور کیجئے، اس طرح آپکا دل نرم ہوگا اور اس میں رحم دلی کا جذبہ پیدا ہوگا۔

۴۔ہر شخص کا حق پہچانیئے، حقوق کی معرفت ہی تو دراصل رحمت ہے۔مثلاً:

(۱) بچوں کیساتھ مار پیٹ کے بجائے پیار محبت کا معاملہ کرنا۔

(۲) مساکین کیساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا، انہیں تسلی دینا، اور انہیں کھانا وغیرہ کھلانا۔

(۳) یتیموں کیساتھ شفقت واحسان کا معاملہ کرنا، اور اُن پر خرچ کرنا۔

(۴) مریض کیلیۓ دُعا کرنا، اور اسکی تکلیف کا احساس کرنا۔

(۵) بیوی کیساتھ حسنِ سلوک کرنا، بہت عرصہ کی دوری یا خرچ میں بخل کے ذریعے بیوی کو نہ ستانا بلکہ ہر طرح سے اُسکے ساتھ مہربانی اور شفقت کا مظاہرہ کرنا، مثلاً اُسے اُسکے عزیز واقارب سے ملنے کیلیۓ بھیجنا، مسکرا کر ملنا، اور اسکی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کو برداشت کرنا۔

(۶) اگر آپ امام ہیں تو نماز کو زیادہ لمبا کرنے کے بجائے میانہ روی اختیار کرنا۔تاکہ مقتدیوں میں سے کمزور و ناتواں، بوڑھے اور کام کاج والے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔یہ بھی رحمت ہے۔

(۷) کسی میت پر اظہار تعزیت کرنا، غمگین ہونا، آنسو بہانا، اور اسکے لیے دُعا کرنا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے نواسے کی وفات پر رو پڑے تھے، اور جب لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ رونا کیسا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو رحمت ہے، جو اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں میں سے رحم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنیوالوں پر رحم کرتا ہے۔

(۸) قیدیوں کو کھانا کھلانا اور انکے ساتھ نرمی کرنا۔

(۹) طلبہ کیساتھ مار پیٹ کے بجائے شفقت کرنا، مختصر دروس دینا، اور لمبے عرصے تک کیلیئے انکی چھٹی بند نہ کرنا۔

مالك بن حُوَيْرِث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بیس راتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ ہم اپنے گھر والوں سے ملنے کا اشتیاق رکھتے ہیں، تو آپ کیونکہ انتہائی مہربان اور نرم دل تھے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت کرتے ہوئے فرمایا: اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ جاؤ۔۔۔۔الحدیث۔

طلبہ کرام بعض اوقات مسافر ہوتے ہیں، اور اپنے علاقوں، اہل خانہ اور دنیا کو چھوڑ چکے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ لوگ شفقت و مہربانی کے خصوصی مستحق ہوتے ہیں۔

(۱۰) کنواروں پر رحم یہ ہے کہ انکی شادی کا بندوبست کیا جائے اور اسکے لیے اسباب مہیا کیے جائیں۔

(۱۱) کرائے دار کا کرایہ ادا کرنا بھی اس پر رحم کرنا ہے۔

(۱۲) والدین کیساتھ حسن سلوک اور اُنکی خدمت کرنا۔

(۱۳) مظلوم و مقہور لوگوں کی نصرت و تائید کرنا بھی رحم میں شامل ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ'' جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا، اسکے ذیل میں فرماتے ہیں: ابن بطالؒ کہتے ہیں: اس حدیث میں تمام مخلوق کیساتھ رحم کا معاملہ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، اس میں مؤمن، کافر مملوکہ وغیر مملوکہ جانور سب شامل ہیں، جانوروں کیساتھ شفقت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اُنکے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے، حد سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے، بے جا نہ دوڑایا جائے، اور مار پیٹ میں زیادتی نہ کی جائے۔(فتح الباری ۱۰/ ۴۵۵)

سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریعت اسلامیہ اپنے اصولوں اور فروعات تک سراسر رحمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مبنی ہے، اس میں حقوق کی ادائیگی کا امر ہے، خواہ انکا تعلق اللہ کیساتھ ہو یا مخلوق سے، پھر اللہ تعالیٰ کسی بھی نفس کو اُسکی وسعت سے زیادہ کسی چیز کا مکلف بھی نہیں کرتا، اگر آپ حقوق الزوجین، ماں باپ، قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کیساتھ حسن سلوک اور معاملات کے دیگر پہلوؤں پر اسلامی شریعت کی روشنی میں نظر ڈالیں گے تو آپکو معلوم ہوگا کہ پوری شریعت ہی رحمت پر مبنی ہے۔۔۔ الخ۔ (الریاض الناضرہ ص:۶۱)

رحمت ایک بہترین اخلاق ہے جسے اپنانے والا رحمتِ الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے، اور رحم دل شخص بندوں کے قریب بھی ہوتا ہے، رحم دلی کسی شخص کے عالی نفس ہونے پر دلالت کرتی ہے، اس سے دلوں کو سکون ملتا، علاقے آباد و شاداب ہوتے، اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: جس شخص کو نرمی میں سے اسکا نصیب مل گیا، گویا اُسے دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے اپنا حصہ مل گیا۔

صلہ رحمی اور اچھے اخلاق سے علاقے آباد ہوتے اور عمروں میں اضافہ ہوتا ہے۔

دیکھئے (الصحیحة:۵۱۹)

"الطریق القویم ص:۱۹۰" میں آتا ہے: رحمتِ عامہ یہ ہے کہ انسان کا دل دوسروں کی ہمدردی سے پُر ہو، وہ محتاجوں کی مدد کرے، تنگ دستوں کا قرض ادا کرے، گمراہوں کو راہ دکھلائے، فقیروں کا پُرسان حال ہو، چھوٹوں کیساتھ پیار اور بڑوں کی عزت کرے، اور اسی طرح جانوروں کیساتھ نرمی کرنا بھی اس میں شامل ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں پیاسے جانور کو پانی پلانے کے نتیجے میں مغفرت کی بشارت دی گئی ہے: اس میں یہ آتا ہے کہ ہر تر جگر رکھنے والے جانور کیساتھ حسنِ سلوک میں اجر ہے۔ (دیکھئے: بخاری و مسلم)۔

اسلام ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ اہل ایمان پر رحم کرتے ہوئے اُن سے محبت اور اُنکی توقیر کریں، نافرمانوں پر رحم کرتے ہوئے انہیں نصیحت کریں اور نرمی سے پیش آئیں، گمراہوں پر رحم کرتے ہوئے انہیں "طریق قویم" کی طرف دعوت دیں اور اُنکی ہدایت کیلئے دُعا بھی کریں۔ (واللہ المستعان)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳- عظیم الشان فائدہ

اللہ کی عظمت و بزرگی کی معرفت

اللہ عز وجل کی عظمت و بزرگی کی معرفت اس عظیم الشان فائدے کی قدر عقلمند لوگ ہی جان سکتے ہیں۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "تَفَكَّرُوا فِيْ آلَاءِ اللّٰهِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي اللّٰهِ"
(اللہ کی نعمتوں پر غور وفکر کرو، اللہ کی ذات پر غور نہ کرو)

(المعجم الأوسط للطبراني (٦٤٥٦)، شعب الإيمان للبيهقي (٧٥/١)، اسکی سند صحیح ہے)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر چیز پر غور کرو، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر غور مت کرو، کیونکہ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان سات ہزار سال کا فاصلہ ہے، اور اللہ تعالیٰ تو اس سے بھی اوپر ہے۔ (اسے اصبہانی نے العظمة (٢) و (٣/٣٣) میں ذکر کیا)

ایک اور حدیث میں آتا ہے: مخلوق پر غور کرو، خالق پر غور مت کرو، کیونکہ تم اُسکی عظمت کا اندازہ لگانے سے قاصر ہو۔ (کنز العمال (۵۷۰۶)، اوالدر المنثور (۱۰/۲))

صفیان رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ﴾ کی تشریح میں فرماتے ہیں: رب تعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کی کوئی گنجائش نہیں ہے،

(اس قول کو اصبہانی نے (العظمۃ ص:۱۸) میں حسن سند کیساتھ روایت کیا)

سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عِبَادَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَلٰكِنْ بِالتَّفَقُّهِ فِيْ دِيْنِهٖ وَالتَّفَكُّرِ فِيْ أَمْرِهٖ''

(اللہ عزوجل کی عبادت فقط نماز روزے پر منحصر ہے، بلکہ درحقیقت اللہ کے دین کی سمجھ حاصل کرنا، اور اسکے احکام پر غور وفکر کرنا عبادت ہے)(کتاب العظمۃ ص:۱۹)۔

سدی رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ:۔

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾

(عنقریب میں اُن لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دونگا جو زمین پر ناحق تکبر کرتے ہیں)، کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آیات سے پھیرنے کا معنی یہ ہے کہ اُن پر غور وفکر کی توفیق نہ دینا۔ (تفسیر الطبری)۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غور وفکر وہ آئینہ ہے جس میں تم اپنی نیکیاں اور برائیاں دیکھ سکتے ہو۔(العظمۃ ص:۲۰).

ابو سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اوقات مجھ پر ایسی ساعتیں بھی آتی ہیں کہ جن میں مجھے یہ پسند نہیں ہوتا کہ مجھ پر غور وفکر کا دروازہ کھلے۔

اسکے تشریح کرتے ہوئے امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اُسکا معنٰی یہ ہے کہ جب وہ غور وفکر میں مشغول ہوتے ہیں تو اُن سے بعض باتیں سرزد ہوتی ہیں جنھیں وہ لوگوں پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔(العظمۃ ص :۲۱)

عبد الرحمن بن زید بن أسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس دین کی بنیاد اور بہتری کا دارو مدار غور اور فکر پر ہے، دیکھئے کہ اللہ تعالٰی نے آپکو اپنا تمام ترحق ادا کرنے کا مکلف نہیں بنایا، کیونکہ آپ اسکی طاقت ہی نہیں رکھتے، جبکہ اُس مہربان ہستی نے آپکو اپنے فضل وکرم کا تمام ترحصہ عنایت فرمایا ہے۔(العظمۃ ص :۲۲)

ابو عبد اللہ الشمام رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: عتبہ الغلام کی عبادت کیسی ہوتی تھی؟ تو فرمایا: وہ قبلہ رُو ہو کر پوری رات غور وفکر اور آہ وبکا میں گذار دیتے، یہاں تک کہ صُبح ہو جاتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(العظمۃ ص:۲۳)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: اگر تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ اپنے اعمال کو حقیر جانو، تو اُن نعمتوں پر غور کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرمائی ہیں: اور سابقہ صالحین کے اعمال کا جائزہ لو، اور گناہوں کے انجام کا اندازہ لگاؤ، غور کرو! آدم علیہ السلام نے فقط ایک لقمہ کھایا تھا جسکے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى'' اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی، اور بہک گیا۔

نیز ابلیس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت و پھٹکار بھی صرف ایک سجدے کی وجہ سے ہوئی تھی جس سے ابلیس نے انکار کردیا تھا، اسی طرح بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کے ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کرنے کی وجہ سے ہی بندر اور خنزیر بنادیا گیا تھا، جبکہ اُنہیں ہفتے کے دن شکار سے روکا گیا تھا، علاوہ ازیں جنت کی بادشاہت، ناز و نعمت اور عزت و کرامت پر غور کیجئے، اگر آپ نے ان تمام باتوں پر غور کیا، تو اُسکے نتیجے میں آپکو اپنے نفس کی صحیح معرفت حاصل ہوگی، اور معلوم ہوگا کہ آپکے اعمال تو انتہائی کمتر ہیں، یہ تو آپکو کچھ فائدہ نہیں دے سکتے، اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور بخشش سے آپکو ڈھانپ لے۔

(العظمۃ ص:۲۴)

بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر لوگ اللہ عزوجل کی عظمت و بڑائی پر غور کریں تو اُسکی نافرمانی سے باز آجائیں۔

نیز فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت پر غور کیجئے، پھر آپکو معلوم ہوگا کہ اُسکی جناب میں کیسے پیش ہونا ہے۔

(العظمۃ ص:۲۵)

اب ہم اللہ رب العزت کی بعض مخلوقات کا تذکرہ کریں گے کہ جن پر صحیح انداز میں غور وفکر کرنے سے انسان کا دل اللہ عزوجل کی عظمت سے لبریز ہوجائے، اللہ کی عظمت کا احساس ہی ہے جو دلوں کی درستی اور جلدوں کی نرمی کا باعث ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرش باری تعالیٰ

یہ تمام موجودات میں سے پاکیزہ ترین ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اسے عظیم قرار دیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ خود ہی کسی چیز کو عظیم قرار دے تو اُسکی عظمت کا اندازہ کیونکہ لگایا جاسکتا ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ اسکی توصیف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے بزرگی اور کرامت والا عرش قرار دیا ہے۔

ابن أبي شیبہ "کتاب العرش" میں بعض سلف کا قول نقل کرتے ہیں: بے شک عرش کی تخلیق سُرخ یاقوت سے کی گئی ہے، اور اسکے دونوں کناروں کا درمیانی فاصلہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے۔

(یہ راویت "البدایة والنهایه" ۹/۱، اور کتاب العظمة ص (۸۵) میں سعد الطائي سے منقول ہے)

ایک صحیح حدیث کے مطابق سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول؟ سب سے عظیم آیت کونسی ہے جو اللہ نے آپ پر نازل فرمائی؟ فرمایا: آیت الکرسی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَا أَبَاذَرٍّ مَا السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِيْ أَرْضٍ فَلَاةٍ، وَفَضْلُ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ الْفَلَاةِ عَلٰى تِلْكَ الْحَلْقَةِ"

(اے ابوذر! کرسی کے مقابلے میں ساتوں آسمانوں کی حیثیت اُس چھلے سے زیادہ نہیں ہے جو وسیع بیابان میں پھینک دیا گیا ہو، اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسی ہی ہے جیسی وسیع بیابان کی اس ایک چھلے پر)۔

(أبو الشیخ نے اسے "العظمة ص : ۸۳" میں روایت کیا۔ دیکھئے: الصحیحة (۱۰۹)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بے شک وہ کرسی جو آسمانوں اور زمین پر وسیع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی ہے، وہ تو صرف قدم رکھنے کی جگہ ہے، جبکہ عرش کا اندازہ تو وہی ذات لگا سکتی ہے جس نے اس سے پیدا فرمایا اور رحمٰن تبارک تعالیٰ کی تمام مخلوقات کے مقابلے میں آسمانوں کی حیثیت تو لق ودق صحرا میں موجود ایک خیمے کی سی ہے۔

(مستدرک حاکم (۲/۲۸۲)، طبری، ابوالشیخ (۸۰)۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے:

''إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُ الْجَنَّةِ، وَ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ''.

(جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو، تو فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنت کا سب سے اعلیٰ اور بہترین مقام ہے، اور اسکے اوپر رحمٰن کا عرش ہے)۔(بخاری)۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں، اور ان میں سے ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کی مثل ہے، غور کیجئے! پھر جنت الفردوس اور عرش الرحمٰن کس قدر بلند اور عظمت کے حامل ہونگے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ساتویں آسمان کی چوڑائی بھی پچاس ہزار سال کی مسافت کے بقدر ہے۔

اسی طرح آپ ''رحمہ اللہ'' البدایۃ میں فرماتے ہیں: عرش بھی پایوں والا ہے، وہ بادشاہِ حقیقی کا تخت ہے جسے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے، وہ پوری کائنات پر بنے گنبد کی کی مانند ہے، اور تمام مخلوقات کیلئے چھت کی حیثیت رکھتا ہے۔(البدایۃ والنہایۃ :۱/۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ﴾

نیز فرمایا:﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا .... الآية ﴾.

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے عرش کے حامل فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی بابت یہ بتلانے کی اجازت دی گئی ہے کہ اُسکے کان کی لو اور کندھے کا درمیانی فاصلہ سات سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (ابوداؤد عن جابر رضی اللہ عنہ)

اللہ اکبر! اندازہ کیجئے کہ خود وہ فرشتہ کس قدر بڑا ہوگا؟ اور جب ایک فرشتے کی یہ عظمت ہے تو اللہ رب العزت کس قدر عظمتوں کا مالک ہوگا؟؟

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک بادل گذرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بادل ہے، یہ زمین کو سیراب کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی طرف بھی انہیں لے جاتا ہے جو اُس کی عبادت بجانہیں لاتے، اور نہ اُسکا شکر ادا کرتے ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ اسکے اوپر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکے اوپر رو کی ہوئی موج اور محفوظ چھت ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اسکے اوپر کیا ہے: لوگوں نے کہا: اللہ اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکے اوپر ایک اور آسمان ہے، اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان گنوائے اور ہر دو آسمانوں کی باہمی مسافت پانچ سو سال بتلائی، پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ اسکے اوپر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکے اوپر عرش ہے، کیا تم جانتے ہو کہ ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک انکے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں سے دو آسمانوں کے درمیان (كَمَا بَيْنَ سَمَآئَيْنِ إِلَى سَمَآئَيْنِ) أَوْ كَمَا قَالَ.

(ترمذی، احمد، بیهقی، ابن أبی عاصم (٢٥٤)، یہ الفاظ ابن أبی عاصم کے ہیں، اور اسکی سند میں حسن بصری کے عنعنہ کے سوا کوئی علت نہیں، جیسا کہ ظلال الجنۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للاٗ لبانی میں مذکور ہے)۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں استفسار کیا:

﴿وَكَانَ عَرۡشُهُۥ عَلَى ٱلۡمَآءِ﴾

اُس نے پوچھا: اُس وقت پانی کس چیز پر تھا؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: ہوا کی پشت پر۔

(اسکی سند صحیح ہے، دیکھئے السنۃ لابن أبی عاصم (۵۸۴)، العظمۃ للاٗصبہانی)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے: اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو پھیلا کر ایک دوسرے سے جوڑ دیا جائے تو بھی کرسی کے مقابلے میں انکی حیثیت وسیع بیابان میں پڑے چھلے سے زیادہ نہ ہوگی۔ (البدایۃ ۱/۱۱)

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تمام آسمانوں اور زمینوں اور ان میں موجود تمام چیزوں کو سمندروں نے گھیر رکھا ہے، اور پھر ان سب کو ھیکل نے گھیرا ہوا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ ھیکل کا احاطہ کرسی نے کرر کھا ہے، ھیکل کی وضاحت کرتے ہوئے۔

وھب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آسمانوں کے اطراف سے متعلق کوئی چیز ہے، جس نے تمام زمینوں اور سمندروں کو اس طرح احاطہ کر رکھا ہے جیسے خیمے کی رسیاں اسکے گرد پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عرش کے سامنے کرسی کی حیثیت سیڑھی کی طرح ہے۔

لوح محفوظ

طبرانی نے ابن عباس سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے بنایا ہے، اسکے صفحات سُرخ یاقوت کے ہیں، اسکا قلم اور کتابت نور ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ نظر ڈالتا ہے، کسی کی پیدائش کا فیصلہ کرتا ہے، کسی کے لیے رزق کا کسی کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارتا ہے، کسی کو زندہ کرتا ہے، کسی کو عزت دیتا ہے، کسی کو ذلیل کرتا ہے، اور جو چاہتا ہے، وہی کرتا ہے۔ (اسکی سند میں ضعیف راوی لیث ہے)۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے "البدایۃ" میں صحیح سند کیساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفا نقل کیا ہے: لوحِ محفوظ کے سرورق پر لکھا ہے: اللہ وحدہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے بندے اور رسول ہیں، جو شخص اللہ پر ایمان لایا، اسکے وعدوں کی تصدیق کی، اور اُسکے رسولوں کی پیروی کی، تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا: اور فرمایا: لوحِ محفوظ سفید موتی کی ہے، اسکا طول آسمان وزمین کی درمیانی مسافت کے برابر، اور اسکا عرض مشرق ومغرب کی مسافت کے مثل ہے، اسکے کنارے موتی ویاقوت کے ہیں، اور اسکی جلدیں سُرخ یاقوت سے بنی ہیں، اسکا قلم نور ہے، اسکا کلام عرش کیساتھ جُڑا ہوا ہے اور اصل کتاب فرشتے کی گود میں ہے۔ (البدایۃ: ۱/۱۲)

آسمان وزمین

آسمان وزمین بھی اللہ کی عظمت کا شاہکار ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آسمان کا ذکر مفرد طور پر (۱۲۰) مرتبہ اور جمع کے صیغے کیساتھ (۱۹۰) مرتبہ کیا ہے (مفرد السماء۔ جمع: السموات) اور زمین کا تذکرہ (۴۲۷) مرتبہ فرمایا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آفاقی دلائل اللہ تعالیٰ کی عظمت وربوبیت کی ایک کھلی اور روشن دلیل ہیں، لہٰذا بار بار انکا تذکرہ ہونا چاہیئے، اوران پر غور وفکر کر کے خالق کی عظمت کا اندازہ لگانا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴾ [الانعام/۱]

اورفرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴾ [البقرة/۲۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورفرمایا:﴿ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَقَدَّرَ فِیْهَا اَقْوَاتَهَا فِیْ اَرْبَعَةِ سَوَآءً لِلسَّائِلِیْنَ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴾ [حم السجدة/۱۱]

اورفرمایا:﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَآءَ بِنَاءً وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾. [غافر/٦٤]

اورفرمایا:﴿ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا......وَ بَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا﴾

(النبأ:۱۲)

اورفرمایا: ﴿ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَحْفُوْظًا وَهُمْ عَنْ آیَاتِهَا مُعْرِضُوْنَ﴾.

[الانبیاء/۳۳]

اورفرمایا:﴿ اَوَ لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾. (الانبیاء/۳۰)

اورفرمایا : ﴿ وَكَاَیِّنْ مِنْ آیَةٍ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ﴾. (یوسف/١٠٦)

اورفرمایا:﴿ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا تُغْنِی الْآیَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ (یونس/١٠١)

اورفرمایا: ﴿ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنَاهَا وَزَیَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○ وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِیْجٍ ○﴾ (ق/۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورفرمایا:﴿ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ○ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ ○ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ ○﴾ (الغاشیة/۲۰)

اورفرمایا:﴿ وَمِنْ آیَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَآیَاتٍ لِلْعَالِمِیْنَ ○﴾ (الروم/۲۲)

اورفرمایا:﴿ وَمِنْ آیَاتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ﴾ (الروم۲۵)

اورفرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ (الطلاق/۱۲)

اورفرمایا:﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَآیَاتٍ لِاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَقُعُوْدًا وَعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (آل عمران/۱۹۱)

اورفرمایا:﴿ وَالسَّمَآءِ بَنَیْنَاهَا بِاَیْدٍ وَاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ وَالْاَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ﴾ (الذاریات)

اورفرمایا:﴿ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴾

اورفرمایا:﴿ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنَاهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا وَاَغْطَشَ لَیْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحَاهَا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحَاهَا﴾ (النازعات/۳۰)

اورفرمایا:﴿ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَزَیَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِیْنَ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ﴾ (الحجر/۱۶)

اورفرمایا:﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لَاعِبِیْنَ﴾ (الانبیاء/۱۶)

اورفرمایا:﴿ وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (حج/۶۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورفرمایا:﴿ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ إِنَّهُ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ (فاطر/٤١)

اورفرمایا: ﴿ تَبَارَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَ قَمَرًا مُنِيْرًا﴾ (فرقان/٦١)

اورفرمایا:﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا﴾ (ص/٢٧)

اورفرمایا:﴿ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (الانعام)

اورفرمایا:﴿ تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ (الشوری/٥) اَیْ مِنْ عَظْمَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔

اورفرمایا:﴿ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْأُمُوْرُ﴾ (الحدید/٥)

انکے علاوہ بھی اس معنٰی میں بہت سی آیات قرآن حکیم میں مذکور ہیں جنکے مطالعے سے انسان کواللہ تعالٰی کی عظمت،علم وحکمت اور وسیع تر قدرت کا احساس ہوتا ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: اللہ تعالٰی نے چھے دنوں میں آسمان و زمین اور انکے درمیان موجودتمام اشیاء بنائیں،اور راجح قول کے مطابق انکا آغاز اتوار سے ہوا،اور انتہا جمع کے دن ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان میں سے ہر دن ہزار سال کا تھا،اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے انکی بات کوراجح قرار دیا (البدایہ ۱۲/۱) جبکہ ظاہر بات یہی ہے کہ وہ بھی عام دنوں کی طرح کے دن تھے جیسا کہ احادیث مبارکہ اور تورات کی کتاب پیدائش اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

زمین کی پیدائش آسمان سے پہلے ہوئی ہے،البتہ زمین کو پھیلانے اور بچھانے کا عمل آسمان کے بعد ہوا ہے،یہ اس لیے بھی کہ آسمان چھت کی حیثیت رکھتا ہے،اور چھت تو بنیاد کے بعد ہی بنایا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے قول کے مطابق آسمان وزمین کی تخلیق پانی سے کی گئی ہے۔

تورات میں آتا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق کی، تو اس کا عرش پانی پر تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نور ہو جائے، لہٰذا نور کی تخلیق ہوگئی، پھر اللہ تعالیٰ نے نور کو ظلمت (اندھیرے) سے الگ کیا، اور اس طرح رات اور دن بن گئے، اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پانی سے پیدا فرمایا، اور پھر انہیں ایک دوسرے سے الگ کردیا، پھر ان میں بندوں کی روزی اور فائدے کا سامان پیدا فرمایا۔

اسکی تائید قرآن مجید میں بھی موجود ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الانبیاء/ ۳۰)

اور چند صفات قبل جامع ترمذی کے حوالے سے جو حدیث گذری ہے، اس میں بھی اس بات کا تذکرہ ہے کہ آسمان ایک رکی ہوئی موج، معلوم ہوا کہ آسمان پانی کی موج ہے (لیکن وہ حدیث معلول ہے)۔

زمینیں بھی سات ہیں، جیسا کہ بخاری کی ایک حدیث میں آتا ہے:

[مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ].

(جس نے کسی کی بالشت بھر زمین دبالی، اُسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنچایا جائیگا)

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سات زمینوں کے اثبات والی احادیث متواتر ہیں، اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ سات زمینیں ایک دوسرے کیساتھ متصل ہیں یا انکے درمیان خلاء ہے۔

راجح بات یہ ہے کہ ہر زمین کا دوسری زمین سے فاصلہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ظاہراً اس بات پر دلالت کرتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾

(الطلاق/۱۲)

سابقہ حدیث میں بھی دوزمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت بتلائی گئی ہے۔

آسمانوں کی معرفت

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور استفسار کیا: یہ آسمان کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ روکی ہوئی موج ہے۔ العظمۃ (ص:۵۴۱) الدرالمنثور (۲۴۲/۱)، ابن کثیر (۱۷۷/۴)، اسکی سند میں جعفر بن أبی المغیرۃ نامی راوی ہے، جس پر تنقید کی گئی ہے)

ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آسمان گنبد کی طرح زمین پر پھیلا ہوا ہے۔

ابو صالح الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام آسمان جڑے ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں پھاڑ کر سات آسمان بنائے، اسی طرح تمام زمینیں بھی آپس میں ملی ہوئی تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں پھاڑ کر سات زمینیں بنایا۔

(تفسیر الطبری ۱۷/۱۹، الدرالمنثور ۴/۳۱۷)

اسی طرح آسمان شدت اور جمال کا حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ﴾

اور فرمایا: ﴿سَبْعًا شِدَادًا﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے کھڑا کر دیا ہے۔

ربیع بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آسمان دنیا ایک روکی ہوئی موج ہے، دوسرا آسمان مانند چٹان ہے، تیسرا لوہے کا ہے، چوتھا تانبے کا، پانچواں چاندی کا، چھٹا سونے کا، اور ساتواں آسمان یاقوت کا ہے۔(تفسیر الطبری ۶۹/۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور قول: الدر المنثور ۱/۴۴ میں بھی ہے، لیکن اُس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: پھر انکے اوپر نور کے صحرا ہیں، اور انکے اوپر کیا ہے؟ یہ اللہ اور اُس فرشتے کے سوا کوئی نہیں جانتا جو حجاب پر مأمور ہے، اس فرشتے کو میطا طروش کہا جاتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آسمان دنیا کا نام "رقیع" اور ساتویں آسمان کا نام "الضراح" ہے۔ (الدر المنثور ۱/۴، العظمۃ: ۵۶۶)

زمین وآسمان کی درمیانی مسافت

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
زمین وآسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، اور ہر آسمان وزمین کی درمیانی مسافت پانچ سو سال ہے، ہر آسمان اور زمین کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے، اسی طرح کرسی اور پانی کے درمیان بھی پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، اور عرش پانی پر ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے، اور وہ تمہارے حال سے خوب واقف ہے۔

(العظمة : ٥٦٧ ، الدر المنثور ١/٤٤)

آسمان وزمین اور پہاڑوں کی اصل کیا ہے؟

عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کتاب الرد علی الجہمیۃ میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے چیزوں کی تخلیق کا ارادہ کیا اُس وقت اُسکا عرش پانی پر تھا، جبکہ زمین وآسمان کا کوئی وجود نہ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کو پیدا کیا اور اُسے پانی پر مسلط کردیا، یہاں تک کہ پانی کی موجیں مضطرب ہوگئیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اُس پانی سے تہ بہ تہہ بادل نکالے، پھر پانی سے دُھواں، مٹی اور جھاگ نکالی دُھویں کو حکم دیا، تو وہ اوپر چڑھ کر پھیل گیا، پھر اُس سے آسمان بنائے، اور مٹی سے زمینیں بنائیں جبکہ جھاگ سے پہاڑ بنائے۔ (الدر ۱/۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: انکے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی مسافت بھی پانچ سو سال ہے، اور ہر آسمان کی کثافت بھی پانچ سو سال مسافت کے برابر ہے، ساتویں آسمان کے اوپر اور نیچے ایک ایک سمندر ہے جسکی گہرائی آسمان و زمین کے درمیان مسافت کے برابر ہے، پھر اُسکے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں جنکی سرینوں اور کھروں کا درمیان فاصلہ آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے، پھر اسکے اوپر عرش ہے جسکے اوپر نیچے کی حدود بھی آسمان و زمین کے باہمی فاصلے کے برابر ہے، اور اللہ تعالیٰ اس سے اوپر ہے، لیکن بنی آدم کے اعمال میں سے کوئی چیز بھی اس پر مخفی نہیں۔

(أحمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، ترمذی، (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا) حاکم نے اسے صحیح قرار دیا، ابو الشیخ، بیھقی فی الأسماء والصفات طبرانی الکبری، لالکائی فی السنة، دیکھئے: الدر المنثور ۶/۴۳)

سابقہ احادیث و آثار بھی اسکے شاہد ہیں۔

حبة العوفی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ایک دن علی رضی اللہ عنہ کو یہ قسم اٹھاتے ہوئے سنا:

[وَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَآءَ مِنْ دُخَانٍ مَّآءٍ]

"اُس ذات کی قسم جس نے آسمان کو پانی کے دھویں سے پیدا کیا"

(الدر المنثور ۱/۴۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول پیچھے بھی گذر چکا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر چیز پر غور کرو، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر غور مت کرو، کیونکہ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان سات ہزار کا فاصلہ ہے، اور اللہ تعالیٰ تو اس سے بھی اوپر ہے۔ (الدر المنثور ۱/۴۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجاب باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے درمیان حائل حجاب بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کے دلائل میں سے ہے، ایک صحیح حدیث میں آتا ہے: "حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ".

(اسکا حجاب نور ہے، اگر وہ حجاب اٹھادے تو اسکے چہرے کے انوار تا حد نگاہ اُسکی مخلوق کو جلاڈالیں)۔(مسلم)۔

ایک اور صحیح حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کے ہمراہ تھے، اور جبریل آپکے ساتھ مناجات کر رہے تھے کہ اچانک آسمان کا ایک کنارہ شق ہوا، جس پر جبریل زمین کے قریب ہوگئے، انکا بعض حصہ بعض میں داخل ہونے لگا اور وہ سکڑنے لگے پھر اچانک ہی ایک فرشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نمودار ہوگیا اور اُس نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا آپکے لیے حکم ہے کہ آپ دو چیزوں میں سے ایک کو اپنے لیے پسند فرمائیں اور بتلائیں کہ آپ بندہ نبی بننا چاہتے ہیں یا بادشاہ نبی؟ اس موقع پر جبریل نے ایک ہاتھ سے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کیجئے، میں نے جان لیا کہ وہ میرا خیر خواہ ہے، لہذا میں نے کہا: میں بندہ نبی بننا چاہتا ہوں، پھر وہ فرشتہ اوپر چڑھ گیا تو میں کہا: اے جبریل! میں تم سے اس فرشتے کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا، لیکن جب میں نے تمہاری حالت دیکھی تو پوچھ نہ سکا، لہذا اب بتلائیے کہ یہ کون تھا؟

جبریل نے جواب دیا: یہ اسرافیل تھا، جس دن سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے تب سے یہ اللہ کے سامنے اپنے قدم جوڑے کھڑا ہے، اور کسی جانب نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا، اسکے اور رب عزوجل کے درمیان ستر نور ہیں، اور ان میں سے ہر نور ایسا ہے کہ اگر اسکے قریب آئے تو جلا ڈالے جب بھی اللہ تعالیٰ آسمان یا زمین سے متعلق کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو یہ فرشتہ اس حکم والی تختی کو اٹھا کر اوپر کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ تختی انکی پیشانی پر جالگتی ہے، پھر اس تختی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر نظر ڈالتا ہے، پھر اگر اس میں موجود حکم میرے سے متعلق ہوتو، مجھے، اسکا حکم دیتا ہے، اور اگر ملک الموت کا کام ہوتو اُسے حکم دیتا ہے۔

میں نے کہا: اے جبریل! تم کس کام پر مامور ہو؟ جبریل نے جواب دیا: ہواؤں اور پہاڑوں پر میں نے کہا: میکائیل کس کام پر مامور ہے؟ جبریل نے کہا: بارش اور نباتات پر میں نے کہا: ملک الموت کا کیا کام ہے؟ کہا: روحیں قبض کرنا، اور میں نے تو اُسے دیکھ کر یہ گمان کرلیا تھا کہ وہ قیامت قائم ہونے کا حکم لیکر نیچے اُترا ہے۔

(مجمع الزوائد ۹/۱۹، العظمۃ: ۲۹۳)

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنَّ دُوْنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سَبْعِیْنَ أَلْفَ حِجَابٍ، مِنْھَا حِجَابٌ مِنْ نَارٍ وَ حِجَابٌ مِنْ نُوْرٍ وَ حِجَابٌ مِنْ ظُلْمَۃٍ"

(اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے آگے ستر ہزار حجاب ہونگے، ان میں سے ایک حجاب آگ کا، ایک حجاب نور کا، اور ایک حجاب اندھیرے کا ہوگا)۔ (العظمۃ (۲۲۷)، اسکی سند صحیح ہے)

عبداللہ بن عمرو اور سھل رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سامنے نور اور ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں، اگر کوئی جاندار ان پردوں کی آہٹ بھی سن لے تو اُسکی جان نکل جائے۔

(السنۃ لابن أبی عاصم (۷۸۸)، العظمۃ لأبی الشیخ (۲۶۵) اسکے تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے موسیٰ بن عبیدہ الربذی کے اس پر کچھ مقال ہے لیکن سابقہ اثر اسکا شاہد ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ ﴾ (بقرہ)

اسکی تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نزول فرمائیگا تو اُسکے اور اُسکی مخلوق کے درمیان نور، پانی اور ظلمت کے ستر ہزار حجاب ہونگے، اور یہ پانی، نور اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلمت ایسی آواز پیدا کریں گے کہ اسکی وجہ سے دل حلق سے باہر آجائیں گے۔(تفسیر الطبری ۱۹/۶، العظمۃ (۲۷۲)۔

زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل سے پوچھا:

کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ یہ سُن کر جبریل پر کپکپی طاری ہوگئی، اور اُس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرے اور رب تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں، اگر میں اُن میں سے ادنیٰ ترین کے قریب جاؤں تو بھی جل جاؤنگا۔(یہ مرسل صحیح روایت ہے، الأسماء والصفات للبیهقی ص : ۵۰۸ ، العظمة ص :۲۷۳ ، مجمع الزوائد ۷۹/۱، دیکھئے: مشكوة : ۲)

مجاهد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرشتوں اور عرش کے درمیان ستر ہزار نورانی حجاب ہیں۔(العظمۃ ص:۲۷۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مخلوق میں اللہ کے سب سے قریب ترین جبریل ، میکائیل اور اسرافیل ہیں، اور وہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے پانچ ہزار سال کی مسافت پر ہیں۔(العظمۃ ص:۲۷۷، اسکی سند میں احوص بن حکیم ہے، جس میں ضعف ہے)۔

فرشتے

فرشتے بھی باری تعالیٰ کی عظمت کا نشان ہیں، اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ تعداد اور سب سے بڑے جسم انہی کے ہیں، اور رب العالمین کے سب سے زیادہ اطاعت گذار بھی یہی ہیں، ہمیشہ اللہ کے خوف سے لرزنے والے، اسکے اوامر بجالانے والے، اس پر ایمان رکھنے والے، دن رات اسکی تسبیح بیان کرنے اور اُسکے سامنے سجدہ ریز ہونے والے، اور اللہ کی عبادت سے کبھی نہ اکتانے اور نہ تھکنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک کتاب میں فرشتوں کا تذکرہ اٹھاسی مرتبہ کیا ہے، فرشتوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾. (فاطر ۱)

پہلے ان فرشتوں کی کثرت کا مطالعہ کیجئے اور پھر انکے جسموں کی عظمت پر غور کیجئے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ (المدثر ۳۱)

فرشتوں کی تعداد بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نیز فرمایا: ﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (رعد/۱۱)

ہر ہر انسان کے ساتھ کئی فرشتے ہوتے ہیں۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے:

[أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ]

"آسمان چرچراتا ہے، اور اُس کا حق ہے کہ چرچرائے، کیونکہ اس میں کوئی چار انگلیوں کے برابر جگہ بھی ایسی نہیں کہ جس پر کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو"

(مسند احمد ۵/۱۷۳، ترمذی، حاکم)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

آسمان پر کوئی قدم برابر جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ یا قیام کی حالت میں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی بارے میں ہے:

﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ﴾ (الصافات/۱۶۵)

(تفسیر ابن کثیر، مجمع الزوائد، العظمۃ: ۵۸)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ساتوں آسمانوں میں کوئی قدم برابر، یا بالشت برابر، یا ہتھیلی برابر جگہ بھی ایسی نہیں کہ جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام یا سجدے کی حالت میں نہ ہو، پھر قیامت کے دن وہ سب کہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے: تو پاک ہے، ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا، مگر یقیناً ہم نے تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا (طبرانی، ابن کثیر)

ایک حدیث میں آتا ہے، اور میں نے بیت المعمور کو دیکھا، اُس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، اور جو فرشتے ایک مرتبہ داخل ہو گئے پھر قیامت تک دوبارہ انکی باری نہیں آئے گی۔ (ابن کثیر)۔

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أُذِنَ لِيْ أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ قَدْ مَرَقَتْ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ السَّابِعَةِ وَالْعَرْشُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ : سُبْحَانَكَ اَيْنَ كُنْتَ وَاَيْنَ تَكُوْنُ].

(مجھے ایک فرشتے کے متعلق بتلانے کی اجازت دی گئی ہے جسکے پاؤں ساتویں زمین میں گڑے ہوئے ہیں، اور عرش اسکے مونڈھے پر ہے، جبکہ وہ کہہ رہا ہے: تو جہاں بھی ہے، میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں)۔

(ابو یعلی نے اسے روایت کیا ہے، اور اسکے رجال صحیح کے رجال ہیں، دیکھئے: مجمع الزوائد ۱/۸۰)

عظمت جبرئیل علیہ السلام

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو سبز جوڑے میں دیکھا، جبکہ وآسمان وزمین کے خلا کو (اپنے وجود کیساتھ) پُر کر چکے تھے۔

(ابو الشیخ: ۳۴۳، مسند احمد ۱/۳۹۴، اسکی سند صحیح ہے)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں جبرئیل علیہ السلام کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا، جبکہ وآسمان کے دونوں کناروں کے درمیان کو پُر کر چکے تھے، اور انہوں نے ریشمی لباس زیب تن کر رکھا تھا، جس پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ (مسلم ۱/۱۵۹)، احمد ۶/۱۲۰)۔

صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "سدرۃ المنتہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نے پاس جبرئیل علیہ السلام کوانکی اصلی صورت میں دیکھا، جبکہ انکے چھ سو پر تھے۔

اورابوالشیخ کی روایت میں آتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کی پنڈلیوں پر موتی یوں دکھائی دیئے جیسے ساگ کے پتوں پر بارش کے قطرے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔(ابوالشیخ:۳۴۹)

اسی طرح : آیت ﴿لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی﴾ (النجم/۱۸)

(یقیناً اس رسول نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)۔

کی ذیل میں بھی ابوالشیخ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کوانکی اصلی صورت میں دیکھا، انکے چھ سو پر تھے، اوران میں سے ہر پر اتنا بڑا ہے کہ مشرق ومغرب کے خلا کو پُر کردے۔(ابوالشیخ:۳۵۷)

مجاھد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰی﴾ (النجم /۵۳)

"اوراس نے اُلٹ جانے والی بستی کوزمین میں پردے مارا"

فرمایا: اس سے مرادقوم لوط کی بستی ہے، جبرئیل نے اُسے اٹھا کرآسمان تک بلند کیا اور پھر زمین پر پٹک دیا۔(امام طبری نے اسے صحیح سند کیساتھ روایت کیا، دیکھئے: العظمۃ:۳۷۱)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْ جِبْرِيْلَ مَسِيْرَةُ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ لِلطَّائِرِ الْمُسْرِعِ الطَّيَرَانِ"

"جبریل علیہ السلام کے دونوں مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار پرندے کی پانچ سو سالہ مسافت کے برابر ہے"۔

(العظمۃ (۳۷۷)، اسکے راوی ثقہ ہیں، لیکن اس میں ابن جریج کا عنعنہ ہے، البتہ اسکے شواہد موجود ہیں۔

جنت کی عظمت

حدیث میں آتا ہے:"إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ".

(بے شک جنت میں سو درجات ہیں، اور میں سے ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے کے مثل ہے)۔(بخاری)

اس حدیث سے اللہ کے اس مخلوق کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سورج، چاند اور ستارے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴾ (یونس/٥)

اور فرمایا: ﴿ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍۭ بِاَمْرِهٖ ﴾ (الاعراف/۵۴)

(اور اُس نے سورج، چاند اور تارے اس طرح پیدا کیے کہ وہ سب اس (اللہ) کے حکم کے پابند کردیے گئے ہیں)۔

اور فرمایا: ﴿ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ (فاطر/۱۳)

کتاب اللہ میں سورج کا ذکر (۳۲) مرتبہ، چاند کا تذکرہ (۲۶)، مرتبہ، اور ستاروں کا ذکر (۱۳) دفعہ ہوا ہے۔

سورج کا صرف ایک گوشہ (۸۶۶۵۰۰) میل اور بعض ماہرین کی رائے کے مطابق (۸۶۵۳۸۰) میل ہے، اور اسکا مکمل حجم نو کے نو سیاروں سے بھی (۷۰۰) گنا بڑا ہے۔

سورج ہماری ۱۳ لاکھ زمینوں کے مساوی ہے۔

سورج کی حرارت اُسکے چاروں جانب پھیلتی ہے، اور بہت تھوڑا حصہ زمین پر واقع ہوتا ہے، لیکن اس کے درجہ حرارت کی مقدار بھی ۲ کھرب، ۱۳۰ کروڑ ۹۰ لاکھ ہوتی ہے۔

ماہرین فلکیات نے تخمینہ لگایا ہے کہ اس کائنات میں ایک کھرب کہکشاں ہیں، اور ہر کہکشاں میں ایک کھرب ستارے ہیں، لوگ تو اس کائنات کے حوالے سے بہت کم معلومات رکھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اس لیے طنطاوی اپنی تفسیر الجواہر (۲۱۲/۹) میں کہتے ہیں: کائنات کے وسیع علوم کے حوالے سے انسان آج بھی ایسا بچہ ہے جو کچھ نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ کائنات اس قدر وسیع ہے کہ انسان اسکا تصور تک کرنے سے عاجز ہے، ماہرین فلکیات بھی صرف جزوی طور پر تحقیق کر پاتے ہیں، زمین کا خط استواء (۷۹۲۷) میل ہے، اور چاند زمین سے چوبیس ہزار میل دور ہے، زمین اور چاند سورج کے گرد گھومتے ہیں، جبکہ سورج ان دونوں سے (۹۳۰۰۰۰۰۰) نو کروڑ تیس لاکھ میل دور ہے، نیز نظام شمسی کی وسعت (۱۰) یا (۱۵) ارب میل پر پھیلی ہوئی ہے۔

سورج کی حرارت ہم تک آٹھ منٹ اٹھارہ سیکنڈ میں پہنچتی ہے۔

نو سیاروں کے علاوہ جو لاتعداد سیارے وستارے ہیں، وہ اس نظام شمسی سے خارج ہیں۔

سورج کے قریب ترین ستارے روشنی ہم تک (۴۴/۱) سال میں پہنچتی ہے، اور بعض ستارے ایسے بھی ہیں جنکی روشنی (۱۰۰) یا (۲۰۰) یا (۵۰۰) یا (۱۰۰۰) سال بعد ہم تک پہنچ پاتی ہے۔

ہمارے کہکشاں میں ایک کھرب ستارے ہیں، اور ان میں سے ہر ستارہ دوسرے سے نوری سالوں کے حساب سے سو سالوں کی مسافت پر ہے، نوری سال کا معنی یہ ہے کہ نور ایک سیکنڈ میں (۱۸۶۰۰۰) ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کی مسافت طے کرتا ہے۔

اور اس کہکشاں کی صرف ایک سمت کی مسافت بھی پچاس ہزار نوری سالوں پر مشتمل ہے، جبکہ دوسری تو لاکھوں نوری سالوں کے برابر ہے۔

اس سے آپکو اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ کہکشاں کس قدر وسیع وعریض ہے!!

اور اس کہکشاں کے پیچھے اور بھی بہت سے کہکشاں ہیں، اور ہر کہکشاں میں ایک الگ جہاں آباد ہے۔

بعض ماہرین نے ٹیلی سکوپ سے تین ارب کہکشاؤں کا مشاہدہ کیا ہے اور ان میں سے ہر کہکشاں میں ایک ارب، بلکہ اس سے بھی زیادہ ستارے ہیں، اور ایک الگ سورج ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زمین سے مجلان نامی بادل کا فاصلہ ہی ایک لاکھ نوری سالوں کے برابر ہے۔

وہ کہکشاں جو زمین سے قریب ترین ہے اور اسے ((اَلْمِرْآةُ الْمُسَلْسَلَةُ)) کہا جاتا ہے۔

اسکے متعلق بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ زمین سے دس لاکھ نوری سالوں کی مسافت پر ہے، اور اسکا قطر پینتالیس ہزار نوری سالوں کے برابر ہے۔

اور وہ کہکشاں جو زمین سے دور ہیں، لیکن ٹیلی سکوپ سے نظر آتے ہیں۔

وہ زمین سے دس کروڑ نوری سالوں کی مسافت پر ہیں۔

اس عظیم ترین فاصلے پر غور کیجئے !!!۔

جبکہ یہ تو وہ چیزیں ہیں جو سو انگلیوں کے برابر ٹیلی سکوپ سے نظر آسکتی ہیں۔

اب شنید ہے کہ امریکا میں ایک اور ٹیلی سکوپ بنایا گیا ہے جو دو سو انگلیوں کے برابر ہے اور اُسکا دائرہ سابقہ ٹیلی سکوپ کے مقابلے میں انتہائی وسیع ہے۔

طنطاوی اپنی تفسیر الجواهر (۲۳۰/۹) میں کہتے ہیں: استاد ھویل کا کہنا ہے کہ سب سے بڑے ٹیلی سکوپ سے جو کہکشاں السلام نظر آنا ممکن ہوا ہے اُسکے اور زمین کے درمیان جتنی مسافت ہے، اس سے ہزار گنا فضائیں اجرام سماویہ کیساتھ مشغول ہیں۔

اور انسان تو آج بھی ایسا بچہ ہے جو کائنات کے وسیع علوم کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔

بعض ماہرین کے مطابق کل جہاں کا حجم ایک ارب زمینوں کے لگ بھگ ہوگا، جو فضا میں ہے ہماری زمین کے گرد منتشر ہوں۔

دیکھئے کہ کائنات کی وسعت کے مقابلے میں ہماری زمین کتنی چھوٹی ہے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے: الفلکیات الجدیدۃ للباز ی ص: ۲۷۳، ۲۷۵)

نو سیارے جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں:

عطارد: یہ سورج سے تیئیس کروڑ، ساٹھ لاکھ میل کی مسافت پر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زھرہ: یہ سورج سے چھ کروڑ، ستر لاکھ میل دور ہے۔

زمین: نو کروڑ، تیس لاکھ میل۔

مریخ: چودہ کروڑ، پندرہ لاکھ میل۔

مشتری: اڑتالیس کروڑ، بائیس لاکھ میل۔

زحل: اٹھاسی کروڑ، ساٹھ لاکھ میل۔

یورینس: ایک سو اٹھتر کروڑ میل۔

نیپچون: دو سو اسی کروڑ، بیس لاکھ میل۔

بلوٹو: (۳۶۷) تین سو سڑسٹھ کروڑ میل۔

جبکہ چاند سورج سے دو لاکھ، چالیس ہزار میل دور ہے۔

اور یہ مسافتیں بیضوی مدار کے سبب کبھی اس سے بھی لاکھوں میل بڑھ جاتی ہیں۔

(دیکھئے: الفلکیات الجدیدۃ للباذی ص: ۳۳)

اور پھر ان سیاروں کے بہت سے الگ چاند بھی ہیں، نیز مشتری اور مریخ کے درمیان اسقدر ستارے ہیں کہ انکی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

آب وہوا کو ٹھنڈا رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ روزانہ سمندروں سے پچاس کھرب ٹن پانی کو بخارات کی شکل میں اٹھاتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو لوگ گرمی سے مر جائیں۔ لہٰذا اس نعمت پر بھی تدبر کیجئے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴾

(الواقعۃ/۷۵-۷۶)

(ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم! اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے)

ستاروں کا طلوع وغروب، اور اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے رہنا بھی اُن عظیم امور میں سے ہے جنکی قدرت اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جب آپ زمین میں گڑے پہاڑوں پر نظر ڈالیں، انکی کثرت وقوت اور خوبصورتی کا نظارہ کریں تو آپ جان لیں گے کہ انکا کوئی عظیم اور حکیم خالق و مالک ضرور ہے۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی، پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا فرمائے اور انہیں زمین پر ڈال دیا تو زمین جم گئی۔

فرشتوں کو پہاڑوں کی تخلیق پر تعجب ہوا اور انہوں نے کہا: اے رب تعالیٰ! کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے زیادہ سخت بھی ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا۔

فرشتوں نے کہا: اے رب تعالیٰ: کیا لوہے سے زیادہ سخت چیز بھی ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔

پھر فرشتوں نے کہا: اے رب تعالیٰ! تیری مخلوق میں آگ سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، ہوا۔

پھر فرشتوں نے پوچھا: اے رب تعالیٰ! کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ وہ ابن آدم جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتے وقت اُسے بائیں ہاتھ سے بھی مخفی رکھتا ہے۔ (یہ حدیث مشکوٰۃ میں بھی مذکور ہے اور اس میں پانی کا ذکر بھی ہے)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾ (فاطر/ ۲۷۔۲۸)

"اور پہاڑوں میں سے کئی سفید اور سرخ قطع ہیں، جن کے رنگ مختلف ہیں، اور کچھ سخت کالے سیاہ ہیں اور لوگوں اور جانوروں اور چوپایوں میں سے بھی کئی ہیں جن کے رنگ اسی طرح مختلف ہیں، اللہ سے اُس کے بندوں میں سے صرف جاننے والے ہی ڈرتے ہیں"

سمندروں اور دریاؤں کی تسخیر بھی باری تعالیٰ کی عظمت کے دلائل میں سے ہے۔

دریاؤں کا طول وسعت اور بہترین نظام بھی اپنے اندر غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں رکھتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمِ نباتات پر بھی نظر ڈالیے! ماہرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اسی ہزار یا اس سے بھی زائد اقسام کی نباتات تخلیق کی ہی، اور ان میں عجیب خواص پنہاں کیے ہیں، جو جانوروں اور لوگوں کے لیے بے شمار فوائد کے حامل ہیں۔

اسی طرح اپنے اردگرد پھیلے عالم حیوانات پر بھی غور وفکر کی نگاہ ڈالیے! حیوانات بھی ایک ہزار کے لگ بھگ انواع رکھتے ہیں، اور ایک قول کے مطابق حیوانات کی اٹھارہ ہزار انواع ہیں۔

اور ان میں سے بعض تو اللہ تعالی کی قدرت کا شاہکار ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں تقریباً ستر (۷۰) مقامات پر حیوانات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں اس کائنات میں تو ہر ایک الگ ہی جہان آباد ہے، جنوں کی اپنی دنیا ہے، مٹی، ریت اور فضاؤں کا اپنا عالم ہے، پرندوں اور افلاک کا ایک الگ جہان ہے، اسی طرح انسان، پانی، جمادات، جواہرات، اعراض اواجسام، دنیا وآخرت، جنت وجہنم، دن اور رات، اندھیرے اور روشنی، خشک اور تر اور تحت الثریٰ، ان میں سے ہر چیز اپنا ایک جہان رکھتی ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴾[الحاقه:۳۸-۳۹]

(تو میں اُن چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو، اور اُنکی جو تم نہیں دیکھتے)۔

نیز فرمایا: ﴿ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾. [یس: ۳۶]

(پاک ہے وہ ذات جس نے سب کے سب جوڑے پیدا کئے ان چیزوں کے بھی جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان (انسانوں) کے اپنے بھی اور اُن کے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے)۔

یہ تمام جہان اللہ رب العالمین کے علم وحکمت اور عظمت وکبریائی کا ایک روشن مظہر ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴾۔[الزمر: ٦٩]

(اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور (عملوں کی) کتاب رکھی جائے گی اور انبیاء گواہ لائے جائینگے اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا)۔

نیز فرمایا:﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾.[الزمر:٦٧]

اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اسکی قدر کرنے کا حق ہے اور قیامت کے دن ساری زمین اسکی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہونگے ، وہ پاک ہے اور اس شرک سے بالاتر ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اور فرمایا:﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴾.[الشوریٰ:٤]

اور وہ بلند مرتبہ بڑی عظمت والا ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ○ سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾.[الرعد: ٩۔١٠]

(وہ غیب اور ظاہر کا جاننے والا بہت بڑا ، نہایت مہربان ہے۔ (اللہ کے نزدیک) مساوی ہے کہ تم میں سے جو کوئی آہستہ بات کہے یا بلند آواز سے کہے ، اور جو رات (کی تاریکی) میں چھپا ہو یا دن کی (روشنی میں) چل رہا ہو)۔

نیز فرمایا:﴿ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾

[الجاثیہ ۔٣٧]

(آسمانوں اور زمین میں اسی کیلئے بڑائی ہے اور وہی نہایت غالب ، خوب حکمت والا ہے)۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾.[الحشر ـ ۲۳]

(اللہ وہ ہستی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے، نہایت پاک، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، زبردست، زور آور، بڑائی والا پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں)۔

اور فرمایا:﴿ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَأَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ﴾. [لقمٰن/۱۱]

(یہ تو ہے اللہ کی مخلوق، پھر مجھے دکھاؤ کہ اوروں نے اس (اللہ) کے سوا کیا تخلیق کیا ہے؟ (کچھ بھی نہیں) بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں"۔

اور فرمایا:﴿ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴾.[الشوری۔۵۱].

(بلاشبہ وہ بلند مرتبہ خوب حکمت والا ہے)

نیز فرمایا:﴿ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾.[الحج ـ ٦٢]

(یہ اس لئے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور بلاشبہ جسے وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بلند تر، بہت بڑا ہے)۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ أَنْ يَّنَامَ بِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ. (مسلم)

(بے شک اللہ سوتا نہیں، اور نہ ہی سونا اسکے شایان شان ہے اُسی کے ہاتھ میں ترازو ہے کسی کا حصہ پست اور کسی کا بلند کرتا ہے، رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اسکی طرف اٹھایا جاتا ہے، اسکا حجاب نور ہے، اگر وہ اپنا حجاب اُٹھا دے تو اسکے چہرے کی روشن کرنیں تا حد نگاہ اُسکی مخلوق کو جلا ڈالیں)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا : اے محمد (ﷺ)! بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر تھامے گا، زمینوں کو بھی ایک انگلی پر، پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور گیلی زمین کو ایک انگلی پر تھامے گا اور پھر انہیں جھنجھوڑتے ہوئے فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں میں ہی اللہ ہوں! یہودی عالم کی اس بات پر تعجب اور اسکی تصدیق کرتے ہوئے رسول اللہ ہنس پڑے اور پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾. [الزمر۔ ٦٧]

(اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اسکی قدر کرنے کا حق ہے اور قیامت کے دن ساری زمین اسکی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہونگے، وہ پاک ہے اور اُس شرک سے بالاتر ہے جو وہ کرتے ہیں)۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يَطْوِي اللَّهُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ فَيَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟". (مسلم)

"پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں تھام لے گا، پھر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں، کہاں ہیں تکبر و جبروت کا مظاہرہ کرنے والے؟ پھر زمینوں کو لپیٹ کر دوسرے ہاتھ میں پکڑ لے گا اور پھر فرمائے: کہاں ہیں (دنیا میں) تکبر و جبروت کا مظاہرہ کرنے والے؟"۔

اللہ رب العالمین کی عظمت وجلال پر غور فرمائیے کہ صرف اُسکا مبارک ہاتھ ہی کائنات کی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹ لینے کی قدرت رکھتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کا عالم کیا ہوگا؟۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾.[الاسراء:٤٤]

(اسکی تسبیح کرتے ہیں ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو(مخلوق) ان میں ہے، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم انکی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے، بے شک وہ حلم اور مغفرت والا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت پر غور کیا جائے تو عقل حیران ہو کر انگلیاں منہ میں داب لیتی ہے! جب جہنم "هَلْ مِنْ مَزِيْد" کا مطالبہ دہرائے گی تو اللہ تعالیٰ اپنا قدم اُس پر رکھیں گے جس کے نتیجے میں وہ سکڑ جائے گی اور کہے گی: بس بس۔ (بخاری)

حالانکہ جہنم بھی ایک بہت بڑا اور وسیع جہان ہے۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت کی گہرائی اور اُسکی قوت وعظمت کی گہرائی پر تدبر کرے گا اُسکا دل ایمان وسکون اور اللہ کی ہیبت وعظمت سے پُر ہو جائے گا، اور جس شخص کا دل ان امور سے عاری ہو وہ ایمان حقیقی سے محروم رہتا ہے اور اسکا دعویٰ ایمان ہی ہوگا جسکی تہہ میں حقیقت کا کوئی وجود نہیں۔

محترم قارئین!

اپنے دلوں کو رب العالمین کی عظمت سے بھر لیجئے۔ اور اس کا آسان طریقہ اللہ رب العالمین کی کتاب پر تدبر کرنا اور اسے سمجھ کر پڑھنا ہے کیونکہ قرآن حکیم میں ایک ہزار سے زیادہ آیات صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کے بیان میں ہیں، اور ایسی آیات تو ان سے بھی زیادہ ہیں جو صراحت کے قریب قریب الفاظ میں عظمت الٰہی کا اظہار کرتی ہیں۔

اسی طرح نظام فلکی پر مبنی بعض معتبر کتب کا مطالعہ بھی اس سلسلے میں مددگار ہو سکتا ہے کیونکہ ان سے کائنات پر تدبر کرنے میں مدد ملتی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی محبت وعظمت سے بھر دے اور ہمیں اپنے نیک اور محبوب بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین یارب العالمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۴) -نادر اور عظیم فائدہ

اسم اعظم کی معرفت

شاید اس کتاب میں ایسا فائدہ نہ گزرا ہو۔ البتہ صرف اہل لوگ ہی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں، ہر پڑھنے والا اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا.

اسم اعظم کے ذریعے جب بھی سوال کیا جائے تو عطا ہوتا ہے، جب بھی دعا مانگی جائے تو صرف قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے۔

اسکی معرفت کا تذکرہ کرنے سے پہلے چند اہم تمہیدی باتیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

۱:۔اس تمام بحث کا تعلق یقین کے ساتھ ہے، کتنے ہی لوگ اسم اعظم کو پڑھ لیتے ہیں لیکن یقین میں کمزوری کے باعث انہیں اسکا فائدہ نہیں پہنچ پاتا۔

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ ذَرَّةٌ مِنَ الْيَقِيْنِ لَمَشٰى عَلَى الْمَاءِ". (البدایہ و النہایة)

"اگر ابن آدم کے پاس ذرہ برابر بھی یقین ہوتو پانی پر چلنے لگے"۔

تمام شرعی اذکار و وظائف کا یہی معاملہ ہے۔

۲:۔ایک مؤمن بندے پر یہ بات مخفی نہیں ہوسکتی کہ اللہ کے نام میں وہ قوت ہے جسکا مقابلہ کوئی دوسری قوت نہیں کرسکتی، یہی وجہ ہے کہ ایک کلمہ طیبہ ہی آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے، ان سب سے زیادہ وزنی ہوگا، صرف سبحان اللہ سے نصف ترازو بھر جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم میں وہ قوت کیوں نہ ہو جو تمام عالم کو تباہ کردینے کی صلاحیت رکھتی ہو، اور اسکے ذریعے انسان کی تمام ضروریات پوری کیوں نہیں ہوسکتیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ایک روایت میں ثابت ہے کہ ھشام بن عاص رضی اللہ عنہ ایک دوسرے شخص کے ہمراہ جب ہرقل کے دربار میں سفیر بن کر گئے تو دونوں نے کہا: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَـرُ جس کے نتیجے میں پورا کمرہ دو مرتبہ یوں لڑکھڑایا، گویا وہ کوئی خوشہ کھجور ہے جسے ہوائیں حرکت دے رہی ہیں۔

(مستدرك حاكم، دلائل النبوة للبيهقى، البدايه و النهايه: ٣/٣٢٦)

اللہ کے ذکر میں ایک عجیب قوت ہے، چنانچہ اللہ کا ذکر کرنے والے اور کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے عموماً بڑھاپے کی شدید کمزوری اور محتاجی میں مبتلا نہیں ہوتے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اور ہمارا تجربہ بھی اس پر شاہد ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ خروج دجال کے موقع پر تسبیح و تقدیس ہی اہل ایمان کو کھانے پینے سے کفایت کرے گی اور ان کا پیٹ بھر جائے گا۔

(مشکوٰۃ: ۲/۴۷۷، البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ میں اسے صحیح قرار دیا)۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کو خادم کے بدلے تسبیحات کی تعلیم دی کیونکہ تسبیحات میں قوت ہے جیسا کہ ''الکلم الطیب'' میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم میں موجود قوت کوئی بعید بات نہیں، بلکہ اسی کے ذریعے آصف بن برخیا نے بلقیس کا عرش حاضر کر دیا تھا جیسا کہ کتب تفسیر میں معروف ہے اور اسکی صحت میں بھی کوئی بُعد نہیں۔

۳:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسم اعظم کا کوئی وجود نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی عظیم ہیں۔ یہ بات درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث اسکی تردید کرتی ہیں۔ نیز ہر انسان جب کوئی اسماء اور صفات سے متصف ہو، اُسے بھی اپنے بعض نام دیگر ناموں کی نسبت زیادہ محبوب ہوتے ہیں، جیسا کہ صالح، متقی، اور زاہد جیسے صفاتی نام اُسے عبداللہ اور عبدالرحمٰن سے زیادہ محبوب ہوں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اگر چہ رب تعالیٰ کے تمام نام ہی بہترین ہیں لیکن بعض نام اُسکے نزدیک بعض کی نسبت زیادہ محبوب ہیں، جیسا کہ قرآن حکیم کی بعض آیات اور سورتیں زیادہ فضیلت کی حامل اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں اگر چہ دیگر کی فضیلت و محبوبیت میں بھی کوئی کلام نہیں۔

٤: اسم اعظم کو مخفی رکھے جانے میں حکمت یہ ہے کہ اسکی رغبت رکھنے والے تمام اسماء باری تعالیٰ میں اسے تلاش کریں تا کہ اُنکے اجر میں اضافہ ہو سکے، جیسا کہ لیلۃ القدر، جمعے کی ایک مبارک گھڑی اور مسبحات میں موجود آیت کو اس علت کی بناء پر مخفی رکھا گیا۔ میرے نزدیک یہ ایک عظیم حکمت اور علت ہے۔

اور ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ اہل دنیا اسکے بغیر اپنی معمولی ضروریات وخواہشات کا مطالبہ نہ کرتے پھریں، اور شاید اسے مخفی رکھنے کی علت یہ بھی ہو کہ کوئی مؤمن اسے استعمال کر کے اپنا نقصان نہ کر بیٹھے، جیسا کہ بلعام نے موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم پر بددعا کر کے اپنے دین کو برباد کر لیا تھا، اور شاید یہ وجہ بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے باقی اسماء کو یکسر فراموش کرتے ہوئے لوگ صرف اسی کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں میں ہی خیر و برکت ہے اور ہر نام میں کوئی ایسا فائدہ یا خاصیت ہے جو دوسرے ناموں میں نہیں۔

علاوہ ازیں اگر ہر شخص کو اسم اعظم معلوم ہو جائے تو وہ باقی اعمال واجبہ کو ترک کر کے صرف اسے تھام لے گا کیونکہ انسان بڑا لالچی ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی معرفت کون رکھتا ہے؟

یقیناً اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسم اعظم سکھا دیتا ہے، لیکن قرآن کریم میں اشارہ ہے کہ جو شخص اسے سیکھنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے ضرور اسکی معرفت سے نوازے گا (ان شاء اللہ) فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴾. [العنكبوت۔٦٩]

"اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں اور یقیناً اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے"

اس آیت کے عموم پر تدبر کیجئے۔

نیز اللہ تعالیٰ کی فرمان ہے:

﴿ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴾.[یوسف/۲۲]

"اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم اور علم دیا اور اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں"

اس آیت میں اشارہ ہے کہ حقیقی علم وحکمت نیکوکاروں کا نصیب ہے۔اے اللہ! اپنے اسم اعظم کے واسطے سے ہمیں ان میں شامل فرما۔

۲:۔یہ بات جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے عظیم کلام قرآن مجید ہے،اور سب سے عظیم نام اسم اعظم ہے، لہٰذا ضرور یہ قرآن مجید میں ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام مجید اس مبارک اسم سے خالی کیسے ہوسکتا ہے؟

لہٰذا آپ اسے قرآن مجید میں تلاش کیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ...الآية ﴾. [النمل/ ٤٠]

(جس کے پاس کتاب کا علم تھا، اس نے کہا: آپکی پلک جھپکنے سے بھی پہلے وہ تخت میں آپکو لا دیتا ہوں)

یعنی علم کتاب کی قوت سے ہی اُس نے بلقیس کی عرش حاضر کیا، نیز لفظ عِلْمٌ کی تنکیر میں اشارہ ہے کہ اللہ کی کتاب بڑے زبردست اور عجیب علم کی حامل ہوتی ہے۔

اور جب تورات میں ایسا عجیب وغریب علم موجود تھا جس کے ذریعے بڑی بڑی چیزوں کو حاضر کیا جاسکتا تھا تو قرآن کریم میں ایسا عجیب علم کیوں نہ ہوگا؟

قرآن مجید کے متعلق تو "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (ہر چیز کا بیان) اور "وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْئٍ ''،(ہر چیز کی تفصیل) جیسے القاب خود اللہ تعالیٰ نے چنے ہیں۔

نیز فرمایا: ﴿ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ﴾..[الانعام/۳۸]

''ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسکا ذکر نہ کیا ہو)''

اور فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾..[العنکبوت/۵۱]

(کیا انہیں (یہ نشانی) کافی نہیں کہ بے شک ہم نے آپ پر (یہ) کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے؟ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے جو ایمان لاتے ہیں)

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم قرآن مجید میں موجود ہے، خصوصاً اُن آیات میں جنکی فضیلت سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔

۷: اسم اعظم کا فائدہ کیا ہے؟

اسکا فائدہ ہے یہ کہ ہم اسکے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائیں، اسکے ذریعے اُسے پکاریں اور راضی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ذریعے اُسکی عبادت کرنا اسکے خاص بندوں کا شیوہ ہے۔

نیز اسکے ذریعے دعائیں قبول ہوتی اور حاجات حاصل ہوتی ہیں، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب اسکے ذریعے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جائے تو عطا ہوتا ہے، دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے، مشکل سے نجات طلب کی جائے تو مشکل ٹل جاتی ہے، اور رحمت کا سوال کیا جائے تو رحمت حاصل ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

لیکن اسکے ذریعے دنیا کی معمولی چیز اور نفسانی خواہشات کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لَعَلَّكِ تَسْئَلِيْنَ بِهِ الدُّنْيَا يَا عَائِشَةُ ''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے عائشہ! ممکن ہے تم اسکے ذریعے دنیا کا مطالبہ کرو"
اسکی سند میں کچھ کلام ہے البتہ اسکا معنی صحیح ہے۔

۸_یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے اسم اعظم کے ذریعے پتھر کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دے، پہاڑوں کو اکھیڑ دے، چلتے دریاؤں کو روک دے لیکن بندے پر واجب ہے کہ رب تعالیٰ کی حکمت کے موافق ہی دعا مانگے اور دین و دنیا کی مفید چیزوں کا سوال کرے۔اور حد اعتدال سے بڑھی ہوئی دعائیں نہ کرے۔

نیز "فقه الاذكار" اور "حصن حصين" نامی کتابوں میں مذکور آداب دعا کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔مثلاً:

۱- حرام کھانے اور پہننے سے اجتناب
۲-اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص
۳- دعا سے پہلے نماز اور صدقہ
٤-اعمال صالحہ کے ذریعے وسیلہ پکڑنا
۵-صاف ستھرا ہونا
٦-باوضو ہونا
۷-قبلہ رُخ ہونا
۸-دعا سے پہلے نماز حاجت پڑھنا
۹-دعا کیلئے گھٹنوں کے بل بیٹھنا
۱۰-دعا سے پہلے اور دعا کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا
۱۱-اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا
۱۲___ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا
۱۳-ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھانا
۱٤-دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کا احترام رکھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵- خشوع وخضوع اختیار کرنا

۱۶- اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا وسیلہ پکڑنا

۱۷- پست آواز میں دعا کرنا

۱۸- اپنے گناہوں کی اعتراف کرنا

۱۹- نبی کریم ﷺ سے منقول جامع ادعیہ کا انتخاب کرنا

۲۰- ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرنا

۲۱- کسی قسم کے تردد اور تذبذب کے بغیر قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کرنا

۲۲- اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسکے خوف سے دل کو آباد رکھنا

۲۳- دل کی گہرائی اور مکمل توجہ کے ساتھ دعا مانگنا

۲۴- دعا کو تین یا اس سے زیادہ مرتبہ دہرانا اور مختلف اوقات میں دعا کا تکرار

۲۵- اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھنا

۲۶- انتہائی اصرار کیساتھ دعا مانگنا الا یہ کہ کوئی دنیاوی ضرورت ہو تو اس صورت میں یہ کہے کہ اگر اس میں میرے لئے بہتری ہو تو عطا فرما۔

۲۷- اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف دعا نہ مانگے مثلاً کوئی یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اُسے عورت بنا دے

۲۸- دعا میں حد سے نہ بڑھے، مثلاً کوئی محال چیز مانگے جو فائدے خالی ہو

۲۹- آخر میں آمین کہے

۳۰- قبولیت دعا میں جلدی نہ مچائے

ان آداب اور ان جیسے دیگر آداب کو بوقت دعا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۹- ہر دعا کی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے، تو اسماء حسنہ اور بالخصوص اسم اعظم کے وسیلے سے دعا مانگنے کی فضیلت کیا ہونی چاہیئے؟ اور کتنی مرتبہ انکا تکرار کرنا چاہیئے؟

اس سوال کے جواب میں ہم کہیں گے کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ - یہ بھی جائز ہے کہ لگاتار اسماء حسنہ پڑھے، مثلاً هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔۔۔الخ۔۔ پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں اسکی طرف اشارہ ملتا ہے۔

۲- اور یہ بھی جائز ہے کہ یوں کہے: اَسْأَلُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ۔۔۔الخ جیسا کہ "تحفة الذکرین" کی ایک روایت میں منقول ہے۔

۳- اور یہ بھی جائز ہے کہ ہر اسم پر حرف ندا داخل کرے۔ مثلاً یوں کہے: یا حی یا قیوم۔۔۔ یا یوں کہے: یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَاذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ، اَسْأَلُكَ۔۔الخ۔ یا یوں کہے: یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ ۔اس حوالے سے کئی احادیث ملتی ہیں، بلکہ عموماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں اسی طرز پر ہوا کرتی تھیں۔

اسی طرح یوں بھی دعا کی جا سکتی ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ"۔

یا یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ ۔۔الخ۔ جیسا کہ ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے۔

یا یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔الخ۔

یہ چند دعائیں ہیں لیکن انکا کوئی لفظی ضابطہ مقرر نہیں، بلکہ جن الفاظ کے ساتھ بھی کوئی دعا مانگنا چاہے مانگ سکتا ہے، اس میں کوئی مانع نہیں۔

جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عمومی دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے ۔ اس حوالے سے "کنز العمال"۔ "حیاۃ الصحابۃ"، اور "مجمع الزوائد" کی طرف رجوع کریں۔ (دیکھئے: شرح الحصن الحصین)

اسم اعظم کا تکرار

اس حوالے سے کوئی معین تعداد نہیں ملتی لہذا جو شخص سو مرتبہ یا ہزار مرتبہ یا اس سے کم وبیش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکا تکرار کرتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہوگا۔اور بعض علماء نے اسماء حسنٰی کے حوالے سے جو مخصوص تعداد تکرار کے لئے بتلائی ہے تو یہ انکے اپنے تجربے ہیں اور ان تجربوں پر عمل کرنا جائز ہے، اسے بدعت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ شرعی نصوص میں تعداد کے حوالے سے اطلاق اختیار کیا گیا ہے (کوئی قید نہیں لگائی گئی)۔اسی وجہ سے بعض صحابہ مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ بارہ ہزار مرتبہ تسبیح کیا کرتے تھے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعداد منقول نہیں، لیکن اسے بدعت نہیں کہا جاسکتا، غور کیجئے!

اسم اعظم کی تکرار کے حوالے سے تلاش وبسیار کے باوجود کوئی مخصوص تعداد مجھے نہیں مل سکی، بلکہ ہر جگہ تعداد کو غیر معین چھوڑ دیا گیا ہے۔اور بعض لوگوں کی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔تو یہ محض انکا تجربہ ہے سنت نہیں۔

اس حوالے سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یونس علیہ السلام تین دن تک مچھلی کی پیٹ میں رہے۔لہٰذا جو شخص اتنی مدت تک یہ ذکر کرے تو اسکی دعا قبول ہوگی۔ان شاءاللہ

صحیح بات یہی ہے کہ اِسے اس قدر پڑھا جائے کہ نفس پر خشوع طاری ہو جائے دل نرم ہو جائے اور روح کو اطمینان مل جائے۔

۱۰- میں نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ اس بارے میں خواب کے ذریعے آگاہی عطا فرمائے، چنانچہ عید کی رات (۱۴۲۳/۴/۲۳ ہجری) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں درس قرآن دے رہا ہوں اور اس میں لفظ "اِخْبَات" کی تشریح کر رہا ہوں۔اس میں اشارہ ہے کہ اسم اعظم صرف انہیں دلوں کے لائق ہے جو اللہ کے سامنے تواضع اور انکساری کے حامل ہوں، اور جب ایک شخص عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اسکے کسی بھی نام کے ساتھ پکارے گا تو اسکی دعا قبول ہوگی۔ان شاءاللہ

اور اسماء حسنٰی کی محض قراءت کرنا بھی اگرچہ خیر سے خالی نہیں، لیکن اجابت دعا کیلئے کافی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱- ایک مرتبہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ یہ "آیت الکرسی" میں ہے۔
اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں "رب العالمین" کی قسم اٹھاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس سے بڑی کوئی قسم نہیں۔ اس میں بھی اشارہ ہے۔
اور ایک مرتبہ بروز منگل (۱۴۲۶/۸/۳۲) بعد از نماز ظہر میں نے خواب میں دیکھا کہ میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے فضائل بیان کر رہا ہوں کہ یکا یک وہ "بسم اللہ" ایک پرندے کا روپ دھار لیتی ہے اور درخت پر جا بیٹھتی ہے۔ پھر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ یا امام سیوطی رحمہ اللہ اُسے زندہ پکڑ لیتے ہیں، پھر میں اسے کھاتا ہوں تو وہ پکا ہوا گوشت بن جاتی ہے اور مجھے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم یہی ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ اس پر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی لیکن اسکی تعداد معین نہیں کی گئی۔
یہ بات بھی جان لیجئے کہ عبادات میں خوابوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا لیکن مذکورہ اسماء حسنیٰ دیگر شرعی دلائل میں منقول ہیں جب کہ یہ خواب تو فقط ایک بشارت کا درجہ رکھتے ہیں۔
۱۲- بازی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاسم الأعظم" صفحہ (۲۲۴) میں فرماتے ہیں:

اسم اعظم کے دو اقسام ہیں:

①:- خاص قسم۔ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کشف والہام کے ذریعے آگاہ کر دیتا ہے۔ عارفین اسے عوام الناس سے چھپایا کرتے تھے۔
②:- عام قسم۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے تمام نام شامل ہیں، جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے کسی بھی نام کے ذریعے دل کی گہرائی سے دعا مانگے اور دعا میں خشوع وخضوع اختیار کرے تو وہی نام اسکے حق میں اسم اعظم بن جاتا ہے۔ ہر انسان کی روح کی مناسبت اور تعلق اللہ تعالیٰ کے کسی خاص نام سے ضرور ہوتی ہے، اس قسم کو نہیں چھپایا جاتا کیونکہ اس تک صرف متقی اور کامل بندے ہی پہنچ پاتے ہیں اور تقویٰ وخشیت ہی انسان سے مطلوب ہے لہذا اسے نہیں چھپایا جاتا۔ ملخصا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ کتاب اللہ میں موجود اسماء حسنیٰ کی تفصیل واقتباس

سورۃ فاتحہ میں پانچ اسماء ہیں: یااللہ، یارب، یارحمٰن، یارحیم، یامالک (یاملک)

البقرۃ میں تینتیس نام ہیں:

یَا مُحِیطُ، یَا قَدِیرُ، یَا عَلِیمُ، یَاحَکِیمُ، یَا عَلِیُّ، یَا عَظِیمُ، یَا تَوَّابُ، یَا بَصِیرُ، یَا وَلِیُّ، یَا وَاسِعُ، یَا کَافِیُ، یَا رَؤُوفُ، یَا بَدِیعُ، یَا شَاکِرُ، یَا وَاحِدُ، یَا سَمِیعُ، یَا قَابِضُ، یَا بَاسِطُ، یَا حَیُّ، یَا قَیُّومُ، یَا غَنِیُّ، یَا حَمِیدُ، یَا غَفُورُ، یَا حَلِیمُ، یَا اِلٰهُ، یَا قَرِیبُ، یَا مُجِیبُ، یَا عَزِیزُ، یَا نَصِیرُ، یَا قَوِیُّ، یَا شَدِیدُ، یَا سَرِیعُ، یَا خَبِیرُ۔

آل عمران میں یہ نام ہیں: یَا وَهَّابُ، یَا قَائِمُ، یَا صَادِقُ، یَا بَاعِثُ، یَا مُنْعِمُ، یَا مُتَفَضِّلُ.

النسآء: یَارَقِیبُ، یَا حَسِیبُ، یَا شَهِیدُ، یَا مُقِیتُ، یَا وَکِیلُ، یَا عَلِیُّ، یَا کَبِیرُ،

الانعام: یَا فَاطِرُ، یَا قَاهِرُ، یَا لَطِیفُ، یَا بُرْهَانُ،

الاعراف: یَا مُحْیِیُ، یَا مُمِیتُ

الانفال: یَا نِعْمَ الْمَوْلٰی، یَا فَعَّالًا لِمَا تُرِیدُ

الرعد: یَا کَبِیرُ، یَا مُتَعَالِ

ابراھیم: یَا مَنَّانُ، یَا وَارِثُ

الحجر: یَا خَلَّاقُ

مریم: یَا فَرْدُ

طٰہٰ: یَا غَفَّارُ

المؤمنون: یَا کَرِیمُ

النور: یَا حَقُّ، یَا مُبِینُ

الفرقان: یَا هَادِیُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سباء: يَا فَتَّاحُ
الزمر: يَا عَالِمُ
غافر يَا قَابِلَ التَّوْبِ، يَا ذَا الطَّوْلِ، يَا رَفِيْعُ
الذاریات: يَا رَزَّاقُ، يَاذَا الْقُوَّةِ، يَا مَتِيْنُ
الطور: يَا بَرُّ
القمر: يَامُقْتَدِرُ، يَا مَلِيْكُ
الرحمٰن: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا رَبَّ الْمَشْرِقَيْنِ، يَا رَبَّ الْمَغْرِبَيْنِ، يَا بَاقِيْ، يَا مُعِيْنُ
الحدید: يَا أَوَّلُ، يَا آخِرُ، يَا ظَاهِرُ، يَا بَاطِنُ
الحشر: يَا مَلِكُ، يَا قُدُّوْسُ، يَا سَلَامُ، يَا مُؤْمِنُ، يَامُهَيْمِنُ، يَا عَزِيْزُ، يَاجَبَّارُ، يَامُتَكَبِّرُ، يَاخَالِقُ، يَا بَارِئُ، يَا مُصَوِّرُ۔
البروج: يَا مُبْدِئُ، يَا مُعِيْدُ
الفجر: يَا وِتْرُ
الاخلاص: يَا أَحَدُ، يَا صَمَدُ. اِنْتَهٰى۔

(سیوطی نے "الفلك المشحون میں انکا ذکر کیا ہے)

"هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُالْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَهَّارُ، الْوَهَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِيْمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِيْعُ، الْبَصِيْرُ، الْحَكَمُ، الْعَدْلُ، اللَّطِيْفُ، الْخَبِيْرُ، الْحَلِيْمُ، الْعَظِيْمُ، الْغَفُوْرُ، الشَّكُوْرُ، الْعَلِيُّ، الْكَبِيْرُ، الْحَسِيْبُ، الْجَلِيْلُ، الْكَرِيْمُ، الرَّقِيْبُ، الْمَجِيْدُ، الْبَاعِثُ، الشَّهِيْدُ، الْحَقُّ، الْوَكِيْلُ، الْقَوِيُّ، الْمَتِيْنُ، الْحَمِيْدُ، الْمُحْصِيْ، الْمُحْيِيْ، الْمُمِيْتُ، الْحَيُّ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَيُّوْمُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَالِيْ، الْمُتَعَالِيْ، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّؤُوْفُ، مَالِكُ الْمُلْكِ، ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِيُّ، الْمُغْنِيْ، الْمَانِعُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، النُّوْرُ، الْهَادِيْ، الْبَدِيْعُ، الْبَاقِيْ، الْوَارِثُ، الرَّشِيْدُ، الصَّبُوْرُ، الرَّبُّ، الْمَوْلٰى، النَّصِيْرُ، الْفَاطِرُ، الْمُحِيْطُ، الْجَمِيْلُ، الصَّادِقُ، الْقَدِيْمُ، الْوِتْرُ، الْحَنَّانُ، الْمَنَّانُ، الشَّافِيْ، الْكَفِيْلُ، ذُوالطَّوْلِ، ذُوالْفَضْلِ، ذُوالْعَرْشِ، ذُوالْمَعَارِجِ، الْقَرِيْبُ، الْمُقِيْتُ، الْحَفِيْظُ، الْمُبِيْنُ، الْحَافِظُ، الشَّاكِرُ، الْأَكْرَمُ، الْأَعْلٰى، الْخَلَّاقُ، الْإِلٰهُ، الْعَلَّامُ، الْقَاهِرُ، الْغَافِرُ، الْمَلِيْكُ، الْخَفِيُّ، الْمُسْتَعَانُ، الرَّفِيْعُ، الْكَافِيْ، الْغَالِبُ، الرَّازِقُ، الشَّدِيْدُ، الْقَائِمُ، الْوَاقِيْ، نِعْمَ الْمَوْلٰى، فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْدُ، السَّرِيْعُ، الْوَلِيُّ، نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، السِّتِّيْرُ، السَّيِّدُ، الْمُسَعِّرُ، الطَّيِّبُ، الرَّفِيْقُ، الْحَكِيْمُ"

اب ہم ان اسماء کا ذکر کریں گے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہیں۔ البتہ ان اقوال کے دلائل ذکر کرنے کے بجائے صرف حوالے اور مرجع پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

(۱) اَللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ

(۲)- اَللّٰہُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (ابن ماجہ، مستدرک)

(۳) اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَأَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَأَدْعُوْكَ الْبَرَّ، الرَّحِيْمَ، وَأَدْعُوْكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ۔

(۴) الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (الترمذی والنسائی)

(۵) اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (اسے ابن قیم اور جزری وغیرہ نے راجح قرار دیا ہے)

(۶) اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّ لَكَ الْحَمْدَ أَنْتَ الْحَنَّانُ، الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَسْأَلُكَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْجَنَّةَ وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ" (احمد،حاکم،ابوداود،نسائی)

(۷) بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (عن رجل من طی، ابویعلی)

(۸) ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (ترمذی،عن معاذ)

(۹) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

(اسے ابوداود،ترمذی اورابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

(۱۰) - يَارَبِّ يَارَبِّ، رَبِّ رَبِّ ،(المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

(۱۱) لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (نسائی،حاکم)

(۱۲) هُوَ اللّٰهُ، اللّٰهُ، اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (زین العابدین،فخرالرازی)

(۱۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (قاضی عیاض)

(۱۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (مستدرک)

(۱۵)_ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان میں "مَالِكُ الْمُلْكِ" کا لفظ اسم اعظم ہے۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (طبرانی)

(۱٦) "اَللّٰهُمَّ" (الزرکشی)

(۱۷) "آلٓمٓ" (ابن جریر،الحاوی ۱/۳۹۵)

(۱۸) میں نے خواب میں دیکھا کہ آیت الکرسی ہے، کیونکہ اس میں ہر اسم اعظم کے بعد اللہ عزوجل کا نام ہے۔اور یہ (۱۴۲۳/۱۰/۲۷ھ) کی بات ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹)_ سورۃ الحشر کا آخر۔ "هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ... اِلٰی قَوْلِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ" (دیلمی عن ابن عباس)

(۲۰) "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّیِّبِ الْمُبَارِكِ الْاَحَبِّ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ" (ابن ماجہ)

(۲۱) اَللّٰهُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

(۲۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا خَیْرَ الْوَارِثِیْنَ، یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، یَا سَمِیْعَ الدُّعَآءِ، یَا اَللّٰهُ یا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ، یَا عَالِمُ، یَا سَمِیْعُ، یَا عَلِیْمُ، یَا حَلِیْمُ، یَا مَالِكَ الْمُلْكِ، یَا مَالِكُ، یَا قَاهِرُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ، یَا سَرِیْعُ، یَا کَرِیْمُ، یَا مُعْطِیْ، یَا مَانِعُ، یَا مُحْیِیْ، یَا مُقْسِطُ، یَا حَیُّ، یَا قَیُّمُ، یَا حَمِیْدُ، یَا رَبِّ یَارَبِّ، یَارَبِّ یَارَبِّ، یَارَبِّ یَارَبِّ، یَا وَهَّابُ، یَا غَفَّارُ، یَا قَرِیْبُ، یَا لَا اِلٰـهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، اَنْتَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ"

(السیوطی، شرح الاسماء الحسنیٰ پشتو)

(۲۳) اِلٰهَنَا وَاِلٰـهُ کُلِّ شَیْءٍ اِلٰـهًا وَاحِدًا (اَعْطِنِیْ کَذَا)

(الزہری، روح المعانی)

(۲۴)-اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِیْ قَبْضَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْعَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ مَکْنُوْنِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَ نُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاءَ غَمِّیْ وَهَمِّیْ"

(یہ دعا صحیح حدیث میں مذکور ہے، ابن حبان وغیرہ نے اسے روایت کیا)

(۲۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ یَا مُؤْنِسَ کُلِّ وَحِیْدٍ یَا قَرِیْبًا غَیْرَ بَعِیْدٍ، یَا شَاهِدًا غَیْرَ غَائِبٍ، یَا غَالِبًا غَیْرَ مَغْلُوْبٍ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ، یَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ الَّذِیْ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، وَاَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ عَنَتْ لَہُ الْوُجُوْہُ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَ وَجِلَتْ لَہُ الْقُلُوْبُ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ (وَاَنْ تُعْطِیَنِیْ کَذَا کَذَا) اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (المستطرف ۲/۵۳۹)

(۲۶) "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَخْزُوْنِ الْمَکْنُوْنِ الْمُبَارِكِ الطَّیِّبِ الطَّاھِرِ الْمُطَھَّرِ، الْمُقَدَّسِ، (صالح المزنی، منام مستطرف)

(۲۷) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّكَ مَالِكٌ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ مَا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنُ (سعید بن مسیب)(ھاتف)

(۲۸) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَاتُرَامُ وَالْمُلْكِ الَّذِیْ لَا یُضَامُ، وَالْعَیْنِ الَّتِیْ لَا تَنَامُ، وَالنُّوْرِ الَّذِیْ لَایُطْفَأُ، وَبِالْوَجْهِ الَّذِیْ لَا یَبْلٰی، وَبِالدَّیْمُوْمَةِ الَّتِیْ لَا تَفْنٰی، وَ بِالْحَیٰوةِ الَّتِیْ لَا تَمُوْتُ، وَبِالصَّمَدِیَّةِ الَّتِیْ لَاتُقْھَرُ، وَبِالرُّبُوْبِیَّةِ الَّتِیْ لَا تَسْتَذِلُّ، اَنْ تَجْعَلَ لَنَا فِیْ اُمُوْرِنَا فَرَجًا وَمَخْرَجًا حَتّٰی لَانَرْجُوْ غَیْرَكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (المستطرف)

(۲۹) لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سومرتبہ)

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ (سومرتبہ)

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (سومرتبہ)

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (سومرتبہ)

اور یہ سب آیات چار رکعتوں میں ایک ایک کر کے پڑھنی ہیں، پھر سومرتبہ "رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ "(القمر ۱۰) پڑھیں

(شاہ ولی اللہ کا مجرب نسخہ ہے، القول الجمیل صفحہ ۱۴۸)

علماء کرام کہتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تو ضرور ہے لیکن یہ کیفیت ثابت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔

(۳۰) "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ" یہ ذکر ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ پڑھیں۔ (القول الجمیل)

(۳۱) "يَا مَوْضِعَ كُلِّ شَكْوٰى، وَ يَا سَامِعَ كُلِّ نَجْوٰى، وَ شَاهِدَ كُلِّ بَلْوٰى، وَيَا مُنْجِيَ مُوْسٰى وَ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدٍ وَالْخَلِيْلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، اَدْعُوْكَ دُعَاءَ مَنِ اشْتَدَّتْ فَاقَتُهٗ وَضَعُفَتْ حَرَكَتُهٗ وَقَلَّتْ حِيْلَتُهٗ دُعَاءَ الْغَرِيْبِ الْغَرِيْقِ الْفَقِيْرِ الَّذِیْ لَا يَجِدُ لِكَشْفِ مَا هُوَ فِيْهِ اِلَّا اَنْتَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ"

(علی بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب بھی مصیبت میں مبتلا کوئی شخص یہ دعا مانگتا ہے تو اسکی مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ (المستطرف)

(۳۲) يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا اِلٰهَنَا وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰهًا وَاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ الْمُيَسِّرُ كُلَّ عَسِيْرٍ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ، مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (اسم اعظم کیا ہے صفحہ ۵۶)

(۳۳) "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

(اسکے بعد جو بھی دعا کی جائے ضرور قبول ہوتی ہے۔ طبرانی عن معاویہ باسناد حسن)

(۳۴) "يَا اَللّٰهُ، يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحْمٰنُ، يَا نُوْرُ يَا نُوْرُ، يَا ذَا الطَّوْلِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" (اسم اعظم کیا ہے صفحہ ۶۸۔ مجرب)

(۳۵) جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ الاخلاص اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ القدر، قبلہ رو ہو کر پڑھیئے اور دعا مانگیئے یقیناً آپ کی دعا قبول ہوگی۔ (اسم اعظم کیا ہے صفحہ ۷۱)

(۳۶) " اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَ مَا لَمْ أَعْلَمْ وَ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ الْكَبِيْرِ الْاَكْبَرِ "

" سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! یہ اسم اعظم ہے۔ (اسم اعظم کیا ہے صفحہ ۷۲)

(۳۷) یَا فَارِجَ الْغَمِّ وَ یَا كَاشِفَ الْهَمِّ وَیَا مُوْفِی الْعَهْدِ وَ یَا حَیُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ " (اسم اعظم کیا ہے صفحہ ۷۴)

(۳۸) تین مرتبہ " یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ "

(اسم اعظم کیا ہے ص ۷۱)

(۳۹)۔ " یَا رَبَّنَا " پانچ مرتبہ

(اسم اعظم کیا ہے)

(۴۰) یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَا كَاشِفَ السُّوْءِ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَاتِ الْمُضْطَرِّیْنَ یَا اِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ، بِكَ اَنْزِلُ حَاجَتِیْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا فَاقْضِهَا "

(اسم اعظم کیا ہے ص ۷۲)

(۴۱) " یَا عَلِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ " (مجابی الدعاء ابن ابی الدنیا عن العلاء)

(۴۲) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا قَائِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَافَرْدُ یَا أَحَدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ یَا مَنْ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ " (اسم اعظم صفحہ ۱۳۷)

(نماز فجر کے بعد سو مرتبہ۔ نیز اس سے پہلے اور بعد میں گیارہ مرتبہ درود شریف یہ کیفیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت ہے۔(۱)

(۴۳) يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا فَعَّالًا لِمَا يُرِيْدُ أَسْئَلُكَ بِعِزِّكَ الَّذِىْ لَايُرَامُ وَمُلْكِكَ الَّذِىْ لَايُضَامُ وَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِىْ مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ أَنْ تَكْفِيَنِىْ شَرَّ (كَذَا) يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِىْ يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِىْ "

(تین مرتبہ یہ دعا دہرائے)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص چار رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھے اُسکی دعا قبول ہوگی خواہ وہ پریشان حال ہو یا نہ ہو۔

(ابن أبي الدنیا صفحہ:۳۸،اسکی سند میں کچھ کمزوری ہے)

(۴۴)" لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ"

(یہ مصیبت وکرب سے بچنے کی دعا ہے۔ بخاری ومسلم)

(۴۵) " لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ وَتَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "

(مسند أحمد، الجواب الكافی صفحہ:۱۲)

(۴۶)" لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

(اگر یہ کلمات اخلاص اور صدق دل کیساتھ پڑھے جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر مطالبہ پورا کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے)۔

---

(۱) تعداد اور وقت کی مذکورہ کیفیت مصنف حفظہ اللہ کے تمہیدی بیان کی روشنی میں بدعت قرار نہیں پا سکتی، کیونکہ شیخ محترم خود ہی سابقہ صفحات میں مخصوص تعداد کو بزرگوں کا تجربہ قرار دے کر جائز قرار دے چکے ہیں، لہٰذا یہاں اسے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔(مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴۷)- ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ لفظ "ن" ہے۔ (الکنز الاعظم للبازی)
(عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ۲۸)

(۴۸) سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص سورۃ الحشر کی آخری آیات اور سورۃ الحدید کی ابتدائی چھ آیات کی قرأت کرنے کے بعد کہے: اے وہ ذات جو ان صفات سے متصف ہے! میرا فلاں فلاں کام بھی کر دیجئے۔ اللہ کی قسم! کوئی بد بخت شخص بھی ان کلمات کے ساتھ دعا مانگے تو خوش بخت ہو جائے۔ (البازی)

(۴۹) سورۃ الاخلاص کو کثرت کے ساتھ پڑھنا۔ (البازی)

(۵۰) ابن عدی کا "الکامل" میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کا سوال کیا تو جبرائیل اُسے لپیٹ کر میرے پاس لائے جب کہ اُس پر مہر لگی ہوئی تھی: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَخْزُوْنِ الْمَكْنُوْنِ الطُّهْرِ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ الْمُقَدَّسِ الْمُبَارِكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ"
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: مجھے بھی سکھا دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں عورتوں، بچوں اور بے وقوفوں کو یہ نام سکھانے سے روکا گیا ہے۔
الکامل: ۵۹۱/۲)، اسکی سند ضعیف ہے، بلکہ ابن عدی کہتے ہیں کہ موضوع جیسی ہے)

اس حوالے سے بہت سا مطالعہ اور غور و فکر کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی عظیم ہیں، البتہ بعض لوگوں کے حوالے سے کوئی نام اسم اعظم ہوتا ہے اور بعض دوسرے لوگوں کے حق میں کوئی دوسرا نام اسم اعظم کہلاتا ہے جس کی وجہ سے کوئی خاص نام کسی کے حق میں اسمِ اعظم ہوتا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں پر "الرحمن" کا ذکر مؤثر ہوتا ہے۔ اسے پڑھنے سے ان کا دل نرم ہوتا لہٰذا انکے حق میں یہی اسم اعظم ہے، جبکہ بعض لوگوں پر "رب العالمین" کا ذکر زیادہ کارگر ہوتا ہے، بعض "الحی القیوم" کا زیادہ اثر لیتے ہیں اور بعض لوگوں کا دل "الرؤف" یا "الودود" یا "ذو العرش المجید" کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے روشن ہوتا ہے۔ اسی لیے بعض سلف نے کہا ہے: اگر آپ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کو جاننا چاہتے ہیں تو انتہائی ادب اور خشوع وخضوع کے ساتھ کتاب وسنت میں وارد اللہ تعالیٰ کے اسماء کو پڑھتے چلے جاؤ، جو اسم تمہارے دل پر اثر کرے اور تمہیں اپنی طرف کھینچے وہی تمہارے حق میں اسم اعظم ہے۔ (تفسیر السراج المنیر)

اسی طرح بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کسی نیک بندے کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ فلاں فلاں اسم کے ذریعے مجھ سے دعا کرو تو میں تمہاری دعا قبول کرونگا، یہ الہام اس نیک بندے کی کرامت ہوتی ہے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص بھی اُس اسم کے واسطے سے دعا مانگے اسکی دعا قبول ہوگی اگرچہ وہ اُس نیک بندے کی صفات سے متصف ہو۔

اس بات پر غور کیجئے کیونکہ یہ ایک اہم بات ہے!

اس طرح دو احادیث کا تضاد بھی دور ہو جاتا ہے، جن میں ایک حدیث کے مطابق ایک شخص نے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ".

تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کے ایسے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے کہ جب بھی اسکے ذریعے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور دُعا مانگی جائے تو قبول کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح ایک دوسرے آدمی نے یہ دعا مانگی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللهُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ".

یہ دعا سن کر بھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کے ایسے اسم اعظم کے ذریعے اُسے پکارا ہے کہ جب بھی اسکے ذریعے اُس سے کچھ مانگا جائے تو عطا کرتا ہے، دعا کی جائے تو قبول فرماتا ہے۔ (ابوداؤد)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ بھی اسم اعظم ہو اور وہ بھی؟ البتہ اگر یوں کہا جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ ہر وہ شخص جو مذکورہ آدمی کی طرح عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا مانگے اسکے حق میں ان میں سے ہر ایک اسم اعظم ہو سکتا ہے۔

اسی طرح "الحی القیوم" کے متعلق بھی بہت سے روایات میں آتا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے۔ لہٰذا یہ بھی اُسی شخص کے متعلق ہوگا جو اسکی شرائط وآداب کا لحاظ رکھے، تاکہ وہ آدمی جو شراب خانے سے جھومتا ہوا باہر نکلے، کلین شیو کروائے اور گانے گاتا پھرے اور پھر اس نام کے وسیلے سے دعا مانگے۔ کیونکہ اس نے اسکی شرائط وآداب کو ملحوظ نہیں رکھا عاجزی و انکساری کا مظاہرہ نہیں کیا، اور ایسا ایمان پیش نہیں کیا جو مطلوب تھا۔

محسوسات میں اسکی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ مثلاً ٹھنڈا پانی معدے کی ٹھنڈک اور پیاس سے سیرابی کا باعث ہے لیکن اُس شخص کے لئے جو مریض نہ ہو۔

اے اللہ! میں آپکے اسم اعظم کا وسیلہ دیکر یہ التجا کرتا ہوں کہ مجھے ہدایت عطا فرمایئے، میرے انجام کو بہتر بنایئے، مجھے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمایئے اور ہم سب کو اپنے نیک اور محبوب بندوں میں شامل فرمالیجئے اور تمام اہل ایمان خصوصاً ماں باپ اور عزیز واقارب کی بخشش فرمایئے یارب العالمین!

○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵- پچیسواں فائدہ

یقین کے بارے میں

لغوی طور پر یقین کا معنی سکون بھی ہوتا ہے جیسے ''يَقَنَ الْمَاءُ إِذَا سَكَنَ'' یعنی یقن کا معنی سکون پکڑنا ہے۔اوراسکا معنی شک زائل ہونا اور علم حاصل ہونا بھی ہے۔

(روح المعانی)

○ ''تیسیر الکریم الرحمٰن''میں یقین کی تعریف یوں کی گئی ہے:

''اَلْيَقِيْنُ هُوَ الْعِلْمُ التَّامُّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ أَدْنٰى شَكٍّ وَالْمُوْجِبُ لِلْعَمَلِ''.

''یقین ایسے علم تام کو کہتے ہیں جس میں ادنیٰ سا شک بھی نہ ہو اور جو عمل پر اُبھارنے والا ہو''

راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''یقین علم کی ایسی صفت ہے جو معرفت اور درایت وغیرہ سے بالاتر ہے۔

یہ فہم کا سکون اور حکم کا ثبات ہے۔

شرعی تعریف:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقین یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی مت کرو، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر کسی اور کی تعریف مت کرو، اور جس چیز سے اللہ محروم رکھے اُس پر کسی کو ملامت مت کرو، یقین جانو کہ کسی حریص کا حرص رزق کو لانے والا نہیں اور ناپسندیدہ کرنے والے کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اللہ کی طرف سے آنے والا رزق رک نہیں جاتا، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل وانصاف کیساتھ یقین ورضا میں سکون اور خوشی رکھ دی ہے اور شک وناراضگی میں بے سکونی اور غم رکھ دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جامع بیان العلم وفضلہ (۱/۱۶۹) کی تعلیق میں یہ روایت موقوفا جب کہ مدارج السالکین (۲/۳۹۷) میں قوی سند کے ساتھ مرفوعا مروی ہے)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقین چار شاخوں پر مبنی ہے: فہم کی انتہاء، علم کی فراوانی، حکم کی رونق اور حلم کی بہار۔ جس شخص نے صحیح فہم پالیا وہ علم کے بھید بھی کھول لے گا، اور جس نے علم کے بھید کھول لیے وہ شرعی احکامات سے بھی واقف ہو جائے گا، اور جس نے شرعی احکام جان لیے وہ حلیم وبردبار بن جائے گا اور لوگوں کے درمیان زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے معاملات میں کوتاہی یا زیادتی کا شکار نہ ہوگا۔

(الیقین لابن ابی الدنیا، کنز (۸۸۰۳)

لقمان حکیم کا قول ہے: اے بیٹے! یقینا مکروہات پر صبر کرنا بھی بہترین یقین میں سے ہے، ہر عمل کا ایک کمال اور غایت ہوتی ہے اور عبادات کا کمال یقین اور ورع (پرہیزگاری) ہے

(ابن ابی الدنیا رقم: ۱۴، عن قتادۃ)

اسی طرح لقمان حکیم اپنے بیٹے سے کہتے ہیں: ایمان کے سات حقائق ہیں، اوران میں سے ہر حقیقت میں ایک حقیقت چھپی ہوئی ہے۔ ایمان کے ساتھ حقائق یہ ہیں: یقین، خوف الٰہی، معرفت، ہدایت، عمل، غوروفکر، پرہیزگاری۔

پھر یقین کی حقیقت صبر ہے، خوف الٰہی کی حقیقت اطاعت ہے، معرفت کی حقیقت ایمان ہے، ہدایت کی حقیقت بصیرت ہے، علم کی حقیقت نیت ہے، غوروفکر کی حقیقت دانشمندی ہے، اور پرہیزگاری کی حقیقت حرام اور غیر مستحسن کاموں سے رُک جانا ہے۔

(ابن ابی الدنیا، عن عبداللہ ابن عون: رقم (۲۸))

یہ انتہائی دقیق کلام ہے جو لقمان حکیم کے ہی شایان شان ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایمان و یقین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: چار اُنگلیاں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: وضاحت کرو۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: یقین وہ ہے جسے آپ کی آنکھ دیکھے اور ایمان وہ ہے جسے آپکے کان سُنیں اور آپ اسکی تصدیق کریں۔

(الیقین لابن ابی الدنیا رقم ۴۱)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اَلْيَقِيْنُ الْاِيْمَانُ كُلُّهٗ"۔ "یقین سراپا ایمان ہے"۔ (بخاری: ۶/۱) طبرانی نے یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں:

"وَالصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ"۔ "اور صبر نصف ایمان ہے"

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لَوْ أَنَّ الْيَقِيْنَ وَقَعَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يَنْبَغِيْ لَطَارَ اشْتِيَاقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَهَرَبًا مِنَ النَّارِ"

"اگر یقین اس طرح دل میں جاگزین ہو جائے جیسے ہونا چاہیئے تو انسان جنت کے شوق اور جہنم کے خوف سے اُڑنے لگے"۔ (فتح الباری ۴۱/۱)

"احیاء العلوم" میں لکھا ہے کہ یقین دو معنوں میں مشترک ہے:

①:... شک کا بالکل معدوم ہو جانا، خواہ یہ یقین غور و فکر سے حاصل ہو، حس کے ذریعے ہو، فطری عقل کا نتیجہ ہو، تواتر سے ملے، یا کسی دلیل سے ثابت ہو۔ اور اس یقین میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا۔

②.... دوسرا معنی جسکی تصریح فقہاء، صوفیاء اور بہت سے علماء کرام نے کی ہے، اس میں تجویز و شک کو نظر انداز کرتے ہوئے دل پر غالب صفت کو یقین کہا جاتا ہے۔ اس یقین کے حوالے سے یوں بھی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا موت پر یقین کمزور ہے، اور فلاں شخص اللہ کی طرف سے ملنے والے رزق پر پختہ یقین رکھتا ہے۔ لہٰذا ہر وہ بات جو دل پر غالب ہو کر قرار پکڑ لے یقین کہلاتی ہے البتہ اس یقین میں تفاوت کا پایا جانا ظاہر ہے۔

(دیکھیے: روح المعانی: ۱۲۲/۱)

ذوالنون رحمہ اللہ کے ایک دوسرے قول کے مطابق یقین کی تین چوٹیاں کچھ یوں ہیں: لوگوں کیساتھ میل جول کم رکھنا، عطیات پر لوگوں کی تعریف نہ کرنا، محرومیوں پر لوگوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذمت کرنے سے بچنا۔

(یہی معنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں گذر چکا ہے)

اسی طرح ذوالنون رحمہ اللہ کے ایک دوسرے قول کے مطابق یقین کی تین چوٹیاں کچھ یوں ہیں: ہر چیز میں اللہ کی طرف دیکھنا، ہر کام میں اُسی کی طرف رجوع کرنا، ہر حال میں اُسی سے مدد مانگنا۔ (مدارج: ۲/۲۹۸)

یقین کبھی اُس دل میں بسیرا نہیں کرتا جو غیر اللہ کی طرف میلان رکھتا ہو۔ (مدارج)

ابن عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس قدر تقویٰ کے قریب ہوں اسی قدر یقین حاصل ہوتا ہے، کیونکہ تقویٰ کا معنی منہیات سے اجتناب اور دوری ہے، اور منہیات سے دوری کا مطلب نفس اور اُسکی خواہشات سے دستبرداری ہے۔ لہٰذا جتنا آپ نفس سے دور ہونگے اتنا ہی یقین سے قریب ہونگے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اَلْیَقِیْنُ الْفِکْرَۃُ"

"یقین غور وفکر کا نام ہے"۔ (قرطبی: ۴/۳۱۴)

جنید بغدادی رحمہ اللہ کا قول ہے:

"هُوَ اسْتِقْرَارُ الْعِلْمِ فِي الْقَلْبِ بِحَيْثُ لَا يَتَغَيَّرُ وَلَا يَتَحَوَّلُ"

"یہ (یقین) علم کا دل میں اس طرح قرار پکڑ لینا ہے کہ پھر اس میں نہ تو کوئی تغیر وتبدیلی ہو اور نہ ہی یہ کبھی دل سے جدا ہو"۔

اگر آپ یہ سوال کریں کہ کوئی انسان سچے یقین تک کس طرح پہنچ سکتا ہے؟

اسکے جواب میں یہ کہیں گے کہ عارفین نے اس سلسلے میں چند امور کا تذکرہ کیا ہے، انہیں اختیار کر کے آپ یقین تک پہنچ سکتے ہیں۔

عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک راھب کے عبادت خانے کے پاس سے گذرا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ٹھہرو! میں اس کیساتھ کچھ کلام کروں، لہٰذا جب میں اُسکے قریب ہوا تو اُس نے کہا: اے عبدالواحد! اگر تم علم الیقین کو جاننا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہو تو اپنے اور شہوات دنیا کے درمیان لوہے کی دیوار حائل کر دو۔
(الحلیۃ لابی نعیم: ۱۵۵/۶، الیقین لابن ابی الدنیا رقم: ۳۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾۔[الانعام: ۷۵]

''اور اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھاتے تھے، تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے''۔

اس آیت میں صریح اشارہ ہے کہ کائنات پر غور و فکر اور تدبر بھی حصول یقین کا ایک بڑا عامل ہے۔ اسی وجہ سے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب میں آسمان دنیا کی طرف اُترا تو میں نے نیچے نگاہ ڈالی، یکایک مجھے گرد و غبار دھواں اور آوازیں محسوس ہوئیں۔

میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ماجرا ہے؟ اُس نے جواب دیا: یہ شیاطین ہیں جو بنی آدم کی آنکھوں کے گرد منڈلا رہے ہیں، تاکہ وہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پر غور و فکر نہ کر پائیں، اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ عجائب قدرت دیکھ لیتے۔
(مسند احمد: (۳۵۳/۲)، اسکی سند میں مقال ہے)

میں سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید پر تدبر اور اُسکے اسرار و رموز سے آگاہی یقین کی زیادتی کا ایک اہم عامل ہے، اور کیوں نہ ہو کہ قرآن مجید تو نازل ہی اس لیے ہوا کہ لوگوں کے ایمان ویقین میں اضافہ کرے۔

اسی بات کی طرف اشارہ ہے کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ﴾. [یونس: ۳۹]

''بلکہ انہوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا جس کا اپنے علم سے وہ احاطہ نہ کر سکے''۔

یعنی جو شخص اپنے علم کے ساتھ قرآن مجید کا احاطہ کر لے وہ کبھی تکذیب نہیں کر سکتا، یہ تو ہماری جہالت و ناشناسی ہے کہ بے یقینی کا شکار رہتے اور شکوک وشبہات کی وادیوں میں سرگرداں رہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین کی تین اقسام ہیں

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین

علم الیقین یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی اور اسکی شریعت و دین کو قبول کر لے، اللہ کی غلامی اور عبودیت کو دل و جان سے تسلیم کر لے، جنت و جہنم، پل صراط، ترازو، اور حساب کتاب سے متعلق غیب کی خبروں پر بغیر کسی شک و شبے اور تردد کے ایمان لے آئے، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور توحید کو جان لے۔ (مدارج ملخصا)

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علم الیقین یہ ہے کہ انسان یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اُسے موت کے بعد اُٹھانے والا ہے۔ (معالم)

جبکہ عین الیقین اور حق الیقین صرف انبیاء اور بعض اولیاء کا خاصہ ہے، البتہ آخرت میں یہ تمام لوگوں کو حاصل ہو جائیگا۔

○ ابو بکر الوراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یقین کی تین اقسام ہیں: یقین خبر، یقین دلالت، یقین مکاشفہ، یا مشاہدہ۔

یقین خبر یہ ہے کہ دل کسی خبر پر سکون پکڑ لے اور اس پر اعتماد کر لے۔ یقین دلالت کا درجہ اس سے کچھ اوپر ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس خبر کی سچائی پر اعتماد کے ساتھ اسکے کچھ دلائل بھی اسکے سامنے ہوں۔

اور یقین مشاہدہ یہ ہے کہ وہ انکے دلوں میں یوں سما جائے جیسے آنکھوں دیکھی بات۔ اور یہ احسان کا درجہ ہے۔

یقین کن امور میں مطلوب ہے؟

علماء آخرت کی صفات کے تذکرے میں ہم اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ ایسے امور بہت سے ہیں، جن میں سے چند پیش خدمت ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

①- توحید باری تعالیٰ :

اس میں یقین یہ ہے کہ تمام چیزوں کا مسبب الأسباب اللہ تعالیٰ کو سمجھے، اور اس یقین کا پھل یہ ہے کہ چیزوں سے محرومی پر غیض وغضب زائل ہو جاتا ہے، بداخلاقی کا خاتمہ ہو جاتا ہے، کیونکہ جب تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو دوسروں سے شکوہ وشکایت اور شکریہ ومدح چہ معنیٰ دارد؟

②- اللہ کے رزق پر اعتماد :

اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے رزق کا ضامن ہے، جب یہ بات دل میں اُتر جائے تو حرص وطمع اور لالچ کا خاتمہ ہو جاتا ہے، طلب میں اجمال پیدا ہوتا ہے، اور محرومی پر افسوس نہیں ہوتا۔

③- جزا و سزا پر یقین رکھنا :

جو شخص زرہ برابر نیکی کرے وہ اسکا صلہ پائے گا اور جو زرہ برابر برائی کا ارتکاب کرے وہ بھی اس کا نتیجہ دیکھ لے گا۔

جب یہ یقین کسی کے دل میں بیٹھ جائے تو وہ گناہوں کو زہر قاتل اور نیکیوں کو شہد سمجھنے لگے گا، اور اس حوالے سے اپنی حرکات وسکنات اور خیالات تک کا جائزہ لے گا۔

④.........اس بات کا یقین کہ اللہ تعالیٰ آپکی جلوت وخلوت پر مطلع ہے، جب یہ یقین پیدا ہو جائے تو انسان اپنی جلوت وخلوت اور تمام احوال میں ادب کا مظاہرہ کرے گا جیسے وہ شخص جو کسی عظیم بادشاہ کے سامنے بیٹھتا ہے۔

اس یقین کے نتیجے میں حیا، خوف، عاجزی وانکساری، خضوع اور احسان جیسے بہترین اوصاف اور اعلیٰ اخلاق جنم لیتے ہیں اور ان اعلیٰ اخلاقی صفات سے بہت سی عظیم الشان طاعات پیدا ہوتی ہیں۔ یقین گویا اساس ہے جیسے درخت۔ اور اخلاق صفات اسکی ٹہنیاں۔ جب ان صفات سے جنم لینے والی طاعات اسکا پھل ہیں۔

(الاحیاء:۱/۱۲۷ قدرے اضافے کے ساتھ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین کے فضائل وفوائد

یقین ہی تو وہ سواری ہے جس پر بیٹھ کرانسان اللہ کی طرف سفر کرتا ہے، پھر بھلا یقین کے بغیر یہ سفر ممکن ہوسکتا ہے؟

اسی طرح تھوڑا سا یقین بہت سے عمل کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹا! یقین کے بغیر عمل کرنا ممکن ہی نہیں، اور ہر شخص اپنے یقین کے بقدر ہی عمل کرتا ہے، اور کسی کے عمل میں کمی اور کوتاہی بھی تب ہی واقع ہوتی ہے جب اُسکا یقین کمزور ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اسکی قدرت کی نشانیاں بھی اہل ایقان کو فائدہ دیتی ہیں۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾۔ [الجاثیه/۳،۴]

”بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں مومنوں کے لئے واقعی نشانیاں ہیں۔ اور تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں میں جو وہ پھیلاتا ہے، ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو یقین رکھتے ہیں“۔

اسی طرح قرآن مجید کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ اس سے صرف اہل یقین کو فائدہ حاصل ہوگا۔ فرمایا: ﴿هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ [الجاثیه:۲۰]

”یہ روشن دلائل ہیں اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں“۔

اسی طرح صبر اور یقین کی بدولت ہی امامت فی الدین کا رتبہ ملتا ہے۔

فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ﴾ [السجدة: ۲۴]

”اور جب انہوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کچھ ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے“۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص علم یقین حاصل کر لے اُس پر دنیاوی شہوات اور دنیا طلبی غالب نہیں آتی۔ جیسا کہ سورۃ التکاثر میں فرمایا: ﴿كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ﴾۔ [التکاثر:٥]

''ہرگز نہیں! اگر تم علم یقین کو جان لو''

گویا اس میں اشارہ ہے کہ جو شخص یقین کو پالے وہ دنیا کی دوڑ میں شامل نہیں ہوگا۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی

''وَسَلُوا اللهَ الْمُعَافَاةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ''.

''اور اللہ سے عافیت طلب کرو، کیونکہ بلاشبہ کسی شخص کو یقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز عطا نہیں کی گئی'' (ابن ماجہ (۳۸۴۹) یہ حدیث صحیح ہے)

ایک مشہور دعا میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا''.

''اور ہمیں ایسا یقین عطا فرما جس کے ذریعے تو مصائب دنیا کو ہم پر آسان کر دے''

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ إِيمَانًا وَيَقِينًا وَفِقْهًا''.

''اے اللہ! میں تجھ سے ایمان، یقین اور دین کی سمجھ کا سوال کرتا ہوں''

(ایک مرفوع حدیث میں بھی یہ الفاظ ملتے ہیں لیکن اس میں مقال ہے دیکھیے، ترمذی: ۱۷۹/۲)

آپ ﷺ کا فرمان: [مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي إِلَّا ضُعْفَ الْيَقِينِ].

''میں اپنے امت پر یقین کی کمزوری کے سوا کسی چیز کا خوف نہیں رکھتا''۔

(اسے طبرانی نے ''الاوسط'' میں روایت کیا، اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔ دیکھیے: المجمع ۱۰۷/۱)

ایک حدیث میں آتا ہے:

''كَفَى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا وَبِالْيَقِينِ غِنًى وَبِالْعِبَادَةِ شُغْلًا''

''موت نصیحت کو کافی ہے، یقین دنیا سے بے پرواہ کرنے کے لیے کافی ہے، اور عبادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کو مصروف رکھنے کے لئے کافی ہے"
(یہ حدیث مرفوعا بھی روایت کی گئی لیکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے ۔ دیکھئے: الضعیفہ رقم: ۵۰۲)

آپ ﷺ کا فرمان ہے: "أُدْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ".
"اللہ سے اس حال میں دعا مانگو کے تمہیں قبولیت کا یقین ہو"

ابراھیم بن أدھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تین پردے ہمارے دلوں پر چڑھ چکے ہیں، جنہیں ہٹائے بغیر کوئی بندہ یقین کو نہیں پا سکتا: موجود پر خوشی، مفقود پر غم اور تعریف پر مسرت۔ جب تم موجود پر خوش ہو تو حریص کہلاؤ گے اور جب مفقود پر غم کرو گے تو گویا اللہ پر ناراض ہو گے اور اللہ پر ناراض ہونے والا مسلسل عذاب کا شکار رہتا ہے، اور جب تم اپنی تعریف پر مسرت محسوس کرتے ہو تو خود پسند ہو جب کہ خود پسندی عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ (الاحیاء: ۱۲۱/۵)

یہ انتہائی عجیب قول ہے

○○○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶- نادر فائدہ

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اسکی ذات وصفات کا استحضار

ایسا فائدہ آپکی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا، اور یہ اس لائق ہے کہ اسے سونے کی پانی سے لکھا جائے اور داڑھوں کیساتھ مضبوطی سے پکڑا جائے۔

معرفت الٰہی کا قریب ترین راستہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے نفس کی صفات پر غور کیجئے، پھر وہ صفت کمال جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں اسکے حوالے سے جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ اُس صفت کے زیادہ لائق ہے۔ اسی لئے ایک اثر میں وارد ہوا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا (یہ مسند حدیث نہیں بلکہ بعض علماء عارفین کا کلام ہے)۔

اسی طرح عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْإِيمَانَ: اَلْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ، وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ، وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ.

"تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے انہیں جمع کرلیا گویا اُس نے ایمان کو جمع کرلیا: اپنے نفس سے انصاف کرنا، تمام لوگوں کو سلام کرنا، اور تنگدستی میں بھی خرچ کرنا"۔

(الایمان لابن أبی شیبہ: صحیح البخاری: ۱/۱۲)

اپنے نفس سے انصاف کا معنی یہ ہے کہ جس طرح آپ اپنی تعریف پسند کرتے ہیں، اس پر خوش ہوتے ہیں، اپنی عزت چاہتے ہیں، تو اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ سے بڑھ کر اپنی تعریف چاہتا ہے اور تعریف پر خوش ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپکی بات مانیں، بلکہ اگر آپکی اولاد یا زوجہ آپکی نافرمانی کرے تو آپ غصے کا شکار ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے میری بات کا مذاق سمجھ رکھا ہے۔!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر آپ خود اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کیوں کیے جارہے ہیں؟ اسی طرح آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپکے بیوی بچوں اور آپکے محبوب لوگوں سے محبت کریں اور اگر لوگ ان سے نفرت کریں تو آپ اُن پر ناراض ہوتے اور اُنکو خود سے دور کردیں گے۔

اسی طرح آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر آپ کوئی کتابچہ یا رسالہ تحریر کریں تو لوگ اُسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔

اسی طرح آپ اپنی بیوی سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ آپکی اطاعت کرے خواہ بیمار ہی کیوں نہ ہو۔ اور جب وہ آپکو باقی تمام لوگوں پر ترجیح دے تو آپ اُسکی تعریف کرتے ہیں۔

اور اگر کوئی شخص مقررہ وقت سے پہلے آپکی محفل میں آجائے تو آپ اسکے حسن اخلاق کی تعریف کرتے ہیں۔ دیر کردے تو مذمت کرتے ہیں۔

جب آپکی کوئی گمشدہ چیز مل جائے تو آپکو خوشی ہوتی ہے، اسی طرح جب کوئی گمراہ شخص توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کو خوشی ہوتی ہے۔

بہر حال آپ جو کچھ لوگوں سے چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر آپ سے چاہتا ہے حالانکہ لوگوں پر کوئی فضل یا احسان نہیں رکھتے، جب کہ آپ خود اپنے وجود سے لے کر ادنیٰ ترین نعمت تک محض اللہ ہی کے فضل کا نتیجہ ہیں۔ لہٰذا آپ ابھی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکے لئے احسان مندی میں مگن ہو جایئے، اور اگر لوگ آپ کے معاملے میں کچھ کوتاہی یا زیادتی کریں تو معافی سے کام لیجئے، مہربانی کا معاملہ کیجئے کہ آپ کا رب تو آپکی تمامتر کوتاہیوں اور نافرمانیوں کے باوجود آپ پر مہربان ہے اور اب تک آپ کو مہلت دے رکھی ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کی معرفت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کو انسان کی صفات کے برعکس سمجھیں، مثلاً انسان فقیر و محتاج ہے جبکہ اللہ تعالیٰ غنی و لاپرواہ، انسان فانی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ باقی، انسان کمزور ہے اور اللہ غالب و طاقتور، انسان کو مرنا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ حی لایموت، انسان سے مانگا جائے تو ناراض ہوتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے تو خوش ہوتا ہے، انسان بخیل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جیسے چاہے خرچ کرتا ہے۔

انسان غفلت ونسیان کا پلندہ ہے، گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے، اور بہت سی اشیاء اُس سے مخفی رہتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان نقائص سے پاک اور بلند ہے۔ یہ بھی صفات الٰہی کی معرفت کا صحیح طریقہ ہے۔

تفسیر "السراج المنیر :(۱/۱۵۰)" میں بعض روایات کے حوالے سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اپنے نفس کو پہچانو اور مجھے پہچانو۔ تو اُنہوں نے دریافت کیا: اے میرے رب: کس طرح؟ تو اللہ تعالیٰ نے اُنکی طرف وحی فرمائی: اپنے نفس کو کمزور وعاجزی اور فنا کیساتھ پہچانو اور مجھے قوت اور بقاء کیساتھ پہچانو۔

یہ اس قول کا دوسرا معنی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

○○○○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷- فائدہ

چالیس خصلتیں جن میں ایک پر عمل کرنے سے جنت کا وعدہ ہے، وہ کونسی ہیں؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَ تَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ“

”چالیس خصلتیں جن میں اعلیٰ ترین دودھ والی بکری کسی کو فائدہ اُٹھانے کے لئے عاریتاً دے دینا ہے، جو شخص بھی ثواب کی اُمید اور ان پر کیے گئے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے ان میں سے کسی خصلت پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس خصلت کی وجہ سے اُسے جنت میں داخل کر دیگا“۔

(صحیح البخاری: ۳۵۸/۱، ابوداؤد، احمد)

حسان کہتے ہیں کہ ہم نے ”مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ“ سے کمتر خصلتوں کو شمار کیا، جیسے سلام کا جواب، چھینک کا جواب دینا، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور ایسی دیگر باتیں۔ تو ہم پندرہ خصلتیں بھی شمار نہ کر پائے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ان خصلتوں کو شمار کرنا ٹھیک نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جاننے کے باوجود انہیں شمار نہیں کیا کہ انہیں یونہی مجمل چھوڑ دینے میں کئی فوائد ہیں۔ نیز انہیں شمار کرنا امور غیب میں لاف زنی کے مترادف ہے۔

جب کہ دیگر علماء کا کہنا کہ اگرچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں شمار نہیں فرمایا، لیکن اسکی ترغیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور دلائی ہے۔ پھر اگر انکی معرفت ممکن نہ ہوتی اور انکے شمار میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اجمالی طور پر بھی انکی تعداد کیوں بیان فرماتے؟ اور الحمد للہ یہ خصلتیں تو خود احادیث نبوی میں مذکور ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں بعض خصائل کا تذکرہ کیا ہے اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری (۱۳/۱۸۷) میں انکی نسبت زیادہ خصلتوں کا تذکرہ کیا ہے، البتہ انکی ذکر شدہ بعض روایات ضعیف ہیں۔

اس فائدے میں ہم کوشش کریں گے کہ صحیح اور حسن روایات کی مدد سے ان خصلتوں کو بیان کیا جائے تاکہ لوگوں کو انکی طرف رغبت دلائی جائے اور ہم سب ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا: مجھے کوئی ایسا عمل سکھلا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں نے مختصر بیان کیا تو یہ مسئلہ رہ جائے گا۔ غلام آزاد کرو اور گردن چھڑاؤ۔ اُس نے پوچھا: کیا یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، غلام آزاد کرنے (عِتْقُ النَّسَمَة) کا معنی یہ ہے کہ آپ اکیلے اُسے آزاد کریں اور گردن چھڑانے (فك الرقبة) کا معنی یہ ہے آپ قیمت ادا کرنے میں اُسکی مدد کریں (۱) دودھ والا جانور عاریتاً دو (۲) اور حق تلفی کرنے والے رشتہ دار کی مدد کرو، اور اگر اسکی استطاعت نہ ہو تو (۳) بھوکے کو کھانا کھلاؤ، پیاسے کو پانی پلاؤ، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ ہو تو (۴) اپنی زبان کو بھلائی کے علاوہ ہر بات سے روکے رکھو۔

(بیہقی نے اسے شعب الایمان (۴۳۳۵) میں جید سند کے ساتھ نقل کیا) مذکورہ حدیث میں ان چالیس خصلتوں میں سے چار کا ذکر کیا گیا ہے۔

نیز سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کونسی چیز بندے کو آگ سے نجات سے دلاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: کیا ایمان کیساتھ کوئی عمل بھی ہے؟ فرمایا: (۵) اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ خرچ کرے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کوئی بندہ خود فقیر ہو اور اسکے پاس اللہ کی راہ میں دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: (۶) نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر وہ ٹھیک سے بولنا نہ جانتا ہو اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی قدرت نہ رکھے تو کیا کرے؟

فرمایا: (۷) کسی درماندہ و عاجز کو اُسکا کام کر دے۔ میں نے کہا: اگر وہ خود ہی عاجز ہو اور کچھ کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے؟ فرمایا:

(۸) کسی مغلوب کی مدد کر دے۔ میں نے کہا: اگر وہ اسقدر ناتواں ہے کہ مظلوم کی مدد نہیں کر سکتا تو کیا کرے؟ فرمایا: تم اپنے ساتھی میں کوئی بھلائی نہیں چھوڑو گے۔

(۹) پھر وہ لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کوئی ایسا کرے تو جنت میں داخل ہو جائیگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان ان خصلتوں میں سے کسی خصلت پر عمل پیرا ہو، تم اُسکا ہاتھ پکڑ کر اُسے جنت میں داخل کر دینا۔

(طبرانی نے اسے "الکبیر: (۱/ ۸۳)" میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

الصحیحه (۳۶۹/۶)

ایک مرفوع حدیث میں آتا ہے: (۱۰)

"مَنْ أَخْرَجَ مِنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا يُؤْذِيهِمْ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهِ حَسَنَةً وَمَنْ كُتِبَ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةٌ أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ".

"جس نے مسلمانوں کے راستے سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دی، اللہ تعالیٰ اسکے لئے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، اور جس کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے پاس کوئی نیکی لکھ دے اُسے اس نیکی کے بدلے جنت میں داخل فرمائیگا۔

(طبرانی: الصحیحہ: ۳۵۶/۵)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ! کونسا شخص اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اور کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ وہ شخص ہے جو لوگوں کیلئے سب سے زیادہ نفع رسان ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل (۱۱) وہ خوشی ہے جو کسی مسلمان پر داخل ہے، (۱۲) یا اُسکی کوئی پریشانی دور کرے (۱۳) یا اُسکا قرض ادا کرے، (۱۴) یا تم اُسکی بھوک مٹاؤ، (۱۵) اور اگر میں کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اُسکے ساتھ چلوں تو یہ بات مجھے اس مسجد میں ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے، (۱۶) اور جس نے اپنے غصے کو روکا اللہ تعالیٰ اسکے عیبوں پر پردہ ڈال دیگا۔ (۱۷) اور جس نے اپنے طیش کو دبا دیا، جبکہ اگر وہ چاہتا تو اپنا غصہ نکال سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسکے دل کو امید سے بھر دے گا (۱۸) اور جو بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اسکے ہمراہ نکلا یہاںتک کہ اُسکی ضرورت پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اُس دن اُسے ثابت قدم رکھے گا جب لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے، اور برا اخلاق عمل کو بالکل اسی طرح بگاڑ دیتا ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(اسے طبرانی نے روایت کیا: ۲۰۹/۲، الصحیحہ رقم: ۹۰۶)

(۱۹) سلام کرنا،

www.KitaboSunnat.com

(۲۰) چھینک کا جواب دینا۔

(۲۱)....مسلمان کی عیب پوشی کرنا۔ حدیث میں آتا ہے: ’’مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ‘‘:

’’جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُسکی عیب پوشی فرمائیں گے‘‘۔ (مسلم)

(۲۲)...خیر کی طرف رہنمائی کرنا۔ حدیث میں آتا ہے: ’’اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا‘‘...

’’بھلائی کے کاموں میں شفاعت کرو اور اجر پاؤ‘‘ (ابوداؤد)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۳)....لوگوں کے درمیان صلح کروانا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا“.

”اور جس نے اللہ کی رضا جوئی کیلئے ایسا کیا تو عنقریب ہم اُسے اجر عظیم عطا کریں گے“

(۲۴)....اچھی اور پاکیزہ بات کہنا۔ حدیث میں آتا ہے:

”اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ“ (بخاری)

”جہنم کی آگ سے بچو، خواہ آدمی کھجور کے ذریعے اور اگر کوئی یہ بھی نہ پائے تو پاکیزہ بات کے ذریعے“۔

(۲۵)...دو لوگوں کے درمیان عدل کرنا، صدقہ ہے۔

(۲۶)....اور سواری پر چڑھنے میں کسی کی مدد کرنا یا سوار کو اُسکا سامان پکڑا دینا بھی صدقہ ہے، پاکیزہ بات بھی صدقہ ہے، مسجد کی طرف اُٹھایا جانے والا ہر قدم صدقہ ہے، اور تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

(۲۷)...کشادہ چہرے اور مسکراہٹ کیساتھ مسلمان بھائی سے ملنا۔ حدیث میں آتا ہے:

”كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَقَالَ: لَاتَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ“. (مسلم)

”ہر بھلائی صدقہ ہے، اور فرمایا: کسی نیکی کو حقیر مت جانو اگرچہ اپنے بھائی کیساتھ کشادہ چہرے سے ملنا ہی کیوں نہ ہو“۔

(۲۸)....درخت لگانا اور کھیتی اُگانا۔ حدیث میں آتا ہے:

”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ“. (متفق علیہ)

(جو مسلمان بھی کوئی درخت لگائے یا کھیتی اُگائے، تو جو کوئی انسان پرندہ، یا چوپایہ اس میں سے کھائے گا تو یہ اسکے لئے صدقہ ہوگا)۔

(۲۹)...اپنے برتن میں سے اپنے بھائی کے برتن میں کچھ انڈیل دینا۔ (احمد، ترمذی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۰)....بھولے بسرے شخص کو راستہ دکھا دینا بھی تمہارے لئے صدقہ ہے۔

(۳۱)....کم دیکھنے والے شخص کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔(مشکوٰۃ:۱/۱۶۹)

(۳۲)......اللہ کیلئے محبت کرنا،(۳۳)......اللہ کیلئے ایک دوسرے سے ملنا،

(۳۴)....اللہ کیلئے ایک دوسرے کیساتھ بیٹھنا،(۳۵)اور اللہ کے لئے باہم خرچ کرنا۔

حدیث میں آتا ہے: ''وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ''. [مشكوٰة:٣/٤٢٦]

''اُن لوگوں کیلئے میری محبت واجب ہو چکی ہے جو میری خاطر محبت کرتے ہیں، میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں''۔

(۳۶)......مظلوم اور ظالم کی مدد کرنا، حدیث میں آتا ہے: ''اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے پوچھا: مظلوم ہونے کی صورت میں تو اُسکی مدد کرونگا، لیکن ظالم ہو تو کیونکر اُسکی مدد کروں؟ فرمایا: اُسے ظلم سے روک دو، یہی اُسکی مدد ہے'' (بخاری)

(۳۷)....منافقین کی غیبت سے اہل ایمان کی حمایت کرنا۔ حدیث میں آتا ہے:

''مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَّرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ثُمَّ تَلَا: ''وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ''.

''جو مسلمان بھی اپنے کسی مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے اُسکا دفاع کرے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور ہم پر حق ہے کہ ایمان والوں کو نجات دیں''(شرح السنہ، مشکوٰۃ:۲/۴۲۴)

(۳۸)......مریض کی عیادت کرنا۔ حدیث میں آتا ہے:

''مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا''.

''جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو ایک منادی آسمان سے ندا لگاتا ہے: تم خوش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہو، تمہارا چلنا بھی اچھا ہو، اور تمہارا ٹھکانہ جنت ہو"

(ابن ماجہ نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا)

(۳۹)......سلام کا جواب دینا، (۴۰)........مجلس میں کشادگی اختیار کرنا،

(۴۱)........مصافحہ کرنا، (۴۲)........درماندہ حال کی مدد کرنا،

(۴۳) قریبی رشتہ داروں کو عطا کرنا، خواہ ایک رسی ہی کیوں نہ ہو اور خواہ جوتی کا تسمہ ہی کیوں نہ عطا کیا جائے، اور وحشت زدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور لگاؤ کا مظاہرہ کرنا۔

(۴۴)..... پڑوسن کو ھدیہ دینا، حدیث میں آتا ہے:

"لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ"...

"کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کیلئے کسی تحفے کو حقیر ہرگز نہ جانے، خواہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو"۔ (بخاری)

مذکورہ تمام خصلتیں محولہ بالا حدیث میں ذکر کردہ چالیس خصلتوں کا مصداق ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

اور اگر اسکا مصداق نہ بھی ہوں تو دیگر دلائل کی روشنی میں دخول جنت کے اسباب میں داخل ہیں، لہٰذا انکا بیان فائدے سے خالی نہیں۔

OOOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸ - فائدہ

گناہوں کے بُرے اثرات

دنیا و آخرت کے تمام مصائب و آلام کا سبب ہمارے گناہ، نافرمانیاں اور کوتاہیاں ہی ہوا کرتی ہیں، ایک فرد اور معاشرہ، مرد اور عورت، کالے اور گورے تمام ہی لوگ گناہوں کے بُرے نتائج سے متاثر ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾. [النساء:۱۲۳]

’’جو شخص بھی کوئی برا عمل کریگا تو اُسے اُسکا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ اللہ کے سوا اپنے لئے کوئی دوست پائے گا اور نہ ہی مددگار‘‘

لفظ ’’مَــــنْ‘‘ پر غور کیجئے کہ یہ عموم کیلئے ہوتا ہے جب کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے خطاب فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ نجات تمہاری اور اہل کتاب کی محض آرزوؤں پر نہیں، بلکہ عمل کی بنیاد پر حاصل ہوگی۔

گناہوں کے نقصانات بے شمار ہیں جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

پھر ان نقصانات کی دو قسمیں ہیں:

① ....عمومی نقصانات جو تمام گناہوں سے متعلق ہیں۔

② ....ہر گناہ کا خاص نقصان

گناہوں کی مثال بھی زہر اور امراض کی طرح ہے، جس طرح ہر بیماری انسانی بدن پر ایک خاص اثر چھوڑتی ہے۔ مثلاً بعض بیماریاں دل کو کمزور کرتی ہیں، بعض امراض آنکھوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اثر انداز ہوتے ہیں، بعض دماغ کو بگاڑتے ہیں، بعض ہاتھوں کو بے جان کر دیتے ہیں، بعض انسان کو انتہائی لاغر کر دیتے ہیں، جبکہ بعض انسانی کانوں سے قوتِ سماعت چھین لیتے ہیں۔ اسی طرح مختلف گناہوں کے بھی مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ عمومی طور پر لوگوں کی عادت ہے کہ جسمانی امراض کو توجہ دیتے، اُنکے علاج کا خصوصی اہتمام کرتے اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہیں گناہوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی، نہ ان پر غمگین ہوتے ہیں اور نہ ہی توبہ کی طرف پلٹتے ہیں۔

خبردار! آپ نے ایسے لوگوں میں شامل نہیں ہونا۔ کیونکہ گناہوں سے بے پرواہی تو نفاق کی علامت اور گناہوں پر قلق ایمان کا خاصہ ہے۔ اس فائدے میں ہم گناہوں کے نقصانات کا تذکرہ کریں گے تاکہ ہماری غفلتیں دور ہوسکیں اور ہمارے دلوں میں گناہوں کی نفرت اور ان سے پیدا ہونے والے زیاں کا احساس جنم لے۔

①.......گناہ ہی تمام مصائب کا باعث بنتے ہیں، خواہ ان مصائب کا تعلق جان و مال سے ہو یا اولاد و ازواج سے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ﴾.

[الشوریٰ:۳۰]

"اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی باتوں سے تو وہ درگزر ہی فرماتا ہے"۔

"(اے انسان!) تجھے جو بھی بھلائی ملے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھے جو بھی تکلیف پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے"۔

②.......گناہوں کی وجہ سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے جو دلوں کی کمزوری کا باعث ہے۔ انسانی بدن میں دل کا مقام بادشاہ کا سا ہے، اور بادشاہ بگڑ جائے تو رعیت تباہ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾. [المطففين:١٤]

جس طرح لوہے پر زنگ لگ جانے سے اُسکی صلاحیت کم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو بالکل ہی بے کار ہو جاتا ہے اسی طرح دلوں پر زنگ لگ جائے تو دل بھی اپنی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں۔

③....دل سیاہ ہو جاتا ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا نُكِتَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِلَّا تَعْلُوْ قَلْبَهٗ''

''بے شک بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُسکے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، پھر اگر وہ اس پر توبہ واستغفار کرلے تو اسکا دل پھر سے صاف وشفاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ کی راہ نہ اپنائے تو یہ سیاہی اُسکے دل پر چڑھ جاتی ہے''۔ (بیہقی)

④....قیامت والے دن یہ گناہ بندے اور اسکے رب کے درمیان آڑ اور حجاب بن جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ .

''ہرگز نہیں! بیشک اس دن وہ (کافر) اپنے رب کے (دیدار) سے یقیناً محروم رکھے جائیں گے۔ [المطففين : ١٥]۔

کیونکہ دنیا میں انکے دلوں اور رب تعالیٰ کے درمیان گناہوں کا حجاب تھا لہٰذا انہیں پورا پورا بدلہ دیتے ہوئے قیامت کے دن رب تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیا جائے گا۔

⑤....اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ گناہوں پر ہمیشگی اختیار کرتے اور توبہ نہ کرنے کے سبب دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:﴿اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَا اَنْ لَّوْ نَشَاءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ''.

[الاعراف: ١٠٠]

(کیا ان لوگوں پر واضح نہیں ہوجو زمین میں (پہلے) بسنے والوں (کی ہلاکت) کے بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکے وارث ہوئے کہ اگر ہم چاہیں تو انکے گناہوں کی وجہ سے انہیں مصیبتوں میں مبتلا کر دیں اور انکے دلوں پر مہر لگا دیں، پھر وہ (کچھ) نہ سن پائیں)۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے گناہ ہم پر ٹوٹنے والے مصائب کا سبب ہیں اس طرح یہ دلوں پر مہر لگ جانے کا باعث بھی ہیں پھر انسان حق کو سمجھنے اور اختیار کرنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھتا ہے۔
⑥..... گناہ انسان کیلئے ذلت وحقارت اور کمتری کا باعث ہیں، کوئی بھی شخص جب ذلیل ورسوا ہوتا ہے تو گناہوں کے سبب۔ اور عزت پاتا ہے تو اطاعت وعبادت کے سبب۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴾. [المجادلة: ٢٠]
"بے شک جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔
نیز فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ﴾. [فاطر: ١٠]
"جو شخص عزت چاہتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں عزت تلاش کرنی چاہیئے"۔
آپ ﷺ کا فرمان ہے: "وَجَعَلَ الذِّلَّةَ وَالصَّغَارَ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ".
"اُس شخص پر ذلت وپستی مسلط کر دی گئی ہے جو میرے احکام کی خلاف ورزی کرے"
(اسے امام بخاری نے کتاب الجہاد میں معلقاً روایت کیا ہے)
ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ الذُّنُوبَ تُمِيتُ الْقُلُوبَ		وَقَدْ يُورِثُ الذُّلَّ إِدْمَانُهَا

(میرا مشاہدہ ہے کہ گناہ دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں اور انکا مسلسل ارتکاب انسان کو ذلیل ورسوا کر دیتا ہے)
حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"إِنَّهُمْ وَإِنْ طَقْطَقَتْ بِهِمُ الْبِغَالُ أَوْ هَمْلَجَتْ بِهِمُ الْبَرَاذِيْنُ إِنَّ ذُلَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَعْصِيَةِ فِيْ رِقَابِهِمْ أَبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يُذِلَّ مَنْ عَصَاهُ"

"گناہ گار لوگ اگرچہ لاتعداد خچروں کے مالک بن جائیں یا گھوڑے انہیں دوڑاتے پھریں لیکن معصیت کی ذلت اُنکی گردنوں پر مسلط رہتی ہے"۔

لہٰذا اللہ کے نافرمان ہی درحقیقت ذلیل لوگ ہیں چاہے اونچے اونچے محلات میں رہیں، اعلیٰ ترین لباس پہنیں اور قیمتی ترین گاڑیوں میں سفر کریں۔

⑦... گناہ انسانی نفس کو آلودگی اور دھنساد دینے کا باعث ہیں۔یعنی گناہوں سے انسانی نفس آلودہ ہو جاتا ہے اور اسکی اچھی شہرت کو نقصان پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا" [الشمس: ١٠]

"اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اسے (یعنی اپنے نفس کو) آلودہ کیا"۔یعنی ایسا شخص اپنی مراد نہیں پا سکتا جو گناہوں کے سبب اپنے نفس کو آلودہ اور داغدار کر لے۔

جب کوئی بڑا عالم گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اُسکی شہرت کو بٹہ لگ جاتا ہے اور اُس سے دین کا فائدہ منقطع یا انتہائی کم ہو جاتا ہے

⑧.......گناہوں کی وجہ سے برکت اُٹھ جاتی ہے،علم، رزق، پھل، صحت، اور عمر ہر چیز بے برکت ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾.[الروم: ٤١]

"خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا جو لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے تا کہ اللہ انہیں انکے بعض اعمال کا مزہ چکھائے جو انہوں نے کیۓ تا کہ وہ (ہدایت کی طرف) رجوع کریں۔

ایک قول کے مطابق فساد کا معنی یہ ہے کہ اشیاء سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی جسم، عمر اور علوم سے برکت اُٹھتی جارہی ہے، عمر سے کہ تیزی سے بیت رہی ہے لیکن کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔اسکا سبب ہمارے اجتماعی وانفرادی گناہ ہی ہیں۔ اَللّٰهُمَّ غُفْرًا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدل وانصاف اور اسلام کے دور میں ہر چیز برکت سے پُر ہوا کرتی تھی۔

ابو داؤد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے مصر میں ایک ککڑی کو بالشت کیساتھ ناپا تو وہ تیرہ بالشت کی تھی اور ایک اونٹ پر دو ککڑیاں لادی جاتی تھیں۔(کتاب الزکوٰۃ)

اسی طرح بنوامیہ کے خزانے میں ایک گندم کا دانہ نکلا جو کھجور کے برابر تھا اور اُس پر لکھا تھا کہ یہ گندم عدل وانصاف کے دور میں پیدا ہوئی تھی۔

نیز علماء کرام نے ان ادوار میں چھوٹی چھوٹی عمروں میں بہت سی بڑی بڑی کتابیں لکھ ڈالیں۔ انکے واقعات پڑھنے کے لئے دیکھئے: "اَلْمَشُوْقُ اِلٰی طلب العلم والقرائة". اور "قِيْمَةُ الزَّمَن"

⑨.....اسی طرح فساد سے عذاب بھی مراد لیا جاتا ہے مثلاً بارشوں کا رُک جانا اور درختوں اور پھلوں کا ختم ہو جانا، یا پھراتنی کثرت کیساتھ بارش ہونا کہ گھروں اور راستوں میں پانی بھر جائے اور عمارتیں منہدم ہو جائیں۔ کراچی میں یہ سطور لکھتے ہوئے بھی بارشوں کی کثرت سے پورا شہر تلپٹ ہو چکا ہے، راستے خراب ہو چکے ہیں، پانی گھروں میں گھس چکا اور لوگ انتہائی تکلف دہ صورتحال سے گزر چکے ہیں لیکن پھر بھی توبہ نہیں کرتے۔

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ.

⑩ علم بھلا دیا جاتا ہے

۱۱- دل سخت ہو جاتا ہے

۱۲......اور انسان لعنت کا حقدار قرار پاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ﴾ [المائدہ: ۱۳]

(چنانچہ انکے اپنا عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ہم نے انکے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ کلمات کو انکے موقع ومحل سے بدل ڈالتے ہیں، اور جس چیز کی انہیں تاکید کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی تھی اسکا ایک حصہ انہوں نے بھلا دیا)۔

اس آیت کریمہ میں تین بڑی بڑی سزاؤں کا ذکر ہے جن میں سے بعض شدید تر ہیں جیسے لعنت جس کا معنیٰ اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ بعض گناہوں پر خصوصیت کیساتھ لعنت کی وعید بھی آئی ہے جنکی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔

(دیکھئے: اسباب اللعن۔ اور "تفسير أحسن الكلام")۔

دوسرے نمبر پر دل کی سختی ہے جو کسی انسان کیلئے بہت بڑا مصیبت بلکہ مصیبتوں کی جڑ ہے۔

اور تیسری سزا نسیان علم اور ذکر وفکر سے غفلت ہے اور یہ بھی کم مصیبت نہیں۔ کیونکہ اسکے نتیجے میں مزید گناہ اور نافرمانیاں جنم لیتی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے: "اِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْسَى الْعِلْمَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ"

"بے شک گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے آدمی علم کو بھول جاتا ہے"

(مسند احمد، جامع بیان العلم لابن عبدالبر)

امام مالك رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ امام شافعی رحمہ اللہ سے فرمایا تھا:

"اِنِّيْ أَرٰى عَلَيْكَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ"

"بے شک میں تم پر ایک نور دیکھتا ہوں، لہٰذا تم اسے نافرمانی کی سیاہی سے بجھا نہ دینا"

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور شعر ہے:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ		فَأَرْشَدَنِيْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ
وَقَالَ اِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِنَ اِلٰهِ		وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِيْ

"میں نے وکیع سے اپنے سوء حفظ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے گناہ ترک کرنے کے نصیحت کی اور فرمایا: بے شک علم تو معبود حقیقی کا نور ہے اور اللہ کا نور کسی نافرمان کے نصیب میں نہیں ہوتا"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳......گناہوں کے سبب بندہ اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے اور اسکے دل میں وحشت طاری ہو جاتی ہے، پھر اگر کوئی بندہ سمجھدار اور توفیق یافتہ ہو تو اسکے دل میں احساس زیاں پیدا ہوتا ہے اور وہ اس وحشت کو دور کرنے کے لئے توبہ وانابت کی راہ میں اپناتا ہے اور اسکے برعکس اگر بے وقوف اور خوگر جفا ہو تو اُسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی، ایک کے بعد دوسرا گناہ کیے چلا جاتا ہے، ہلاکت کی اس راہ سے واپس نہیں پلٹتا اور انجام کار ہلاکت وتباہی کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔ عیاذاً باللہ تعالیٰ

گناہ سے حاصل ہونے والی لذت کبھی اس وحشت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، چند لمحوں کا گناہ برسوں کی ریاضت پر پانی پھیر دیتا ہے۔ کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی تو جواب ملا :

إِذَا أَوْحَشَتْكَ الذُّنُوبُ	فَدَعْهَا إِذَا شِئْتَ وَاسْتَأْنِسِ

”اگر گناہ تمہیں وحشت زدہ کر دیں تو اگر چاہو تو انہیں ترک کر دو اور آشنائے حرم بن جاؤ۔

اور پھر یہ وحشت صرف رب تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہی نہیں ہوتی بلکہ انسان دوسرے لوگوں سے وحشت محسوس کرتا ہے خصوصاً اچھے لوگوں سے اُسے وحشت سی ہوتی ہے اور بالآخر اپنے آپ سے بھی وحشت اور تنگی ہونے لگتی ہے اور پھر دنیا اپنی کشادگی کے باوجود اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔

۱۴......پاکیزہ رزق سے محرومی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾. [الطلاق : ۳،۲]

”اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لئے (مشکلات) سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور وہ اُسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا“۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:﴿ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [هود: ٦]

"اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے"

مسند احمد کی ایک حدیث میں آتا ہے:"اِنَّ الْعَبْدَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُهُ"

"بے شک گناہ کا ارتکاب کرنے سے ایک بندہ رزق سے محروم ہو جاتا ہے"۔

۱۵......بعض گناہ نیکیوں کو برباد کر دیتے یا انکے اثرات کو کمزور کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَاتُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاءَ النَّاسِ".

[البقرة: ٢٦٤]

"اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے"۔

نیز فرمایا:﴿ یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا أَطِیْعُوا اللّٰهَ وَأَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا أَعْمَالَکُمْ " [محمد:٣٣]

(اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو باطل نہ کرو)۔

اسی طرح فرمایا: ﴿ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُکُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾. [الحجرات: ٢]

"اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور آپ سے اونچی آواز میں بات نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے سے اونچی آواز میں (بات) کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو"۔

آٹھویں فائدے میں ہم ایک حدیث کا ذکر کر آئے ہیں جس میں ایسے لوگوں کے اعمال برباد ہونے کی وعید ہے جو اپنی خلوتوں میں اللہ کی حرمتوں کو پامال کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶.....گناہ بعض اوقات آیات الٰہی کے انکار پر منتج ہوتے ہیں

اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے جب گناہوں کا سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے اور بندہ توبہ وانابت کو یکسر فراموش کر بیٹھے۔ یہ گناہوں کا سب سے بُرا اور بھیانک انجام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاؤُا السُّوٓىٰٓ أَنْ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ اللهِ.

''پھر جن لوگوں نے برے کام کئے تھے انکا انجام بھی برا ہی ہوا، اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا۔

اس آیت کی دو تفسیروں میں سے ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ گناہ کا نتیجہ بعض اوقات آیات الٰہی کی تکذیب کی صورت میں بھی نکلتا ہے۔

۱۷.......گناہوں کے سبب بندہ کتاب اللہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر پاتا، نہ فہم اور نہ ہی نصیحت۔ بلکہ بعض اوقات تو کتاب اللہ پر ایمان سے ہی محروم ہوجاتا ہے اور کبھی تو بدبختی اس قدر غالب آتی ہے کہ دوسروں کو بھی کتاب اللہ سے روکنے والا بن جاتا ہے۔ اسکا واحد سبب گناہوں کی کثرت ہے اور بالخصوص تکبر وسرکشی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ﴾.[الأعراف: ١٤٦]

''عنقریب میں ان لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دونگا جو زمین پر بغیر حق کے تکبر کرتے ہیں''

مفسرین فرماتے ہیں کہ پھیر دینے سے مراد یہ ہے کہ انکے فائدے، فہم، نصیحت اور ان پر ایمان سے پھیر دیا جائے۔(نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ)... اندازہ کیجئے کہ تکبر کی سزا کتنی سخت ہے، اور اسکے متعلق حدیث میں آتا ہے:

۱۸....''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ '' (مسلم)

''جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹.......ایک گناہ دوسرے گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ بھی بہت بڑی سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ﴾ [آل عمران: ١٥٥]

"بیشک جب دو لشکر (اُحد میں) آپس میں ٹکرائے تھے تو تم میں سے جن لوگوں نے پسپائی اختیار کی یقیناً وہ اپنی بعض کوتاہیوں کے سبب شیطان کے بہکاوے میں آ گئے تھے"

یعنی ایک نافرمانی انکے لئے دوسری نافرمانی کا باعث بن گئی۔

نیز فرمایا: ﴿ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴾". [آل عمران: ١١٢]

"اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ جاتے تھے"

یعنی انکی نافرمانیاں ہی کفر و تکذیب اور اللہ کے غضب کا باعث تھیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ﴾.

"پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انکے دل ٹیڑھے کر دیئے [الصف: ٥]

یہ آیت کریمہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب انسان کا ظاہر بگڑ جائے تو باطن بھی بگڑ جاتا ہے۔ نیز اس آیت سے اُن لوگوں کی بات بھی باطل ہوتی ہے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور سمجھایا جائے تو کہتے ہیں کہ ہمارا دل پاک صاف اور ہماری نیت ٹھیک ہے، حالانکہ ظاہر بُرا ہو تو دل بھی ناپاک ہو جاتا ہے اور بُرے عمل میں بھی بھلا اچھی نیت ہو سکتی ہے؟

۲۰.......گناہ استدراج کا باعث بھی ہوتے ہیں

استدراج یہ ہے کہ انسان خود کو بہت اچھا سمجھے حالانکہ وہ اللہ کا دشمن ہو، اور نعمتوں کی برکھا برستی رہے حالانکہ وہ اللہ کا نافرمان ہو۔

حدیث میں آتا ہے: "إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّهَ يُعْطِي الْعَبْدَ عَلَى مَعَاصِيهِ فَاعْلَمُوا أَنَّهُ اسْتِدْرَاجٌ" [مسند أحمد: ٤/ ١٤٥، الصحيحة: ٤١٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نافرمانیوں کے باوجود کسی بندے کو عطا کر رہا ہے تو جان لو کہ یہ استدراج ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الاعراف: ۱۸۲]

"اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم ضرور انہیں بتدریج پکڑیں گے جہاں سے انہیں علم تک نہ ہوگا۔

نیز فرمایا: ﴿أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَّبَنِيْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾ [المومنون: ۵۵،۵۶]

"کیا وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک ہم جو بھی ان کے مال اور اولاد میں اضافہ کیے جا رہے ہیں (تو) کیا ہم ان کیلئے بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں؟ (نہیں نہیں) بلکہ وہ (اصل حقیقت کا) شعور نہیں رکھتے"۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آتا ہے

۲۱- سابقہ امتوں پر نازل ہونے والے عذابوں کی وجہ بھی اُنکے گناہ تھے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ﴾ [غافر: ۲۱]

"کیا وہ لوگ زمین میں گھومے پھرے نہیں پھر وہ دیکھتے کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے؟ وہ ان سے قوت میں اور زمین میں (چھوڑی ہوئی) نشانیوں کے لحاظ سے کہیں بڑھ کر تھے پھر اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث انہیں پکڑ لیا اور ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر عذاب کا سبب بنی آدم کے گناہ ہی ہوا کرتے ہیں۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَا نَزَلَتْ مُصِيبَةٌ إِلَّا بِذَنْبٍ وَلَا رُفِعَتْ إِلَّا بِتَوْبَةٍ". [فتح الباری]

(ہر مصیبت کا نزول صرف گناہ کے سبب ہوتا ہے، اور مصیبت کو ٹالنے کا ذریعہ بھی صرف گناہوں سے توبہ ہے)۔

۲۲- گناہ انسان کو حقیر ترین جانوروں کے درجے پر لے جاتے ہیں، مثلاً کتا، گدھا، خنزیر وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ایسے عالم کے متعلق جو علم کے تقاضوں سے نابلد اور خواہشات دنیا کا اسیر ہو، فرماتے ہیں:

﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ﴾.

[الاعراف: ۱۷۶]

"چنانچہ اسکی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو بھی ہانپتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی ہانپتا ہے"۔

اور ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا: ﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ [الجمعہ: ۵]

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾. [الانفال: ۲۲]

(بیشک اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والوں میں بدترین وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل نہیں رکھتے)۔

۲۳....گناہوں کے سبب دنیا و آخرت کی تنگی اور بدحالی کا سامنا کرنا پڑتا ہے

دنیا کشادگی کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے، قبر بھینچ لیتی ہے اور آخرت میں "مَكَانٍ ضَيِّقٍ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انکا استقبال کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ﴾ [طٰهٰ:١٢٤]

(اور جس نے میری یاد سے منہ موڑا تو بلاشبہ اسکی زندگی تنگ ہو گی اور روز قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے)۔

۲۴.....دنیا وآخرت میں پاکیزہ وخوش بخت زندگی سے محرومی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴾ [الجاثيه:٢١]

(کیا جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے مانند کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں)۔

یعنی جنتیوں اور جہنمیوں کی زندگی میں آخرت کی طرح دنیا میں بھی بڑا واضح فرق ہوتا ہے ،دونوں کی الگ الگ دنیا ہوتی ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ﴾. [النحل:٩٧]

(جس نے نیک عمل کیے، مرد ہو یا عورت، جبکہ وہ مومن ہوں تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے)۔

۲۵.....گناہوں کے سبب بندہ توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے، مزید گناہوں پر جری، انجام سے بے خوف اور نصرت الٰہی سے تہی دامن۔

اصحاب سبت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴾. [الأعراف: ١٦٣]

(اسی طرح ہم انہیں آزماتے تھے اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے)۔

یعنی انکے فسق و فجور کی وجہ سے ہی اُس دن مچھلیوں کی زیادتی سے اُنکی آزمائش کی گئی، البتہ اگر وہ لوگ تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ پر چلنے والے ہوتے تو روزانہ ہی مچھلیاں زیادہ تعداد میں ہوتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ متقین پر اپنی برکات نازل فرماتا ہے اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کیلئے کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکال دیتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ﴾ [الليل: ٨، ٩، ١٠]

(لیکن جس نے کنجوسی کی اور پرواہ نہ کی اور اس نے نیک بات کو جھٹلایا تو اسے ہم تنگی کی (راہ میں) سہولت دینگے)۔

یعنی ایسے شخص پر خیر و بھلائی کی راہ تنگ اور گناہوں اور ہلاکت کی راہیں آسان و میسر ہو جاتی ہیں۔ والعیاذ باللہ

اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ کسی بندے کے کیلئے نیکی کرنا مشکل اور برائی کرنا آسان کر دیا جائے۔

۲۶......دل اور چہرے کی سیاہی

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ لِلْحَسَنَةِ ضِيَاءً فِي الْوَجْهِ وَنُوْرًا فِي الْقَلْبِ وَسَعَةً فِي الرِّزْقِ وَقُوَّةً فِي الْبَدَنِ وَمَحَبَّةً فِي قُلُوْبِ الْخَلْقِ وَإِنَّ لِلسَّيِّئَةِ سَوَادًا فِي الْوَجْهِ وَظُلْمَةً فِي الْقَلْبِ وَوَهْنًا فِي الْبَدَنِ وَنَقْصًا فِي الرِّزْقِ وَ بِغْضَةً فِي قُلُوْبِ الْخَلْقِ

[الجواب الكافي لابن القيم: ص-٨٤]

(یقیناً نیکی کرنے سے چہرے پر روشنی، دل میں نور، رزق میں وسعت بدن میں قوت،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مخلوق کے دلوں میں محبت جنم لیتی ہے، اور برائی کے ارتکاب سے چہرے پر کالک، دل میں سیاہی، بدن میں کمزوری، رزق میں کمی اور مخلوق کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے)۔

۲۷..... معصیت انسان کو اطاعت سے روکتی ہے

۲۸..... عمر سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ اسکے برعکس اطاعت وفرمانبرداری، صلہ رحمی، او ر پڑوسیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۹..... دل کمزور ہو جاتا ہے۔ ارادے مضمحل اور حوصلہ پست۔ پھر توبہ کا ارادہ بھی ختم ہوتا چلا جاتا ہے اور اگر زبانی کلامی توبہ کر بھی لے تو دل پھر بھی اُسی گناہ پر مُصر اور پختہ ہوتا ہے۔ واللهُ الْمُسْتَعَانُ.

۳۰..... جب کوئی دل کسی گناہ کا عادی ہو جائے تو پھر اُسکی قباحت اُسکے دل سے جاتی رہتی ہے اور وہ اسقدر بے حیاء ہو جاتا ہے کہ سرعام اس کا ارتکاب کرنے لگتا ہے، بلکہ ایسے فاجر لوگوں کو تو لذت ہی تب ملتی ہے جب کھلم کھلا گناہ کریں یا لوگوں کے سامنے اسکا چرچا ہو۔

اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ''.

''میری تمام امت معاف کر دی جائے گی سوائے کھلم کھلا نافرمانیاں کرنے والوں کے''

[بخاری]

۳۱....... تمام گناہ ہی سابقہ عذاب یافتہ جھٹلانے والی اقوام کا ورثہ ہیں، لواطت قوم لوط کی میراث ہے، ناپ تول میں کمی قوم شعیب کا ورثہ ہے، تکبر وسرکشی قوم فرعون کا ورثہ ہے، اور اسی طرح دیگر گناہ بھی باقی اقوام میں سے کسی نہ کسی کا شیوہ ہیں۔ جبکہ کفار کیساتھ مشابہت سخت حرام اور انتہائی خطرناک ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی اسی انجام سے دوچار ہونا پڑے۔ (والعیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ قوم لوط کی تباہی اور ان پر پتھروں کی بارش کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ﴾ [هود:۸۳]

''اور یہ انجام ظالموں سے کچھ دور نہیں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی دیگر ظالموں پر بھی یہ پتھر برس سکتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الزهد'' میں مالک بن دینار رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی: ''اپنی قوم سے کہو کہ میرے دشمنوں کے افعال نہ اپنائیں، میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں، اور میرے دشمنوں کا کھانا نہ کھائیں، مبادا کہیں یہ بھی اُنہی کی طرح میرے دشمن نہ بن جائیں''۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' [ابو داؤد]

''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ اُنہی میں سے ہے''۔

۳۲...... یہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی حقارت وخفت کی دلیل ہیں

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''هَانُوا عَلَيْهِ فَعَصَوْهُ وَلَوْ عَزُّوا عَلَيْهِ لَعَصَمَهُمْ''

''یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں کمتر ٹھہرے، جبھی تو اُسکی نافرمانی کی، اگر اللہ کے نزدیک انکی کوئی قدر وقیمت ہوتی تو وہ مہربان مالک انہیں گناہوں کی پستی سے بچا ہی لیتا''۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَالَهُ مِنْ مُكْرِمٍ ﴾ [الحج: ۱۸]

''جسے اللہ ذلیل کردے اُسے کوئی عزت وتکریم دینے والا نہیں''

۳۳...... گناہ گار کو اپنے گناہ چھوٹے اور حقیر نظر آنے لگتے ہیں اور یہی ہلاکت کی علامت ہے، کیونکہ جب کوئی گناہ انسان کو حقیر محسوس ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اتنا ہی عظیم ہوجاتا ہے

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مومن اپنے گناہ کا بوجھ یوں محسوس کرتا ہے گویا کہ وہ کسی پہاڑ کے نیچے کھڑا ہے اور کسی بھی وقت پہاڑ کے اپنے اوپر گرنے سے خوفزدہ ہے، جبکہ فاجر آدمی آپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جیسے اُسکے ناک پر کوئی مکھی بیٹھی ہے، وہ ذرا سا ہاتھ ہلائے گا تو مکھی اُڑ جائیگی''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴......جانور بھی گناہوں کی نحوست کا شکار ہو جاتے ہیں

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ظالم کے ظلم کی وجہ سے سرخاب بھی اپنے گھونسلے میں موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب قحط سخت ہو جاتا ہے اور بارش رک جاتی ہے تو چوپائے بھی نبی آدم میں سے نافرمانوں پر لعنت بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بنی آدم کی نافرمانیوں کی نحوست ہے۔

۳۵......عقل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے

عقل بھی ایک نور رکھتی ہے اور نافرمانی اس نور کو بجھا دیتی ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے: جب کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اُسکی عقل غائب ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴾. [الفجر:٥]

(یقیناً ان (چیزوں) میں صاحب عقل کیلئے معتبر قسم ہے)۔

نیز فرمایا: ﴿ وَاِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴾ [طٰه: ٥٤]

(بیشک اس میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں)۔

۳۶۔نافرمان بندہ نبی کریم ﷺ اور فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴾ [غافر: ٧]

''جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اسکے ارگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کیلئے بخشش مانگتے ہیں (وہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو (اپنی) رحمت اور اپنے علم سے ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، لہٰذا ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا"۔

۳۷......گناہوں کے نتیجے میں انسان کے دل سے اپنے نفس، اہل خانہ اور دیگر لوگوں سے متعلق غیرت ختم ہو جاتی ہے۔

۳۸......گناہوں کے سبب حیاء بھی جاتی رہتی ہے، جو دل کی اصل زندگی اور ہر بھلائی کی چابی ہے۔

۳۹......اللہ رب العزت کی تعظیم اور وقار کا احساس کم ہو جاتا ہے کیونکہ اگر بندے کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و وقار کا کوئی پاس ہوتا تو وہ نافرمانی کی جرأت کیسے پاتا؟

۴۰......جب بندہ اللہ تعالیٰ کو فراموش کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ بھی اُسے بھلا دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ﴾ [الحشر: ۱۹]

"اور اُن کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں اپنا آپ بھلوا دیا"

بندے کے اپنے نفس کو بھلا دینے کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے اپنا نصیب اور نجات کے اسباب کو فراموش کر بیٹھتا ہے اور خود کو گھٹیا ترین معاوضے کے بدلے بیچ دیتا ہے۔

۴۱......گناہ بندے کو احسان کے درجے سے نکال دیتے ہیں

۴۲....بلکہ یہ گناہ تو دائرہ ایمان سے نکلنے کا باعث بھی ہیں، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

"لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ".

"جب کوئی زانی زنا کر رہا ہوتا ہے تو مؤمن نہیں ہوتا، اور جب کوئی چور چوری کرتا ہے تو اُس وقت مؤمن نہیں ہوتا"۔

۴۳......گناہ تمام پریشانیوں اور غموں کا دروازہ ہیں

۴۴......نافرمانیاں بندے کو اللہ کی راہ چلنے سے روک دیتی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۵.......نعمتوں کے زوال اور عذابوں کے نزول کا سبب ہیں

۴۶.......گناہوں کے ارتکاب سے انسان کے دل میں خوف اور رعب پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا فاسق وفاجر انسان کو

آپ ہمیشہ مرعوب وخوف زدہ دیکھیں گے۔

۴۷.......انسان بصیرت کھو بیٹھتا ہے، اور دل اندھا ہو جاتا ہے

۴۸.......نفس حقیر وذلیل ہو جاتا ہے

۴۹.......شیطان کا پھندا مزید سخت ہو جاتا ہے

۵۰.......انسان کمزور اور شیطان جری ہو جاتا ہے، یہانتک کہ اہل وعیال اور دوسرے لوگوں کی نظروں سے بھی گر جاتا ہے اور انکے سب وشتم کا ہدف بھی بنتا ہے

۵۱.......دشمن کو مدد ملتی ہے اور گناہ کر کے انسان خود ہی دشمن کو مسلح اور خود کو درماندہ کر بیٹھتا ہے۔

۵۲.......بندہ اپنے مولیٰ سے دور ہو جاتا ہے

مختصر یہ کہ دنیا وآخرت میں گناہوں کے بُرے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، دین، جان، مال، روح، صحت، غیرت، عزت، علم، تقریر، وتحریر، عمر اور تمام چیزیں ہی ان اثرات بد کی زد میں آتی ہیں۔ لہٰذا ہر عقل مند بندے پر واجب ہے کہ گناہوں سے پکی سچی توبہ کرے، جب جب کوئی گناہ ہو فوری طور پر اسکا مداوا کرے، توبہ واستغفار کو شعار بنا لے۔ ہر نافرمانی کے بعد فرمانبرداری کے ذریعے اُسکا داغ دھوڈالے اور ایسے تمام افراد اور جگہوں سے دور بھاگے جو گناہوں پر اُکساتے ہیں، اسی لئے ہجرت کو واجب قرار دیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے: [يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ] [بخاری]

”قریب ہے کہ مسلمان کے بہترین مال اُسکی بکریاں ہوں، جنہیں لیکر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں پر چلا جائے اور اپنے دین کو فتنوں سے بچا کر نکل جائے“۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نقصانات کا تفصیلی جائزہ لینے کے لئے ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب ''اَلْجَوَابُ الْكَافِيْ'' کا مطالعہ کیجئے، اس میں آپکو شفا مل جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اے گناہ کرنے والے! اپنے گناہ کے انجام سے بے خوف مت ہو، یاد رکھ کہ گناہ کا نتیجہ اس سے بھی برا ہوتا ہے، تیرا گناہ کے وقت اپنے دائیں بائیں رہنے والی ہستی سے حیاء نہ کرنا بھی گناہ سے کم نہیں، گناہ کرتے وقت تیرا ہنسنا بھی گناہ سے بڑا جرم ہے حالانکہ تو نہیں جانتا کہ اللہ تیرے ساتھ کیا کرنے والا ہے، گناہ کا موقع مل جائے تو خوش ہونا اور موقع نہ ملے تو تیرا غمگین ہونا بھی گناہ سے بڑھ کر ہے، تو ہوا سے ڈرتا ہے کہ ہوا گناہ کے وقت تیرا پردہ فاش نہ کردے، لیکن اس بات پر تیرا دل کبھی غمگین نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے؟

اے گناہ کرنے والے! کیا تو جانتا ہے کہ ایوب علیہ السلام کے جسم اور مال پر آنے والے ابتلا کی وجہ کیا تھی؟ انکا قصور اور گناہ کیا تھا؟ صرف یہی کہ یہ ایک مسکین نے ظلم سے بچنے کیلئے ان سے مدد مانگی تھی اور اُنہوں نے اسکی مدد نہیں کی تھی۔

[دیکھئے: صور من حياة الصحابة : ٣/٦٠،٦١]

OOOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹ - فائدہ

آپ چار خصلتوں کے بغیر عالم نہیں بن سکتے

①.......ایمان

②.......اللہ رب العالمین کی خشیت

③.......اللہ مہربان کی عبادت

④......تقویٰ و پرہیز گاری

اور انکے ساتھ ہی چار دیگر خصلتیں اپنانا بھی ضروری ہے:

①.......وقت کی حفاظت

②.......علم کا شوق

③.......سبق یاد کرنا

④.......علم کی مجلس میں خاموشی اور توجہ سے بیٹھنا

اور یہ سب چیزیں چار باتوں سے ممکن ہیں

①.......جسم کی تندرستی

②.......رزق کی وسعت

③.......قوت حافظہ

④.......لگن وجستجو

جیسا کہ دیگر چار باتیں ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے:

①.......فہم وتدبر

②.......علم کی باتیں کان لگا کر سننا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③......علم کی محفلوں میں خاموشی

④......علم کی نشرواشاعت

نیز علم کی اعلیٰ رتبے پرپہنچنے کیلئے بھی چار باتوں کا خیال رکھیں:

①......اتباع سنت

②......ہر بات میں اللہ عزوجل کا مراقبہ

③......شہوات پرقابو پانا اور نگاہیں نیچی رکھنا

④......رزق حلال

اور اعلیٰ ترین علوم بھی چار ہیں

①......علم خشوع

②......اللہ تعالیٰ کے علم کا علم (یعنی اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب اور ہر مخفی سے مخفی بات سے آگاہ سمجھنا)

③......علم تدبر القرآن

④......حلال وحرام کا علم، جسے علم الاحکام بھی کہا جاتا ہے

اور علم کا کمال بھی چار چیزوں میں ہے:

①......روایت

②......درایت

③......رعایت

④......سابقہ تینوں علوم کا اجتماع

علم سے روکنے والی باتیں بھی چار ہیں:

①......طمع ولالچ

②......دنیا کی محبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③......تکبر

④......خود پسندی

اسی طرح کی چار چیزیں اور بھی ہیں:

①......سوءِ ادب

②......غموں کی کثرت

③......کثرتِ کتب

④......شہرت و ناموری (كما في أبجد العلوم)

چار باتیں حافظے اور فہم کو تیز کرتی ہیں

①......عقل کی قوت بروئے کار لانا

②......سیاق و سباق پر غور کرنا

③......بڑوں کی خدمت کرنا

④......اللہ عزیز و جبار سے دُعا و التجا کرنا

حق تک پہنچنے کیلئے بھی چار باتیں ضروری ہیں:

①......نیک ارادہ

②......عدل و انصاف

③......اللہ عزوجل کی رضا جوئی

④......حساب کتاب کا خوف

جیسا کہ چار دیگر باتیں بھی اسکے لئے ضروری ہیں:

①......اچھی کتابوں کا انتخاب کرنا

②......اچھا معلم منتخب کرنا

③......رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور شخص یا گروہ کیلئے تعصب نہ رکھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④......مروجہ تنظیموں اور جماعتوں کا حصہ نہ بننا

نیز کسی عالم کا علم اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اُس میں چار خصلتیں نہ ہوں:

①......امانت

②......صیانت (پاک دامنی وعزت مندی)

③......رزانت (سنجیدگی وبردباری)

④......دیانت (دیانت داری)

اور اشرف ترین علوم بھی چار ہیں:

①......علم تفسیر

②......علم حدیث

③......فقہ الواقع (موجودہ حالات کا صحیح فہم)

④......علم قلوب

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰- فائدہ

اللہ کی قدر پہچاننا

بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانتے حالانکہ اللہ عزوجل ہی ہر قسم کی کبریائی و بڑائی اور تعظیم وتقدیر کا مستحق ہے۔

ایسے لوگوں کی توبیخ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ [نوح: ١٣]

''تمہیں کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے وقار (عظمت) کا عقیدہ نہیں رکھتے؟۔

ابن عباس ؓ اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے''

اس طرح شعیب ؑ سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ قَالَ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ﴾ [هود: ٩٢]

''شعیب نے کہا: اے میری قوم! کیا میرا قبیلہ تم پر اللہ سے زیادہ دباؤ والا ہے؟ اور تم نے اس (اللہ) کو ہی اپنے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے، بیشک تم جو عمل کرتے ہو میرا رب ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (التسھیل)

نیز فرمایا: ﴿ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا﴾ [الاسراء: ٨٣]

''اور جب ہم انسان پر انعام کریں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور اپنا پہلو بچا لیتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان ہر پل اللہ کا محتاج وفقیر ہے اسکے باوجود اگر کوئی بندہ اپنے مالک وخالق سے منہ پھیرتا ہے تو یقیناً وہ اللہ کی قدر بالکل بھی نہیں پہچانتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ ﴾ [الانعام: ۹۱]

''اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جس طرح اسکی قدر کرنے کا حق ہے''

یعنی اللہ کی تعظیم کا حق ادا نہیں کیا (ابن عباس رضی اللہ عنہما)

اور اللہ کو پہچاننے کا حق ادا نہیں کیا (اُخفش رحمہ اللہ)

اور اللہ کی تعریف وتوصیف کا حق ادا نہیں کیا (فراء رحمہ اللہ)

یہ بات اللہ عزوجل نے تین مقامات پر ذکر فرمائی ہے:

(۱) سورۃ الانعام (۲) سورۃ الحج (۳) سورۃ الزمر

اور یہ بات بھی اس مسئلے کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے

مندرجہ ذیل باتیں اللہ عزوجل کی تعظیم وتقدیر پر دلالت کرتی ہیں:

(۱)......اللہ پر ایمان

(۲)......اس بات کا یقین رکھنا کہ اللہ عزوجل ہی قوی وعزیز ہے، اُسے کوئی چیز عاجز کر سکتی ہے اور نہ ہی اُسکی قدرت سے باہر ہے، وہ عزت وقوت کا مالک ہے۔ جو شخص بھی اس بات کا دل سے یقین رکھتا ہے تو گویا وہ اللہ کی قدر پہچان چکا ہے۔

(۳)......اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ عزوجل فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے، فرشتوں کا کام اس کائنات کی تدبیر اور انسان رسولوں کا کام اللہ کا پیغام اُسکے بندوں تک پہنچانا اور انہیں رشد وہدایت کی طرف بلانا ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بے کار میں پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی وہ اپنے بندوں کو یوں چھوڑ سکتا ہے۔

لہٰذا جو شخص بھی یہ یقین رکھتا ہے تو گویا وہ اللہ کی قدر پہچانتا ہے البتہ اس بات پر ایمان بھی ضروری ہے کہ محمد کریم ﷺ کے ذریعے رسولوں کا سلسلہ اختتام پذیر ہو چکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)...اس بات کا یقین کی حد تک علم رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر بات سے واقف ہے، اُسکا علم ہر چیز کا احاطہ کر چکا ہے، وہ ہر مخفی بات کو جانتا ہے اور دل کے بھیدوں تک سے آگاہ ہے۔

(۵).....بعث بعد الموت پر ایمان رکھنا

(۶)......نماز اور دیگر امور زندگی میں اللہ کے سامنے جھکا رہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نماز اور دیگر مجالس میں سر مبارک جھکا کر رکھتے تھے، نیز فتح مکہ کے شاندار موقع پر بھی آپکا سر مبارک اللہ کی خاطر تواضع سے جھکا ہوا تھا۔

(۷)......نماز اور نماز کے علاوہ بھی اللہ عزوجل کیلئے سجدہ ریز ہونا، سجدوں کی تمام اقسام اللہ کیلئے خاص ہیں، اور بندے کا اپنی معزز ترین پیشانی کو اللہ کے سامنے زمین پر رکھ دینا اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔

(۸)......تمام ظاہری و باطنی، مالی و بدنی عبادات بجالانے کی کوشش کرے اور عبادت تو دراصل قلبی محبت اور انکساری کا نام ہے۔لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دلی محبت کرتا ہے اور اسکے سامنے جھک جاتا ہے، وہی اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعظیم وقدر کرنے والا ہے۔تو کیا آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں؟

(۹)....استطاعت بھر نیکیاں کرنے کی کوشش کرے اور کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کرے۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تو نیکی کو پہچانے، پھر اُسکی خوب رغبت پیدا کرے، اور اسکے بعد معمولی سے معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھے۔

(۱۰)......اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرے، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اپنی جان لڑا دے، اپنی زبان کو خیر کے سوا ہر بات سے روک دے، اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہ لائے۔

(۱۱)......دل، عمل، نیت، اور نام، ہر چیز میں مسلمان بن جائے، اور اسلام سے زیادہ محبوب کوئی دوسری چیز نہ رہے۔اسلام ہی کی دعوت دے اور خود کو مسلمان کہے اور اسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ہی عمل کرے۔ایک شخص اگر خود کو مسلمان کہتا ہے لیکن دوسرے مسلمان کی تکفیر کرتا ہے تو اسکا یہ عمل اسلام کے منافی ہے!!!۔

(۱۲)..... فرض نمازوں کو انتہائی اہتمام ومحبت کیساتھ قائم کرے اور نوافل کی بھی رغبت رکھے۔

(۱۳)...... اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور بخل سے بچے۔اگر کوئی شخص اپنے بہت سے مال میں سے تھوڑا سا مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تو پھر اسکے دل میں اللہ تعالیٰ کی قدرو منزلت کیونکر ہوسکتی ہے؟

(۱۴)...... تمام احوال میں اللہ کیساتھ چمٹا رہے، اسی پر توکل رکھے اور اُسی کے سامنے اپنی فریاد پیش کرے۔

(یہ تمام اُمور سورۃ الحج کے آخری حصے سے ماخوذ ہیں مزید تفصیل کیلئے سورۃ الحج کی طرف رجوع کریں)

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱- فائدہ

قرب الٰہی کی راہیں

ہر بندے پر واجب ہے کہ وہ اپنے مالک کا قرب حاصل کرنے کی سعی کرے، کہ اسی میں اُسکی کامیابی ہے بصورت دیگر ناکامی در ناکامی۔

کیونکہ ظاہر ہے رب تعالیٰ کو ناراض اور دور کر کے آپ سوائے خسارے کے اور کیا حاصل کر سکتے ہیں؟

اس فائدے میں ان اعمال کا تذکرہ ہوگا جو آپکو رب تعالیٰ کے قریب کر دیں گے اور جن کے نتیجے میں آپ بھی اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں شامل ہو جائیں گے، لہٰذا لپک کر ان اعمال کو اپنا لیجیے!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ"۔ [المائدۃ: ۳۵]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں وسیلہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ کے قریب کرنے والا ہر عمل وسیلہ کہلاتا ہے۔

(۱).....نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: رات کے آخری حصے میں رب تعالیٰ اپنے بندے سے قریب تر ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر تو اس وقت اللہ کا ذکر کرنے والے میں شامل ہو سکتا ہے تو ضرور ایسا کر"۔ (اسے ترمذی اور ابن خزیمہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے دریافت کیا: بندے کو اللہ عزوجل کا مقرب بنانے والے اعمال میں افضل ترین عمل کیا ہے؟

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقرب پانے کیلئے میں رات کے قیام سے بڑھ کو کوئی عمل نہیں جانتا۔

(کتاب التہجد لابن ابی الدنیا: ۱۲۷]

(۲)......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَاسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ﴾ [العلق: ۱۹]

(اور سجدہ کریں اور اللہ کا قرب حاصل کریں)۔

اس میں اشارہ ہے کہ سجدہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے، اسی لئے حدیث میں آتا ہے:

"أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَآءَ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابُ لَكُمْ" [مسلم]

"بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب کے قریب ترین ہوتا ہے، لہٰذا سجدوں میں کثرت کیساتھ دُعا مانگو، کیونکہ سجدے کی دُعائیں قبولیت کی مستحق ہیں"۔

(۳)......فرائض کی ادائیگی کیساتھ نوافل کی کثرت

صحیح بخاری میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے:

"قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ: مَنْ عَادىٰ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ بِمِثْلِ مَا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أَكُوْنَ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَلَئِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَ بِيْ لَأُعِيْذَنَّهٗ"

"جو میرے کسی ولی کے خلاف دشمنی رکھتا ہے میں اُسکے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہوں، اور کوئی بندہ میرے فرض کردہ عمل سے بڑھ کر کسی عمل سے میرا قرب نہیں پا سکتا، اور جب کوئی بندہ میرا قرب حاصل کرنے کیلئے مسلسل نوافل کا اہتمام کرتا ہے تو میں اُسکا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اُسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اُسکا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اسکا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، پھر اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور عطا کرتا ہوں اور مجھ سے پناہ طلب کرے تو ضرور پناہ دیتا ہوں"۔

لہٰذا ہمیں فرائض کی پابندی کیساتھ ساتھ کثرت کیساتھ نوافل کا اہتمام بھی کرنا چاہیئے۔

(۴)......قرأت قرآن مجید

بندے اور اسکے رب کو ملانے والی قریب ترین کڑی یہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ حَبْلٌ طَرَفُهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَطَرَفُهُ بِيَدِ اللهِ فَتَمَسَّكُوْا بِهِ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوْا وَلَنْ تَهْلِكُوْا بَعْدَهُ اَبَدًا" [صحيح الجامع]

"یقیناً یہ قرآن ایسی رسی ہے جسکا ایک سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے جبکہ دوسرا طرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا اسے مضبوطی سے تھام لو، اسے تھامنے کے بعد نہ تو تم کبھی گمراہ ہو سکتے ہو اور نہ ہی ہلاکت کا شکار"

لہٰذا قرآن مجید ہی وہ مضبوط رسی ہے، جو بندے کو اسکے حقیقی رب کیساتھ ملاتی ہے۔

نیز ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بندے کی دو رکعتوں پر جتنا کان لگا کر سنتا ہے اور کسی چیز پر یوں کان نہیں لگاتا، اور جب تک بندہ حالت نماز میں ہوتا ہے اس وقت تک اُسکے سر پر نیکیوں کا چھڑکاؤ (بارش) ہوتا رہتا ہے۔ اور قرآن کے مثل کوئی دوسری چیز ایسی نہیں جس کے ذریعے بندے اللہ کے قریب ہوتے ہوں۔ [مسند احمد: ۲۶۸/۵]

(۵)......انفاق فی سبیل اللہ

یہ بھی تقرب الٰہی کا عظیم ترین ذریعہ ہے، چنانچہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آتا ہے کہ "ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ مسجد میں عورتوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! میں نے تم سے بڑھ کر کوئی دین و عقل کا ایسا ناقص نہیں دیکھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بڑے بڑے عقلمند کی عقل کو زائل کردے، اور میں نے تمہاری اکثریت کو جہنم میں دیکھا ہے، لہٰذا اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کا قرب پانے کی کوشش کرو۔ انہیں خواتین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ بھی تھیں، چنانچہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور انہیں یہ بات سنائی پھر اپنا زیور اٹھا کر چل دیں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یہ زیور کہاں لے جا رہی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں اسکے ذریعے اللہ اور اسکے رسول کا قرب حاصل کرونگی۔ [مسند احمد: ۲/۳۷۳]

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ﴾ [التوبة: ۹۹]

''آگاہ رہو! یقیناً یہ (خرچ کرنا) ان کے لئے قربت کا ذریعہ ہے''۔

اور مالی قربانی کیلئے فرمایا: ﴿ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا ﴾. [المائدة: ۲۷]

''جب ان دونوں نے قربانی کی تھی''

(۲)......جہاد فی سبیل اللہ

جہاد بھی اللہ کا تقرب پانے کا عظیم وسیلہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ مؤمن اس فریضے کی ادائیگی میں اپنی جان فدا کر دیتا ہے اور اپنے گرم گرم لہو سے اسلام کی آبیاری کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴾ [البقرة: ۲۰۷]

''اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی رضامندی کے لئے اپنے آپ کو (اسکے ہاتھ) بیچ ڈالتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بہت شفیق ہے۔

نیز فرمایا: ﴿ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ [المائدة: ۳۵]

''اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ''

اس آیت میں اشارہ ہے کہ جہاد اللہ کا قرب پانے کا بہترین وسیلہ ہے جہاد کے فضائل کتاب وسنت میں کثرت کیساتھ موجود ہیں اور مشہور ومعروف ہیں، یہاں صرف یہی بتلانا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصود تھا کہ جہاد بھی قرب الٰہی کا ایک بڑا وسیلہ ہے۔

(۷)......تقویٰ اور احسان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ [النحل: ۱۲۸]

''بلا شبہ اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور احسان (نیکی) کرنے والوں کے ساتھ ہے''

نیز فرمایا: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ [البقرة: ۱۹۴]

''اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیز گاروں کیساتھ ہے''۔

اور فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [العنكبوت: ۶۹]

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں اور یقیناً اللہ نیکی کرنیوالوں کے ساتھ ہے''۔

(۸)......فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ [البقرة: ۱۵۳]

''بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''

(۹)......دعا

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [البقرة: ۱۸۶]

''اور اے (نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بیشک میں قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کرے''

یہ داعی سے اللہ تعالیٰ کی قربت ہے جو ایک عجیب تاثیر رکھتی ہے۔

(۱۰)......نماز

(۱۱)......زکوٰۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲)......رسولوں پر ایمان

(۱۳)......صدقہ وخیرات

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ﴾

(اور اللہ نے کہا: بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کروگے اور زکوۃ ادا کروگے، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرتے رہوگے، اور اللہ کو اچھا قرض دوگے)۔

(۱۴)......ہر نیک عمل تقرب الٰہی کا باعث ہے

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ﴾

[فاطر: ۱۰]

"اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور عمل صالح انہیں اوپر اٹھاتا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ اَمَلًا ﴾

[الکهف:٤٦]

(اور آپکے رب کی ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ہی ثواب میں بہتر ہیں اور اچھی امید لگانے کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں)۔

وسیلہ کیا ہے؟

اس حوالے سے علماء کے چند اقوال ملاحظہ کیجئے!

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں: "مَا يُتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِمُرَاعَاةِ سَبِيْلِهٖ بِالْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ وَتَحَرِّیْ مَكَارِمِ الشَّرِيْعَةِ" [مفرادت: ٥٢٣]

"اللہ کے بتلائے ہوئے راستے کا لحاظ رکھتے ہوئے، تقرب الی اللہ کی خاطر کیا جانے والا ہر عمل وسیلہ کہلاتا ہے، خواہ وہ علم ہو، عبادت ہو، یا دیگر مکارم شریعت کی پاسداری"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هِیَ مَا يُتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَيْهِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالْمُسْتَحَبَّاتِ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تقرب الی اللہ کیلئے کئے جانے والے تمام واجبات و مستحبات کو وسیلہ کہا جاتا ہے''۔

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَالتَّحْقِيقُ فِيْ مَعْنَى الْوَسِيلَةِ هُوَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَنَّهَا التَّقَرُّبُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْإِخْلَاصِ لَهُ فِي الْعِبَادَةِ عَلٰى وَفْقِ مَاجَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ ﷺ'' [أضوء البيان: ۸۲/۲]

''وسیلے کے حوالے سے اکثر اہل علم کا اختیار کردہ محقق قول یہ ہے کہ ہر وہ عبادت وسیلہ کہلاتی ہے جو تقرب الی اللہ کی خاطر بجالائی جائے، جب کہ اس میں اخلاص ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق بھی ہو''۔

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲- فائدہ

زھد کیا؟ اور کیسے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلزُّهْدُ تَرْكُ مَالَا يَنْفَعُ فِي الآخِرَةِ وَالْوَرَعُ تَرْكُ مَا يَضُرُّ فِي الآخِرَةِ"

"آخرت میں نفع نہ دینے والی چیزوں کو ترک کر دینا "زھد" جبکہ آخرت میں نقصان دہ امور کو چھوڑ دینا "وَرَع" کہلاتا ہے۔

یہ زھد اور ورع کی بہترین تعریف ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زُھد کی تین اقسام ہیں:

(۱)......حرام ترک کر دینا۔ یہ عوام کا زھد ہے

(۲)......حلال میں سے بھی فضول کو ترک کر دینا۔ یہ خواص کا زھد ہے

(۳)......اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہر چیز کو ترک کر دینا۔ یہ عارفین کا زھد ہے۔

[الاداب الشريعة لابن مفلح]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عارفین کا اجماع ہے کہ دل کا وطن دنیا کو خیر باد کہتے ہوئے آخرت کی طرف گامزن ہونا زھد ہے۔

ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَيْسَ الزُّهْدُ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزُّهْدَ أَنْ تَكُوْنَ بِمَا فِي يَدِ اللّٰهِ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدِكَ وَأَنْ تَكُوْنَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ إِذَا أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ مِنْكَ بِهَا لَوْلَمْ تُصِبْكَ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''زہد یہ نہیں کہ آپ حلال کو خود پر حرام ٹھہرا لیں، یا مال کو ضائع کر دیں، بلکہ زہد کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اُس پر آپکو اس سے زیادہ اعتماد ہو جو کچھ آپکے ہاتھ میں ہے، اور جب کوئی مصیبت آجائے تو پھر اسکا ثواب آپکو اس مصیبت کے نہ پہنچنے سے زیادہ مرغوب ہو'' (زہد کے حوالے سے یہ جامع اور احسن ترین کلام ہے جو ترمذی میں مرفوعا بھی مروی ہے لیکن یہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں)

بعض لوگوں کا یہ خیال درست نہیں کہ زہد کا تعلق صرف مال سے ہے، بلکہ زہد چھ چیزوں سے تعلق رکھتا ہے:

(۱) مال۔ (۲) ریاست (۳) مردوں اور عورتوں کے چہرے۔ (۴) نفس (یعنی نفس کی راحت وخدمت) (۵) لوگ (۶) اللہ کے ماسوا ہر چیز۔

(۱)...... مال میں زہد

اسکا معنیٰ یہ ہے کہ مال آپ کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر پائے، اور مال کی محبت آپکو حرام کی طرف نہ لے جائے، یہ آپکا اخلاق بگاڑے، نہ ہی اسکے سبب کوئی واجب یا مستحب کام چھوڑنا پڑے، نہ ہی آپکا تمام تر وقت اسکے حصول میں برباد ہو۔ اگر ان تمام شروط کا لحاظ رکھا جائے تو نیک آدمی کیلئے حلال مال انتہائی سود مند ہے۔ لیکن کیونکہ مال کی کثرت عموماً خرابی کا باعث ہوتی ہے، دل اور وقت کی مشغولیت، خواہشات کی اسیری، قطع رحمی وبداخلاقی، اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غفلت وبے پروائی یہ سب عموماً کثرت مال کے نتائج ہوا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے کتاب وسنت اور اقوال سلف میں کثرت کیساتھ اسکی مذمت کی گئی ہے، ورنہ فی نفسہ مال کی کثرت کوئی مذموم چیز نہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''وَلِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ'' [رواہ اهل السنن] (ہر امت کے لیے ایک (خصوصی) آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَآبِ﴾ [آل عمران: ١٤]

''لوگوں کیلئے خواہشات نفس کی محبت مزین (پرکشش) کردی گئی ہے (یعنی) عورتوں سے بیٹوں سے، سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں سے نشان لگے (عمدہ) گھوڑوں سے، مویشیوں اور کھیتی سے یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور اچھا ٹھکانا اللہ ہی کے پاس ہے''۔

یہ مال کی محبت ہی تو ہے جسکی وجہ سے بعض لوگ اپنے دین سے مرتد ہوجاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

کوئی مال کی خاطر نصرانیت قبول کرتا ہے، کوئی سیکولرازم کے الحاد کو گلے لگاتا ہے، اور بعض لوگ اسی مال کیلئے مسلمانوں کے خلاف کفار کے ایجنٹ اور جاسوس بن کر اہل ایمان کی کریم یعنی مجاہدین فی سبیل اللہ کی جاسوسی کرتے ہیں، اور یہ کوئی دور کی بات نہیں، روزمرہ کی کہانی اور مشاہدے کی بات ہے۔

درھم ودینار کی محبت نہیں تو اور کیا ہے جس کے لئے یہ لوگ ایسے گھناؤنے کام کرتے ہیں؟ اسی مال کی محبت میں عزتیں نیلام ہوتی ہیں، ننگ وناموس کے سودے ہوتے ہیں، حقوق پر ڈاکے ڈالے جاتے ہیں، رشتوں کو توڑا جاتا ہے، یتیم بچوں اور عورتوں کی میراث لوٹی جاتی ہے، معزز ترین اہل ایمان کو قتل کیا جاتا ہے، کوئی جرم یا گناہ ایسا نہیں جس میں مال کی محبت کا کوئی دخل نہ ہو، ہر برائی کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔

البتہ اسکے برعکس اگر کوئی شخص حلال طریقے سے دنیا کماتا ہے اور درست طریقے سے خرچ کرتا ہے، اسکی خاطر کسی کا حق سلب نہیں کرتا اور نہ ہی اپنا وقت برباد کرتا ہے تو پھر یہ مال بہترین مددگار ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)......ریاست (عہدہ منصب) میں زہد عہدہ ومنصب کی محبت بھی انسان کو دین سے دور کر دیتی ہے اور مال کی محبت کی طرح منصب کی محبت بھی گناہوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ'' [صحيح الجامع]

''دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں کے ریوڑ پر چھوڑ دیا گیا ہو، وہ اس ریوڑ کیلئے اتنے نقصان دہ نہیں جتنی کہ کسی شخص کی مال اور منصب پر حرص اُسکے دین کیلئے نقصان دہ ہے''۔

اس مثال پر غور کیجئے! یقیناً رسول اللہ ﷺ کی بات اس حوالے سے حرف آخر ہے کیونکہ آپ ﷺ حقیقت حال سے آگاہ تھے۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ عہدہ ومنصب کی محبت انسان سے کیا نہیں کرواتی؟ تکبر، حسد، دھوکہ دہی، خیانت، مال اور وقت کا ضیاع نفاق، بداخلاقی، اکل حرام، ظلم وسرکشی، اور سب برائیاں اس راہ کی ہی منازل ہیں۔

اپنے آپ کو عہدہ ومنصب سے دور رکھیئے، سلف صالحین سرکاری عہدوں سے شدید اجتناب کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں تمہیں قاضی بنانا چاہتا ہوں۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فوراً اللہ ذوالجلال سے پناہ مانگی۔

زیادہ تر سلف صالحین درباری علماء سے بغض رکھتے تھے، حالانکہ اس وقت اسلامی حکومتیں تھیں جن میں مکمل طور پر حدود اللہ نافذ کی جاتی تھیں۔ جب کہ آج کل ہماری زیادہ تر بلکہ تمام تر حکومتیں اللہ کی نازل کردہ شریعت سے انحراف کرتے ہوئے فیصلے کرتی ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں کسی مسلمان کیلئے ان حکومتوں کا حصہ بننا اور تنخواہ لینا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَيَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُقَرِّبُوْنَ شِرَارَ النَّاسِ وَ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلَا يَكُوْنَنَّ عَرِيْفًا وَلَا شُرْطِيًّا وَلَا جَابِيًا وَلَا خَازِنًا''.

[صحيح ابن حبان، الترغيب للمنذري (۵۷۱/۱) عن أبي سعيد وأبي هريرة رضی اللہ عنہما]

''یقیناً تم پر کچھ ایسے حکمران بھی آئیں گے جو بدترین لوگوں کو اپنے قریب رکھیں گے اور نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اُنکے وقت سے لپیٹ کریں، چنانچہ تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے تو وہ ہرگز نہ تو جانچ پڑتال کا عہدہ قبول کرے۔ (۱) نہ سپاہی بنے، نہ محصولات وصول کرنے والا، اور نہ ہی خزانے کا نگران''۔

جب مذکورہ بالا صفات کی حامل اسلامی حکومت میں شمولیت ناجائز ہے تو پھر آجکل کی حکومتیں جو شریعت الٰہی سے کلی اعراض کر چکی ہیں ان میں شمولیت کیونکر جائز ہو سکتی ہے ؟؟؟

لہٰذا موجودہ حکومتوں کے تحت قاضی بننا، کونسلری قبول کرنا، اور دیگر کسی بھی قسم کا عہدہ ومنصب قبول کرنا سراسر ناجائز اور حرام ہے۔ رہا یہ سوال کہ کفار کیساتھ مل کر کوئی کام کرنا؟ اسکی تفصیل ''فتاوی الدین الخالص'' کی دوسری جلد میں آچکی ہے۔

بعض جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں جانا اسلام اور مسلمانوں کے حق میں مفید ہو سکتا ہے حالانکہ یہ بات سراسر خلاف حقیقت اور واضح دھوکہ ہے۔

اسی طرح علمی پختگی سے پہلے مسند افتاء پر بیٹھ جانا، اور مشائخ وکبار کی موجودگی میں اُن سے آگے بڑھتے ہوئے واعظ وخطیب بننے کی کوشش کرنا بھی دراصل حب ریاست میں شامل ہے۔ ایسا شخص سمجھتا ہے کہ وہ دین کی خدمت اور دعوت کا کام کر رہا ہے جبکہ حقیقت میں یہ شہرت وریاکاری میں مبتلا ہے، اگر اسکی دعوت میں اخلاص ہوتا تو یہ اہل لوگوں کو آگے لاتا اور حقدار کو اُسکا حق دلاتا۔ لہٰذا یہ بے چارہ دین کے نام پر خود کو بھی دھوکہ دے رہا ہے، یہ کسی اور وادی میں ہے اور دین کی حقیقت خدمت اور دعوت کا تعلق کسی دوسری وادی سے ہے۔

اس طرح جاہ وحشمت کے حصول کیلئے علم وعبادت، حسب نسب، خوش اخلاقی، فصاحت

---

(۱):۔ یہ ''عـریـف'' کا ترجمہ ہے۔ سابقہ ادوار میں عریف ان لوگوں کو کہا جاتا تھا جو کسی قوم کی نمائندگی یوں کرتے کہ اپنی قوم کے احوال کو جاننے کے بعد سرکاری اداروں میں اسکی رپورٹ کرتے۔ مثلاً زکوٰۃ واخراج وغیرہ، زکوٰۃ کے مستحقین سے آگاہی اور دیگر انتظامی معاملات میں مدد۔ ہم نے اسکا ترجمہ ''کونسلر'' نہیں کیا، اگرچہ یہ لفظ اسکے معنی سے قریبی تعلق رکھتا ہے، تاکہ عموم باقی رہے (مترجم)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبلاغت، قوت وشوکت، عہدہ ومنصب یا حسن وجمال کو ذریعہ بنانا بھی حب ریاست میں آتا ہے۔

اسکا علاج یہ ہے کہ انسان گمنام رہنا پسند کرے اور حتی الامکان پوشیدہ رہنے کی کوشش کرے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ، الْغَنِيَّ، الْخَفِيَّ" [مسلم]

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے متقی، لوگوں سے بے پرواہ، اور مخفی رہنے والے بندے سے محبت کرتا ہے"۔

اور فرمایا: "بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُشَارَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فِي دِيْنٍ أَوْ دُنْيَا إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللهُ"

(کسی شخص کے بُرا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ لوگ اُسکے دین یا دنیا کے حوالے سے انگلیوں سے اُسکی طرف اشارہ کریں، سوائے اُس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)۔

یعنی شہرت وناموری عموماً انسان کی تباہی کا باعث ہوتی ہے البتہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ شہرت کے باوجود محفوظ رکھتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سادگی اپناؤ اور شہرت سے بچو، اپنی شخصیت کو اونچا نہ کرو کہ تمھارا چرچا ہو، علم حاصل کرو، اور چھپ کر رہو، اس طرح تم سلامت رہو گے، نیک لوگ تم سے خوش ہونگے اور فاسق وفاجر دبے رہیں گے۔

ابراھیم بن أدھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شہرت پسند آدمی اللہ کیساتھ سچا نہیں۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! کوئی بندہ اُس وقت تک اللہ سے سچا نہیں ہوسکتا جب تک اُسے یہ بات پسند نہ ہو کہ لوگ اُسکی قدر ومنزلت نہ پہچانیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے تو کچھ لوگ اُنکے پیچھے ہولیے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُن سے دریافت کیا: تم کس بناء پر میرے پیچھے چل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہو؟ اللہ کی قسم! اگر تم جان لو کہ میں کس چیز پر اپنا دروازہ بند کرتا ہوں (یعنی میری خلوت سے آگاہ ہو جاؤ) تو تم میں سے دو آدمی بھی میرے پیچھے چلنا گوارہ نہ کریں۔

بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جس نے شہرت چاہی ہو اور وہ گمراہی ورسوائی کا شکار نہ ہوا ہو۔

اور فرمایا: ایسا شخص آخرت کی مٹھاس نہیں پاسکتا جو شہرت کا طلبگار ہے۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: ''رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ '' [صحیح مسلم]

''بہت سے پراگندہ بالوں، غبار آلودہ جسم اور بوسیدہ جوڑا پہنے ہوئے لوگ کہ جنکی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا (لیکن اللہ کے نزدیک وہ اس قدر مقام ومرتبے کے حامل ہوتے ہیں) کہ اگر وہ اللہ پر کوئی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور اُنکی قسم کو پورا کرتا ہے، براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ایسے لوگوں میں شامل ہیں''

نیز ترمذی کی ایک حدیث میں آتا ہے: ''إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ ثُمَّ صَبَرَ عَلَى ذَالِكَ ثُمَّ نَقَرَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ فَقَالَ: عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّ تُرَاثُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ '' [جامع ترمذی]

''یقیناً میرے اولیاء سب سے زیادہ قابل رشک میرے نزدیک وہ مؤمن ہے جو کم مال رکھتا ہو، خوب نماز پڑھنے والا ہو، خوش اسلوبی کیساتھ اپنے رب کی عبادت کرتا ہو، خلوت میں اُسکی فرمانبرداری کرنے والا ہو، لوگوں کے درمیان گمنام ہو کہ اُسکی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جاتا ہو۔ اور پھر وہ ان تمام چیزوں پر صبر واستقامت کا مظاہرہ بھی کرے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے زمین پر چوٹ ماری اور فرمایا: اسکی موت بھی جلد آتی ہے، اُسکی میراث بھی کم ہوتی ہے، اور اُس پر رونے والیاں بھی کم ہوتی ہیں''۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''علم کے سرچشمے اور ہدایت کے چراغ بنو، گھروں کے ٹاٹ اور راتوں کے روشن ستارے بن کر رہو، تمہارے کپڑے اگرچہ بوسیدہ ہوں لیکن دل نئے ہونے چاہئیں، آسمان والوں میں جانے پہچانے اور زمین والوں میں انجان ہو کر زندگی بسر کرو''۔

قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر تم اس بات کی قدرت رکھو کہ پہچانے نہ جاؤ تو ضرور ایسا کرو، اگر آپ کو کوئی نہیں جانتا تو آپکا کیا جاتا ہے اور اگر لوگ آپکی تعریف کریں تو بھی آپکو کیا حاصل؟

اگر آپ اللہ کے نزدیک قابل تعریف ہیں تو پھر لوگوں کے ہاں قابل مذمت ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟

اگر آپ یہ کہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و دیگر صالحین بھی تو مشہور ہیں؟؟ اسکی کیا وجہ ہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ اچھی شہرت تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، قابل مذمت بات تو یہ ہے کہ انسان خود شہرت و ریاست کا طلبگار رہو۔ نیز وہ لوگ اپنے دین میں مضبوط تھے لہٰذا شہرت انکا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ [دیکھئے: الاحیاء ۸/۵ ۷۔۸۴]

(۳)۔ چہروں میں زہد

عام لوگ اس زہد سے واقف تک نہیں۔ اسکا معنیٰ یہ ہے کہ انسان تمام چہروں کو اللہ عزوجل کی خاطر چھوڑ دے، کوئی چہرہ کوئی صورت، کوئی مرد، کوئی عورت، اسکے حواس پر چھا نہ سکے، کسی کی محبت، کسی کا تذکرہ، کسی کا قرب، اللہ کے قرب و محبت اور اللہ کے ذکر پر غالب نہ آنے پائے۔ بہت سے لوگ عورتوں سے عشق و محبت کرتے ہوئے بہت سی شرعی قباحتوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ''

''لوگوں کیلئے عورتوں کی طرف سے شہوات کی محبت مزین کر دی گئی ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں عورتوں کے حوالے سے زہد اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ"
"میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا"

ایک اور حدیث میں آتا ہے: "إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ" [مسلم]
"یقیناً دنیا بڑی میٹھی اور سرسبز ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسکا جانشین بنایا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیسا عمل کرتے ہو، چنانچہ دنیا سے بچ کر رہو، خصوصاً عورتوں سے بچ کر رہو"۔

عورتوں میں زہد کا یہ معنیٰ بھی نہیں کہ انسان اپنی بیوی یا لونڈی سے محبت نہ کرے یا اُسکے دل میں انکی طرف میلان ہی نہ ہو۔ کیونکہ یہ تو ایک فطری معاملہ ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہو کہ انکی محبت اللہ کی محبت پر غالب نہ ہو، انکی وجہ سے اللہ کے احکامات سے غفلت نہ برتی جائے اور انکی خاطر نت نئے فتنوں میں مبتلا ہونے سے بچا جائے۔

(۴) نفس کا زہد

یہ خاص بندوں کا زہد ہے، اسکا معنیٰ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی خدمت وراحت اور لوگوں کی تعریف وتوصیف سے بے نیاز ہو جائے، اور اپنے نفس کو اسکے مقصد حیات یعنی اللہ کی عبادت واطاعت میں ہمہ تن مصروف رکھنے کی کوشش کرے۔

جو شخص سستی کی وجہ سے کوئی امر واجب ترک کردے تو وہ زاہد نہیں ہو سکتا، اسی طرح جو شخص کوئی غیر واجب عمل صالح صرف اپنے نفس کو راحت پہنچانے کیلئے ترک کردے گویا وہ بھی دنیا کو آخرت پر ترجیح دے رہا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ إِنَّ هٰؤُلَاءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴾

[الدھر: ۳۵، ۳۶، ۳۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور صبح وشام اپنے رب کے نام کا ذکر کیجئے۔ اور کچھ (حصہ) رات میں اسے سجدے کیجئے اور رات گئے تک اس کی تسبیح کیجئے۔ بیشک یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور بھاری دن (قیامت) کو پس پشت ڈالتے ہیں''۔

یعنی کفار ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہتے ہیں کیونکہ وہ جلدی ملنے والی چیز یعنی دنیا سے محبت کرتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن کو فراموش کر چکے ہیں۔ اب جو شخص بھی ایسا کرتا ہے تو گویا وہ اُنہی کا طرزِ عمل اپناتا ہے۔

نیز فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ○ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ﴾

[طٰہٰ: ۱۳۰، ۱۳۱]

''لہٰذا جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے اور طلوع شمس سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کیجئے اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی تسبیح کیجئے اور دن کے (دونوں) حصوں میں بھی تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔ اور (اے نبی!) ان چیزوں کی طرف آپ اپنی نگاہیں اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو چیزیں زندگانی دنیا کی آرائش کی ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہیں (۱) یہاں مذکورہ قیمتی اوقات میں عبادت کا تذکرہ کرنے کے بعد دنیاوی چکا چوند کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے سے روکا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان اوقات میں عبادت الٰہی اور ذکر اذکار سے غفلت دنیا کی محبت ہی کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا کسی انسان کا کثرت کیساتھ کھانا، پہننا اوڑھنا، سونا، گھومنا پھرنا اور ایسے ہی دیگر بے کار کاموں میں اپنے اوقات برباد کرنا بھی دنیا کی طرف رغبت کے زمرے میں آتا ہے اور ان اُمور میں کمی کرنا یا ان میں سے بعض کو یکسر ترک کر دینا بھی زہد فی النفس کے

(۱):۔ تاکہ ہم انہیں اسکے ذریعے آزمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمرے میں آتا ہے۔(۲)

(۵)۔لوگوں میں زہد

اسکا معنی یہ نہیں کہ آپ آدم بیزار ہو جائیں اور لوگوں سے دور بھاگنے لگیں، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ اللہ کے ساتھ ایسا اُنس و تعلق پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کے محبت میں اس حد تک چلے جائیں کہ اللہ کی خاطر لوگوں کو چھوڑنا پڑے تو یک قلم چھوڑ دیں، اللہ کا حکم آ جائے تو دامن جھاڑ کر کھڑے ہو جائیں، کتاب و سنت کی بات ہو تو لوگوں کی بات کو ہرگز ترجیح نہ دیں۔

وَاهْجُرْ وَلَوْ كُلُّ الْوَرٰى فِيْ ذَاتِهٖ
اَفِيْ هَوَاكَ وَنَخْوَةَ الشَّيْطَانِ

(اللہ رب العزت کی ذات کیلئے لوگوں کو ترک کر دیجئے، خواہ ساری کائنات سے ترک تعلق کرنا پڑے، البتہ اپنی خواہشات اور شیطانی تکبر کی وجہ سے اپنا چہرہ لوگوں سے مت پھیریئے)

(۶)۔اللہ کے ماسوا ہر چیز میں زہد

تمام چیزوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے اپنے دل اور سوچ و فکر کو اللہ رب العزت کی ذات وصفات اور افعال کیساتھ آباد کر لینا۔ایسے لوگوں کا ہر لحہ احسان و مراقبے میں بسر ہوتا ہے اور اگر کبھی گھڑی دو گھڑی غفلت طاری ہو جائے تو فوراً انابت اور توبہ کی طرف پلٹتے ہیں، یہ اللہ کے خالص اور سچے بندوں کا درجہ ہے جو دنیا کی ہر چیز کو فانی اور کمتر سمجھتے ہیں، اور رب تعالیٰ کو ہی باقی اور اُسکی بادشاہت کو ہی لافانی جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ [المزمل : ۷]

---

(۲)۔یکسر ترک کرنے کا تعلق ظاہر ہے کہ سونے، کھانے اور پہننے وغیرہ سے نہیں ہو سکتا جیسا کہ غالی صوفیاء کا طرز عمل ایک حد تک اسکی تائید کرتا ہے۔البتہ فضول سیر سپاٹے اور فالتو گفتگو اور ایسے کاموں کو یکسر چھوڑ دینا مستحسن ہے جن کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:﴿ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ﴾ . [الذاریات : ٥٠]
"لہٰذا تم اللہ کی طرف دوڑو"۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی اس زہد میں سے وافر حصہ عنایت فرمائے۔آمین۔

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳- فائدہ

دنیا کی حقیقت پر چند مثالیں

(۱)۔پہلی مثال

بندے کی تین حالتیں ہوتی ہیں

① ......وجود سے پہلے

② ......موت کے بعد والی دائمی زندگی

③ ......دنیا کی چند روزہ زندگی

اگر کوئی انسان غور کرے کہ دنیا کی زندگی ان دونوں ادوار کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتی ہے تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ زندگی تو پلک جھپکنے کے برابر ہے۔ پھر اسکی خوشی غمی، تنگی ترشی، اور وسعت و فراخی کی پرواہ کرنا بے کار ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک اینٹ پر دوسری اینٹ نہیں رکھی اور کبھی ایک کانے پر دوسرا کانا (تعمیر کیلئے) نہیں رکھا۔

(۲)۔دوسری مثال

سید الزاھدین محمد کریم ﷺ فرماتے ہیں: ’’مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا ‘‘ [متفق علیه]

’’میرا اور دنیا کا کیا واسطہ؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی طرح ہے جو کچھ دیر کسی درخت کے نیچے سایہ لیتا ہے، پھر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اُسے ترک کر دیتا ہے‘‘۔

سوار کو اپنے بستر کی نرمی و گرمی سے کوئی غرض نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس درخت کے نیچے کوئی مکان بناتا ہے، اُس نے تو بس کچھ دیر ٹھہرنا اور پھر اپنی منزل کی جانب رواں ہو جانا۔!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)۔ تیسری مثال

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: ''مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَمَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ'' [مسلم]

''دنیا تو آخرت کے مقابلے میں بس اتنی ہی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر اُسے اُٹھا کر دیکھے کہ کتنا پانی لیکر وہ پلٹتی ہے''؟

(۴)۔ چوتھی مثال

مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اَلدُّنْيَا قَنْطَرَةٌ فَاعْبُرُوْهَا وَلَا تَعْمُرُوْهَا''

''دنیا ایک پُل ہے، لہٰذا اسے عبور کرو۔ آباد مت کرو''

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اسے آباد کر رہے ہیں یا عبور؟

ہمارا طرزِ عمل کیا ہے؟ آباد کرنے والا یا عبور کرنے والا؟

پھر کیا ہم اسے آباد کرنا چاہیں تو آباد کر پائیں گے؟ ہرگز نہیں۔

ہر شخص نے آگے جانا ہے۔ لہٰذا عقلمند شخص وہ ہے جو دنیا کو آباد کرنے کی فکر میں آخرت کو فراموش نہیں کرتا اور احمق ترین شخص وہ ہے جو بس دنیا ہی میں مگن رہتا ہے۔

(۵)۔ پانچویں مثال

دنیاوی شہوات کی مثال لذیذ کھانے کی طرح ہے جو کھانے میں تو مزا دیتا ہے لیکن انجام کار غلاظت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: ''تمہاری خوراک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: گوشت اور دودھ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: پھر یہ کیا بن جاتا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: جس سے آپ واقف ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مثال اُس چیز سے دی ہے جو کچھ ابن آدم سے خارج ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مسند احمد)

بعض سلف صالحین اپنے ساتھیوں سے کہتے: آؤ! میں تمہیں دنیا دکھاؤں پھر اُنہیں کوڑے کے ڈھیر پر لے جاتے اور فرماتے: دیکھو! یہی تو لوگوں کے پھل، مرغیاں، شہد اور گھی ہے۔

یہی تو اس دنیا کی حقیقت ہے۔

(۶) چھٹی مثال

دنیا والوں کی مثال ایک ایسی کشتی کے مسافروں کی طرح ہے جو کچھ دیر کیلئے ایک جزیرے پر رُکتی ہے، اور تمام مسافر اُس جزیرے پر اترتے ہیں، پھر چند مسافر تو اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر واپس کشتی پر آجاتے ہیں اور کشتی کے بہترین اور وسیع حصے پر براجمان ہوجاتے ہیں۔ جبکہ چند مسافر اُس جزیرے کی رونق کو دیکھ کر مبہوت ہوجاتے ہیں، لیکن پھر اچانک اُنہیں خیال آتا ہے کہ کہیں انکی کشتی روانہ نہ ہوجائے لہٰذا وہ کشتی پر پلٹ آتے ہیں لیکن پہلوں کی نسبت تنگ جگہ پاتے ہیں، اور کئی مسافر تو اُس جزیرے کے خوشنما پتھروں اور دلفریب پھولوں سے اس قدر دل لگا بیٹھتے ہیں کہ ان سے لدے پھندے آخری وقت میں کشتی پر آتے ہیں لیکن کشتی میں جگہ بہت تنگ ہوتی ہے انہیں اپنا سامان سر پر اٹھانا پڑتا ہے، لہٰذا انکا سامان انہیں فائدہ پہنچانے کے بجائے ان کے لئے وبال جان بن جاتا ہے، اور کئی لوگ تو ایسے مگن ہوتے ہیں کہ واپس پلٹ کر دیکھتے ہی نہیں۔ کشتی روانہ ہوجاتی ہے اور وہ اسی جزیرے پر دم توڑ دیتے ہیں۔

دنیا والوں کی مشغولیات کی بھی یہی حقیقت ہے۔

(۷)۔ ساتویں مثال

ابن ابی الدنیا نے حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت لی ہے، وہ فرماتے ہیں؛ مجھے یہ بات پہنچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا:

''تمہاری اور دنیا کی مثال ایک ایسی قوم کی طرح ہے جو کسی لق ودق صحرا میں سفر کرتی ہے یہاںتک کہ جب وہ ایسے مقام پر پہنچتے ہیں کہ انہیں یہ اندازہ کرنا مشکل ہو کہ آیا جو سفر وہ طے کر چکے وہ زیادہ ہے یا جو باقی رہ گیا ہے وہ زیادہ ہے؟ تو انکا زادِراہ ختم اور سواریاں نڈھال ہو جاتی ہیں اور وہ یونہی تہی دست ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی ہلاکت کا یقین کر لیتے ہیں کہ اسی دوران ایک آدمی انکے پاس آتا ہے جو ایک جوڑا زیب تن کیے ہوتا ہے اور اسکا سر پانی ٹپکا رہا ہوتا ہے اُسے دیکھ کر وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ضرور کیسی سر سبز جگہ سے آرہا ہے جوار دگرد ہی کہیں معلوم ہو رہی ہے۔ پھر جب وہ شخص انکے پاس پہنچتا ہے اور انکا حال دریافت کرتا ہے تو وہ اپنا ماجرا اُسکے سامنے رکھتے ہیں، پھر وہ انہیں کہتا ہے کہ اگر میں تمہیں پانی اور سرسبز باغات کا پتہ بتلاؤں؟ قوم نے کہا: پھر ہم آپکی ہر بات تسلیم کریں گے۔

اُس شخص نے کہا: تم اللہ کے نام پر پختہ عہد اور وعدہ کرتے ہو؟ قوم نے پختہ عہد کر لیا اور پھر وہ شخص انہیں پانی اور سرسبز باغات کے مقام پر لے آیا، کچھ عرصہ وہاں ٹھہرے پھر اُس شخص نے کہا: اے لوگو! اب کوچ کا وقت آگیا۔ اُنہوں نے کہا: کس طرح؟ اُس نے کہا: ایسے پانی کی طرف جو تمہارے اس پانی جیسا نہیں اور ایسے باغات کی طرف جو تمہارے ان باغات کی طرح نہیں (بلکہ ان سے بہت اعلیٰ و بہتر ہیں) اُسکی بات سن کر قوم کی اکثریت نے کہا: اللہ کی قسم! یہ نعمتیں جو ہمیں مل چکی ہیں انہیں پانے کے بعد ہمیں اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اور ہمارے خیال میں اس سے بہتر جگہ کوئی نہیں ہو سکتی، جبکہ کچھ قلیل افراد نے کہا: کیا تم نے اس شخص کے ساتھ اللہ کے نام پر پختہ عہد نہیں کیا تھا کہ اُسکی نافرمانی نہ کرو گے؟ اور جب یہ شخص اپنی پہلی بات میں سچا ثابت ہوا تو دوسری میں بھی سچا ہی ہوگا۔ پھر وہ شخص اپنی پیروی کرنے والوں کے ہمراہ چل پڑا اور باقی لوگوں کو پیچھے چھوڑ دیا، جنکا انجام یہ ہوا کہ دشمن نے یکبارگی ان پر حملہ کر دیا اور یہ تمام لوگ یا تو قتل ہو گئے یا پھر قید کر لئے گئے۔ ملخصاً۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸)۔آٹھویں مثال

دنیا کی مثال دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْيُلِمُّ إِلَّا آكِلَةُ الْخَضِرِ أَكَلَتْ ثُمَّ بَالَتْ وَ ثَلَطَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ..... الحديث" [متفق عليه]

"بے شک موسم بہار کی نباتات کھانے سے کچھ حیوانات پیٹ پھٹنے سے ہلاک ہوجاتے ہیں اور بعض ہلاکت کے قریب پہنچ جاتے ہیں سوائے اُس جانور کے جو سر سبز چیزیں کھائے ،دھوپ میں بیٹھ کر جگالی کرے اور بول و براز کر کے فارغ ہوجائے۔۔الحدیث"

دُنیا سے خبردار کرنے کے لیے یہ بہترین مثال ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ دنیا میں انہماک اور خواہشات پرستی انسان کو یا تو بالکل تباہ کردیتی ہے یا تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتی ہے ، البتہ جو شخص حسب ضرورت دنیا سے اپنا حصہ لے ، اللہ کی عبادت بجالائے ، اور ناداروں و مسافروں کی مدد کرے تو یہ مال بھی اُسکا بہترین مددگار ہے۔

(۹)۔نویں مثال

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"إِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَ الدُّنْيَا كُلَّهَا قَلِيلًا وَمَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا الْقَلِيلُ كَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهُ وَ بَقِيَ كَدَرُهُ" [حاکم، اور بخاری نے اسے کتاب الجہاد میں موقوفاً روایت کیا ہے دیکھیے: صحیح الجامع: ۱/۳۵۸(۱۷۳۷)، الصحیحہ (۱۶۲۵)]

"بے شک اللہ تعالٰی نے تمام دنیا کو ہی قلیل قرار دیا ہے، اور جتنی دنیا باقی بچی ہے وہ تو قلیل تر ہے، اُس تالاب کی مانند جسکا بہترین پانی پی لیا گیا ہو اور بچا کھچا گدلہ پانی باقی بچا ہو"

(۱۰)۔دسویں مثال

امام ترمذی رحمہ اللہ نے مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اُس جماعت کے ساتھ تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بکری کے مردہ بچے کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اسکے مالکوں نے اسے حقیر جان کر پھینک دیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اسے حقیر جانا تبھی تو پھینکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

[فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَلدُّنْیَا أَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذِہٖ عَلٰی أَھْلِھَا]

''اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ کمتر اور حقیر ہے جتنا کہ یہ اپنے مالکوں کے نزدیک بے وقعت ہو چکا ہے''۔

لہٰذا جس شخص کو دینا کا مال و متاع ملا ہے اُسے خوش نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی دنیا پر ناز کرنا چاہیئے، بھلا بکری کے مردہ بچے پر بھی کوئی ناز کرتا ہے؟

(۱۱)۔گیارھویں مثال

زمین کی مثال ایک ایسے سمندر کی طرح ہے جسے طے کرنا تمام لوگوں کیلئے ضروری ہے، کیونکہ دوسرے ساحل پر ہی انکا وطن حقیقی ہے، اور اس سمندر کو سفینۂ نجات کے بغیر پار کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے تاکہ لوگوں کی کشتی بنانے اور اس پر سوار ہونے کی ترغیب دیں اور طریقہ بتلائیں اور وہ کشتی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت، اسکے لئے اخلاص اور فکرِ آخرت سے تشکیل پاتی ہے۔

اب بعض لوگ تو اس کشتی میں سوار ہو کر نجات پا گئے جب کہ بعض نے کشتی سازی اور اس میں سوار ہونے کو مشکل جانا اور کہنے لگے کہ ہم تو تیر کر اس سمندر کو عبور کرلیں گے، بالآخر یہ غرق ہو کر رہے۔ یہ سمندر گویا کہ امرِ کونی (تقدیر) ہے اور کشتی امرِ شرعی۔

(۱۲)۔بارھویں مثال

دنیا کی مثال شہد سے بھرے پیالے کی طرح ہے، ایک مکھی اسے دیکھ کر اسکے کنارے پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ بیٹھتی ہے اور بقدر ضرورت شہد لیکر اُڑ جاتی ہے اور ایک دوسری مکھی اسے دیکھ کر لالچ وحرص کا شکار ہو جاتی ہے اور پیالے کے بیچ میں جا گرتی ہے اور اس میں پھنس جانے کی وجہ سے تھوڑا ہی شہد کھا پاتی ہے اور پھر موت کے منہ میں چلی جاتی ہے۔

(۱۳)۔تیرھویں مثال

دنیا کی مثال اُس پھندے کی طرح ہے جس میں بہت سا دانہ دنکا ڈال دیا گیا ہے، البتہ بعض دانے جال سے باہر بھی جا گرے ہیں۔اب جو پرندہ باہر والے دانوں پر قناعت کر لے وہ بچ جاتا ہے اور جو پرندہ زیادہ دانوں کے لالچ میں جال کے اندر چلا جاتا ہے تو چند ہی دانے چگنے کے بعد ہی جال میں پھنس کر پھڑ پھڑانے لگتا ہے۔

(۱۴)۔چودھویں مثال

دنیا کی مثال اس آگ کی طرح ہے جس کی روشنی کو دیکھ کر پروانے اور ٹڈیاں دھڑ ادھڑ اس پر آتی اور اس میں گر پڑتی ہیں، البتہ جسے علم ہو کہ آگ میں کودنے کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں تو وہ دور سے ہی اسکی روشنی اور تپش لے گا۔

ایک صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

[مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الْفَرَاشُ وَهٰذَا الْجَنَادِبُ تَقَعُ فِيهَا....الحديث]"

''میری اور تمہاری مثال اُس شخص کی مانند ہے جو آگ جلاتا ہے، چنانچہ پروانے اور یہ ٹڈیاں اس میں گرنا شروع کر دیتے ہیں....الحدیث''

(۱۵)۔پندرھویں مثال

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میری اور اُس دین کی مثال جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکر بھیجا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،اُس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس آکر کہتا ہے: اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر آتا دیکھا ہے اور میں واضح ڈرانے والا ہوں، لہٰذا اپنی نجات کی فکر کرو ،اپنے بچاؤ کا سامان کرو۔ پھر قوم کے ایک گروہ نے اسکی بات مان لی اور رات کی تاریکی اور مہلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسکے پیچھے چل پڑے، اور ایک گروہ نے اسے جھٹلا دیا اور اپنی جگہوں پر ہی ٹکے رہے چنانچہ حملہ آور لشکر نے صبح دم ان پر چڑھائی کر دی اور انہیں تاخت وتاراج کر ڈالا۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے میری اطاعت کی اور میری لائی ہوئی شریعت کی پیروی کی، اور جنہوں نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے حق کی تکذیب کی۔ (متفق علیه عن ابی موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ)

اس حدیث مبارکہ میں بھی ضمنی طور پر دنیا کا ذکر ہے اور بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ دنیاوی خواہشات کو اپنے پاؤں کی زنجیر نہیں بننے دیتے وہ نجات پا جاتے ہیں اور جو دنیا کی رونقوں میں مگن ہو کر سفر آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں وہ بالآخر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۶)۔ سولہویں مثال

ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اُس میں ہر قسم کے مہمان نوازی کے لوازمات مہیا کر دیئے ،پھر لوگوں کو بلوایا۔ اب جو شخص بھی اُس میں داخل ہوتا ہے اُسے نرم گرم بستر پر بٹھایا جاتا ہے، طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلائے جاتے ہیں، نوکر اور خادم اُسکی خدمت کیلئے تیار رہتے ہیں

عقلمند انسان وہ ہے جو یہ جانے کہ یہ سب کچھ اس گھر کے مالک کا ہے اور ان تمام چیزوں پر اپنی ملکیت نہ جتائے، بلکہ خود کو ایک مہمان ہی سمجھے، جہاں میزبان بٹھائے بیٹھ جائے، جو کچھ کھانے کیلئے پیش کرے کھا لے اور کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے، ایسا شخص عزت کیساتھ داخل ہوتا ہے، فائدہ اُٹھاتا ہے اور تکریم کیساتھ نکل جاتا ہے، جبکہ گھر کا مالک بھی اس پر ناراض نہیں ہوتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احمق انسان وہ ہے جو اس مکان کی تمام چیزوں کو سمیٹنا شروع کر دے، اور گھر کے معاملات میں دخل اندازی کرے، اپنی من مانیاں کرنے لگے اور یہ تمام باتیں گھر کے مالک کے علم میں بھی ہوں لیکن وہ اپنے وقار اور کرم کی وجہ سے اُسکا لحاظ کرے اور گھر سے نہ نکالے۔ لیکن یہ معاملہ جب اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ مہمان گھر کی ملکیت کا دعوٰی کر بیٹھے تو پھر اُس گھر کا مالک اپنے غلاموں کو اُسکی خبر لینے کیلئے بھیجتا ہے جو اُسے دھکے دیکر گھر سے نکال دیتے ہیں اور تمام چیزیں بھی اُس سے چھین لیتے ہیں اور یہ ذلیل ورسوا ہو کر اُس گھر سے بے دخل ہوتا ہے۔

یہ مثال بھی دنیا کی حقیقت کو بیان کرتی ہے اور ہمارے حالات و معاملات کے عین مطابق ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُلُّ أَحَدٍ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا ضَيْفٌ وَمَالُهُ عَارِيَةٌ فَالضَّيْفُ مُرْتَحِلٌ وَالْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ"

"اس دنیا میں ہر شخص مہمان ہے اور اسکا مال مالِ مستعار ہے، چنانچہ مہمان نے کوچ کر جانا ہے اور مالِ مستعار اسکے مالک کو ادا کر دیا جانا ہے"

ایک طویل حدیث میں اُمِّ سُلَیم رضی اللہ عنہا کا یہ قول ملتا ہے جو انہوں نے اپنے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بچے کی وفات پر کہا تھا:

"اگر کوئی قوم کسی خاندان کو عاریتاً کوئی چیز دے اور پھر اُسکی واپسی کا مطالبہ کرے تو وہ لوگ انہیں منع کرنے کا کوئی حق رکھتے ہیں؟" (بخاری)

(۱۷)۔ سترہویں مثال

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دنیا کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مَثَلُ طَالِبِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الشَّارِبِ مَاءَ الْبَحْرِ كُلَّمَا ازْدَادَ شُرْبًا اِزْدَادَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَطْشًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ" [البداية والنهاية]

"طالب دنیا کی مثال ایسے سمندر کا پانی پینے والے کی سی ہے، جس قدر زیادہ پیئے گا، اسی قدر اسکی پیاس بڑھے گی، یہانتک کہ وہ پانی اُسے مار ڈالے گا"

(۱۸)۔اٹھارویں مثال

انسان کا اپنے مال، خاندان اور عمل کیساتھ تعلق ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کے تین بھائی ہوں اور اچانک اسے دور دراز کا کوئی ضروری سفر درپیش ہو جائے، پھر وہ ان تینوں بھائیوں کو بلائے اور سارا ماجرا اُنکے سامنے رکھ کر انہیں اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے، تو ان میں سے ایک کا جواب تو یہ ہو کہ اب تک تو میں تمہارا بھائی تھا لیکن آج کے بعد میرا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں، جب کہ دوسرا یہ کہے کہ اب تک میں تمہارا بھائی تھا، تمہارے ساتھ رہتا تھا اور سواری تک تمہارا ساتھ بھی دونگا، لیکن پھر اسکے بعد نہ میں تمہارا بھائی نہ ساتھی۔ وہ مسافر التجا کرتا ہے: اب تو مجھے تمہارے ساتھ کی زیادہ ضرورت ہے۔
لیکن وہ جواب دیتا ہے: یہ تو ممکن ہی نہیں۔ پھر وہ تیسرے بھائی سے دریافت کرتا ہے کہ تم کیا کہتے ہو؟ وہ کہتا ہے: میں دنیا کی بیماری و تندرستی میں بھی تمہارا ساتھی تھا، اب بھی تمہارا ساتھی ہوں، جب تم سوار ہو گے تب بھی تمہارے ساتھ رہونگا اور سفر میں بھی تمہارا ساتھ دونگا، جب تم چلو گے تمہارے ساتھ ہی میں بھی چلونگا، جب تم کہیں پڑاؤ ڈالو گے تو تمہارے ساتھ پڑاؤ ڈالونگا، بہر حال میں تمہارے ساتھ رہوں گا، کبھی جدا نہیں ہونگا اور میں ہی تمہارا ہمدرد و مؤنس ہوں۔ تو وہ مسافر اُسے کہتا ہے: میں تو آج تک تمہیں کمتر حیثیت دیتا رہا اور باقی دو ساتھیوں کو تجھ پر ترجیح دیتا رہا، کاش کہ میں تمہارا حق پہچان لیتا اور تمہیں باقی دونوں پر ترجیح دیتا۔ www.KitaboSunnat.com

(یہ مثال ایک مرفوع حدیث میں بھی وارد ہوئی ہے جسے ابن أبي الدنیا نے روایت کیا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹)۔اُنیسویں مثال

یہ ایک بہترین مثال ہے، جو کچھ یوں ہے کہ ایک بادشاہ نے ایسا بہترین محل تیار کیا کہ ویسا کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا، انتہائی خوبصورت اور وسیع تر۔ پھر اُسے ہر طرح کی لذیذ چیزوں سے آراستہ کر دیا اور اُسکی طرف جانے کا ایک راستہ بھی مقرر کر دیا اور ایک داعی بھی بھیج دیا جو لوگوں کو اُسکی طرف بُلاتا ہے، اور راستے پر ایک خوبصورت عورت بھی بٹھا دی جو ہار سنگھار کیے بیٹھی ہے اور اسکے پاس کچھ مددگار و خادم بھی موجود ہیں، نیز مسافروں کا زادِ راہ بھی اُسکے ہاتھ میں ہے، اور بادشاہ نے اسے یہ حکم دے رکھا ہے کہ جو شخص تمہاری طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے اور تمہاری پرواہ نہ کرے تو اُسے خوب خوب زاد مہیا کرنا، اُسکی خدمت کرنا اور اُسکے سفر میں رکاوٹ نہ ڈالنا، بلکہ ہر ممکن طریقے سے اُسکی مدد کرنا۔

اور جو تمہاری طرف نگاہیں اُٹھا کر دیکھے، تجھ پر راضی ہو، تجھے مجھ پر ترجیح دے، وحشی جانوروں کی طرح تیرے پیچھے بھاگے تو کچھ عرصہ اُسے دھوکے میں مبتلا رکھنا، پھر اسکا تمام اسباب سلب کر کے اسے ہلاک کر ڈالنا اور اپنے خادموں کے کو بھی اُس پر مسلط کر دینا، جو تیری تعظیم و محبت میں جتنا بڑھے اتنا ہی تو اُسکی اہانت و توہین کرنا اور اسے آزمائشوں میں مبتلا رکھنا، یہانتک یہ تجھ پر حسرتیں کرتے کرتے اسکا نفس ٹوٹ کر بکھر جائے۔

یہ دنیا اور آخرت کے طلبگاروں کی مثال ہے جو ایک اثر سے ماخوذ ہے جس میں اللہ تعالیٰ دنیا کو خطاب کر کے فرماتے ہیں: اے دنیا! جو میری خدمت کرے، تو اُسکی خدمت کرنا، اور جو تیری خدمت کرے، تو اُس سے اپنی خدمت کروانا۔

(۲۰)۔بیسویں مثال

ایک بادشاہ نے بہت اچھی اور خوبصورت جگہ پر ایک شہر تعمیر کیا، اس میں نہریں کھدوائیں، درخت لگوائے اور ایسی ایسی نعمتیں سجائیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کے دل میں انکا گمان گزرا، اور بادشاہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جلدی جلدی اس شہر کی طرف لپکیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ جو سب سے پہلے جس جگہ پر پہنچے گا وہ جگہ اُسی کی ہوگی اور جو پیچھے رہا وہ محرومی وہلاکت سے دوچار ہوگا اور مقابلے کیلئے ایک میدان بھی مقرر کر دیا: البتہ اُس میدان میں ایک بڑا سا درخت بھی لگا دیا جس کا سایہ بڑا گھنا ہے، جسکے نیچے میٹھا پانی بہہ رہا ہے، نیز اس درخت پر ہر قسم کے پھل موجود ہیں اور اسکی ڈالیوں پر بڑے خوبصورت پرندے بیٹھے چہچہا رہے ہیں، لیکن بادشاہ نے یہ بھی کہہ رکھا ہے کہ اس درخت سے دھوکہ نہ کھانا کہ عنقریب یہ جڑ سے اُکھیڑ دیا جائے گا اور پھر اسکا سایہ ختم ہو جائے گا، پھل منقطع ہو جائیں گے اور پرندے مر جائیں گے۔ جبکہ بادشاہ کے شہر میں پہنچ گئے تو وہاں کے سائے اور پھل ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

جب لوگوں نے یہ بات سنی تو اسکی طلب میں چل پڑے اور جب اس درخت کے پاس سے گزرے تو اسکے نیچے پڑاؤ ڈال لیا اور اسکے سائے اور پھلوں سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اس موقع پر ان سے کہا گیا: تمہارے یہاں ٹھہرنے کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ تم اگلے سفر اور مقابلے کی تیاری کر سکو۔ تو اکثر لوگ کہنے لگے: ہم یہ نقد چھوڑ کر ادھار کے پیچھے کیوں بھاگیں؟

یہاں ہم راحت و آرام اور مزے کی زندگی گزار رہے ہیں جب کہ اگلی منزل تو ایک خواب ہے، بھلا خوابوں کی خاطر ہم اپنا راحت و آرام تج دیں اور سفر کی کلفتوں اور گرمی اور سردی کو گوارا کر لیں؟

یہ ہم سے نہیں ہوسکتا!!!

لیکن ہر ہزار لوگوں میں سے ایک کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے:

اس درخت اور اسکے سائے سے ہمیں کیا لینا؟ یہ تو عنقریب جڑ سے اکھڑ جائے گا، اور کیا کسی عقلمند مسافر کو یہ بات جچتی ہے کہ وہ کسی درخت کے نیچے مستقل ڈیرا ڈال لے اور وہیں اپنا گھر سے بنانے لگ جائے اور اپنے اصلی گھر اہل خانہ کو فراموش کر دے؟

یہ حماقت اور کاہلی کے سوا کچھ نہیں!!!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا جلدی چلو، جلدی چلو!!

حُكْمُ الْمَنِيَّةِ فِي الْبَرِيَّةِ جَارِي	مَا هٰذِهِ الدُّنْيَا بِدَارِ قَرَارِ

"موت کا حکم لوگوں میں جاری وساری ہے، کہ یہ دنیا کوئی مستقل ٹھکانہ تو نہیں"

أَقْضُوا مَآرِبَكُمْ سِرَاعًا إِنَّهَا	أَعْمَارُكُمْ سَفَرٌ مِنَ الْأَسْفَارِ

"اپنی ضروریات سے جلد از جلد فارغ ہو جاؤ کہ تمہاری عمریں بھی ایک طرح کا سفر ہی ہیں"

وَتَرَاكَضُوْا خَيْلَ السِّبَاقِ وَبَادِرُوْا	أَنْ تُسْتَرَدَّ فَإِنَّهُنَّ عَوَارِي

"اور مقابلے کے گھوڑے سرپٹ دوڑاؤ اور جلدی کرو، کہیں یہ واپس نہ لے لئے جائیں کیونکہ یہ تو عاریتاً ملے ہیں"

وَدَعُوا الْإِقَامَةَ تَحْتَ ظِلٍّ زَائِلٍ	أَنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ بِهٰذَا الدَّارِ

"زائل ہو جانے والے سائے کے نیچے بسیرا چھوڑ دو کہ تم اس دنیا میں سفر پر ہو"

مَنْ يَرْجُوْا طِيْبَ الْعَيْشِ فِيْهَا	إِنَّمَا يَبْنِي الرَّجَاءَ عَلٰى شَفِيْرٍ هَارِ

"جو یہاں پر عمدہ زندگی چاہتا ہے وہ اپنی امیدیں ہلاکت کے دہانے پر قائم کر رہا ہے"

وَالْعَيْشُ بَعْدَ فِرَاقِهَا	فِيْ دَارِ أَهْلِ السَّبْقِ أَكْرَمُ دَارِ

"یہاں سے کوچ کرنے کے بعد ہی اصل زندگی ہے جو سبقت لے جانے والوں کے گھر (جنت) میں حاصل ہوتی ہے جو انتہائی عزت کا مقام ہے"

چنانچہ یہ گنے چنے لوگ مقابلے کے میدان میں کود پڑے ہیں، انہیں ساتھیوں کی قلت وحشت زدہ نہیں کرتی، بلکہ یہ عزم کی چٹان بن کر جم جاتے ہیں اور کسی کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے۔

جبکہ پیچھے رہنے والے اُسی درخت کے نیچے عیش وآرام کی نیند سوتے رہتے ہیں لیکن کچھ ہی عرصے بعد اس درخت کی شاخیں سکڑنے لگتی ہیں، پتے جھڑنا شروع ہو جاتے ہیں، پرندے مر جاتے ہیں، پھل ختم ہو جاتے ہیں اور بالآخر اس درخت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا جاتا ہے اور اُسکے باسی تند و تیز لُو سے جھلسنے لگتے ہیں پھر یکا یک وہ درخت آگ بن کر ان سے لپٹ جاتا ہے اور وہ حسرت سے کہتے ہیں: وہ قافلہ کہاں گیا جو کچھ دیر ہمارے ساتھ ٹھہر کر روانہ ہو گیا تھا؟

تو ان سے کہا گیا: اپنی نگاہیں اوپر اٹھاؤ!

جب انہوں نے اوپر دیکھا تو وہ تمام لوگ انہیں بادشاہ کے شہر میں اونچے اونچے محلات اور انواع و اقسام کی نعمتوں میں نظر آئے، چنانچہ اپنے برے انجام پر انکی حسرت مزید بڑھ گئی۔

پھر ان سے کہا گیا: یہ پیچھے رہ جانے والوں کا بدلہ ہے، ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا، یہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (واللہ المستعان)

(۲۱)۔ اکیسویں مثال

حدیث میں آتا ہے: اس دنیا کی مثال اُس کپڑے کی طرح ہے جو اوپر سے نیچے تک پھٹ چکا ہے اور فقط ایک دھاگے کیساتھ آپس میں جڑا ہو، چنانچہ قریب ہے کہ وہ دھاگہ بھی ٹوٹ جائے۔ (ابن ابی الدنیا)

(۲۲)۔ بائیسویں مثال

مسند أحمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ سورج کھجوروں کے دوسری طرف ڈھلک چکا تھا (یعنی غروب کے قریب تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کا اتنا ہی زمانہ باقی ہے جتنا کہ دن کا یہ حصہ باقی ہے۔

یعنی پوری دنیا ایک دن کی طرح ہے جسکے غروب سے کچھ دیر پہلے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: ''میں اور قیامت ان دونوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں''۔ اور آپ نے انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کو آپس میں ملا دیا۔ [مسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۳)۔تیئیسویں مثال

ایک قوم کچھ مدت تک کسی شہر میں آباد رہی اور اس میں بڑے حادثات اور آزمائشیں بھی درپیش رہیں، گاہے بگاہے زلزلے اور وبائیں بھی آتی رہیں۔ چنانچہ انکے بادشاہ نے ایک ایسا شہر بنادیا جو تمام آفات سے محفوظ قرار پایا، پھر بادشاہ نے تمام لوگوں کی اُس شہر کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور پہلے شہر کو مکمل تباہ کرنے کا عزم کرلیا، پھر یکے بعد دیگرے قاصد روانہ کرکے لوگوں کو خبردار بھی کرتا رہا جسکے نتیجے میں لوگ مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔

چند لوگ ایسے تھے جنہوں نے قاصدوں کی بات پر یقین کرلیا اور افضل ترین مقامات کو حاصل کرنے کیلئے لپک پڑے اور بادشاہ کو راضی کرنے کیلئے اُسکی محبوب اور پسندیدہ ترین چیز اسکی جناب میں پیش کی، کسی نے ایک موتی پیش کیا جو دیگر بہت سے اسباب سے زیادہ قیمتی و پسندیدہ قرار پایا، کسی نے کم، کسی نے زیادہ ہر کسی نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق نذرانے پیش کیے اور بادشاہ کی خوشنودی حاصل کی۔

ایک دوسرا گروہ ایسا تھا جو اسی شہر میں محلات تعمیر کرتا رہا اور دوسرے شہر کی طرف سفر کرنے والوں سے بھی لڑتا جھگڑتا رہا، حالانکہ اُنکا قصور صرف یہی تھا کہ وہ بادشاہ کے شہر کی جانب گامزن اور اُسکی رضا کے متلاشی تھے۔صرف اس جرم کی پاداش میں انکا مال لوٹا گیا، اہل خانہ چھینے گئے، حرمتیں پامال کی گئیں اور خون بہایا گیا۔

ایک گروہ ایسا بھی تھا جو فقط اپنے عیش و آرام اور لذت یابی میں غرق رہا، نہ اُسے اس شہر سے دلچسپی نہ دوسرے شہر میں رغبت۔بس کھانا پینا اور خواہشات کی پیروی انکا نصب العین رہا، نیز اُنہیں سابقہ گروہوں سے بھی کوئی غرض نہیں تھی، نہ محبت نہ عداوت، نہ دوستی نہ دشمنی ۔لیکن بادشاہ کی حرمتوں کو پامال کرنے میں یہ لوگ بھی تمام حدود پھلانگ گئے اور بادشاہ کو ناراض کربیٹھے۔

یہ سب گروہ اپنی اپنی کوششوں میں مگن تھے کہ یکایک ایک ندا لگادی گئی کہ اب کوچ کا وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آچکا اور پھر کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ پیچھے رہ سکے، لہٰذا وہ سب بادشاہ کے حضور میں پیش ہو گئے اور ہر ایک کیساتھ وہی معاملہ ہوا جس کا وہ حقدار تھا، نیز پہلے شہر کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مٹا دیا گیا۔

(۲۴)۔ دنیا کی مثال نیند، دنیاوی زندگی کی مثال خواب اور موت کی مثال بیداری سے دی گئی ہے۔

(۲۵)۔ دنیا ایک کھیتی ہے، عمل اسکا بیج ہے اور کٹائی کا دن روز قیامت۔

(۲۶)۔ دنیا ایک گھر ہے جسکے دو دروازے ہیں، ایک داخل ہونے کا اور دوسرا نکلنے کا۔

(۲۷)۔ دنیا ایک ایسا زہر ہے جو کھانے میں لذیذ اور سونگھنے میں خوشبودار ہے۔

(۲۸)۔ دنیا ایک ایسا سانپ ہے جو چھونے میں نرم وملائم اور دیکھنے میں خوبصورت ہے۔

(۲۹)۔ دنیا بھی کھانے کی طرح ہے جو بقدر ضرورت استعمال کیا جائے اور بسہولت خارج ہو جائے تو مفید ہے اور ضرورت سے زیادہ استعمال ہو یا بدن میں رک جائے تو موذی اور قاتل۔ جیسا کہ موسم بہار کی فصل کے حوالے سے ایک حدیث میں اشارہ ہے جو سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

(۳۰)۔ دنیا کی مثال اس بدصورت عورت سے بھی دی گئی ہے جس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال رکھا ہے اور لوگوں کو گھیر گھار کر اپنے گھر لے آتی ہے، پھر نقاب الٹ کر اپنی کریہہ صورت انہیں دکھاتی ہے، پھر چھری سے ذبح کر کے کسی گڑھے میں پھینک دیتی ہے۔ روز اول سے آج تک اسکا یہی طرز عمل ہے اور اسے اپنے عاشقوں کے خلاف بڑی قوت سے نوازا گیا ہے۔

تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ اسکے عاشق روزانہ اسکی آفات کا مشاہدہ کرتے اور اسکے در پردم توڑتے عاشقوں کو دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی اسکے عشق سے باز نہیں آتے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴾ [ابراھیم:٤٥]

”اور تم ان لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنھوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا اور تم پر واضح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا تھا کہ ہم نے ان سے کیا سلوک کیا تھا اور ہم نے تمہارے لئے مثالیں بیان کی تھیں'

(۳۱)۔ دنیا کو ایک خواب بھی کہا گیا ہے۔

(۳۲)۔ اور اسے ایک زوال پذیر سائے سے بھی مشابہت دی گئی ہے لیکن اسکے زوال کو پہچاننے کیلئے بصارت سے زیادہ بصیرت کی ضرورت ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس ایک مرتبہ دنیا کا تذکرہ ہوا تو فرمایا: "یہ تو ایک سوتے ہوئے شخص کے خواب یا زوال پذیر سائے کی مانند ہے، کوئی عقلمند ایسی چیزوں سے دھوکہ نہیں کھا سکتا۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں دنیا میں خود کو اُس شخص سے تشبیہ دیتا ہوں جس نے ایک خواب دیکھا جس میں کچھ پسندیدہ اور کچھ ناپسندیدہ چیزیں دیکھیں اور پھر اچانک خواب سے بیدار ہو گیا۔

(۳۳)۔ دنیا کو بے وفا عورت سے بھی تشبیہ دی گئی ہے

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے دنیا کو ایک بوڑھی کھوسٹ عورت کی شکل میں دیکھا جس نے ہر طرح کی زیب وزینت سے خود کو سنوار رکھا تھا۔ تو آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: تو کتنی شادیاں کر چکی ہے؟ اُس نے کہا: تعداد میرے شمار سے باہر ہے۔ پوچھا: تیرے سب خاوند مر گئے یا تجھے طلاق دے ڈالی؟ دنیا نے کہا: بلکہ ان سب کو میں نے خود قتل کر ڈالا ہے۔ تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرے خاوندوں کی بدنصیبی ہے کہ وہ تیرے سابقہ خاوندوں سے عبرت نہیں پکڑتے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ "قصیدہ نونیہ" میں فرماتے ہیں:

لٰكِنَّ ذَا الْإِيْمَانِ يَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا	كَالظِّلَالِ وَكُلُّ هٰذَا فَانِ

"لیکن ایمان والا شخص تو اس حقیقت سے خوب آگاہ ہے کہ یہ دنیا تو سائے کی مانند ہے اور یہ سب کچھ فنا ہو جانے والا ہے"۔

كَخَيَالِ طَيْفٍ مَا اسْتَتَمَّ زِيَارَةً	إِلَّا وَصُبْحُ رَحِيْلِهِ بِأَذَانِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جیسے ایک سوتے ہوئے شخص کا خواب وخیال، جوابھی پورا بھی نہیں ہو پاتا کہ کوچ کی صبح کا اعلان ہو جاتا ہے"

وَسَحَابَةٍ طَلَعَتْ بِيَوْمِ صَائِفٍ	فَالظِّلُّ مَنْسُوخٌ بِقُرْبِ زَمَانِ

"اور اس بدلی کی طرح جو کسی سخت گرم دن نمودار ہوتی ہے، پھر جلد ہی اسکا سایہ ڈھل جاتا ہے"

وَكَزَهْرَةٍ وَافَى الرَّبِيعَ بِحُسْنِهَا	أَوْلَامِعًا فَكِلَاهُمَا أَخَوَانِ

"یا اُس پھول کی طرح جس نے اپنے حسن یا چمک سے موسم بہار کو کمال بخشا، اور یہ دونوں (حسن وچمک) یکساں ہیں"

أَوْ كَالسَّرَابِ يَلُوحُ لِلظَّمْآنِ فِي	وَسْطِ الْهَجِيرِ بِمُسْتَوَى الْقِيعَانِ

"یا اس سراب کی طرح جو کسی صحرا کی گرم دوپہر میں کسی پیاسے کو نظر آتا ہے"

أَوْ كَالْأَمَانِيِّ طَابَ مِنْهَا ذِكْرُهَا	بِالْقَوْلِ وَاسْتِحْضَارُهَا بِجَنَانِ

"یا اُن آرزوؤں کی مانند جنکا زبان کیساتھ تذکرہ کرنا اور دل میں انکا خیال لانا انتہائی خوش کن ہوتا ہے"

وَهِيَ الْغُرُورُ رُؤُوسُ أَمْوَالِ الْمَفَا	لِيسِ الْأُلَى اتَّجَرُوا بِلَا أَثْمَانِ

"حالانکہ یہ سب تو دھوکہ دہی کا سامان ہے، جو ان مفلسوں کا راس المال ہے جو بلا قیمت تجارت کرتے ہیں"

أَوْ كَالطَّعَامِ يَلَذُّ عِندَ مَسَاغِهِ	لَكِنْ عُقْبَاهُ كَمَا تَجِدَانِ

"یا اُس کھانے کی طرح جو حلق سے اترتے وقت بڑا لذیذ لگتا ہے، لیکن اُس کے انجام سے بھی تم آگاہ ہو"

هٰذَا هُوَ الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبَ الرَّسُو	لُ لَهَا وَذَا فِي غَايَةِ التِّبْيَانِ

"یہی وہ مثال ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے متعلق بیان فرمائی، جو انتہائی واضح ہے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا أَرَدْتَ تَرَى حَقِيقَتَهَا فَخُذْ	مِنْهُ مِثَالًا وَاحِدًا ذَا شَانِ

"اور اگر آپ اسکی حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو ایک ہی عظیم الشان مثال ملاحظہ کر لیجئے"

أَدْخِلْ بِجُهْدِكَ أُصْبُعًا فِي الْيَمِّ	وَانْظُرْ مَا تَعَلَّقَهُ إِذَا بِعِيَانِ

"تھوڑی کوشش کر کے اپنی انگلی سمندر میں ڈال لیجئے اور دیکھئے کہ انگلی کیساتھ کس قدر پانی لگا ہے"

هَذَا هُوَ الدُّنْيَا كَذَا قَالَ الرَّسُولُ	مُمَثِّلًا وَالْحَقُّ ذُو تِبْيَانِ

"یہی تو دنیا ہے! رسول اللہ ﷺ نے اسکی مثال دیتے ہوئے فرمایا، اور حق تو کھلی کتاب ہے"

وَكَذَاكَ مَثَّلَهَا بِظِلِّ الدَّوْحِ فِي	وَقْتِ الْحَرُورِ لِقَائِلِ الرُّكْبَانِ

"اور اسی طرح اسکی مثال گنجان درخت کے اُس سائے سے بھی دی گئی ہے جو گرمی کے وقت آرام کرنے والے مسافروں کے کام آتا ہے"

هَذَا وَلَوْ عَدَلَتْ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ	عِنْدَ الْإِلَهِ الْحَقِّ فِي الْمِيزَانِ

"علاوہ ازیں اگر معبود حقیقی کے میزان میں دنیا کی حیثیت مچھر کے پر برابر بھی ہوتی"

لَمْ يَسْقِ مِنْهَا كَافِرًا مِنْ شَرْبَةٍ	مَاءٍ وَكَانَ أَحَقَّ بِالْحِرْمَانِ

"تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ پلاتا اور وہ محرومی کا زیادہ مستحق ہوتا"

تَاللَّهِ مَا عَقَلَ امْرِئٌ قَدْ بَاعَ مَا	يَبْقَى بِمَا هُوَ مُضْمَحِلٌّ فَانِ

"اللہ کی قسم! ایسا شخص عقلمند نہیں جو باقی رہنے والی چیز کو مضمحل و فانی چیز کے بدلے بیچ ڈالے"

هَذَا وَيُفْتِي ثُمَّ يَقْضِي حَاكِمًا	بِالْحَجْرِ مِنْ سَفَهٍ لِهَذَا الْإِنْسَانِ

"ایسے انسان پر تو اسکی بے عقلی کے باعث تصرفات سے روک لگا دینے کا فتویٰ اور فیصلہ جاری ہونا چاہیئے"

إِذْ بَاعَ شَيْئًا قَدْرُهُ فَوْقَ الَّذِي	يَعْتَاضُهُ مِنْ هَذِهِ الْأَثْمَانِ

"کیونکہ جو یہ شخص فروخت کر رہا ہے اسکی قدر و قیمت تو اس چیز سے کہیں زیادہ ہے جو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بدلے میں حاصل کی ہے“

فَمِنَ السَّفِيهِ حَقِيقَةً إِنْ كُنتَ ذَا	عَقْلٍ وَأَنَّى الْعَقْلُ لِلسَّكْرَانِ

”اگر آپ عقلمند ہیں تو بتلایئے! بھلا پھر حقیقی بے وقوف کون ہے؟ لیکن دنیا کے نشے میں غرق لوگوں کو عقل کہاں!!

وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْقُلُوبَ شَهِدْنَ مِنَّا	كَانَ شَأْنٌ غَيْرَ هٰذَا الشَّانِ

”اللہ کی قسم! اگر ہمارے دل حاضر و بیدار ہوتے تو ہماری یہ حالت نہ ہوتی“

نَفَسٌ مِنَ الْأَنْفَاسِ هٰذَا الْعَيْشُ إِنْ	قِسْنَاهُ بِالْعَيْشِ الطَّوِيلِ الثَّانِي

”اگر ہم اس زندگی کو آخرت کی لمبی زندگی پر قیاس کریں تو یہ ایک سانس سے زیادہ نہیں“۔

○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴- فائدہ

اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴾" [الأحزاب :٦٢]

"اور آپ اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے"

اسکا بھید یہ ہے کہ اللہ کی صفات کو تغیر نہیں، بلکہ اُسکی ذات وصفات لازوال ہیں، وقت کے ساتھ ساتھ اسکی صفات اور چاہت ونفرت کے اسباب میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو چیز آدم ونوح علیہما السلام کے زمانے میں اللہ کی رحمت کا سبب تھی وہ اب بھی اللہ کی رحمت ومحبت کا باعث ہے۔ اور اسی طرح جو چیز اُس وقت اللہ کے غضب ولعنت اور عذاب وعقاب کی وجہ تھی، وہی چیز اب بھی اللہ کے غضب وعذاب کی محرک ہے۔ کیونکہ اُسکی صفات میں کوئی تغیر نہیں، اور اُسکی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں وپوشیدہ حکمتوں کی وجہ سے رحمت اور عذاب کی انواع مختلف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴾ [یونس:۱۳]

"مجرم لوگوں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں"

نیز فرمایا: ﴿ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴾ [مرسلات: ١٨]

"بے شک ہم مجرموں سے ایسا ہی (سلوک) کرتے ہیں"

اگر رحمت الٰہی کے اسباب اختیار کرنے کے باوجود رحمت الٰہی کا نزول نہیں ہوتا تو ہمیں اللہ تعالیٰ کو الزام دینے کے بجائے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے! یقیناً اس میں ہماری ہی کوتاہیوں کا دخل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵- فائدہ

عجیب وغریب نصیحتیں

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إِذَا رَأَيْتَ قَسَاوَةً فِي قَلْبِكَ وَوَهْنًا فِي بَدَنِكَ وَحِرْمَانًا فِي رِزْقِكَ فَاعْلَمْ أَنَّكَ قَدْ تَكَلَّمْتَ بِمَا لَا يَعْنِيكَ"

[النية: ۲۳۸/۱]

"جب تم دیکھو کہ تمہارا دل سخت ہو رہا ہے، بدن کمزوری کی طرف مائل ہے اور رزق سے محروم ہوتے جا رہے ہو تو جان لو! یقیناً تم نے کوئی لایعنی بات کہی ہوگی"

ایک مرتبہ کچھ لوگ مکہ میں فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے پاس آئے تو قاضی فضیل رحمہ اللہ نے اُن سے دریافت کیا: تمہارا تعلق کونسے علاقے سے ہے؟ اُنہوں نے کہا: خراسان سے۔ آپ نے کہا: تم جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور یہ بات بھی خوب جان لو کہ اگر کوئی بندہ احسان کے اعلیٰ ترین درجے پر پہنچ جائے لیکن اپنے پاس موجود ایک مرغی کیساتھ بھی بدسلوکی کرے تو اُسکا شمار محسنین میں نہ ہوگا۔

[السراج المنير: ۲۲۷/۲]

ابو محمد (راقم) کہتے ہیں: دنیاوی اعتبار سے جاہل ترین شخص وہ کہلائے گا جو تجارت کے اُصول اور طریق کار و مواقع سے خوب آگاہ ہو لیکن اپنی غفلت و سستی کی بناء پر منافع اور کاروبار تباہ کر ڈالے اور پھر ندامت کے آنسو بہائے۔ اس طرح جو شخص اللہ رب العزت کی عزت وجلال اور رفعت وکمال سے آگاہ ہو جائے، اعمال کے مراتب پہچان لے، تقویٰ و پرہیزگاری، یقین وتوکل، اخلاص وخشیت اور محبت وانابت کی حقیقت جان لے اور پھر بھی غفلت و سستی اور بدعملی کا مظاہرہ کرے تو اس سے بڑھ کر بے وقوف اور جاہل کون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے؟ لیکن اسکے باوجود اگر ایسا شخص علم وعقل کا دعویٰ رکھتا ہو اور لوگوں کو فتوے دیتا اور وعظ و نصیحت بھی کرتا ہو؟؟

محترم بھائی: فکر کیجئے، کہیں آپ تو ان میں شامل نہیں؟

یہ حروف لکھنے والے! تو بھی غور کر........ کہیں تیرا شمار بھی جاہلوں میں نہ ہوتا ہو۔ اے اللہ! اے غفور رحیم! ہمیں معاف فرما۔

مشرکین مکہ کی ایک تعجب انگیز بات یہ بھی تھی کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق، رب العالمین، رازق، اور متصرف مانتے تھے اور یہ بھی اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہر چیز پر قادر، ہر چیز سے واقف ہے لیکن اسکے باوجود اللہ کی توحید کا اقرار نہ کرتے اور عبادت میں دوسروں کو اسکا شریک ٹھہرائے، دوسروں کے سامنے گڑگڑاتے اور انہیں مشکل کشا جانتے تھے۔

حالانکہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن وہ انہیں جمع کرنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور اس سے بھی زیادہ قابل تعجب اور مضحکہ خیز چیز آجکل کے مسلمانوں کا معاملہ ہے۔ جو ایک طرف تو اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے، اسکی توحید کے گن گاتے اور شرک کی قباحت کا اعتراف کرتے ہیں لیکن اسکے باوجود انکے عمل اور اخلاق میں اللہ کی محبت، اُسکی تعظیم، اُسکا خوف اور اسکی طرف رغبت و انابت کہیں نظر نہیں آتی۔ اگر چہ رب تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز اور مخلوق ہر پل اُسکی محتاج ہے لیکن پھر بھی لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ نہ رب تعالیٰ کی عزت و وقار کا کوئی لحاظ ہے، نہ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ ہے اور نہ ہی اس سے حیا اور اسکا ادب۔ گویا لوگوں نے صرف زبان سے اقرار کیا ہے اور دل اس سے خالی ہیں، یا شاید گمان پر چل رہے ہیں ابھی یقین کی منزل نہیں پائی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الضَّلَالُ فَأَنّٰی تُصْرَفُوْنَ﴾ [یونس: ۳۱/۳۲]

''(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے: تمہیں آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور کون زندہ مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے؟ تو وہ (کافر) ضرور کہیں گے: اللہ! تو کہہ دیجئے: کیا پھر تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟ یہی تو ہے اللہ، تمہارا رب سچا، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ پھر تم کدھر پھیرے جاتے ہو؟

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اَفَلَا تَتَّقُوْنَ'' پر غور کیجئے۔ جو شخص اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اسکا اقرار مخدوش اور اعتراف محل نظر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یَا اَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَیْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللهِ یَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ﴾۔ [فاطر: ۳]

''اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، پھر تم کہاں بہکائے جاتے ہو؟

اللہ اکبر! کتنے ہیں عالم، طالب علم اور ان پڑھ لوگ اس معصیت میں مبتلا ہیں، اقرار کرتے ہیں لیکن عمل سے نا آشنا

اللہ سے یوں بے پرواہ ہو چکے جیسے کفار بے پرواہ ہوتے ہیں۔

اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ''حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِی النُّذُرُ''

[القمر: ۵]

''کمال کو پہنچی ہوئی حکمت، پھر محض ڈراوے فائدے نہیں دیتے''

اے اللہ! اے رب العالمین! ہمیں اپنے خاص بندوں میں شامل فرما۔

OOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶- فائدہ

اللہ تعالیٰ کو پانے کی راہ

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے کم مرتبہ شخصیت، سیدنا خضر علیہ السلام کو پانے کیلئے ہر چیز کو ترک کر دیا تو کوئی بندہ اپنے مالک حقیقی کا قرب و محبت حاصل کرنے اور اپنے رب کو پانے کی راہ پر اُس وقت تک گامزن ہی نہیں ہو سکتا جب تک اپنی تمام خواہشات اور اللہ کے ماسوا ہر چیز سے دستبردار نہیں ہو جاتا۔ (حیاۃ الحیوان:۱/۳۸۵)

○○○○○○○○○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷- فائدہ

ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے یا نہیں؟

اگر اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے تو یہی مقصود اصلی اور سعادت حقیقی ہے اور ایسی کامیابی جس سے بڑھ کر کسی کامیابی کا تصور بھی محال ہے اور اگر وہ ہم سے راضی نہیں (نعوذ باللہ من ذالک) تو یہی حقیقی ناکامی، رسوائی اور ہمیشہ کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

لہٰذا یہ جاننا انتہائی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کن باتوں میں مضمر ہے۔

اسکی بہت سی علامات ہیں جن میں سے بعض اجتماعی ہیں اور بعض انفرادی۔

(۱)۔ بعض آثار میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا: اپنے رب سے سوال کیجئے کہ وہ کن باتوں پر ہم سے راضی ہوتا ہے اور کن باتوں پر ناراض ہوتا ہے؟ اور اسکی علامت کیا ہے؟

تو اللہ رب العزت نے انکی طرف وحی فرمائی: جب میں بارش کو اُسکے وقت پر برساؤں، تمہارے بہترین لوگوں کو تم پر حاکم بناؤں اور تمہارے سخی لوگوں کو مال عطا کروں تو سمجھو کہ میں تم سے راضی ہوں۔ اور جب میں بارش کو اسکے وقت سے ہٹ کر نازل کروں تمہارے بدترین لوگوں کا تمہارا حکمران بناؤں اور تمہارے بخیل لوگوں کو مالدار کردوں تو جان لو کہ میں تم پر ناراض ہوں۔ (قوت القلوب: صفحہ ۱۳۷)

(۲)۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اطاعت کے کاموں میں استعمال کرے تو یہ اسکی رضا کی علامت ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نافرمانی کے کاموں میں استعمال کرے تو یہ اسکی ناراضگی کی علامت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ [الحج : ۱۸]

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمانوں میں اور جو کوئی زمین میں ہے، اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے لوگ، اور بہت سوں پر اس کا عذاب ثابت ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرے، اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے''

یعنی جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو، وہ اللہ کے نزدیک اکرام یافتہ ہے اور یہ بات رضائے الٰہی کی علامت ہے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے سجدوں کی توفیق دی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی لونڈی نے رات کو قیام اللیل کے بعد دعا مانگی: ''یَارَبِّ بِحُبِّكَ اِیَّایَ اقْضِ حَاجَتِيْ''... (اے میرے رب! تو میرے ساتھ اپنی محبت کے وسیلے سے میری حاجتیں پوری فرما)

یہ سن کر عطاء رحمہ اللہ نے اُسے فرمایا: یوں نہ کہو، بلکہ یوں دعا مانگو: ''بِحُبِّيْ اِیَّاكَ یَارَبِّ اقْضِ حَاجَتِيْ''.... ''تجھے میری تیرے ساتھ محبت کا واسطہ اے میرے رب! میری حاجتیں پوری فرما''

یہ سن کر اس لونڈی نے جواب دیا:

''اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت نہ کرتا تو مجھے اپنے سامنے کھڑا ہونے کی توفیق ہی نہ دیتا۔

اسکی اس جواب اور گہرے فہم پر عطاء رحمہ اللہ کو بہت تعجب ہوا۔

اسی لیے بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ جب انکا قیام اللیل رہ جاتا یا نماز باجماعت چھوٹ جاتی تو انہیں سخت غم لاحق ہوتا اور وہ کہتے: کیا یہ میرے برے عمل کی شامت ہے؟ یا اللہ کی ناراضگی کا نتیجہ ہے؟ پھر بھلا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اطاعت کی توفیق کیوں نہیں دی؟

لہٰذا ہم سب کو چاہیئے کہ اپنے معاملات کی نگرانی کریں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں آتا ہے: ''إِنَّ اللهَ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ اسْتَعْمَلَهُ قِيلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ ؟ قَالَ: يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ''.

[الترمذي:٢١٤٢ وسنده صحيح صححه الالباني]

''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے استعمال کر لیتا ہے، پوچھا گیا: کیسے استعمال کرتا ہے؟ فرمایا: موت سے پہلے عمل صالح کی توفیق دے دیتا ہے''

(۳)۔ اگر آپکا دل اللہ عزوجل کی محبت سے موجزن ہے تو جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ سے محبت کرتا ہے اور یہ بات رب تعالیٰ کی رضا پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ''... ''اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں''

یہاں اللہ تعالیٰ نے اُنکے ساتھ اپنی محبت کو اپنے ساتھ اُنکی محبت کا سبب قرار دیا ہے۔

اگر آپکے دل میں رب تعالیٰ کی محبت موجود ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپکی محبت اللہ کی دو محبتوں کے نورانی ہالے میں لپٹی ہوئی ہے۔ آپکی محبت سے پہلے بھی ایک محبت ہے اور آپکی محبت کے بعد بھی ایک محبت ہے، اول و آخر اللہ کی رحمت ہے جسے چاہے اس سے نواز دے اور وہ قدردانوں اور ناشکروں کو خوب جانتا ہے۔

(۴)۔ مقبولیت

کسی بندے کی اہل ایمان میں مقبول ہونا، لائق ستائش اور لائق تعظیم ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾.

[مريم: ٩٦]

''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے یقیناً رحمٰن ان کے محبت پیدا کر دے گا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ جو بندہ اللہ کا محبوب ہو، زمین پر بھی اُسکی قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(پہلی جلد میں بھی اسکے قریب قریب ایک فائدہ گزر چکا ہے)

(۴) کتاب اللہ کے ساتھ تعلق

حدیث میں آتا ہے: ''قرآن پڑھو، کیونکہ یہ روز قیامت بہترین سفارشی ہوگا۔ قیامت والے دن قرآن کہے گا: اے رب! اسے کرامت واعزاز کا زیور پہنادے، چنانچہ اُسے کرامت کا زیور پہنا دیا جائیگا، پھر وہ کہے گا: اے رب! اسے کرامت وعزت کا لباس پہنا دے، چنانچہ اسے کرامت کا لباس پہنا دیا جائے گا، پھر وہ کہے گا: اے رب! اسے کرامت کا تاج پہنادے، اے رب! اس سے راضی ہو، کہ تیری رضا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

(دارمی رحمہ اللہ (۳۰۹/۲) نے اسے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ومرفوعاً روایت کیا اور اسکی سند حسن بلکہ صحیح ہے)

(۶)۔ اخلاص، نماز اور زکوۃ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْإِخْلَاصِ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَعِبَادَتِهِ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ مَاتَ وَاللّٰهُ عَنْهُ رَاضٍ'' ابن ماجه (٥٨) (٣٠٩/١)

''جس شخص نے اس حال میں دنیا کو خیر باد کہا کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک، کیلئے اور اسکی عبادت پر قائم ہو، نماز قائم کرنے والا اور زکوۃ ادا کرنے والا ہو، تو اُسکی موت اس حال میں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہوگا''

(ابن ماجہ نے اسے روایت کیا (سنن ابن ماجہ (۷۰)) اور اسکی سند حسن ہے)

(۷)۔ کسی بندے کا ان اعمال میں مشغول ہونا جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکا تذکرہ پہلی جلد کے فائدہ نمبر (۵۸) میں گزر چکا ہے۔ یہ ٹوٹل (۲۰) بلکہ اس سے بھی زیادہ اسباب ہیں۔

(۸)۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہاری روزی تقسیم کردی ہے اسی طرح تمہارے اخلاق و اطوار بھی تقسیم کردیے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ دنیا تو اسے بھی ہے دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اُسے بھی دیتا ہے جس سے محبت نہیں کرتا، البتہ دین کی دولت صرف اُسی شخص کو عطا کرتا ہے جس سے محبت کرے، چنانچہ جسے اللہ تعالیٰ نے دین سے نوازا گویا اُس سے اللہ تعالیٰ نے محبت فرمائی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اُس وقت تک کوئی بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُسکا دل اور زبان مسلمان نہ ہوجائے، اور اُس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُسکے پڑوسی اُسکی ایذا رسانی سے محفوظ نہ ہوجائیں۔ (مسند احمد، شعب الایمان للبیهقی، مشکوٰة: ۲/۴۲۵)

جب اہل دین اپنے دین کی بدولت اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائیں اور اُسکے وفادار رہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوجاتا ہے۔

(۹)۔ سنت کی محبت اور اسکی پیروی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور محبت کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [آلعمران: ۳۱]

(۱۰)۔ محبت الٰہی حاصل کرنے کے اسباب بھی رضائے الٰہی کا ذریعہ ہیں کیونکہ محبت و رضا ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔ انکا تذکرہ بھی پہلی جلد کے فائدہ نمبر (۱۹) میں گزر چکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸- فائدہ

علم نافع کا حصول چند باتوں کے ذریعے ممکن ہے

①.......احسان:۔اسکا معنٰی یہ ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے دل کی آنکھ سے اللہ عزوجل کی طرف دیکھتا رہے، اپنی جلوت وخلوت میں اللہ رب العزت کی عظمت وجلال اور خوف ومحبت سے سرشار رہے، اسکی عبادت یوں ہو گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور جب گناہ کا موقع آئے تو اللہ عزوجل کا خوف اور اس سے حیا آڑے آجائے اور وہ گناہ ترک کر دے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ یوسف میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾
[یوسف : ۲۲]

''اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم اور علم دیا اور اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں''

یعنی اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو علم وحکمت سے نوازتا ہے، اور جس کا احسان جتنا کامل ہوگا اُسکا علم بھی اتنے ہی کمال کو پہنچے گا اور جو شخص احسان کے درجے سے جتنا پیچھے ہٹے گا اتنا ہی اُسکا علم بھی زوال پذیر ہوگا۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾. [یوسف:۲۳]

''اور جس عورت کے گھر میں وہ (یوسف) تھا اس عورت نے اسکے جی سے پھسلایا اور دروازے بند کر دیے اور بولی: لو آجاؤ، یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ! یقیناً وہی میرا رب ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا، بیشک ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے"

یوسف علیہ السلام کا احسان دیکھئے! مصر کا حسن تمامتر خلوتوں میں دعوت گناہ رے رہا ہے۔ ایک طرف گھر کی مالکن دوسری طرف پریشان حال مسافر۔لیکن اسکے باوجود اپنے رب کا احساس ہے جونگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا، "اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ" اور گناہ کے انجام پر بھی نظر ہے جو ادھر اُدھر ہی بھٹکتی ہی نہیں "اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ"

یہی درحقیقت احسان ہے، اگر آپ نے اسے اختیار کرلیا تو نادر علوم کے دروازے آپ پر کھل جائینگے اور اللہ تعالیٰ آپکی محنتوں کو کبھی ضائع نہ کریگا۔

اسی طرح سورہ القصص میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴾ [القصص:١٤]

"اور جب وہ (موسیٰ) اپنی جوانی کو پہنچا اور (عقل وشعور میں) کامل ہوگیا تو ہم نے اسے حکم اور علم دیا اور ہم نیکی کرنے والوں کی اسی طرح جزاء دیتے ہیں"

اس علم سے مراد نبوت نہیں، کیونکہ آپ علیہ السلام اُسوقت تک نبی نہیں بنے تھے بلکہ مدین کی طرف ہجرت اور پھر وہاں سے واپسی کے بعد آپکو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

(۲)........حق کو تلاش کرنا اور جہاں کہیں مل جائے قبول کرلینا۔

یہی اہل سنت کا اصول ہے اور حکمت کی بات تو حکیم کی گمشدہ میراث ہے، جہاں سے بھی ملے وہ اُسکا سب سے بڑھ کر حقدار ہے۔البتہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور شخص یا گروہ کیساتھ چمٹ جائے اور جو شخص کسی ایک ہی مجتہد کا دامن پکڑ لے اور صرف اُسی کے پاس علم اور حق تلاش کرے وہ بھی ٹھوکر کھا جاتا ہے، کیونکہ کسی ایک شخص یا گروہ کیلئے تعصب رکھنا انسان کو اندھا اور بہرا کردیتا ہے۔

اس حوالے سے صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پاکیزہ سیرتوں کا جائزہ لیجئے! وہ لوگ کسی ایک شخص یا گروہ کے بجائے حق کی اتباع کرتے تھے خواہ کہیں سے مل جائے لہٰذا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں علم صحیح اور عمل صالح کی توفیق نصیب ہوئی۔

(۳)۔سیاق وسباق، قرائن حال اور زیر بحث مسئلے سے ملتے جلتے مسائل کا مشاہدہ اور ان پر تدبر بھی حق فہمی کیلئے ثابت ہوتا ہے، اسی طرح اصول اسلام کا بغور مطالعہ بھی کئی قسم کے علوم کا دروازہ کھولتا ہے اور دین کے فہم میں مدد دیتا ہے۔یقین نہ آئے تو تجربہ کرکے دیکھ لیجئے!

(۴)۔مسائل میں تقسیم اور تفصیل کی راہ اختیار کرنا بھی علم صحیح کا ایک بڑا سبب ہے، اور کسی ایک جنس پر بغیر تقسیم وتفصیل کے ایک حکم لگا دینا بھی عموماً غلطی کا باعث ہوتا ہے۔جیسا حکم بغیر ما انزل اللہ پر عمومی طور پر کفر کا حکم لگانا اور اکراہ، وضع قانون وغیرہ کی تفصیل میں نہ جانا۔

(۵)۔ایک کتاب کو بار بار پڑھنا یہانتک کی اسے حفظ کرلیں، یا ایک کتاب کو مسلسل پڑھاتے رہنا۔یہ چیز اسلامی علوم اور شرعی مسائل کو یادرکھنے کیلئے انتہائی مفید ہے جیسا کہ سلف صالحین کی عادت تھی کہ وہ اپنی تالیفات میں سے کوئی ایک کتاب ہمیشہ اپنے شاگردوں کو پڑھایا کرتے تھے۔مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب صحیح البخاری اپنے شاگردوں کو پڑھاتے اور انکے شاگرد اسے لکھتے اور یاد کرتے تھے۔چنانچہ وہ تمام علوم جو صحیح بخاری میں مذکور ہیں، انکے دلوں میں مسطور اور کتابوں میں مکتوب ہوتے تھے، جبکہ آجکل یہ حال ہے کہ طالب علم جلدی جلدی کتاب مکمل کرنے یا اسکے بعض ابواب پڑھنے کی فکر میں ہوتے ہیں اور کتاب ختم ہونے کے بعد انکے پلے کچھ نہیں ہوتا۔

(۷)۔شرعی علوم کی تحصیل کیلئے علماء کرام سے سنی ہوئی اور کتابوں میں پڑھی ہوئی علمی باتوں کو نوٹ کرنا اور مسلسل دہراتے رہنا بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

(۸)۔نیز علم کا شوق

(۹)۔انتہائی درجے کی کوشش

(۱۰)۔اللہ تعالیٰ کے حضور دعا والتجا

(۱۱)۔اور اخلاص بھی اہم ترین اسباب ہیں۔

[وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹- فائدہ

اخلاص کی معرفت

ہر مؤمن کیلیۓ اس فائدے کا مطالعہ، اسکا حفظ اور اس پر عمل انتہائی ضروری ہے۔

پہلے ہم اسکے فضائل بیان کریں گے، پھر اسکا معنی، اور اسکے بعد اُن نفسانی خطوط کا تذکرہ کریں گے جو اخلاص کی ضد ہیں، اور آخر میں حصول اخلاص کا طریقہ اور اُسکے وسائل بھی زیر بحث آئیں گے۔

فضائل اخلاص

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾" [البينة: ٥]

"حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ بندگی کو اللہ کے لیے خاص کر کے یکسو ہو کر اس کی عبادت کریں اور وہ نماز کو قائم کریں اور زکوۃ دیں، اور یہی سیدھی ملت کا دین ہے"۔

اللہ رب العزت نے تمام شرائع میں اخلاص کا حکم دیا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ [الأنعام: ١٦٣]

"کہہ دیجئے: بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی (بات یعنی توحید) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ﴾ [الزمر: ۳]

"سنو! خالص بندگی اللہ ہی کیلئے ہے"

اور فرمایا: ﴿ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴾ [الزمر: ١٤]

"کہہ دیجئے: میں اللہ کیلئے اپنی بندگی کو خالص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرتا ہوں"

اور فرمایا: ﴿ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴾

[غافر: ١٤]

"لہٰذا تم اللہ کیلئے بندگی خالص کرتے ہوئے اسی کو پکارو، اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں"

اور فرمایا: ﴿ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾.

[النسآء: ١٤٦]

"سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی، اور تھام لیا اللہ (کے دین) کو اور اپنا دین اللہ کے لئے خالص کر لیا تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ مؤمنوں کو جلد ہی بڑا اجر عطا کرے گا"

اور فرمایا: ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ [الكهف: ١١٠]

"پھر جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہو، تو چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"

سیدنا ابو أمامه الباهلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَا لَهُ؟ "اُس شخص کے متعلق بتلایئے جو غزوے میں شریک ہوا اور وہ اجر اور شہرت دونوں کا متلاشی ہے، اسکے لئے کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " لَا شَيْءَ لَهُ " - "اسکے کے لئے کچھ نہیں"۔ اُس نے تین مرتبہ یہی سوال دُہرایا اور تینوں مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہی جواب دیا کہ اُس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کچھ نہیں اور پھر فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ'' ۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ کوئی عمل بھی قبول نہیں فرماتا سوائے اُس عمل کے جو خالص اُسی کیلئے ہو، اور اُسکے ذریعے اُسی کی رضا چاہی گئی ہو'' [نسائی: ٦/٢٥]

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''ثَلَاثٌ لَا یُغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ امْرِیٍٔ مُسْلِمٍ: اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَالنُّصْحُ لِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِھِمْ''

[ابن ماجہ: ٢٣٠ ـ مسند أحمد: ١٨٣/٥]

''تین چیزوں پر کسی مسلمان کا دل کبھی کھوٹا نہیں ہوتا: اپنے عمل کو اللہ کیلئے خالص کرنا، مسلمان حکمرانوں کیلئے خیر خواہی، اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا''۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سُنا، آپ فرما رہے تھے:

''لَمْ تُؤْتَوْا شَیْئًا بَعْدَ کَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِیَۃِ فَاسْأَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ''

''تمہیں کلمہ اخلاص کے بعد عافیت جیسی کوئی چیز نہیں دی گئی، لہٰذا اللہ سے عافیت مانگو''

[اسے احمد نے روایت کیا (١٥٨/١) اور احمد شاکر نے صحیح قرار دیا]

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''مَا قَالَ عَبْدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَطُّ مُخْلِصًا اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰی تُفْضِیَ اِلَی الْعَرْشِ مَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ''

[رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ باسناد حسن ٣ / ٣٥٩٠]

''جب بھی کوئی بندہ خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے جو تو اسکے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ کلمہ عرش تک جا پہنچتا ہے، یہ اُس وقت تک ہوتا ہے جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب برتا جائے'' (اسے ترمذی نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے طریق سے حسن سند کیساتھ روایت کیا ہے ٣/٣٥٩٠)

ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَعْمَالِكُمْ" [صحیح مسلم]

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے اور نہ تمہارے مال، لیکن وہ تو تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے"

ایک اور حدیث میں فرمایا: [قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِي غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ"

[صحیح مسلم]

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمام شریکوں سے بڑھ کر اپنے حصے سے بے نیاز ہوں، جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے جس میں وہ میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کرتا ہے تو میں اُسے اور اسکے مقررہ حصے کو چھوڑ دیتا ہوں اور میں اُس سے لاتعلق ہو جاتا ہوں"

○ عِتْبَان بن مالك رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "لَنْ يُوَافِي عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ" [بخاری]

"جو بندہ بھی اللہ کی رضا جوئی کیلئے لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہو، قیامت کے دن جب وہ پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُس پر آگ کو حرام کر دے گا"

○ ضَحَّاك بن قَيْس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: أَنَا خَيْرُ شَرِيْكٍ فَمَنْ أَشْرَكَ بِيْ أَحَدًا فَهُوَ لِشَرِيْكِيْ . يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَخْلِصُوا الْأَعْمَالَ لِلّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا خَلَصَ لَهُ وَلَا تَقُوْلُوْا: هٰذَا لِلّٰهِ وَلِلرَّحِمِ وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَلَا تَقُوْلُوْا: هٰذَا لِلّٰهِ وَلِوُجُوْهِكُمْ فَإِنَّهُ لِوُجُوْهِكُمْ وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْئٌ"

"میں بہترین حصہ دار ہوں، چنانچہ جو شخص میرے ساتھ کسی کو شریک کرے تو وہ عمل صرف اُس شریک (حصہ دار) کا ہی ہوتا ہے۔

اے لوگو! اپنے اعمال کو اللہ کیلئے خالص بناؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں کرتا سوائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس عمل کے جو اسکے لیے خالص کیا جائے، اور یہ مت کہو: یہ اللہ اور رشتہ داری کی خاطر ہے کہ اُس میں اللہ کیلئے کچھ نہیں ہوتا، اور یہ بھی مت کہو: یہ عمل اللہ کیلئے اور تمہاری خوشنودی کیلئے ہے کہ پھر تو وہ صرف تمہاری خوشنودی کیلئے ہی سمجھا جائیگا اور اللہ کیلئے اُس میں سے کچھ نہ ہوگا" (اسے عبدالباقی بن قانع اور بیہقی نے روایت کیا (۳۳۰/۲) اور بزار نے بھی اسے روایت کیا۔ دیکھئے: مجمع الزوائد (۲۲۱/۱۰) اور یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے الصحیحہ للألبانی (۲۷۶۴/۶))۔

○ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يُجَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصُحُفٍ مَخْتُومَةٍ فَتُنْصَبُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُولُ اللّٰهُ لِلْمَلَائِكَةِ: أَلْقُوا هٰذَا وَاقْبَلُوا هٰذَا فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: وَعِزَّتِكَ مَا رَأَيْنَا إِلَّا خَيْرًا. فَيَقُولُ، وَهُوَ أَعْلَمُ: إِنَّ هٰذَا لِغَيْرِي وَلَا أَقْبَلُ الْيَوْمَ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهِي".

(ابن عساكر، دارقطني كما في الكنز ۴۷۷/۳، وله شواهد)

"قیامت والے دن کچھ مہر بلب صحیفے لائے جائیں گے اور اللہ عزوجل کے سامنے پیش کیے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے یہ (اعمال) پھینک دو اور یہ قبول کر لو۔ فرشتے کہیں گے: تیری عزت کی قسم! ہم تو ان میں نیکیاں ہی دیکھ رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے (کہ اللہ تو حقیقت حال کو زیادہ جانتا ہے): یہ اعمال میرے غیر کیلئے کیے گئے اور آج میں صرف وہی عمل قبول کرونگا جسکے ذریعے میرے رضا چاہی گئی ہوگی"۔

○ شُفی بن مَاتع کا بیان ہے کہ میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کیا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ تو اُنہوں نے فرمایا: بیٹھ جاؤ تا کہ میں تمہیں وہ حدیث سُناؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان فرمائی جبکہ میرے اور آپکے سوا اُس مجلس میں کوئی اور نہیں تھا۔ پھر سسکیاں بھرنے لگے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر ہوش آیا تو اپنے چہرے پا ہاتھ پھیرا اور حدیث سنانے لگے تو پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ تین مرتبہ ایسا ہوا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور تمام گروہ گھٹنوں بیٹھے ہونگے تو اس وقت سب سے پہلے جس شخص کو بلایا جائے گا.......... پھر آپ نے مکمل حدیث بیان فرمائی جس میں ایک شہید، عالم اور سخی کا تذکرہ ہے پھر فرمایا کہ ان تینوں کے ذریعے قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم کو دہکایا جائے گا۔

شُفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر میرا سرزمین شام کی طرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانا ہوا تو میں نے اُنہیں یہ حدیث سنائی تو معاویہ رضی اللہ عنہ شدت سے رونے لگے اور فرمایا: ”اللہ اور اسکے رسول نے سچ فرمایا پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَايُبْخَسُوْنَ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [هود ١٦]

”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہے تو ہم ان کے اعمال کا بدلہ اسی دنیا میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی، یہی لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کمایا تھا اور جو عمل وہ کرتے رہے، ضائع ہو گئے“۔

بعض حاضرین مجلس نے کہا: یہ شخص تو شر لایا ہے (یعنی اس نے ہمارے امیر کو رلا دیا ہے)۔۔۔[الترغیب والترھیب۔ اسکی سند صحیح ہے]

○ مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مَا أَخْلَصَ عَبْدٌ قَطُّ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ وَلِسَانِهٖ“

(جب کوئی بندہ چالیس دن تک خلوص کو اپنائے رکھے تو اُسکے دل اور زبان سے حکمت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں“ [مدارج السالکین ۲/۹۶]

○ ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ اللہ رب العزت کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالص ہو جائے تو وہ وسوسوں کی کثرت اور ریاکاری سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ (مدارج)

○ یوسف بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دنیا میں نایاب ترین چیز اخلاص ہے، اور میں اپنے دل سے ریاکاری نکالنے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن ریاکاری ہے کہ ایک نئے رنگ میں دوبارہ پیدا ہو جاتی ہے۔ (مدارج)

○ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہترین عمل وہ ہے جو خالص اللہ کیلئے ہو اور درست ہو۔ لوگوں نے کہا: اے ابوعلی! أَخْلَصُ اور أَصْوَبُ کا معنی کیا ہے؟ تو فرمایا: جب کوئی عمل اللہ کیلئے خالص ہو لیکن صواب (درست) نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اور اسی طرح اگر صواب ہو لیکن خالص نہ ہو تب بھی قبول نہیں ہوتا، یہاںتک کہ خالص اور درست ہو جائے۔ اور خالص وہ عمل ہے جو صرف اللہ کی رضا جوئی کیلئے ہو، جبکہ صواب (درست) وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا:

"فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ أَحَدًا" [مدارج السالکین]

"پھر جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"

○ شہر بن حوشب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ایک آدمی عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے ایک سوال کا جواب دیجئے! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے نماز پڑھتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ نماز پڑھنے پر اُسکی تعریف کی جائے؟ تو عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اُسے کچھ نہیں ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بہترین حصہ دار ہوں، چنانچہ جو میرے ساتھ کسی اور کو شریک کرے تو (میں اپنا حصہ بھی چھوڑ دیتا ہوں اور) وہ سب میرے شریک کا ہو جاتا ہے اور مجھے اُسکی کوئی حاجت نہیں۔ [تفسیر ابن کثیر ۱۱۴/۲]

○ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اخلاص اور اتباع کے بغیر عمل کرنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی مسافر اپنا توشہ دان ریت سے بھر لے اور اُسکے نقل و حمل کی تکلیف سہنے کے باوجود کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ نہ اٹھا سکے۔ (الفوائد صفحہ:۶۷، دیکھئے نضرۃ النعیم ۱۴۹/۲)

○ بعض حکماء کہتے ہیں:

سات چیزیں دیگر سات چیزوں کے بغیر نفع نہیں دیتیں :

(۱)........پرہیزگاری کے بغیر خوف مفید نہیں۔ مثلاً ایک شخص یہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں لیکن گناہوں سے پرہیز نہ کرے۔

(۲)........طلب کے بغیر امید فائدہ نہیں دیتی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾"

[الكهف: ١١٠]

"پھر جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک عمل کرے"

(۳)........دلی قصد وارادے کے بغیر خالی خولی نیت بھی نفع مند نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ﴾ [النساء: ٨١]

"اور منافق کہتے ہیں کہ (ہمارا کام تو) فرمانبرداری ہے پھر جب وہ آپکے پاس سے اٹھ کر جاتے ہیں، تو رات کو انکا ایک گروہ اس بات کے خلاف جوڑ توڑ کرتا ہے جو آپ کہتے ہیں"

نیز فرمایا:" ﴿ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ....﴾ الآية..

"اور جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں (جہاد کے متعلق) کوئی سورت کیوں نہیں۔

[محمد: ٢٠]

(۴)......کوشش کے بغیر دعا کرنا بھی کارگر نہیں۔ مثلاً ایک شخص اللہ تعالیٰ سے نیکی وبھلائی کی توفیق مانگتا ہے لیکن اس کیلئے کوشش نہیں کرتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [العنكبوت: ٦٩]

"اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں اور یقیناً اللہ نیکی کرنیوالوں کے ساتھ ہے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)......ندامت وشرمندگی کے بغیر توبہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ﴾ [المائدة:۷٤]

"پھر کیا وہ اللہ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے"؟

(۶)......خلوتوں کی اصلاح کئے بغیر جلوتوں کو سنوارنا۔

ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ ﴾ [النساء:۱۰۸]

(۷)......اخلاص نیت کے بغیر اعمال میں محنت کرنا۔ کیونکہ جب تک نیت خالص نہ ہو کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ﴾ [الاسراء: ۱۹]

"اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے پوری پوری سعی کرتا ہے جبکہ وہ مؤمن ہو تو یہی لوگ ہیں جنکی سعی قابل قدر ہے"۔

یہ بڑی پر حکمت اور نصیحت آمیز بات ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی اطاعت کیساتھ لوگوں کی تعریف اور مدح سرائی نہ چاہو، تاکہ تمہارے اعمال برباد نہ ہوں [کنز ۱۱/۳]

کسی دانا سے پوچھا گیا: مخلص کون ہے؟

کہا: مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں بھی اسی طرح چھپاتا ہے جس طرح اپنی برائیاں چھپاتا ہے۔

کسی سے پوچھا گیا: اخلاص کی انتہا کیا ہے؟

کہا: اخلاص کی انتہا یہ ہے کہ لوگوں کی تعریف نہ چاہو۔

ذوالنون المصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: انسان کو کب پتا چلے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا چنیدہ بندہ ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: چار باتوں سے:

①........جب راحت کو ترک کر دے،

②........بہترین چیز اللہ کی راہ میں،

③........دنیاوی قدر و منزلت میں کمی چاہے

④........اور اُسکے نزدیک لوگوں کی مدح اور مذمت یکساں ہو جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ریا کار کی چار علامات ہیں: جب اکیلا ہو تو سستی کا مظاہرہ کرے اور جب لوگوں کے ہمراہ ہو تو بڑی چُستی دکھائے، جب تعریف ہو تو عمل زیادہ کر دے اور جب مذمت ہو تو عمل میں کمی کر دے۔

شقیق بن ابراہیم الزاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تین چیزیں عمل کیلئے قلعے کی حیثیت رکھتی ہیں:

①........عمل کو اللہ ہی کی توفیق کا نتیجہ سمجھے تا کہ خود پسندی کا علاج ہو۔

②........اسکے ذریعے اللہ ہی کی رضا چاہے تا کہ خواہش نفس کو کچل سکے۔

③........طمع و لالچ کے بجائے اپنے عمل کا بدلہ صرف اللہ رب العزت سے چاہے۔

○ **بعض صالحین** کہتے ہیں: عمل کرنے والے کو بکریوں کے چرواہے سے ادب سیکھنا چاہیے۔ پوچھا گیا: وہ کس طرح! کہا: اس طرح کی جب چرواہا اپنی بکریوں کے پاس نماز پڑھتا ہے تو اُن کو بکریوں سے تعریف طلب نہیں کرتا۔ اسی طرح عمل کرنے والے کو چاہیئے کہ لوگوں کی نگاہ کو خاطر میں نہ لائے جلوت و خلوت میں یکساں عمل کرے اور لوگوں سے توصیف نہ چاہیے۔

○ **حامد اللفاف** کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تباہ کرنا چاہے تو اُسے تین چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہے:

①......علم عطا کرتا ہے لیکن علماء والے عمل سے روک دیتا ہے۔

②......صالحین کی صحبت سے نوازتا ہے لیکن انکے حقوق کی معرفت سے محروم رکھتا ہے۔

③........اطاعت کا دروازہ کھولتا دیتا ہے لیکن اخلاص عمل کی توفیق نہیں دیتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبر کرنے والے کیلئے یہ انتہائی مفید کلام ہے۔

○ ابو بکر واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمل کی مثال شیشے کی طرح ہے، جو جلدی ٹوٹتا ہے اور پھر جڑتا بھی نہیں۔ اس طرح عمل کو ریاکاری یا خود پسندی چھولے تو وہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ [التنبیه: ۲۳/۱۔۲۷]

○ سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اُس شخص کیلئے کامیابی ہے جو صرف ایک قدم ہی ایسا اٹھا لے جس میں وہ اللہ کے سوا کچھ نہ چاہے۔

○ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: جسکی نیت خالص ہو جائے، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے کافی ہو جاتا ہے۔

کسی نیک آدمی نے اپنے بھائی کو لکھا: اپنی نیت کو خالص کرلو، پھر تھوڑا سا عمل بھی تمہیں کافی ہو جائے گا۔

○ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام اعمال سے زیادہ مشکل کام نیت کو خالص کرنا ہے۔

○ مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَنْ صَفٰی صُفِّیَ لَهُ وَمَنْ خَلَطَ خُلِطَ عَلَيْهِ"
"جسکی نیت صاف ہو اُسکا عمل بھی شفاف رہتا ہے اور جسکی نیت میں کھوٹ آجائے تو اُسکا عمل بھی کھوٹا ہو جاتا ہے"

○ بعض صالحین کہتے ہیں: ایک گھڑی کا اخلاص بھی ہمیشہ کی نجات کا باعث ہے، لیکن اخلاص نایاب ہو چکا ہے۔

کہا جاتا ہے: "اَلْعِلْمُ بَذْرٌ وَالْعَمَلُ زَرْعٌ وَالْاِخْلَاصُ مَاؤُهٗ"
"علم بیج ہے، عمل اُسکی کھیتی ہے، جبکہ اخلاص اسکا پانی ہے"

بعض دانا کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت کرے تو اُسے تین چیزیں عطا کرتا ہے اور تین چیزوں سے روک لیتا ہے۔ (۱)...... صالحین کی صحبت سے نوازتا ہے لیکن اُن سے کچھ سیکھنے کی صلاحیت سلب کر لیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

②........اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے لیکن اخلاص چھین لیتا ہے

③........حکمت عطا کرتا ہے لیکن اس میں صدق و اخلاص سے محروم رکھتا ہے۔

سوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مخلوق کے اعمال میں سے اللہ تعالیٰ صرف اخلاص چاہتا ہے۔

○ جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے حق کو سمجھا، پھر سمجھنے کے بعد عمل کیا، پھر عمل میں اخلاص پیدا کیا، پھر اخلاص انہیں نیکی کے تمام دروازوں کی طرف کھینچ لایا۔

○ محمد بن سعید المروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تمام معاملات دو بنیادوں پر منحصر ہیں: تمہارے ساتھ اللہ کا فعل۔ اور اللہ کیلئے تمہارا فعل۔ تو اگر تم اللہ کے فعل پر راضی رہے اور اپنے فعل میں اخلاص پیدا کر لیا تو دونوں جہانوں میں سعادت و کامرانی تمہارا مقدر ہے۔ (الاحیاء: ۱۸۰/۲)

ابو علی الدقاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اَلْإِخْلَاصُ التَّوَقِّي عَنْ مُلَاحَظَةِ الْخَلْقِ وَالصِّدْقُ التَّنَقِّي مِنْ مُطَالَعَةِ النَّفْسِ، فَالْمُخْلِصُ لَا رِيَاءَ لَهُ وَالصَّادِقُ لَا إِعْجَابَ لَهُ''

''اپنے عمل کو مخلوق کی نظروں سے بچانا اخلاص ہے، جبکہ اسے نفس کے علائق سے شفاف رکھنا صدق ہے، چنانچہ مخلص وہ ہے جس میں کوئی ریاکاری نہ ہو، اور صادق وہ ہے جس میں خود پسندی نام کو بھی نہ ہو''۔

ابو یعقوب السوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جنکے اخلاص کی دوسرے لوگ گواہی دیں انکا اخلاص بھی اخلاص کا محتاج ہے۔

سہل رحمہ اللہ کہتے ہیں: مخلص کے سوا کوئی بھی ریا کو نہیں پہچان سکتا۔

حذیفہ المرعشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اخلاص یہ ہے کہ بندے کے اعمال ظاہر و باطن میں یکساں ہو جائیں۔

کہا گیا کہ اعمال کے دکھلاوے سے اغماض برتنا اخلاص ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ مِسوِّیٰ کہتے ہیں: جو شخص اُن باتوں کیساتھ مزین ہونے کی کوشش کرے جو اُس میں نہ ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

○ سہل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: نفس پر سب سے گراں کونسی چیز ہے؟ فرمایا: اخلاص۔ کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ [القشیریة صفحہ: ۱۴۲۔ ۱۴۵]

اخلاص کا معنیٰ

ہر وہ چیز جس میں کسی دوسری چیز کی ملاوٹ کا تصور کیا جا سکے، جب وہ اس ملاوٹ سے پاک ہو تو اُس خالص کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا﴾" [النحل: ٦٦]

"گوبر اور لہو کے درمیان سے خالص دودھ"

چنانچہ عمل کا ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہونا اخلاص ہے۔

○ سہل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اخلاص یہ ہے کہ بندے کی تمام حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کیلئے خالص ہو جائیں۔

یہ انتہائی جامع کلمہ ہے جو اخلاص کی غرض و غایت کا احاطہ کرتا ہے۔

خلوص کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے: ہمیشہ اللہ کا دھیان رکھنا اور اپنے تمام حظوظ کا فراموش کر دینا۔ (دیکھئے: الاحیاء: ۱۸۸/۲)

صاحب منازل کہتے ہیں: اخلاص کے تین درجے ہیں:

① .... عمل سے دکھلاوہ نکال دینا، اس پر کوئی عوض نہ چاہنا (ا) اور اُس پر راضی نہ ہونا۔

② .... پوری دل جمعی کیساتھ مکمل کوشش کے باوجود اپنے عمل پر شرمندہ رہنا اور اپنے عمل کو سراپا سخاوت (اللہ تعالیٰ) کی توفیق و فیض کا نتیجہ سمجھنا۔

(ا) : اگر اس سے مراد مخلوق سے عوض نہ چاہنا ہے تو ٹھیک، ورنہ صوفیوں کے مدخولات میں سے ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③........علم شرعی کے مطابق عمل کرنا اور حکم قدری کو ملحوظ رکھنا۔

یعنی آپ ہمیشہ امر و نہی کے پابند رہیں اور اللہ کی قضا و قدر کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

ان دو آیات میں عبودیت کا مقام یہی دو چیزیں ہیں ﴿لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾". "تم میں سے جو بھی سیدھی راہ پر چلے۔اور اللہ رب العالمین کی چاہے بغیر تم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے"۔

اور یہ کہ مخلوق سے مکمل آزاد ہو جائے ، وہ اس طرح کہ نہ کوئی مقام مانگے ، اور نہ ہی کسی مکاشفے یا کسی اور چیز کا مطالبہ کرے۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے: مدارج ۹۲/۲۔۹۷)

وہ نفسانی حظوظ جو اخلاص کی ضد ہیں

بہت سے نفسانی حظوظ اخلاص کی ضد ہیں، خودنمائی کا جذبہ، شہرت پسندی دکھلاوا، خود پسندی اور ریا کاری.... یہ سب الفاظ مختلف ہیں لیکن انکا معنیٰ قریب قریب یا مترادف ہے۔ ریا کاری نہ صرف عمل کو برباد کرتی ہے بلکہ دنیا و آخرت میں اللہ کی ناراضگی اور عذاب کا باعث بھی ہے۔عنقریب ہم ریا کاری پر تفصیل سے بات کریں گے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا مقصد تو اللہ رب العزت کی رضا جوئی ہوتی ہے لیکن ساتھ ساتھ دوسرے مقاصد بھی شامل ہوجاتے ہیں ۔مثلاً ایک شخص روزہ رکھتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو، روزے کے نتیجے میں اسکا معدہ بھی درست رہے، یا حج کا سفر کرتا ہے تاکہ سفر کی وجہ سے اسکا مزاج معتدل ہو، یا چند دن کیلئے گھر والوں اور اپنی دیگر ضروریات سے چھٹکارا پائے اور آرام کرے۔

آجکل بعض داعی حضرات گرمیوں میں سرد علاقوں کا رخ کرتے ہیں اور اس سیر سپاٹے کو دعوت الی اللہ کا نام دیتے ہیں۔

اسی طرح علم حاصل کرنے کی غرض عزت وجاہ یا مال کا حصول بن چکا ہے، درس وتدریس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وعظ و تبلیغ اپنی دھاک بٹھانے اور گفتگو کی لذت پانے کا ذریعہ بنتا جارہا ہے، علماء کی خدمت بعض لوگ اس لیے کرتے ہیں کہ لوگوں یا علماء کے نزدیک محترم ٹھہریں، وضو اور غسل کے وقت سنت اور شرعی طہارت کا پہلو غائب اور ٹھنڈک و تازگی اور نظافت کا جذبہ نمایاں ہوتا جارہا ہے، اعتکاف کیلئے زیادہ سہولتوں والی مساجد تلاش کی جاتی ہیں، مریض کی عیادت اور جنازے کی پیروی عموماً اس لئے نہیں ہوتی کہ یہ مسلمان کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا ذریعہ ہے بلکہ اس لئے کہ لوگ بھی ہماری عیادت کریں گے اور ہمارے جنازوں پر آئیں ..... جب نیک اعمال میں اس قسم کے جذبے خلط ملط ہو جائیں تو پھر اخلاص اور للہیت کہاں باقی رہتی ہے؟

ریاکاری کے بھی کئی درجے ہیں، جنکی وضاحت ہم ایک مثال سے کریں گے:

پہلا درجہ:۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس دوران کچھ لوگ اُسے دیکھنے لگتے ہیں تو وہ اپنے خشوع وخضوع اور نماز کی تزئین کا اہتمام کرنے لگتا ہے تاکہ لوگوں کے نزدیک اسکی عزت وقار میں اضافہ ہو۔ یہ تو ظاہری ریا ہے۔

دوسرا درجہ:۔ یہ ہے کہ ایک طالب علم شیطان کی پچھلی چال کو سمجھ جاتا ہے اور کسی دیکھنے والے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن پھر شیطان اُسکا خیر خواہ بن کر آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تم لوگوں کیلئے ایک نمونہ اور مقتدا ہو، لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں تمہارے عمل کو دیکھتے ہیں، لہٰذا تم خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرو گے تو لوگ بھی خشوع وخضوع کو اپنائیں گے۔ شیطان کی یہ چال پہلی سے زیادہ مخفی اور کارگر ہے، جو پہلی چال کا شکار نہ ہو وہ اس دوسری چال کا شکار ہو جاتا ہے حالانکہ یہ بھی عین ریا اور اخلاص کے منافی ہے۔ کیونکہ اگر دوسروں کیلئے خشوع اچھی چیز ہے تو اسکے لیے بھی اچھی چیز ہے، اگر دوسروں کے لئے اسے خشوع پسند ہے تو اپنے لئے کیوں پسند نہیں کرتے؟ اسکی خلوت خشوع سے کیوں خالی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ایسا شخص بھی ریاکار ہے جو اپنے ریا کو خیر اخواھی کے لباس میں چھپانا چاہتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا درجہ:۔ جو پہلے دو درجوں سے زیادہ باریک ہے، وہ یہ ہے کہ انسان شیطان کی پہلی دو چالوں سے خبردار ہو جائے اور اپنی خلوت والی نمازوں کو بھی اچھی طرح ادا کرے تا کہ جلوت کی اچھی نمازوں پر اسے ریا کا الزام نہ دیا جاسکے۔ یہ بھی پوشیدہ ریاکاری ہے کیونکہ اس نے اپنی خلوت کی نمازوں کی اصلاح اس لیے کی ہے کہ اپنی جلوت کی نمازیں خشوع وخضوع سے پڑھ سکے۔ گویا دونوں حالتوں میں اس پر لوگوں کی خوشنودی ہی سوار ہے لیکن بے چارہ یہ سمجھتا ہے کہ میں بڑا مخلص ہوں۔ اخلاص تو یہ ہے کہ لوگوں کی طرف التفات ہی نہ ہو، تمامتر توجہ اللہ کی طرف ہو، لوگوں کا دیکھنا اسے یوں لگے جیسے چوپایوں کا دیکھنا.....! کیا کوئی چوپایوں کو دکھانے کے لئے بھی اچھی نماز پڑھتا ہے؟

چوتھا درجہ:۔ یہ ہے کہ شیطان اسے سابقہ تین چالوں میں تو نہ پھنسا سکے لیکن جب یہ لوگوں کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو شیطان اسکے دل میں اللہ کی عظمت اور کبریائی کا احساس اور اسکے حضور عاجزی وانکساری کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

یہ شیطان کا باریک ترین مکر اور خفیہ ترین چال ہے۔

انسان کو یہ سوچنا چاہیے کہ یہی احساس اسکے دل میں اُس وقت کیوں پیدا نہیں ہوتا جب وہ اکیلے نماز پڑھتا ہے؟

اللہ کی قسم! سونے کا کھوٹ تلاش کرنا شاید آسان ہو، لیکن اعمال صالحہ میں ایسے ایسے کھوٹ پیدا ہو جاتے ہیں جنہیں تلاش کرنا انتہائی مشکل ہے اور جنہیں پہچاننے کے لیے انتہائی دقیق بصیرت درکار ہوتی ہے۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے: عالم کی دو رکعتیں جاہل کی ایک سال کی نماز سے افضل ہیں۔

یہاں عالم سے مراد عالم ربانی ہے جو اپنے عمل کا نقاد اور بصیرت کا حامل ہو۔ (واللہ المستعان)۔۔۔(دیکھئے: الاحیاء: ۱۸۸/۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حوالے سے چند تجربات

① ......ایک شخص سر درد کی وجہ سے عمامہ باندھتا ہے اور اسے اتباع سنت کا خیال تک نہیں آتا۔

② ......ایک شخص اس لئے کتابیں لکھتا ہے کہ یہ اُسکا شوق اور مشغلہ ہے نہ کہ اس لئے کہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرے۔

③ ......ہمارے دور میں بہت سے لوگ جو نماز تک ٹھیک طور پر نہیں پڑھتے داڑھی کا نام ونشان نہیں، اللہ کی راہ میں سو روپے دینے کے روادار نہیں، لیکن حج وعمرے پر چل پڑتے ہیں کہ سیر وسیاحت بھی ہوگی اور نام بھی کمائیں گے لہٰذا انکا نفس بھی حج وعمرے کی رغبت رکھتا ہے۔

④ ....ایک آدمی جہاد وقتال سے وابستہ ہے لیکن رزق حرام سے اجتناب نہیں کرتا بلکہ جہاد کا مال چُراتا ہے، گویا، جہاد اُسکا کاروبار بن چکا ہے، اللہ کی رضا مقصود نہیں رہی، اللہ اور اسکے رسول کی محبت اور اعلاء کلمۃ اللہ جیسے مقاصد ایسے شخص کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔

⑤ ......ایک شخص خطبہ وتقریر کا شوقین ہے اور اگر کسی محفل میں کبار علماء کی موجودگی کی وجہ سے اسے پیچھے رکھا جائے تو غمگین ہوتا ہے اور دوبارہ اس محفل کا رُخ نہیں کرتا۔ کیا یہی اخلاص ہے؟

⑥ ......بہت سی اسلامی تنظیموں کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی دوسری تنظیم اللہ کا دین قائم کردے تو ان سے برداشت نہیں ہوتا اور وہ انکا ساتھ دینے کی بجائے اسلامی حکومت قائم کرنے والوں سے لڑ پڑتے ہیں۔ حالانکہ اگر انکی اساس اخلاص پر ہوتی تو انہیں اس پر خوش ہونا چاہیے تھا کیونکہ نفاذ شریعت ہی تو اصل مقصود ہے تنظیم کی حیثیت تو ایک وسیلے کی سی ہے، لیکن لوگوں نے وسیلے کو اصل مقصود بنالیا ہے اور اصل مقصود کو پیٹھ پیچھے پھینک چکے ہیں۔ اور اسی لئے آج کفار انکی گردنوں پر سوار ہو چکے ہیں۔ عیاذاً باللہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦......ایک شخص اپنے آپ کو انتخاب کیلئے پیش کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کر رہا ہے حالانکہ اُسکی نیت صرف مال وشہرت کمانے اور اپنے آپ کو آگے لانے کی ہوتی ہے۔اور اگر نیت خالص ہو تب بھی انتخابات میں حصہ لینا حرام ہے اور اچھی نیت سے کوئی حرام کام حلال نہیں بن سکتا۔

⑧......ایک شخص تراویح کی نماز میں خوب روتا ہے یا رونے کی کوشش کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اُسکی مسجد میں آئیں اور اُسکی شہرت ہو۔

⑨......ایک آدمی سیاحت کا ارادہ رکھتا ہے لیکن دعوت الی اللہ کا راگ الاپتا ہے حالانکہ اُسکے دل میں دعوت کا جذبہ سرے سے ہوتا ہی نہیں

⑩......اس طرح ایک آدمی جسکے اپنے علاقے میں لوگوں کو اُسکی ضرورت ہے لیکن وہ جزیرۃ العرب وغیرہ میں نوکری کا خواہشمند ہے کیونکہ وہاں تنخواہ زیادہ ہوتی ہے جبکہ اپنے علاقے میں تنخواہ کم ہوتی ہے لہٰذا اسکی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ کہ دوسرے علاقے میں جائے جہاں اُسے زیادہ سہولیات حاصل ہوں۔ یہ طرز عمل بھی اخلاص کے منافی ہے ایسا آدمی تو فقط مزدور ہے جو اپنے دین پر تجارت کر رہا ہے۔

اخلاص تو وہ چیز ہے جو دل کی ٹھنڈک، خوشی اور آنکھوں کا نور ہے اور اگر آپکا عمل دل میں تاثیر اور سینے میں فراخی کا باعث نہ ہو تو جان لیجئے کہ دال میں کچھ (یا زیادہ) کالا ضرور ہے؟

حصول اخلاص کا طریقہ اور وسائل

بہت سے وسائل ہیں جنہیں بروئے کار لاتے ہوئے اخلاص کا حصول ممکن ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

①......اللہ پر مضبوط ایمان کی قوت ایسی چیز ہے جو ریاکاری اور شرک خفی وجلی کو دور بھگا دیتی ہے۔

②......آخرت کے دن پر مضبوط ایمان بھی اس حوالے سے مفید ہے۔ اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ .[البقرة: ٢٦٤]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کے اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے اور وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا"۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر صحیح ایمان لے آئے تو اللہ کے فضل و کرم سے وہ ریا کاری سے بچ جاتا ہے اور ریا کاری عموماً ایسے ہی لوگوں سے صادر ہوتی ہے جن کے دل نور ایمان سے خالی ہوتے ہیں۔

③ ......اللہ کی عظمت کا احساس کرنا اور اسی کو بندگی کے لائق سمجھنا، اس اللہ کی کبریائی یوں دل میں سما جائے کہ انسان اپنی پیدائش سے موت تک اسکی چوکھٹ پر سر جھکائے رکھنے کو سعادت جانے، اور اپنی ہر چیز کو اُس پر قربان کر دینے کی آرزو رکھے۔ یہ تمنا کرے کہ اگر اس کا دل پہاڑ جتنا بڑا ہو تب بھی اُسے اللہ کی محبت سے بھر دے اور اگر ممکن ہو تو اللہ کے خوف سے آنسوؤں کی ندیاں بہا دے۔

④ ......لوگوں کی مدح وثنا اور مذمت و توبیخ کو خاطر میں نہ لایئے۔ کیونکہ اگر لوگ آپکی تعریف کرتے ہیں لیکن اللہ کے نزدیک آپکے اعمال مقبول نہیں تو لوگ آپکو کیا نفع دے سکتے ہیں؟ اور اگر اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہے تو لوگوں کی برائی اور مذمت آپکا کیا بگاڑ سکتی ہے؟ لہٰذا لوگوں کو جمادات اور چوپایوں کی طرح سمجھئے اور انکی کوئی پرواہ نہ کیجئے! یقین رکھئے کہ دنیا و آخرت، عزت و ذلت اور نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

⑤ ......اس بات کی فکر کرنا کہ اعمال کی قبولیت کیلئے کچھ ضروری شرائط ہیں جو پندرہ سے زائد ہیں (جنکا تذکرہ اس کتاب کی پہلی جلد میں گزر چکا ہے) حقیقت یہ ہے کہ میرے اعمال بھی ان شرائط سے خالی ہیں لہٰذا میں اپنے عمل پر فخر و غرور یا ریا کاری کیسے کر سکتا ہوں، مجھے تو شرمندہ ہونا اور اعمال کے بعد استغفار کرنا چاہیئے۔

⑥ ......نیز اس بات کی فکر بھی ہونی چاہیئے کہ ہمارے عمل میں کوئی ایسا خفیہ کھوٹ نہ ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو عمل کی تباہی کا باعث بن جائے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر مخفی چیز سے واقف ہے۔ہر مؤمن کے دل میں یہ احساس ہونا چاہیے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ اُولٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا... ﴾ الآية.. [المؤمنون: ۶۰۔۶۱۔۶۲]

''اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں،تو اس طرح کہ انکے دل خوفزدہ ہوتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔یہی لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں،اور وہ ان میں باہم سبقت کرنیوالے ہیں اور ہم کسی نفس کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے''

⑦......اللہ رب العزت کی محبت انسان کے رگ وپے میں یوں سرایت کر جائے کہ پھر محبوب کے سوا ہر چیز بھول جائے اور ہر دم محبوب کی رضا جوئی میں لگا رہے.....بھلا ایسے شخص کے دل میں کسی اور کا خیال یا ریا کاری سما سکتی ہے؟ ہرگز نہیں........جس طرح مشرق ومغرب آپس میں نہیں مل سکتے اسی طرح ایسا شخص ریاکار نہیں ہوسکتا۔یہ تو محبوب کی رضا جوئی کے لئے ہر ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے،لوگ اُسے برا بھلا کہیں، گالیاں دیں لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی.......اسکی نظر تو محبوب پر لگی رہتی ہے لوگوں کی گالیوں یا پھولوں سے اسے کیا سروکار؟؟؟

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم اعظم کا واسطہ دیکر فریاد کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے محبت سے سرفراز فرما۔آمین

⑧......اخلاص کی اہمیت اور خود پسندی کی مذمت کے حوالے سے کتاب وسنت او رصالحین کے اقوال کا مطالعہ بھی بہت مؤثر رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

[الذاریات: ۵۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور آپ نصیحت کرتے رہیں، اس لیے کہ بے شک نصیحت مؤمنوں کو نفع دیتی ہے''

⑨........مخلصین وصادقین کی صحبت بھی اللہ کی رحمت سے اخلاص پیدا کرنے کا ایک اہم سبب ہے۔

⑩........اگر کوئی انسان دنیا کی محبت کلی طور پر اپنے دل سے نکال دے تو۔ اللہ کی قسم! اسکے لیے اخلاص کا حصول کوئی مشکل چیز نہیں۔ کیونکہ دنیا کی محبت ہی ہر بیماری کی جڑ ہے۔ مال وجاہ کی محبت اور شہرت ونا موری کا جذبہ اسی محبت کی پیداوار ہے۔

(۱۱)........ہمیشہ اپنی اصلاح کی فکر کرنا اور اپنے احوال پر نظر رکھنا، شیطان اور اپنے نفس کے خلاف جدوجہد کرنا بھی اس سلسلے میں مفید ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مدد کا وعدہ کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

[العنکبوت: ۶۹]

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں اور یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے''

(۱۲)........کثرت کیساتھ اخلاص کی دُعا مانگنا۔

○ عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا کرتے تھے :

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِيْ كُلَّهُ صَالِحًا وَلَاتَجْعَلْ فِيْهِ نَصِيْبًا لِأَحَدٍ غَيْرِكَ ''

''اے اللہ! میرے ہر عمل کو صالح بنادے اور میرے عمل میں اپنے سوا کسی کا حصہ نہ بنا''

اس حوالے سے بہت سی دعائیں ہیں اور جس پر دعا کا دروازہ کھل گیا گویا اُس پر رحمت کا دروازہ کھل گیا۔ لہٰذا دعاؤں کی طرف توجہ کیجئے۔

''اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ''

''اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ الْإِخْلَاصَ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ ''

(۱۳)........اپنے نیک اعمال کو ظاہر نہ کرے؟ بلکہ حتی الامکان انہیں چھپانے کو کوشش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے، بالکل اسی طرح جیسے اپنی برائیوں اور گناہوں کو چھپاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے: "إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ" [مسلم]

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے متقی، لوگوں سے بے پرواہ اور مخفی رہنے والے بندے سے محبت کرتا ہے"

(۱۴)........ہر عمل سے پہلے اُسکی نیت کرنا اور اس سے اللہ کی رضا چاہنا بھی اصلاح نیت کا ایک سبب ہے۔ بلکہ انسان کو چاہیے کہ ایک نیک عمل میں کئی اچھی نیتیں رکھے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ" [متفق عليه]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اُس نے نیت کی چنانچہ جسکی ہجرت اللہ اور اُسکے رسول کی طرف ہے تو اُسکی ہجرت اللہ اور اُسکے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کیلئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہو، تو اُسکی ہجرت اسی کیلئے سمجھی جائے گی جس کیلئے اُس نے ہجرت کی"

ہر نیک عمل کیلئے نیت ضروری ہے اور اچھی نیتوں کے ذریعے مباح امور کو بھی نیکیوں میں ڈھالا جاسکتا ہے، مثلاً ایک شخص اس نیت سے کھانا کھاتا ہے کہ اُسے قوت حاصل ہو اور وہ اللہ کی اچھے طریقے سے عبادت بجالائے لوگوں کی خدمت کرے، یا جہاد میں حصہ لے تو اُسکا کھانا بھی عبادت بن جاتا ہے۔

کن چیزوں میں اخلاص ضروری ہے؟

①......توحید

②......نیت وارادہ

③......عبادات، مثلاً نماز، سجدہ، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، توبہ، دُعا، تلاوت قرآن، علم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی کی طلب وغیرہ۔

④......اقوال

⑤......مکارم اخلاق، مثلاً سچائی، صبر، زہد، تواضع، خوش مزاجی، وغیرہ وغیرہ۔

⑥......اللہ تعالیٰ پر توکل میں بھی اخلاص ہونا چاہیئے۔

⑦......باقی تمام اعمال میں اخلاص۔

اخلاص کے فوائد

①......یہ قبولیت اعمال کی اساس ہے۔

②......اسکے ذریعے دنیا وآخرت میں درجات بلند ہوتے ہیں۔

③......وسوسے اور وہم دور بھاگتے ہیں۔

④......غیر اللہ کی عبودیت سے خلاصی ملتی ہے۔

⑤......اجتماعی تعلقات مستحکم ہوتے ہیں اور امت کو نصرت الٰہی حاصل ہوتے ہے۔

⑥......دنیا کے مصائب دور ہوتے ہیں۔

⑦......دل میں طمانیت وسعادت کا احساس پیدا ہوتا ہے

⑧......ایمان مضبوط ہوتا ہے اور گناہ و نافرمانی کی نفرت پیدا ہوتی ہے۔

⑨......انسان کے ارادے پختہ اور عزیمت مضبوط ہوتی ہے۔

⑩......دنیا وآخرت میں کمال درجے کا امن اور ہر آیت نصیب ہوتی ہے۔(دیکھئے: نضرۃ النعیم: ۳/ ۱۴۰)

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰- فائدہ

مخفی خواہش کی معرفت اور اسکا علاج

ہمارے بھائی صالح عبدالرحمن مدنی ﷾ نے اس حوالے سے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے جو اپنے حجم میں چھوٹا لیکن فائدے اور علم کے اعتبار سے بڑا ہے۔ ہمارے ہاں کیونکہ اسکی اشاعت نہیں ہوئی لہٰذا ہمارے قارئین میں سے اکثر کے پاس کاپی نہیں، چنانچہ اسکے فائدے کو دیکھتے ہوئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اسے اپنی کتاب میں من وعن نقل کردیں۔ اللہ تعالیٰ اسکے مؤلف، ناقل، کاتب اور قارئین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی أَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَبَعْدُ:

جو شخص اللہ تعالیٰ کے حدود کا پابند رہتا ہے اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی میں حدود الٰہی سے تجاوز نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کیساتھ اسکی عزت افزائی فرمائی ہے: ﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰی﴾ [النازعات: ۴۰-۴۱]

"لیکن جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔

اگر انسان اپنے نفس کی لگام تھام کر نہ رکھے تو نفس بے قابو ہو جاتا ہے اور انسان کو ہلاکت کے گڑھے میں اتار کر ہی دم لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ [یوسف: ۵۳]

''بیشک نفس تو برائی پر اکساتا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے، بیشک میرا رب غفور رحیم ہے''

لہٰذا ہر عاقل کو چاہیئے کہ اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے، نفس کیا کہتا ہے؟ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ دنیا کے عارضی فوائد و نقصانات کا تقاضا کیا ہے؟ ان باتوں سے کوئی سروکار نہ رکھے اور لوگوں کی مدح و مذمت سے بھی بے پرواہ ہونا چاہیے۔

اکثر لوگوں کی ہلاکت و تباہی کا سبب لوگوں کی مدح و تعریف کی محبت اور انکے طعنوں سے نفرت ہی ہوا کرتی ہے چنانچہ انکی تمام حرکات و سکنات کا مقصد لوگوں کی رضا جوئی اور انکی مذمت سے بچاؤ ہوا کرتا ہے اور یہ عین تباہی ہے کہ انسان کے قول و عمل اور فعل و ارادے کی محور اللہ کی ذات کے بجائے اللہ کے بندے بن جائیں۔ گویا کہ اللہ کی غلامی کے بجائے بندوں کی غلامی۔

یہ احمقانہ بات ہوگی کہ لوگوں کی تعریف پر آپ خوشی محسوس کریں جب کہ آپ اس تعریف شدہ وصف سے عاری ہوں۔ مثلاً آپ اندھے ہیں اور لوگ آپکی آنکھوں کی خوبصورتی کے گن گا رہے ہوں، آپ بدصورت ہوں اور لوگ آپکے حسن و جمال کی تعریف کر رہے ہوں، آپکے ہاتھ شل ہوں اور لوگ آپکے ہاتھوں کی قوت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہوں، آپ لنگڑے ہوں اور لوگ آپکی چال کو سراہ رہے ہوں، آپ برص کی بیماری میں مبتلا ہوں اور لوگ آپکی جلد پر قصیدے لکھ رہے ہوں، آپ بہرے ہوں اور آپکی قوت سماعت کا چرچا کیا جائے، آپ گونگے ہوں اور لوگ آپ کے حسن سخن پر زمین و آسمان کو ملا رہے ہوں؟

اسی طرح یہ بھی غفلت و حماقت کا نتیجہ ہے کہ لوگ آپکے زہد و ورع کی تعریف کریں جبکہ آپ زہد سے عاری ہوں، لوگ آپکو تقویٰ، عبادت اور دین کیلئے محنت کا پیکر سمجھیں جبکہ در حقیقت آپ سست، کاہل اور کوتاہ ہوں۔ لوگ آپکو فصاحت و بلاغت اور علم و فضل کا حامل سمجھتے ہوں لیکن آپکی فصاحت حظ نفس سے داغدار اور علم جہالت کے زیادہ قریب ہو۔

یہ اپنے نفس کیساتھ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے کہ انسان ایسا لباس پہنے جسکا وہ مستحق نہیں؟ لوگوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے زاہد و عابد، عالم و فاضل اور با اخلاق بننے کا مظاہرہ کرے اور ہر پسندیدہ وصف سے متصف باور کروائے، تا کہ لوگ اسکی تعریف و توصیف کریں حالانکہ وہ خود جانتا ہے کہ اسکی اصل حقیقت کیا ہے؟ اسکا ظاہر ایک جھوٹ اور دھوکہ ہے، فریب اور سحر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں۔

پیارے بھائی!

ذرا ٹھہر جائیے اور اپنے افعال و اقوال کا جائزہ لیجئے۔ اپنے ازلی دشمن ابلیس کا آسان شکار مت بنیئے، وہ تمہارا ایسا دشمن ہے جو صدیوں پہلے اعلان جنگ کر چکا اور گھات لگائے بیٹھا ہے۔ لہٰذا اُسکی باتوں میں نہ آیئے، اُسکی وساوس سے بچیئے اپنے نفس پر اپنے نفس سے ہی ایک نگران مقرر کیجئے اور لوگوں کی تعریف یا مذمت سے دھوکہ مت کھایئے۔

○ مالك بن دينار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مُذْ عَرَفْتُ النَّاسَ لَمْ أَفْرَحْ بِمَدْحِهِمْ، وَلَمْ أَكْرَهْ ذَمَّهُمْ لِأَنَّ حَامِدَهُمْ مُفْرِطٌ، وَذَامَّهُمْ مُفَرِّطٌ، إِذَا تَعَلَّمَ الْعَالِمُ الْعِلْمَ لِلْعَمَلِ كَسَرَهُ، وَإِذَا تَعَلَّمَهُ لِغَيْرِ الْعَمَلِ زَادَهُ فَخْرًا". [سير أعلام النبلاء: ٣٦٢/٥]

"جب سے میں نے لوگوں کو پہچانا ہے، اس وقت سے نہ میں انکی تعریف پر خوش ہوتا ہوں اور نہ ہی انکی مذمت و برائی کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ لوگوں میں سے تعریف کرنے والے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور برائی کرنے والے حق تلفی کرتے ہیں۔ جب کوئی عالم عمل کیلئے علم حاصل کرتا ہے تو علم اُسے توڑ دیتا ہے اور جب عمل کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے علم حاصل کرے تو علم اُسے مزید فخر و غرور میں مبتلا کر دیتا ہے"

○ قاضی فضیل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے :

"إِذَا جَلَسْتَ فَتَكَلَّمْتَ فَلَمْ تُبَالِ مَنْ ذَمَّكَ وَمَنْ مَدَحَكَ فَتَكَلَّمْ"

[سير أعلام النبلاء: ٣٨٢/٨]

"جب تم بات کرنے کیلئے بیٹھو تو دوٹوک حق بیان کرو اور اس سلسلے میں کسی کی مذمت یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریف کو خاطر میں نہ لاؤ''

محترم قارئین! آپ مرد ہوں یا عورت، عالم ہوں یا جاہل، فقیہ، محدث، مؤرخ، مفسر، نحوی ہوں یا طبیب اور ماہر فلکیات، امیر ہوں یا غریب، کسان ہوں یا تاجر، مدرس ہوں یا طالب علم........خواہ کسی منصب پر ہوں لیکن یہ بات سمجھ لیجئے کہ آپ شہوت خفیہ سے بری نہیں ہو سکتے۔

کتنے ہی افراد ہیں جو حق کی آواز اٹھاتے اور امر بالمعروف کا فریضہ بجالاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انکے بُرے ارادوں اور عہدہ و منصب کی محبت کی وجہ سے اُن پر دوسروں کو مسلط کرتا ہے۔ یہ مخفی بیماری عموماً فقہاء، مجاہدین، امراء لشکر، اور مال خرچ کرنے والوں میں پائی جاتی ہے اِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ.

جو شخص عمل کیلئے علم حاصل کرے تو علم اُسے توڑ دیتا ہے اور وہ بیٹھ کر اپنے اوپر روتا ہے کہ میرا کیا حال ہوگا؟ جب کہ فخر وریا کاری اور عہدہ و منصب کی خاطر علم حاصل کرنے والا مزید اکڑ جاتا ہے اور لوگوں کو حقیر جاننے لگتا ہے، خود پسندی اُسے تباہ کر دیتی ہے اور دوسرے لوگ اُسے ناپسند کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾

[الشمس: ۹۔ ۱۰]

''یقیناً فلاح پا گیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اسے آلودہ کیا''

یہ کتابچہ لکھنے کا باعث یہ ہے کہ جب میں اپنا اور اپنے جیسے دیگر لوگوں کا مشاہدہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ شیطانی وسوسے ہمارے دلوں میں گھر کر چکے ہیں، ابلیس لعین نے مخفی خواہش کے ہزاروں راستے ہمارے سامنے پھیلا دیئے ہیں اور ہم دینداری کے زعم میں در حقیقت شہرت وریا کاری اور مدح وستائش کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ کچھ دیر اپنے نفس کو مخفی خواہش کے بچنے کی نصیحت کروں اور اس نصیحت میں آپکو بھی شامل کرلوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتابچہ چند فصلوں پر مبنی ہے:

پہلی فصل.......مخفی خواہش کے مظاہر

دوسری فصل.......شہرت اور مدح پسندی کی مذمت

تیسری فصل.......سلف صالحین کا شہرت اور مدح پسندی سے دور بھاگنا۔

چوتھی فصل.......شہرت پرستی اور مدح پسندی کا علاج

میں اللہ تعالیٰ سے توفیق و درستی کا سوال کرتا ہوں، وہی میرے لئے کافی اور بہترین کار ساز ہے۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور درود سلام ہوں محمد کریم ﷺ پر، آپکی آل اولاد پر اور آپکے اصحاب پر۔

پہلی فصل....... مخفی خواہش کے مظاہر

یہاں مخفی خواہش سے ہماری مراد شہرت اور مدح وستائش کی محبت وحرص ہے اسکے بہت سے مظاہر ہیں لیکن ہم اس فصل میں صرف اُن مظاہر پر اکتفا کریں گے جو عموماً طلبہ اور دینداروں میں پائے جاتے ہیں، دیگر طبقات کا تو ذکر ہی کیا کرنا؟

(۱)......اقوال وافعال میں تصنع اور بناوٹ اختیار کرنا

لوگوں کی مذمت سے بچنے اور مدح وتعریف حاصل کرنے کیلئے یہ بناوٹ اپنائی جاتی ہے کہ جتنا تقویٰ اور خوف تعالیٰ آپکے دل میں ہے اُس سے زیادہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کی کوشش کریں۔

سلف صالحین اس بات سے دور بھاگتے تھے۔

علی بن بکار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حذیفہ المرعشی کی ملاقات سے زیادہ شیطان سے ملنا مجھے پسند ہے کیونکہ مجھ اندیشہ ہے کہ میں حذیفہ کے سامنے تصنع اختیار کروں، جسکی وجہ سے اللہ کی نگاہوں سے گرجاؤں۔ [سیر أعلام النبلاء: ۵۸۵/۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)......بعض لوگوں کا وطیرہ ہے کہ شہرت پسندی کی پیاس بجھانے کیلئے تصنیف و تالیف کا مشغلہ اپناتے ہیں حالانکہ انکا مبلغ علم چند کھوٹے سکوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اور غضب یہ کہ صرف اُن موضوعات پر قناعت نہیں کرتے جن پر لکھنا اُن جیسوں کیلئے ممکن ہو یا جو وہ بہتر طور پر لکھ سکیں، بلکہ ایسے ایسے بڑے مسئلے اٹھاتے ہیں جن پر بڑے بڑے علماء نے بھی توقف اختیار کیا ہے۔ اور پھر کتاب کے سرورق پر صرف اپنا نام لکھنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اسکے ساتھ کنیت لکھنا اور پھر اپنے لیے، اپنے والدین اور مشائخ کے لئے دعا لکھنا بھی ضروری سمجھتے ہیں جبکہ بعض اوقات تو ایسے لوگوں کے مشائخ ہی نہیں ہوتے۔
مثلاً یوں لکھتے ہیں: یہ کتاب بندہ فقیر ابو فلاں ...... نے لکھی ہے اللہ تعالیٰ اسکی، اسکے والدین اور اسکے حاضر و غائب، زندہ و مردہ تمام مشائخ کی مغفرت فرمائے۔ پھر یہ معاملہ اس حد تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ کتاب میں اپنی تعریف و توصیف کے پُل یوں باندھے جاتے ہیں کہ بندہ فقیر نے اس تالیف پر بڑا وقت اور خوب محنت صرف کی ہے، راتوں کو جاگا ہے، سفر کی کلفتیں اٹھائی ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی اسکا اجر چاہتا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ کتاب میں جابجا ایسی عبارات تحریر کرتا ہے جو اُسکی بڑائی پر دلالت کرتی ہوں مثلاً: میں یہ کہتا ہوں......، میری رائے یہ ہے......، میرے نزدیک یہ راجح ہے، اور ایسی ہی دیگر عبارتیں جو بڑے محقق علماء کے شایان شان ہیں تاکہ اُنکی رائے دوسروں سے نمایاں ہو سکے جبکہ چھوٹے چھوٹے طلبہ جن کی ابھی داڑھی بھی پوری طرح نہ آئی ہو انکا یہ انداز قطعاً درست نہیں۔

ایسے خود پسند مصنفین کا حال بیان کرتے ہوئے ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ایسے کاملین علم جو علوم کی تصنیف میں راتوں کو جاگتے اور دنوں کو محنت کرتے ہیں انہیں بہکانے کے لئے شیطان کی یہ چال یہ ہوتی ہے کہ انکے دلوں میں شہرت اور حصول جاہ کی جوت جگاتا ہے اور ساتھ اس وہم میں بھی مبتلا کر دیتا ہے کہ انکا مقصود دین کی نشر و اشاعت ہے، حالانکہ انکا مقصود تو صرف اپنے علم و فضل کا چرچا پھیلانا اور چہار دانگ عالم سے طلبہ کا مصنف کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف کھنچا چلا آنا ہوتا ہے۔ اسکا انکشاف یوں ہوتا ہے کہ اگر طلبہ اسکے علاوہ کسی دوسرے عالم سے استفادہ کریں تو اسے افسوس ہوتا ہے اور اسی طرح اگر اسکی خدمت میں آئے بغیر اسکی تصانیف سے فائدہ لیں تب بھی اسے خوشی نہیں ہوتی لہٰذا اگر ان صورتوں میں بھی اسے خوشی ہو تب تو معلوم ہوگا کہ اسکی مراد دین کی نشر واشاعت ہے نا کہ اپنی شخصیت کی برتری۔

[تلبيس ابليس صفحه:۱۳۱]

(۳)....... بعض لوگوں کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے کہ عجیب عجیب علمی مسئلے نکالتے ہیں تا کہ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن سکیں اور لوگ انکی باتیں نقل کریں۔ پھر بعض لوگ تو انکے حمایتی بن کر انکی تعریف وتوصیف کا ڈھنڈورا پیٹیں اور انکی عظمت کے گن گائیں، جبکہ کچھ لوگ ان سے اختلاف کریں، ان پر رد لکھیں اور مناظرے بازی شروع ہو..........

دونوں صورتوں میں انکی مراد پوری ہوتی اور نام کماتے ہیں۔

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ کچھ لوگ بہت سی احادیث جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں جبکہ اُن کا مقصد زیادہ احادیث جمع کرنے سے یہ نہیں ہوتا کہ وہ صحیح احادیث کی معرفت حاصل کریں، بلکہ انکی مراد عالی او عجیب وغریب حدیثیں اور اسانید تلاش کرنا ہوتی ہے اور اسکی خاطر وہ کئی ملکوں کا سفر کرتے ہیں تا کہ یہ کہہ سکیں کہ میری ملاقات فلاں فلاں سے ہوئی ہے اور میرے پاس ایسی احادیث اور اسانید ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں....... یہ لوگ اخلاص سے بہت دور ہیں اور انکی تمام تر تگ ودو کا مقصد دنیاوی وجاہت اور فخر وغرور ہے اسی لیے یہ شاذ (منفرد) اور عجیب حدیثیں ڈھونڈتے ہیں۔

[تلبيس ابليس ص:۱۱۶]

(۴)...... قوت حفظ کا دعویٰ بھی اسی قبیل سے ہے۔ بعض لوگ کتابچہ یا ورق اٹھائے بغیر درس دیتے ہیں جسکی وجہ سے بہت سی اغلاط اور اختلاط میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہی جذبہ ہے کہ لوگ انکے حافظے کی تعریف کریں۔

○ امام عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لِمَ لا تقْرَأُ مِنْ غَيْرِ كِتَابٍ"؟ ...."آپ کتاب کے بغیر کیوں نہیں پڑھاتے"؟

فرمایا: "أَخَافُ الْعُجْبَ"......."میں خود پسندی سے ڈرتا ہوں"

[سير أعلام النبلاء: ٤٤٩/٢١]

(۵)......علماء پر تنقید کرنا اور بڑے چھوٹے تمام علماء کی غلطیاں تلاش کرنا تاکہ یہ کہا جائے کہ یہ تو اتنے پائے کا آدمی ہے کہ اتنے بڑے بڑے لوگوں کی غلطیاں نکال لیتا ہے، انہیں خاموش کروا دیتا ہے اور بڑے بڑے علماء کو لاجواب کر دیتا ہے ...... چنانچہ لوگوں میں اُس کا چرچا اور مشہوری ہوتی ہے اور یہی اس کا مطلوب ہے۔

○ عبد الملك الجوعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُخَاصِمُ فَهُوَ يُحِبُّ الرِّئَاسَةَ] ...."جب تم دیکھو کہ کوئی شخص جھگڑے کرتا ہے تو جان لو کہ وہ بڑائی چاہتا ہے"

(۶)......بہت ساری کتابیں، مخطوطات و مطبوعات جمع کرنے کا مشغلہ بھی اسی جذبے کی تسکین کا باعث ہے جبکہ کتابیں جمع کرنے کا مقصد علم کا حصول اور استفادہ کرنا نہ ہو بلکہ صرف اس لئے مکتبہ بنایا جائے تاکہ لوگ یہ کہیں کہ فلاں کتاب فلاں شخص کے پاس ہے اور فلاں نایاب مخطوطہ فلاں شخص کے پاس مکتبے میں ہے، چنانچہ اسکا اور اسکے مکتبے کا نام روشن ہو، اسکی زیارت و ملاقات کیلئے لوگ دور دور سے آئیں لیکن جب اس سے کوئی کتاب مانگی جائے تو معذرت کر لے اور کوئی اسکے مکتبے سے استفادہ کرنا چاہے تو اسکا دل تنگ پڑ جائے۔

(۷)......بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ چند عجیب و غریب مسائل یاد کر لیتے ہیں اور پھر طالب علموں کی مجلس میں ان پر بحث چھیڑ دیتے ہیں یا پھر چند مسائل دلائل کیساتھ یاد کر لیتے ہیں اور پھر ہر مجلس میں انہیں دہراتے رہتے ہیں اور انکی کوشش ہوتی ہے کہ ہر محفل میں انہی مسائل پر مناقشہ ہوتا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ بڑا مضبوط طالب علم ہے اور لوگ اسکی تعریف کریں۔

(۸)......کئی لوگوں کا طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ علماء کی سی ہیئت اختیار کرتے ہیں، لمبے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمبے چغے اور عمامے پہن کر علماء کی عبارات دہراتے ہیں۔ انکا حال شاعر کے اس قول کی مانند ہے؟

أَمَّا الْخِيَامُ فَإِنَّهَا كَخِيَامِهِمْ	وَأَرَى نِسَاءَ الْحَيِّ غَيْرَ نِسَائِهِمْ

''جہاں تک خیموں کا تعلق ہے تو یہ اُنہی کے خیموں کی طرح ہیں، لیکن اس محلے کی عورتوں کو میں اُنکی عورتوں جیسا نہیں دیکھتا''

(۹)..........بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر وقت اپنے ہمراہ کتابیں لئے رہتے ہیں اُنکی گاڑی اور ہاتھ کبھی کتابوں سے خالی نہیں ہوتے، مسجد میں جائیں یا کسی سے ملاقات کے لئے، کتاب ضرور اُنکے پاس ہوتی ہے۔ بعض اوقات پورا پورا دن یونہی گزر جاتا ہے اور کتاب کا ایک حرف بھی نہیں پڑھتے، کیونکہ انکا مقصود تو یہی ہوتا ہے کہ لوگ انہیں خوب مطالعہ کرنے والا سمجھیں اور انکی تعریف کریں۔

(۱۰)..........بعض لوگ سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے زاہدوں والا لباس پہنتے ہیں جگہ جگہ پیوند لگا ہوا پھٹا پرانا لباس۔ تاکہ انہیں زاہد سمجھا جائے۔ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ پیوند لگے کپڑے بہت سے لوگوں کے نزدیک دیباج سے بھی زیادہ مرغوب ہوتے ہیں، کیونکہ انکی وجہ سے انکے زہد کی مشہوری ہوتی ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ سلف جیسا لباس پہننے سے کوئی اُن جیسا بن سکتا ہے.........لیکن آپ ہی بتایئے! کیا یہ لوگ پیوند والے کپڑے پہن کر سلف صالحین جیسے ہو سکتے ہیں..............؟ [تلبیس ابلیس ص: ۱۸۷]

نبی کریم ﷺ نے شہرت کا لباس پہننے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ، ثُمَّ تَلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ" ....''جس نے شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اُسے ذلت کا لباس پہنائے گا، پھر اس میں آگ کے شعلے بھڑکیں گے''

(مسند أحمد ۲/ ۹۲، ابن ماجہ (۳۶۰۷)، ابوداؤد (۴۰۲۹)، البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو بدصورت اور گھٹیا لباس، پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "لَا تَلْبَسْ هٰذَا فَإِنَّ هٰذَا ثَوْبُ شُهْرَةٍ"

"یہ لباس مت پہنو۔ کیونکہ یہ شہرت کا لباس ہے" [تلبیس ابلیس ص ۱۹۳]

○ ذوالنون مصری نے محمد بن زید بن ریان کو سرخ موزے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اِنْزِعْ هٰذَا يَا بُنَيَّ! فَإِنَّهُ شُهْرَةٌ"

"اے بیٹا! اُسے اتار دو۔ کیونکہ یہ باعث شہرت ہے" [تلبیس ابلیس ص: ۱۷]

○ ابو خلدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالعالیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: عبدالکریم ابو اُمیہ ملاقات کیلئے میرے پاس آئے تو اُنہوں نے اونی لباس پہن رکھا تھا، چنانچہ میں نے اُن سے کہا: "هٰذَا زِيُّ الرُّهْبَانِ إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ إِذَا تَزَاوَرُوْا تَجَمَّلُوْا"

"یہ تو راہبوں والی ہیئت ہے، جبکہ مسلمان تو ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت آراستہ ہوتے ہیں" [سیر أعلام النبلاء ۲۱۳/٤]

(۱۱)۔.........کئی افراد کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ بات بات پر رونی صورت بنا لیتے ہیں اور اپنی چال ڈھال میں جھوٹ موٹ کا خشوع ظاہر کرتے ہیں تاکہ لوگ اُنہیں پرہیزگار اور متقی سمجھیں۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

[لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُنْحَرِفِيْنَ وَلَا مُتَمَاوِتِيْنَ وَكَانُوْا يُنَاشِدُوْنَ الشِّعْرَ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَيَذْكُرُوْنَ أَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ فَإِذَا أُرِيْدَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِيْنِهِ دَارَتْ حَمَالِيْقُ عَيْنَيْهِ كَأَنَّهُ مَجْنُوْنٌ]

[تلبیس ابلیس ص: ۲۹۱]

"رسول اللہ ﷺ کے اَصحاب نہ تو حق سے منحرف تھے اور نہ ہی خود ساختہ مرگ طاری کیے رکھتے تھے، بلکہ وہ اپنی مجالس میں شعر گوئی کرتے اور دور جاہلیت کے قصے بھی چھیڑتے تھے، لیکن اگر ان میں سے کسی سے دین کے کسی معاملے سے دستبرداری کا تقاضا کیا جاتا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکی آنکھوں کے پپوٹے یوں گھومنے لگتے گویا وہ مجنون ہے۔ (یعنی دین کے معاملے میں مداہنت سے کوسوں دور تھے)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے اپنا سر جھکا رکھا تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: اے فلاں! اپنا سر اُٹھاؤ۔ کیونکہ خشوع کا مقام دل ہے، اور جو شخص اپنے دل میں موجود خشوع سے بڑھ کر لوگوں کے سامنے خشوع کا اظہار کرتا ہے تو گویا وہ نفاق پر نفاق ظاہر کرتا ہے۔ [تلبیس ابلیس ص : ۲۹۱]

امام شافعی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

وَدَعِ الَّذِيْنَ إِذَا أَتَوْكَ تَنَسَّكُوْا		وَإِذَا خَلَوْا فَهُمْ ذِئَابٌ خِرَافٌ

"ایسے لوگوں کو چھوڑ دو جنکی حالت یہ ہے کہ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو بڑے عبادت گزار بن جاتے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو بے ہودہ گو اور بھیڑیئے بن جاتے ہیں" (دیوان الامام الشافعی۔ص:۶۲)

(۱۲)........بعض لوگ بڑی تھکاوٹ ظاہر کرتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ وہ رات کو قیام کرتے رہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک عجیب ترین بات جس کا میں نے مشاہدہ کیا وہ یہ ہے کہ ایک آدمی جمعہ کی صبح جب لوگوں کو نماز پڑھا کر فارغ ہوتا ہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے معوذتین پڑھتا اور ختم قرآن کی دعا پڑھتا تھا تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اُس نے قرآن ختم کرلیا ہے۔ جبکہ سلف صالحین کا یہ طریقہ نہیں تھا، بلکہ وہ تو اپنی عبادات کو چھپایا کرتے تھے۔ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کے تمام تر اعمال پوشیدہ ہوا کرتے تھے، بعض اوقات وہ مصحف کھول کر تلاوت کر رہے ہوتے اور اچانک کوئی ان پر داخل ہوتا تو کپڑے سے مصحف کو چھپا دیتے تھے، اسی طرح احمد بن حنبل رحمہ اللہ کثرت کیساتھ تلاوت کرتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ختم کب کرتے ہیں۔ (تلبیس ابلیس: ص:۱۴۳)

(۱۳)........بعض لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ آپ پر اپنے نفلی روزے ظاہر کریں مثلاً وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپکو کہیں گے: میں پیر اور جمعرات کے دن مغرب سے پہلے گھر پر ہوتا ہوں یا یہ کہیں گے کہ میں پیر اور جمعرات کو رات کا کھانا مغرب کے فوری بعد کھاتا ہوں یا افطاری کا سامان ساتھ لیے مسجد میں آجاتے ہیں تاکہ روزے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر ہو کہ انہیں تکبیر اولیٰ میں شمولیت کا کس قدر شوق ہے.........تاکہ لوگ انکی تعریف کریں اور انہیں صوم وصلوٰۃ کا پابند سمجھیں۔

(۱۴) کچھ لوگ تو رمضان کے اعتکاف کو بھی اسی جذبہ نمود ونمائش کی تسکین کا باعث بنالیتے ہیں اور کہتے ہیں: میں آخری عشرہ داخل ہونے کے بعد گھر پر نہ ملونگا، جو مجھے ملنا چاہے وہ مسجد میں آجائے۔ یا پھر مکہ مکرمہ میں اعتکاف کا ڈھنڈورا پیٹیں گے اور بات بات پر اپنے اعتکاف کی کہانی سنائیں گے۔ حالانکہ اعمال صالحہ کو حتی الامکان چھپالینا ہی بہتر ہوتا ہے۔

(۱۵).........بعض لوگ کلمات کو سجانے اور عبادات کو آراستہ کرنے میں لگے رہتے ہیں ،خطباء کی غلطیاں نکالتے اور لغوی خطاؤں کو تلاش کرتے ہیں، شہرت وتعریف حاصل کرنے کیلئے شعر گوئی کا مشغلہ اپناتے ہیں اور شاعر بن جائیں تو فخر وغرور جتلاتے ہیں۔

(۱۶).........بعض لوگ اس مقصد کیلئے مال خرچ کرنے کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں، کسی بھی نیک کام یا مسکین کی مدد کرنے کے بعد مختلف انداز میں اسکا چرچا کرتے ہیں۔ کبھی کوئی اچھی کتاب اپنے خرچ پر شائع کروادیں تو اسکے سرورق پر یہ لکھوانا ضروری ہوتا ہے کہ یہ فلاں محسن کبیر کے خرچ پر شائع ہوئی ہے اور کبھی مسجد بنوائیں تو اپنے نام کی تختی لگوانا نہیں بھولتے۔ اور اگر صراحت ممکن نہ ہو تو اشاروں کنایوں سے اپنے سخی ہونے کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔

(۱۷).........ایسے فلاحی منصوبے اور اوقاف قائم کرنا جنکے ذریعے شہرت کمائی جاسکے اور پھر اپنے کارناموں پر فخر کرنا بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔

(۱۸).........فتویٰ دینے میں جلد بازی سے کام لینا تاکہ لوگ کم علمی کی طرف منسوب نہ کریں، یہ بھی محض مخفی خواہش کا نتیجہ ہے، اور اگر کوئی ورع کا مظاہرہ بھی کرے تو سیدھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح یہ نہیں کہے گا کہ: مجھے معلوم نہیں۔ بلکہ کہتے ہیں: اس مسئلے میں علماء کے درمیان میں اختلاف ہے اور ہر فریق کے پاس دلیل ہے۔ یا پھر ایسے عجیب وغریب طریقے سے جان چھڑائے گا کہ کسی سائل یا حاضر کو معلوم نہ ہو سکے کہ اسے جواب معلوم نہیں۔

سلف صالحین رحمہم اللہ تو ایسی چیزوں سے دور بھاگتے تھے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عبدالرحمن بن اُبی لیلیٰ کا بیان ہے:

''اَدْرَکْتُ مِائَةً وَعِشْرِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ یُسْئَلُ اَحَدُھُمْ عَنِ الْمَسْاَلَةِ فَیَرُدُّھَا ھٰذَا اِلٰی ھٰذَا وَھٰذَا حَتّٰی تَرْجِعَ اِلَی الْاَوَّلِ''..........

''میں نے نبی کریم ﷺ کے ایک سو بیس اصحاب رضی اللہ عنہم کو پایا ہے، اُن میں سے کسی سے کوئی سوال ہوتا تو وہ اسے دوسرے کی طرف بھیج دیتے، یہ اُسکی طرف، اور وہ اُس کی طرف ....یہاںتک کہ وہ سوال واپس پہلے کے پاس پہنچ جاتا''

ایک آدمی نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کوئی سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا: تمہیں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ملا تھا جس سے تم سوال کرتے۔

○ مالك بن أنس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اُس وقت تک فتویٰ دینا شروع نہیں کیا جب تک اپنے ستر شیوخ سے یہ سوال نہیں کر لیا کہ آپکے خیال میں مجھے فتویٰ دینا چاہیئے یا نہیں؟ تو اُن سب نے کہا: تم فتویٰ دے سکتے ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا: اور اگر آپکے شیوخ منع کر دیتے؟ فرمایا: اگر منع کر دیتے تو میں رک جاتا۔

ایک شخص نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا: میں نے قسم اٹھائی ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ کیسی قسم اٹھائی ہے۔ تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا:

''لَیْتَكَ اِذْ دَرَیْتَ کَیْفَ حَلَفْتَ دَرَیْتَ اَنَا کَیْفَ اُفْتِیْكَ'' .... ''کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ تم نے کیسے قسم اٹھائی تو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ میں تمہیں کیسے فتویٰ دیتا ہوں''

سلف صالحین کے دل کیونکہ اللہ کے خوف سے معمور تھے لہٰذا وہ احتیاط کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور انکی سیرت پر نگاہ دوڑانے سے انسان شائستگی اور ادب سیکھتا ہے۔ (دیکھئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلبیس ابلیس ۔ص:۱۲۱)

(۱۹) نو خیز اور چھوٹے طلبہ کی مصاحبت اختیار کرنا اور انہیں نت نئے اور عجیب وغریب مسائل سنانا تا کہ ان پر اپنے علم کی دھاک بٹھائی جا سکے اور وہ اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے سبب اس سے مرعوب ہو جائیں اور اسکی پیروی شروع کر دیں۔ یہ بھی شیطان کی تلبیس کا ایک حصہ ہے، جیسا کہ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے پیروکاروں کی کثرت پر خوش ہوتے ہیں اور ابلیس بھی اُنہیں اس جھانسے میں رکھتا ہے کہ یہ خوشی طلبہ علم کی کثرت پر ہے حالانکہ انکی اصل مراد اپنے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ اور نمود و نمائش کے سوا کچھ نہیں ہوتی ....اور یہ حقیقت اُس وقت کھلتی ہے جب کوئی طالب علم انہیں چھوڑ کر اُن سے بڑے کسی اور عالم کے پاس چلا جائے تو ان پر یہ بات بوجھل و ناگوار گزرتی ہے۔ جبکہ تعلیم کیساتھ مخلص معلم کی یہ صفت نہیں ہو سکتی۔

(تلبیس ابلیس ۔ص:۱۳۱)

(۲۰) ....جب بھی ایسے لوگوں سے اُنکی کسی ذمہ داری میں کوتاہی پر باز پرس کی جائے تو ہمیشہ اپنی مصروفیت اور دیگر ذمہ داریوں کا بہانہ بناتے ہیں تا کہ لوگوں کو یہ باور کروائیں کہ انکے پاس بالکل بھی وقت نہیں اور ہمہ وقت وہ دعوت و تبلیغ اور طلب علم کی لگن میں رہتے ہیں۔ اگر چہ انکا اکثر وقت نیند پوری کرنے اور اپنے دنیاوی کاموں میں صرف ہوتا ہو۔

انکے علاوہ بھی شہرت خفیہ کے بہت سے مظاہر ہیں جن میں سے بعض تو انتہائی عجیب اور مضحکہ خیز بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً بغدادی رحمہ اللہ نے زعفرانی نامی ایک گمراہ شخص کا ذکر کیا ہے کہ اس نے کرائے پر ایک آدمی کی خدمات حاصل کیں اور اسکی ڈیوٹی یہ لگائی کہ حج کے موسم میں مکہ جائے اور تمام لوگوں کے سامنے اس (زعفرانی) پر لعن طعن کرے تا کہ چہار سو سے آئے ہوئے حجاج کے درمیان اسکی شہرت ہو۔ (بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا؟)۔

(الفرق بين الفرق ۔ص: ۲۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! مذکورہ باتوں پر غور کیجئے اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیے۔

دوسری فصل شہرت اور مدح پسندی کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ [القصص: ۸۳]

"وہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں جو زمین میں نہ لڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد، اور اچھی عاقبت تو متقین ہی کی ہے"

○ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "زمین پر بلندی نہ چاہنے سے مراد یہ ہے کہ خود کو دوسروں سے برتر اور بڑا نہیں سمجھتے۔ (تفسیر ابن کثیر ۷/۲۶۸)

○ سید قطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زمین پر بلندی اور فساد نہ چاہنے کا معنی یہ ہے کہ انکے دلوں میں اپنے نفوس کیلئے برتری کا کوئی تصور تک نہیں ہوتا اور اپنی ذات یا شخصیت کی بزرگی جتلانے کا خیال بھی انکے دلوں میں نہیں آتا ..... (فی ظلال القرآن ۵/۲۷۱۴)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ". "دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ پر چھوڑ دیئے جائیں وہ ان بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا کہ کسی شخص کا مال اور شرف پر حریص ہونا اسکے دین کیلئے تباہ کن ہے"

(مسند أحمد ۳/۴۵۶، ترمذی ۴/۵۸۸، دارمی ۲/۳۰۴)

نیز فرمایا: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ (أَيْ رِيْحَهَا) يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

[صحيح ابن ماجه : ۱/۴۸]

"جس نے کوئی ایسا علم حاصل کیا جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہوتی ہے لیکن اس نے فقط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی سامان حاصل کرنے کیلئے اُسے سیکھا، تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا“

ایک اور حدیث میں آتا ہے: ”مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ ، أَوْ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ لِيَصْرِفَ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ فَهُوَ فِي النَّارِ“

”جس نے اس لئے علم طلب کیا کہ اسکے ذریعے بے وقوفوں سے جھگڑا کرے، یا علماء پر فخر جتلائے، یا لوگوں کے چہرے اپنی طرف موڑ دے تو وہ جہنم کی آگ میں ہوگا“۔

(اسے ترمذی رحمہ اللہ (۳۲/۵) اور ابن ماجہ رحمہ اللہ (۹۳/۱) نے روایت کیا، الفاظ ابن ماجہ کے ہیں اور البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا۔ دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۴۸/۱)

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ وَلَا لِتُمَارُوا بِهِ السُّفَهَاءَ، وَلَا تَخَيَّرُوا بِهِ الْمَجَالِسَ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارُ النَّارُ“.

”علم اس لئے حاصل نہ کرو کہ اسکے ذریعے علماء پر فخر جتلاؤ، نہ اس لئے کہ بے وقوفوں سے جھگڑے کرو، اور نہ اس لئے کہ اس کے ذریعے مجالس کا انتخاب کر سکو، جس نے بھی ایسا کیا اسکے لئے آگ ہے آگ“۔

(اسے ابن ماجہ نے روایت کیا اور البانی نے صحیح قرار دیا۔ دیکھئے ابن ماجہ ۴۸/۱)

○ عامر بن سعد کا بیان ہے: سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے کہ انکا بیٹا عمر انکے پاس آیا، جب سعد رضی اللہ عنہ نے اُسے آتے دیکھا تو فرمایا: میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر جب وہ سواری سے اُترا اور کہنے لگا: آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں میں پڑاؤ ڈالے بیٹھے ہیں جبکہ لوگوں کو آپ نے چھوڑ دیا ہے کہ وہ آپس میں بادشاہت کیلئے جھگڑتے رہیں (یعنی آپ اس کیلئے کوشش کیوں نہیں کرتے)؟ تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اسکے سینے پر ضرب لگائی اور فرمایا: خاموش ہو جا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے:

”إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ“..... ”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے بے پرواہ اور مخفی رہنے والے بندے سے محبت کرتا ہے"

[صحیح مسلم ٢٢٧٧/٤، کتاب الزهد والرقاق]

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "اِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰى ذٰلِكَ"

"یقیناً میرے اولیاء میں سے میرے نزدیک سب سے قابل رشک وہ مومن ہے جو کم مال والا ہو، نماز کا ایک وافر حصہ اسے حاصل ہو، خوب اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرے، خلوت میں بھی اسکی اطاعت، لوگوں میں کچھ ایسا گمنام ہو کہ انگلیوں سے اسکی طرف اشارے نہ کیے جائیں، اُسکی روزی بھی بس گزارے کے لائق ہی ہو اور وہ اس پر صبر کرے"

(مسند أحمد ۲۵۲/۵، ترمذی ۵۷۵/۴۔ (امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔) ابن ماجہ ۱۳۷۸/۲)

(نوٹ:۔ شیخ امین اللہ حفظہ اللہ نے فائدہ نمبر ۳۲ میں بھی یہ روایت نقل کی ہے اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے زمین پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اسکی موت بھی جلد آجاتی ہے، اسکی میراث بھی کم ہوتی ہے اور اس پر رونے والیاں بھی کم ہوتی ہیں)۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ"

[صحیح مسلم، مسند احمد]

"کتنے ہی پراگندہ حال غبار آلود لوگ ہیں جنہیں دروازوں پر دھکے دیئے جاتے ہیں، جبکہ اگر وہ اللہ پر قسم اُٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اُنکی قسم کو سچا کردیتا ہے"۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں حب ریاست وشہرت کو ترک کرنے بیان ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباری ۸۳/۶)

اکثر سلف صالحین رحمہم اللہ نے بھی شہرت کی مذمت کی ہے جن میں سے چند کے اقوال درج ذیل ہیں:

○ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مَا رَأَيْنَا الزُّهْدَ فِي شَيْءٍ أَقَلَّ مِنْهُ فِي الرِّيَاسَةِ، نَرَى الرَّجُلَ يَزْهَدُ فِي الْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَالْمَالِ فَإِذَا نُوزِعَ الرِّيَاسَةَ حَامَى عَلَيْهَا وَعَادَى“

[مختصر منهاج القاصدين ۲۰۹، سير أعلام النبلاء ۲٦۲/۷]

”ریاست میں جتنا کم زہد برتا جاتا ہے اس سے کم زہد ہم نے کسی چیز میں نہیں دیکھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کھانے، پینے اور مال میں زہد اختیار کرتا ہے لیکن جب ریاست کے معاملے میں اُس سے جھگڑا کیا جائے تو اُسے بچانے کی سعی کرتا اور دشمنی پر اُتر آتا ہے۔

عبد اللہ بن ابی جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”إِذَا كَانَ الْمَرْءُ يُحَدِّثُ فِي مَجْلِسٍ فَأَعْجَبَهُ الْحَدِيثُ فَلْيُمْسِكْ وَإِذَا كَانَ سَاكِتًا فَأَعْجَبَهُ السُّكُوتُ فَلْيَتَحَدَّثْ“ [سير أعلام النبلاء: ۱۰/٦]

”جب کوئی شخص کسی مجلس میں بات کر رہا ہو اور اسے اپنی بات بہت خوب لگنے لگے تو اُسے چاہیے کہ بات سے رُک جائے، اور جب وہ خاموش ہو اور اُسے اپنی خاموشی پسند آئے تو اُسے چاہیے کہ بات کرے۔“

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اَلسَّلَامَةُ فِي أَنْ لَا تُحِبَّ أَنْ تُعْرَفَ“

[سير أعلام النبلاء: ۲۵۸/۷]

”سلامتی اسی میں ہے کہ آپ معروف ہونا پسند نہ کریں۔“

بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مَا اتَّقَى اللّٰهَ مَنْ أَحَبَّ الشُّهْرَةَ“ [سير أعلام النبلاء: ٤٧٦/۱۰]

”جس نے شہرت چاہی وہ اللہ سے نہیں ڈرا۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکیہ کے شیخ سعید بن محمد بن حداد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ”تعریف اور رفعت کی طلب جیسی دوسری کوئی چیز نہیں جو اللہ سے روکتی ہو۔

[سير أعلام النبلاء: ٤/ ٢١٤]

ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مَا صَدَقَ عَبْدٌ قَطُّ، فَأَحَبَّ الشُّهْرَةَ“

[سير أعلام النبلاء:٦/ ٢٠]

”وہ بندہ کبھی اللہ کیساتھ سچا نہیں ہوسکتا جو شہرت پسند ہو“

اسی طرح آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”لِيَتَّقِ اللهَ رَجُلٌ، فَإِنْ زَهِدَ فَلَا يَجْعَلَنَّ زُهْدَهُ عَذَابًا عَلَى النَّاسِ، فَلَأَنْ يُخْفِيَ الرَّجُلُ زُهْدَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُعْلِنَهُ“

[سير أعلام النبلاء:٦/ ١٩]

”آدمی کو اللہ سے ڈرنا چاہیے، چنانچہ اگر وہ زہد اختیار کرتا ہے تو اپنے زہد کو لوگوں کیلئے عذاب نہ بنائے، آدمی کا اپنے زہد کو مخفی رکھنا ہی اسکے لئے بہتر ہے، بجائے اسکے کہ وہ اپنے زہد کا اعلان کرتا پھرے۔“

ابراهيم بن أدهم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مَا صَدَقَ اللهَ عَبْدٌ أَحَبَّ الشُّهْرَةَ“

[سير أعلام النبلاء:٧/ ٣٩٣]

”وہ بندہ اللہ کیساتھ سچا نہیں جو شہرت کو پسند کرتا ہے“۔

ابن مبارك رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا:

”إِيَّاكَ وَالشُّهْرَةَ، فَمَا أَتَيْتُ أَحَدًا إِلَّا وَقَدْ نَهَى عَنِ الشُّهْرَةِ“

[سير أعلام النبلاء:٧/ ٢٦٠]

”شہرت سے خود کو بچائے رکھنا، کیونکہ میں جس (شیخ) کے پاس بھی گیا اُس نے مجھے شہرت سے منع کیا“

○ امام مالك رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا ذَهَبَ يَمْدَحُ نَفْسَهُ ذَهَبَ بَهَاؤُهُ“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[سیر أعلام النبلاء:۸/۹۷]

"جب کوئی آدمی اپنی تعریف شروع کر دیتا ہے تو اسکی (روحانی) خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے"

ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "شہر بن حوشب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو مشہور سواری پر سوار ہوا اور مشہور لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اُس سے اعراض کر لیتا ہے اگرچہ وہ صاحب کرم ہی کیوں نہ ہو۔ میں (ذہبی) یہ کہتا ہوں کہ جو شخص دین کی عزت اور منافقین کو ذلیل کرنے کیلئے ایسا کرتا ہے جبکہ مؤمنین کیساتھ تواضع سے پیش آتا ہے، رب العالمین کی حمد بیان کرتا ہے تو ایسا کرنا اچھا ہے، البتہ جو اپنا طمطراق دکھانے اور فخر در غرور و تکبر کیلئے ایسا کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل ورُسوا کر دیتا ہے اور اس سے منہ پھیر لیتا ہے، پھر اگر اسکی سرزنش کی جائے یا اُسے سمجھایا جائے تو وہ خودسری کا مظاہرہ کرتے جو خود کو دھوکہ دے رہا ہے۔

[سیر أعلام النبلاء:٤/٣٧٥-٣٧٦]

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ ابن محیریز کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خِصَالٌ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا اِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَعْرِفَ وَلَا تُعْرَفَ فَافْعَلْ، وَاِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَسْمَعَ وَلَا تَكَلَّمَ فَافْعَلْ، وَاِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَجْلِسَ وَلَا يُجْلَسَ اِلَيْكَ فَافْعَلْ"[سیر أعلام النبلاء:٣/١١٦].....

"کچھ خصلتیں ایسی ہیں جن پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ آپکو نفع دے گا، اگر آپکے لیے ممکن ہو کہ آپ تو دوسروں کو پہچانیں لیکن دوسرے آپکو نہ پہچانیں تو ایسا ضرور کریں، اور اگر آپ ایسا کر سکیں کہ خود تو دوسرو کی بات سنیں لیکن خود بات نہ کریں تو ایسا ہی کریں، اور اگر آپکے بس میں ہو کہ خود تو دوسروں کے پاس بیٹھیں لیکن دوسرے آپکے پاس نہ بیٹھیں تو ایسا کیجئے"

ایک دن **ربیعۃ الرأی** روپڑے تو اُن سے پوچھا گیا: آپکو کس بات نے رلایا ؟ فرمایا: حاضر ریاکاری اور مخفی شہرت نے۔[سیر أعلام النبلاء:٦/٩٠]

خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[لَا يَفْقَهُ الرَّجُلُ كُلَّ الْفِقْهِ حَتّٰى يَرَى النَّاسَ فِي جَنْبِ اللهِ أَمْثَالَ الْأَبَاعِرِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى نَفْسِهِ فَيَكُوْنُ لَهَا أَحْقَرَ حَاقِرٍ] [سیر أعلام النبلاء:٤/٥٣٩]

"کوئی آدمی اُس وقت تک مکمل فقیہ نہیں بن سکتا جب تک کہ اللہ کے مقابلے میں لوگوں کی مینگنیوں جیسا (حقیر) نہیں لیتا، پھر اپنے نفس کی طرف پلٹتا ہے اور اسے سب سے زیادہ بے وقعت اور حقیر جانتا ہے"

○ یوسف بن أسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَا يَمْحُو الشَّهَوَاتِ إِلَّا خَوْفٌ مُزْعِجٌ أَوْ شَوْقٌ مُقْلِقٌ. اَلزُّهْدُ فِي الرِّئَاسَةِ أَشَدُّ مِنْهُ فِي الدُّنْيَا" [سیر أعلام النبلاء:٩/١٧٠]

"شہوات کو کوئی چیز نہیں مٹا سکتی سوائے اُس خوف کے جو بے قرار کر دے یا اُس شوق کے جو دل کو تڑپا دے۔ ریاست (یعنی میر مجلس ہونے) میں بے رغبتی دنیا میں بے رغبت ہونے سے زیادہ سخت کلام ہے"

○ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَا يُفْلِحُ مَنْ شَمَمْتَ رَائِحَةَ الرِّيَاسَةِ مِنْهُ" [سیر أعلام النبلاء:١٣/١٥]

"ایسا شخص کامیاب نہیں ہو سکتا جس سے ریاست پسندی کی بو آتی ہو"۔

○ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایک عالم کو چاہیئے کہ خلوص نیت اور اچھے ارادے کیساتھ گفتگو کرے، چنانچہ جونہی اُسکا کلام اُسے پسند آنے لگے، خاموش ہو جائے، اور جب خاموشی دل کو بھانے لگے تو پھر گفتگو کرے، کبھی اپنے نفس کا محاسبہ کرنے سے غافل نہ ہو، کیونکہ نفس تو تعریف و توصیف اور چرچے کا رسیا ہے۔ [سیر أعلام النبلاء:٤/٤٩٤]

○ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی شخص کا شرف و بزرگی پر حریص ہونا، مال پر حرص سے زیادہ تباہ کن ہے، کیونکہ دنیاوی شرف و رفعت اور بڑائی و برتری کی طلب کسی بندے کیلئے مال کی طلب سے زیادہ نقصان دہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اسکا نقصان شدید تر اور اس سے بے رغبت ہونا بھی مشکل ترین ہے (اسکا اندازہ آپ یوں بھی کر سکتے ہیں کہ) شرف وریاست کی طلب میں مال بھی لٹا دیا جاتا ہے۔

[الرسائل المنيرة: ۲/ ۵]

○ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے عباد بن عباد رحمہ اللہ کو لکھا: اُن لوگوں میں سے مت ہو جانا جو یہ پسند کرتے ہیں کہ انکے اقوال پر عمل ہو، یا انکے اقوال کی نشر واشاعت ہو، یا اُن کی بات سُنی جائے، اور جب اُنکے حوالے سے یہ سب نہ ہو تو انکے رویے سے یہ محسوس کر لیا جائے۔ اور اپنے آپ کو ریاست وقیادت کی محبت سے بھی بچاؤ، کیونکہ بعض اوقات ایک شخص کے دل میں سونے چاندی سے زیادہ ریاست کی محبت ہوتی ہے۔ یہ ایک پیچیدہ باب ہے جس کی تہہ تک پہنچنا صرف ماہر علماء کا کام ہے، لہٰذا دل کی قوت کے ساتھ اسے تلاش کرو اور بہترین نیت کیساتھ عمل کرو۔ [الرسائل المنيرة: ۲/ ۱۳]

○ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جان لیجئے کہ جب کسی بندے کے قدم اللہ کیلئے عاجزی و انکساری اور خود فراموشی کے مقام پر ٹک جائیں تو اسکی ہمت بلند ہو جاتی ہے اور اسکا نفس مدح وذم کے خشخشوں سے آزاد ہو جاتا ہے، ایمان ویقین کی حلاوت اُسکے دل میں اُتر جاتی ہے۔ جبکہ لوگوں کے مدح وذم کو اہمیت دینا دل کے اللہ کی محبت سے خالی اور لاتعلق ہونے کا پتہ دیتا ہے، ایسے شخص کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت کے فیضان سے خالی اور اُسکے ساتھ تعلق کی حلاوت سے عاری رہتا ہے۔ [مدارج السالكين: ۲/ ۶]

تیسری فصل

سلف صالحین کا شہرت اور مدح پسندی سے دور بھاگنا

○ سلیمان بن حنظلہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ آپ رضی اللہ عنہ سے بات چیت کر سکیں، پھر جب وہ اُٹھے تو ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنکے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے چلنے لگے۔ اسی دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں آلیا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ایک درہ رسید کیا، جبکہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بازوؤں کے ذریعے اپنا دفاع کیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! ہم نے غلط کیا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نہیں سمجھتے کہ اس طرح لوگوں کا پیچھے پیچھے چلنا متبوع (جسکے پیچھے چلا جارہا ہے) کیلئے باعث فتنہ اور تابع (جو پیچھے چل رہا ہے) کیلئے باعث ذلت ہے؟ [سنن دارمی: ۱/۱۳۲]

کچھ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے چل رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اُنھیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اپنے جوتوں کی چرچراہٹ کو مجھ سے دور رکھو کہ یہ دلوں کو بگاڑ دیتی ہے۔

[سنن دارمی: ۱/۱۳٤]

ابو وازع کا بیان ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا أَبْقَاكَ اللّٰهُ لَهُمْ"........

"لوگ اُس وقت تک بھلائی کیساتھ رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ اُنکے لئے تجھے باقی رکھے گا"۔ یہ بات سن کر وہ غضبناک ہوگئے اور فرمایا: میرے خیال میں تم عراقی ہو، آپکو کیا معلوم کہ آپ کا بھائی کن باتوں پر دروازہ بند کرتا ہے (یعنی تنہائی میں کیا کچھ کرتا ہے)؟۔

[سير أعلام النبلاء: ۳/۲۲۰]

ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے بہترین انسان اور بہترین انسان کے بیٹے! یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ میں بہترین انسان ہوں اور نہ بہترین انسان کا بیٹا ہوں، میں تو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں، اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اُسکے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! تم لوگ ایک شخص کے پیچھے پڑے رہتے ہو، یہانتک کہ اُسے ہلاک کرکے چھوڑتے ہو۔ [سير أعلام النبلاء: ۳/۲۳٦]

ایک آدمی نے ابن مجاہد رحمہ اللہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے ایک حرف بھی کہنا پسند نہیں کرتے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا:

[نَحْنُ إِلَى أَنْ نَعْمَلَ أَنْفُسَنَا فِي حِفْظِ مَا مَضَى عَلَيْهِ أَئِمَّتُنَا أَحْوَجُ مِنَّا إِلَى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار] [سیر أعلام النبلاء: ۱۵/ ۲۷۳]

"ہم اپنی طرف سے کوئی بات اختیار کرنے اور کہنے سے زیادہ اس بات کے ضرورت مند ہیں کہ اپنے سابقہ أئمہ کی اختیار کردہ باتوں کو حفظ کرنے میں اپنی جانوں کو کھپائیں"

○ **علامہ ثعلب** جو علم نحو میں امام ہونے کیساتھ محدث بھی تھے، لیکن آپ رحمہ اللہ اپنے نفس کو حقیر جانتے اور اسے کوئی اہمیت نہ دیتے تھے، اپنے خطاب میں بھی فصیح و بلیغ بننے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ [سیر أعلام النبلاء: ۱۴/ ۶]

جب محدث محمد بن ابی منظور الانصاری رحمہ اللہ کو قضاء کا منصب دیا جانے لگا تو انہوں نے اسکے لئے یہ شرط مقرر کی کہ وہ اسکی اجرت نہ لیں گے اور نہ ہی سواری پر سوار ہونگے۔

[سیر أعلام النبلاء: ۱۵/ ۱۵۷]

○ **معمر** رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ کی قمیص قدرے طویل تھی جب اُن سے اسکے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: آجکل قمیص کو زیادہ اوپر تک رکھنا باعث شہرت بن چکا ہے ۔ [سیر أعلام النبلاء: ۶/ ۲۲]

○ **ایوب سختیانی** رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا تذکرہ کیا جاتا ہے، حالانکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا ذکر کیا جائے۔ [سیر أعلام النبلاء: ۶/ ۲۲]

○ **امام ذھبی** رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایوب سختیانی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنا زُہد دوسروں سے چھپاتے ہیں۔ [سیر أعلام النبلاء: ۶/ ۱۹]

○ **ابرھیم الحربی** رحمہ اللہ کو یہ بات پہنچی کہ اُنکی مجلس میں بیٹھنے والے کچھ لوگ اُنہیں احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر فضیلت دیتے ہیں، چنانچہ جب آپ رحمہ اللہ نے اُن لوگوں سے دریافت کیا تو اُنہوں نے اس بات کا اقرار کیا۔ پھر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے ایسے آدمی پر فضیلت دیکر مجھ پر ظلم کیا ہے کہ فضیلت تو ایک طرف، میں تو اُن سے کوئی مشابہت ہی نہیں رکھتا، اور کسی معاملے میں بھی اُن کیساتھ نہیں مل سکتا۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ آئندہ تمہیں کوئی علمی بات نہ سُناؤں گا، لہٰذا آج کے بعد میرے پاس نہ آنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[سير أعلام النبلاء:۳۶٤/۱۳]

ایک محدث نے امام حافظ ابراہیم بن سعید الحبال رحمہ اللہ پر قرائت کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ الشیخ الحافظ سے راضی ہو..... یہ سن کر آپ رحمہ اللہ فرمانے لگے: یوں کہو: اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو" کیونکہ حافظ تو دار قطنی رحمہ اللہ اور عبدالغنی رحمہ اللہ ہیں۔

[سير أعلام النبلاء:٤۹۸/۱۸]

○ مروزی نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہا:

"إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَكَ أَنْ يَكُوْنَ يُدْعٰى لَكَ فِيْ جَمِيْعِ الْأَمْصَارِ".

"مجھے امید ہے کہ آپکے لیے تمام شہروں میں دعا کی جاتی ہوگی،

تو امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیا: "يَا أَبَا بَكْرٍ إِذَا عَرَفَ الرَّجُلُ نَفْسَهُ فَمَا يَنْفَعُهُ كَلَامُ النَّاسِ" [سير أعلام النبلاء:۲۱۱/۱۱]

"اے ابوبکر! جب ایک آدمی اپنے نفس کو پہچانتا ہو تو لوگوں کی باتیں اُسے کیا نفع دے سکتی ہیں؟"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے چچا آپکے پاس آئے اور کہا: اے بھتیجے! تم نے یہ کیا غم اور دکھ پال رکھے ہیں؟ امام احمد رحمہ اللہ نے سر اوپر اٹھایا اور کہا:

"يَا عَمِّ، طُوْبٰى لِمَنْ أَخْمَلَ اللّٰهُ ذِكْرَهُ"..... "اے چچا جان! اُس شخص کے لئے کامیابی ہے جسے اللہ تعالیٰ گمنام رکھے"

[سير أعلام النبلاء:۳۰۷/۱۱]

ابن محیریز رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے گمنامی کا سوال کرتا ہوں۔

[سير أعلام النبلاء:٤۹٦/٤]

○ امام ذھبی رحمہ اللہ نے حافظ عبدالرحمن بن محمد بن مھران کی سوانح میں لکھا ہے کہ آپ رحمہ اللہ خود کو مخفی رکھتے تھے اور آپکی کوشش ہوتی کہ حدیث وغیرہ کو بیان کرنے کیلئے اپنے آپ کو آگے نہ لائیں۔ [سير أعلام النبلاء:۲۸۱/۱۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ سعید المؤدب کا بیان ہے کہ جب میں ابوبکر الخطیب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے کہا: آپ ہی حافظ ابوبکر ہیں؟ فرمایا: حفظ تو دار قطنی رحمہ اللہ پر ختم ہو چکا۔

[سیر أعلام النبلاء: ۲۸۱/۱۸]

○ ابو وائل رحمہ اللہ جب اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو رو رو کر ہچکی بندھ جاتی، لیکن کسی کے سامنے ایسا کرنے پر اگر انہیں پوری دنیا کی دولت بھی دی جائے تو ہرگز ایسا نہ کریں۔

[تلبیس ابلیس: ص۔ ۱۴۲]

○ ایوب سختیانی رحمہ اللہ پر جب رونے کا غلبہ ہوتا تو اُس مجلس سے اُٹھ جاتے۔

○ ابن جوزی رحمہ اللہ نے عبدہ بن سلیمان رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم روم کے علاقے میں مصروف پیکار رہے، جب دشمن ہمارے سامنے آیا اور صفیں سیدھی ہو گئیں تو دشمن کے لشکر سے ایک آدمی نکلا اور دعوت مبارزت دی، اسلامی لشکر سے ایک نکلا، دونوں میں کچھ دیر مقابلہ ہوا، پھر رومی نے مسلمان کو نیزہ مار کر قتل کر دیا، پھر دوسرا نکلا، رومی نے اُسے بھی نیزے سے قتل کر دیا، پھر تیسرا نکلا، اُسے بھی قتل کر دیا۔

اُس نے پھر دعوت مبارزت دی۔.....پھر اسلامی لشکر سے ایک شخص نکلا اور کچھ دیر مقابلے کے بعد اُس نے رومی کو قتل کر دیا۔

پھر لوگ اُس شخص کے اردگرد جمع ہو گئے، میں بھی جمع ہونے والوں میں شامل تھا، لیکن اُس نے اپنا چہرہ اپنی آستینوں سے چھپا رکھا تھا، میں نے اُسکی آستین کا کنارہ پکڑا اور کھینچ لیا، کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص کوئی اور نہیں، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہیں۔

میری اس حرکت پر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابوعمرو! آپ بھی ہمیں رُسوا کرنے والوں میں سے ہیں؟

اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ آپ پر رحم فرمائے! اس مخلص سردار کا طرز عمل دیکھئے کہ آپ رحمہ اللہ نے لوگوں کے دیکھنے اور تعریف کرنے کو اپنے اخلاص کیلئے خطرہ سمجھا اور کس طرح اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[تلبیس ابلیس:ص۔١٤٧]

اسی طرح سیدنا اویس قرنی رحمہ اللہ کے متعلق بھی آتا ہے کہ جب اُنکی تعریف کی شہرت ہوگئی تو آپ رحمہ اللہ گمنام لوگوں میں جا بسے اور کسی کو معلوم بھی نہ ہوا کہ آپ کہاں چلے گئے ہیں؟

[سیر أعلام النبلاء:٤/٢٠]

○ حافظ ابو موسیٰ المدینی رحمہ اللہ اس قدر متواضع تھے کہ چھوٹے بڑے تمام لوگوں کو پڑھاتے، مبتدی کی بھی رہنمائی فرماتے اور لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے سے منع کرتے۔

[سیر أعلام النبلاء: ١٥٦/٢١]

○ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے گھر سے نکلے تو کچھ لوگ اُنکے پیچھے چلنے لگے، آپ رضی اللہ عنہ اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم کس بناء پر میرے پیچھے چل رہے ہو؟ اللہ کی قسم! اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں کن باتوں پر اپنا دروازہ بند کرتا ہوں (یعنی میری خلوت کیسی ہے) تو تم میں سے دو آدمی بھی میرے پیچھے نہ چلیں۔ ایک روایت میں یہ لفظ بھی ملتے ہیں: واپس پلٹ جاؤ، کیونکہ یہ بات پیچھے چلنے والے کیلئے باعث ذلت اور متبوع کیلئے باعث فتنہ ہے۔ [مختصر منهاج القاصدين: ص۔ ٢٠٩]

○ ابو العالیہ رحمہ اللہ کی مجلس میں جب چار سے زیادہ افراد جمع ہوتے تو آپ مجلس سے اُٹھ جاتے۔

[مختصر منهاج القاصدين: ص۔ ١٠٩، سير أعلام النبلاء:٤/٢١٠]

○ خالد بن معدان رحمہ اللہ کا حلقہ بھی جب بڑھ جاتا تو شہرت سے بچنے کیلئے مجلس سے کھڑے ہو جاتے اور گھر کی راہ لیتے۔ [مختصر منهاج القاصدين :ص۔ ٢٠٩]

○ عبدالرحمٰن بن مهدی رحمہ اللہ ایک مرتبہ اپنی مجلس سے اُٹھے تو کچھ لوگ اُنکے پیچھے ہو لیے، آپ رحمہ اللہ نے کہا: اے لوگو! میرے پیچھے ہرگز مت چلو۔ کیونکہ ہم سے ابو الاشہب نے حسن بصری کے طریق سے روایت بیان کی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خَفْقُ النِّعَالِ خَلْفَ الْاَحْمَقِ قَلَّ مَا يُبْقِيْ مِنْ دِيْنِهٖ"......

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی احمق کے پیچھے جوتوں کا چرچرانا اُسکے دین کو کم ہی باقی چھوڑتا ہے۔

[سیرأعلام النبلاء: ۲۰۷/۹]

شعبہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ کبھی کسی ضرورت کے تحت میں ایوب سختیانی کے ہمراہ نکلتا تو آپ رحمہ اللہ مجھے اپنے ساتھ چلنے کی اجازت نہ دیتے اور ادھر اُدھر سے نکل جاتے، تا کہ لوگوں کو آپکا پتہ نہ چلے۔ [سیرأعلام النبلاء:۲۲/۶]

جب امام القدوۃ عبدالرحمٰن بن بندار العجلی رحمہ اللہ کرمان کے علاقے میں داخل ہوئے، تو وہاں کے لوگ آپکے ہمراہ چلنے لگے، آپ رحمہ اللہ نے اُنہیں واپس بھیج دیا اور خود اکیلے ہی راہ پکڑی، جب کہ اُنکی زبان پر یہ شعر تھا۔

إِذَا نَحْنُ أَدْلَجْنَا وَأَنْتَ إِمَامُنَا		كَفٰى لِمَطَايَانَا بِذِكْرَاكَ حَادِيَا

"جب ہم رات کو سفر پر نکلیں اور آپ ہمارے امام ورہبر ہوں، تو ہماری سواریوں کو مہمیز کرنے کیلئے آپکا ذکر ہی کفایت کرتا ہے" [سیرأعلام النبلاء: ۱۳۷/۱۸]

امام محمد بن عمر المدینی رحمہ اللہ بھی لوگوں کو اپنے ہمراہ چلنے سے منع فرماتے تھے۔ [سیرأعلام النبلاء: ۱۵۶/۲۱]

امام احمد رحمہ اللہ بھی اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ راستے میں چلتے ہوئے کوئی انکے پیچھے چلے، اور آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے: مجھے ایسی جگہ مرغوب ہے جہاں کوئی دوسرا نہ ہو۔

[سیرأعلام النبلاء: ۲۲۶/۱۱]

فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر میں کسی ایسے شخص کو دیکھوں، جس کے اردگرد لوگ جمع ہوں تو میں کہتا ہوں کہ یہ دیوانہ ہے۔ ایسا کون ہوسکتا ہے جسکے اردگرد لوگ جمع ہوں اور پھر وہ اُنکی خاطر اپنے کلام کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرے۔ [سیرأعلام النبلاء: ۳۸۳/۸]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سلف صالحین ہر اُس چیز کو خود سے دور کیا کرتے تھے جو اُنکی طرف اشارے کا موجب ہوتی، اور ہر اُس جگہ سے بھاگتے تھے جو اُنکی طرف اشارے کا باعث بنتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف بن أسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں مَبَنج کے مقام سے پیدل ہی مصیصہ کی طرف چل پڑا، جبکہ چمڑے کا تھیلا میری گردن پر لٹکا ہوا تھا۔ یہانتک کہ جب میں مصیصہ کے مقام پر پہنچا تو دائیں بائیں دکانوں سے نکل کر لوگ جوق در جوق مجھے سلام کرنے لگے، پھر میں نے تھیلا نیچے رکھا اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں۔ لوگوں نے اپنی نظریں مجھ پر لگالیں، میں خود کو بڑا سخت جان خیال کرنے لگا۔ پھر میں نے دل میں کہا: اس حالت میں میرے دل کی درستی کب تک برقرار رہ سکتی ہے؟ پھر میں نے اپنا تھیلا اُٹھایا اور پسینے وتھکاوٹ کے ساتھ واپس مبنج کی طرف پلٹ آیا۔ لیکن میرا دل دو سال تک واپس نہیں پلٹا۔ [تلبیس ابلیس: ص۔١٠٦]

أعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم نے اُس بات کی انتہائی کوشش کی کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو ستون کے ساتھ بٹھائیں، لیکن اُنکا انکار اٹل رہا۔ [سنن دارمی ١/١٣٢]

حارث بن قیس الجعفی رحمہ اللہ کی مجلس میں جب تک ایک دو آدمی ہوتے تو آپ انکے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے، لیکن جب لوگوں کی تعداد اس سے زیادہ ہو جاتی تو محفل سے اُٹھ کر جاتے۔ [سنن دارمی : ١/ ١٣٢]

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے ہمراہ جب کوئی چلنے لگتا تو آپ رُک جاتے اور اُس سے پوچھتے: کیا آپکو کوئی ضرورت درپیش ہے؟ پھر اگر اُسکی کوئی ضرورت ہوتی تو اُسے پورا کر دیتے۔ اگر اسکے بعد بھی وہ آپکے ہمراہ چلتا تو دوبارہ ٹھہر جاتے اور اُس سے دریافت فرماتے: کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟ [سنن دارمی: ١/١٣٣]

ابراھیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات سے بچو کہ لوگ تمہارے قدموں کی پیروی کریں۔

[سنن دارمی : ١/١٣٣]

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إِنَّ خَفْقَ النِّعَالِ حَوْلَ الرِّجَالِ قَلَّ مَا يَلْبَثُ الْحَمْقَى". [دارمی: ١/ ١٤٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم نے علقمہ رحمہ اللہ سے کہا: اگر آپ مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر ہمارے ساتھ بیٹھیں تا کہ آپ سے سوال جواب کر سکیں تو کیا خوب ہو۔ تو انہوں نے کہا: مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ لوگ کہیں یہ علقمہ ہے۔ [سیر اعلام النبلاء: ٤/ ٥٨]

عبد الرحمٰن بن مهدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں جمعہ کے دن مسجد میں بیٹھا کرتا تھا، جب زیادہ لوگ میری مجلس میں بیٹھتے تو مجھے خوشی ہوتی اور جب کم لوگ بیٹھتے تو غم ہوتا تھا، چنانچہ میں نے بشر بن منصور رحمہ اللہ سے یہ کیفیت بیان کی تو انہوں نے فرمایا: یہ بُری مجلس ہے، آئندہ اسکا رُخ مت کرنا۔ پھر اسکے بعد کبھی اس مجلس کی طرف نہیں پلٹا۔

[سیر أعلام النبلاء ٩/ ١٩٦]

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَحْمَدَ صَحِبْنَاهُ خَمْسِيْنَ سَنَةً مَا افْتَخَرَ عَلَيْنَا بِشَيْءٍ مِمَّا كَانَ فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ"

[سیر أعلام النبلاء: ١١/ ٢١٤]

"ہم نے احمد رحمہ اللہ جیسی کوئی شخصیت نہیں دیکھی، ہم پچاس سال تک اُنکے ساتھ رہے لیکن اُنہوں نے اپنی کسی نیکی و بھلائی کا فخر ہم پر نہیں جتلایا"

ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محمد (بن سیرین) رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا: اے ابو محمد! صرف شہرت کا خوف ہی مجھے تمہاری مجالس میں بیٹھنے سے روکتا ہے۔

[سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٢٠٩]

○ ابراھیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں بات کرتا ہوں اور اگر اس سے بچنے کی کوئی سبیل ہوتی تو میں بات نہ کرتا۔ میں جس زمانے میں فقیہ بننے جا رہا ہوں یہ تو بڑا بُرا زمانہ ہے۔ [سیر أعلام النبلاء: ٤/ ٥٢٦]

○ یحییٰ السیبانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ بن محیریز رحمہ اللہ نے ہم سے کہا: میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں، لیکن تم یہ مت کہنا کہ ہم سے ابن محیریز نے حدیث بیان کی۔ کیونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ یہ قول مجھے کسی تکلیف دہ مقام پر جا گرائے گا۔

[سیر أعلام النبلاء:٤/٤٩٦]

○ الحافظ الامام أحمد بن حسین بن خیرون البغدادی رحمہ اللہ کو لوگوں نے حافظ لکھا۔ تو آپ رحمہ اللہ اس بات پر غضبناک ہو گئے اور اُس ورق پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: کیا ہم نے اس لئے پڑھا ہے کہ لوگ ہمیں حافظ لکھیں؟ [سیر أعلام النبلاء:١٩/١٠٧]

اس طرح الامام الحافظ بن أحمد البغدادی ابن الخاضبۃ کے متعلق آتا ہے کہ جب اُنھیں معلوم ہوا کہ ابن عقیل الحنبلی رحمہ اللہ اُنہیں اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں تو فرمایا: شیخ کو دھوکہ لگا ہے۔ [سیر أعلام النبلاء:١٩/١١]

○ حماد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں ایوب سختیانی کیساتھ چلتا تو وہ چلنے کیلئے ایسے رستے پکڑتے کہ مجھے تعجب ہوتا کہ آپ لوگوں سے بچنے کیلئے کیسے کیسے راستے ڈھونڈتے ہیں تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ ایوب ہیں۔ [سیر أعلام النبلاء:٦/٢٢]

○ فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں چاہتا ہوں کہ لوگوں میں میری موت کی خبر مشہور ہو جائے تاکہ میرے تذکرے کا باب بند ہو سکے۔ جب میں محدثین کی آواز سنتا ہوں تو مجھے اُنکے خوف سے پیشاب آجاتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ اُن سے کہا کرتے تھے کہ تم مجھے ایسی چیز پر کیوں مجبور کرتے ہو جسے میں ناپسند کرتا ہوں (یعنی روایت بیان کرنا)۔ اگر میں تمہارا غلام ہوتا تب بھی میں تمہیں اس بات پر مجبور کرتا کہ تم مجھے بیچ دو، اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں اپنی یہ چادر تمہیں دے دوں تو تم مجھے چھوڑ جاؤ گے تو میں ایسا ضرور کرتا۔

[سیر أعلام النبلاء:٨/٣٨٥]

○ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے ایک آدمی پر صدقہ کیا تو اُس نے آپکو دعا دینے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ فرمایا: "اِرْفَقْ وَاشْتَغِلْ بِحَدِيْثٍ آخَرَ كَيْلَا يَعْلَمَ بِذٰلِكَ أَحَدٌ"..... "مہربانی کرو اور کوئی دوسری بات کرو، تاکہ کسی کو یہ بات معلوم نہ ہو"۔

[سیر أعلام النبلاء:١٢/٤٥٠]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی سچے اور مخلص انسان کیلئے عاجزی وانکساری سے بڑھ کر نفع مند کوئی چیز نہیں، عاجزی ومسکینی کچھ یوں اُسکے دل میں جاگزین ہوجائے کہ وہ خود کو کچھ نہ سمجھتا ہو، بلکہ کسی شرف ومنزلت کا دعویٰ تو دور کی بات وہ تو ابھی تک اپنے اسلام کو بھی صحیح نہ سمجھتا ہو۔ اس حوالے سے میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے احوال کا جو مشاہدہ کیا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں کیا۔ آپ رحمہ اللہ اکثر کہا کرتے تھے: میرا کچھ نہیں، مجھ سے کچھ نہیں، مجھ میں کچھ نہیں۔ اور اکثر اوقات یہ شعر بھی پڑھا کرتے:

أَنَا الْمُكْدِيُّ وَابْنُ الْمُكْدِيْ	وَهٰكَذَا كَانَ أَبِيْ وَجَدِّيْ

”میں تو کمتر آدمی ہوں اور کمتر آدمی کا بیٹا ہوں، اور میرے باپ دادا بھی ایسے ہی تھے“

اور جب منہ پر اُنکی تعریف کی جاتی تو فرماتے: ”وَاللهِ إِنِّيْ إِلَى الْآنَ أُجَدِّدُ إِسْلَامِيْ كُلَّ وَقْتٍ، وَمَا أَسْلَمْتُ بَعْدُ إِسْلَامًا جَيِّدًا“

”اللہ کی قسم! میرا تو آج تک یہ حال ہے کہ ہر وقت اپنے اسلام کی تجدید کرتا رہتا ہوں، اور ابھی تک تو میں ٹھیک سے مسلمان بھی نہیں ہوسکا“ [مدارج السالکین: ۱/۵۶٤]

چوتھی فصل: شہرت پرستی اور مدح پسندی کا علاج

جب آپ نے مرض کو پہچان لیا تو فوری طور پر اسکے علاج کی فکر کیجئے۔ اور یہ بھی جان لیجئے کہ جب کوئی بیماری جسم میں اچھی طرح سرایت کر جائے تو پھر چھوٹی موٹی دوا کارگر نہیں ہوتی۔ اسکے علاج کیلئے کسی ٹھوس اور قوی دوا کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ عمر بھر کشمکش چلتی رہتی ہے، کبھی بیماری اپنی طرف کھینچ کر نڈھال کردیتی ہے اور کبھی انسان کی قوت مدافعت بیماری کو دبا لیتی ہے۔ اسکی مثال اُس شخص کی طرح جو کسی درخت کی نیچے بیٹھ کر یکسوئی کیساتھ کسی بات پر غور کرنا چاہتا ہے لیکن درخت کے اوپر بیٹھی لاتعداد چڑیاں اپنی چہچہاہٹ کے ذریعے اُسے اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہیں۔ اُس شخص کے ہاتھ میں ایک ٹہنی ہے جسکے ذریعے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ چڑیوں کو بھگاتا ہے، لیکن ابھی اُسکی فکر مجتمع ہی نہیں ہو پاتی کہ چڑیاں دوبارہ لوٹ آتی ہیں اور وہ دوبارہ اُنہیں بھگانے لگ جاتا ہے۔ پھر اُسے مشورہ دیا جاتا ہے کہ بھائی! یہ سلسلہ ختم ہونے والا نہیں، اگر آپ واقعی ان سے خلاصی چاہتے ہیں تو درخت کو جڑ سے کاٹ دیجئے۔ اسی طرح خواہشات کا درخت بھی جب جڑ پکڑ لے اور اسکی شاخیں خوب پھیل جائیں تو وہ سوچنے سمجھنے چڑیاں درخت کی طرف اور مکھیاں گندگی کی طرف کھنچی چلی آتی ہیں۔ چنانچہ یہ قیمتی زندگی ایسی چیزوں کو خود سے دور کرنے میں گزر جاتی ہے جو دور جانے کی ہی نہیں......کیونکہ اُنکو اپنی طرف کھینچنے والا مقناطیس (خواہشات) جو موجود ہیں۔ اور ان خواہشات کا موجب بھی دُنیا کی محبت کے سوااور کچھ نہیں۔

[مختصر منهاج القاصدين ـ ص:٣١]

میرے محترم بھائی! جلد از جلد خوہشات واُہواء کے درخت کو جڑ سے کاٹ پھینکنے کی کوشش کیجئے تا کہ آپکی زندگی میں اس کشمکش میں رُلنے کی بجائے اللہ کی محبتوں سے معمور رہے اور آپ کمال کی منزلیں طے کرسکیں۔

چند اُمور اس حوالے سے مفید ثابت ہوسکتے ہیں:

(۱)........اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے توفیق مانگنا، عاجزی وانکساری کیساتھ اُسکے حضور التجاء کرنا، اور تمام اقوال وافعال میں اخلاص کا سوال کرنا۔

(۲)........کثرت کیساتھ قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر تدبر کرنا بھی اس حوالے سے دوائے شافی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴾

"اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مؤمنوں کیلئے شفاء اور رحمت ہے"۔

[الاسراء/٨٢]

○ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دلوں کے امراض کا نچوڑ دو چیزوں میں ہے: شبہات اور شہوات۔ جبکہ قرآن دونوں کیلئے شفاء ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے واضح اور قطعی دلائل ہیں جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق و باطل سے ممتاز کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں شبہات دم توڑ دیتے ہیں، چنانچہ علم و ادراک کے دروازے انسان پر کھل جاتے ہیں ......اور جہاں تک شہوات کی بیماری کا تعلق ہے تو قرآن کریم اپنی بہترین حکمت و نصیحت، ترغیب و ترہیب، دنیا سے بے رغبتی، آخرت کی طرف، آنکھیں کھول دینے والے شہوات کا بھی قلع قمع کرتا ہے، جسکے نتیجے میں دلوں کی اصلاح ہوتی ہے، خیالات پاکیزہ اور ارادے مضبوط ہو جاتے ہیں، اور بندے کے اختیاری و کسبی افعال بھی درست ہو جاتے ہیں۔

[اغاثة اللهفان ١/٤٤]

(۳)........دل کی بیماری کا ادراک اور اسکے علاج کی فکر کرنا۔ کیونکہ اگر کسی کو معلوم نہیں کہ اُسکا دل بیمار ہے تو پھر وہ علاج کی تگ و دو کیسے کر سکتا ہے؟

اور دل کا مرض تو کبھی اتنا پوشیدہ ہوتا ہے کہ کافی تلاش و بسیار کے بعد اُسکا کوئی سرا ہاتھ آتا ہے۔

○ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بدن کا ہر عضو کسی خاص فعل کو سرانجام دے اور اس عضو کا مرض یہ ہے کہ اُس خاص فعل کو بجالانے سے قاصر ہو، یا ادا تو کرے لیکن اضطراب و قلق کیساتھ......اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل سخت بیمار ہوتا ہے لیکن انسان کو اسکی خبر ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اسکی صحت و علاج کی معرفت و اسباب سے بہت دور کسی اور ہی وادی میں مگن ہوتا ہے۔ بلکہ کبھی تو دل مردہ ہو جاتا ہے لیکن اسے شعور نہیں ہوتا۔

[اغاثة اللفهان: ١/٦٨]

(۴)......اپنے نفس کیساتھ جنگ کرنا اور ہر صورت اطاعت الٰہی کا پابند بنانا، اور اس پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا۔ کیونکہ صبر کے بغیر کوئی بھی اپنی مراد نہیں پا سکتا۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کبھی انسان کو اپنے دل کی بیماری کا احساس تو ہوتا ہے لیکن اس کے علاج کیلئے کڑوی دوا کا نگلنا اور اس پر صبر کرنا اُسکے لیے مشکل ہوتا ہے، لہٰذا وہ بیماری کی تکلیف پر دوا کی مشقت کو ترجیح دیتا ہے۔ خواہشات کی مخالفت کرنا ہی اسکی دوا ہے لیکن نفس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایسا کرنا مشکل ترین ہے، اگرچہ یہی چیز نفس کیلئے سب سے زیادہ نفع بخش بھی ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کو صبر پر آمادہ کرتا ہے لیکن علم وبصیرت اور صبر کی کمی کے باعث وہ استقامت نہیں دکھا پاتا اور اسکا ارادہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔

[اغاثة اللفهان: ١ /٦٨]

اسی طرح آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شبہات کا فتنہ یقین کے ذریعے دفع ہوتا ہے اور شہوات کا فتنہ صبر کے ذریعے دور ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے امامت فی الدین کو انہی دو باتوں کیساتھ مشروط کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ﴾ .... "اور جب انہوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کچھ ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے"

[السجدة: ٢٤]

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یقین اور صبر ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعے امامت فی الدین کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ انہی دو چیزوں کا جمع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾. [العصر: ٣]

(۵)....تکبر و نخوت کا مظاہرہ کرنے کے بجائے نصیحت کو قبول کرنا اور اپنی غلطی مان لینا۔

امام ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ایسا مخلص آدمی جو ممکن ہے کہ شہرت پسند بھی ہو لیکن اُسے اس بات کا شعور نہ ہو، اسکی علامت یہ ہے کہ اُسے کسی غلطی پر ٹوکا جائے تو وہ غضبناک نہیں ہوتا اور خود کو بری قرار دینے کی بجائے غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے: اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جو مجھے میرے عیب بتلائے۔ ایسا شخص خود پسند بھی نہیں ہوتا۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اُسے اپنے عیوب کا شعور نہیں ہوتا اور نہ ہی اس لاشعوری کا ادراک کر پاتا ہے۔ یہ ایک پرانا اور دائمی مرض ہے۔ [سیر أعلام النبلاء: ٧/ ٣٩٣]

(٦)........شہرت کی طرف جانے والے تمام راستوں کا سدباب کرنا۔ مثلاً:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أ.......منہ پر تعریف کرنے والوں کو چپ کرانا۔

ب.......مناظرے بازی اور فضول بحثوں سے اجتناب کرنا۔

ج.......اپنے نفس کو حقیر جاننا اور اسے پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھنا۔

د.......سلف صالحین کی سیرت کو اپنے سامنے رکھنا اور انکی پیروی کرنا۔

ہ.......فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرنا اور بغیر علم کے کوئی بات نہ کہنا۔

○ امام ذہبی رحمہ اللہ طلب علم کے حوالے سے توبہ واخلاص پر بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایسا بھی ہوتا ہے کہ طالب علم اپنی فاسد نیت پر نادم ہو اور اس سے توبہ کرلے۔ اسکی علامت یہ ہے کہ وہ لمبے چوڑے دعوے نہ کرے، مناظرے بازی کو پسند نہ کرے، اپنے علم کی کثرت نہ جتلائے، اور اپنے نفس کو حقیر جانے۔ اور اگر کوئی علم کی کثرت کا دعویٰ کرتا ہے، یا یہ کہتا ہے کہ میں فلاں سے زیادہ علم رکھتا ہوں تو وہ اخلاص سے کوسوں دور ہے۔

[سير أعلام النبلاء: ۱۷/۷]

(۷).......اسی طرح آپ کو یہ بات بھی پلے باندھ لینی چاہئے کہ ہر چیز کی حقیقت ایک نہ ایک دن کھل کر رہتی ہے، بے وقوف سدا بے وقوف ہی رہتا ہے خواہ کتنی ہی عقلمندی دکھائے، بخیل تو بخیل ہی ہوتا ہے اگرچہ کتنے ہی سخی پن کا دعویٰ کرے، جاہل بھی جاہل ہی رہتا ہے چاہے علم کا دعویٰ کیوں نہ کرے، اور بزدل کی شناخت بزدلی ہی ہوتی ہے بھلے بہادری دکھانے کے جتن کرے۔ اور اسی طرح دیگر معاملات اپنی اصلیت پر قائم رہتے ہیں۔

وَمَهْمَا تَكُنْ عِنْدَ امْرِئٍ مِنْ خَلِيْقَةٍ	وَإِنْ خَالَهَا تَخْفَى عَلَى النَّاسِ تُعْلَمِ

"کسی شخص میں جو بھی عادت پائی جائے، اگرچہ وہ اُسے لوگوں پر مخفی سمجھتا ہو لیکن ظاہر ہو کر رہتی ہے"
[سير أعلام النبلاء: ۱۷/۷]

○ زفر بن ھذیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَنْ قَعَدَ قَبْلَ وَقْتِهِ ذَلَّ".

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص اپنے وقت سے پہلے (درس وافتاء کی سند پر) بیٹھا وہ ذلیل ہو گیا''۔

○ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُذْكَرَ لَمْ يُذْكَرْ، وَمَنْ كَرِهَ أَنْ يُذْكَرَ ذُكِرَ'' [سیر اعلام النبلاء: ۳۸۱/۸]

''جس نے یہ چاہا کہ اُسکا تذکرہ ہو، اُسکا تذکرہ نہیں ہوتا، اور جو ذکر خیر کو ناپسند کرے اُسکا ذکر خیر پھیل جاتا ہے''

(۸)....دنیا اور اُسکی لذات میں بے رغبتی اور اللہ کے ہاں اسکی حقارت وکمتری کا احساس بھی اس حوالے سے مفید ہے کہ یہ دنیا اگر اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ یہ بے وفا دنیا تو سراب کی مانند ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ ﴾ [الحديد: ۲۰]

''تم جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل تماشہ اور زینت ہے اور آپس میں فخر جتانا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں کثرت جتانا ہے۔ (اس کی مثال یوں ہے) جیسے بارش کہ اس سے (پیدا شدہ) نباتات کسانوں کو خوش کرتی ہیں، پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں تو آپ اسے زرد ہوتی دیکھتے ہیں، پھر وہ چور چور ہو جاتی ہیں، اور آخرت میں (کفار کیلئے) شدید عذاب ہے، اور (مومنوں کیلئے) اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیاوی زندگی تو بس دھوکے کا سامان ہے۔

(۹)........اللہ تعالیٰ نے اپنے دار کرامت میں مخلصین وصادقین کیلئے جو دائمی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اُنکی آرزو اور امید دل میں پیدا کرنا۔

(۱۰)........اپنی عقل کا احترام کرنا اور غفلت ولا پروائی سے اجتناب کرنا۔ کیونکہ اپنی عقل اور ضمیر سے رہنمائی لینے کی بجائے لوگوں کی جھوٹی تعریفوں پر کان دھرنا بے وقوفی نہیں تو اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر عقل کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟

خاتمہ

جس شخص کے دل میں حب جاہ کا جذبہ غالب آجائے پھر وہ ہمیشہ لوگوں کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے، اسکے تمام اقوال وافعال میں صرف لوگوں کی چاہت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور یہ طرز عمل نفاق کا بیج اور فساد کی جڑ ہے۔ کیونکہ جو شخص لوگوں کے دلوں میں قدر ومنزلت کا طلبگار ہو وہ منافقت سے کام لیتے ہوئے لوگوں کے سامنے اپنی ایسی خوبیاں بیان کرتا ہے جو دراصل اس میں ہوتی ہی نہیں، پھر عبادات میں ریاکاری اور محظورات کا ارتکاب اسکے سوا ہے۔ مقصد یہی ہے کہ لوگوں کے دل اسکے جال میں پھنس جائیں۔

[مختصر منهاج القاصدین۔ص: ۲۱۱]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مطلق طور پر دل کی سلامتی اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ وہ پانچ چیزوں سے پاک صاف نہ ہو جائے:

① .... شرک جو توحید کی ضد ہے

② .... بدعت جو سنت کے خلاف ہے

③ .... شہوت جو احکامات الٰہی کی پابندی سے روکتی ہے

④ .... غفلت جو انسان کو ذکر فراموش بنا دیتی ہے

⑤ .... مخفی خواہش جو تجرد واخلاص کے منافی ہے۔ [الداء والدواء۔ص: ۲۱۹]

میرے محترم بھائی! اپنے اقوال و افعال کو اپنے خالق و مالک کیلئے خالص کر لیجئے .... اگرچہ انسانی نفس دنیا میں رفعت و برتری کو پسند کرتا ہے جس کے نتیجے میں تکبر و حسد جیسے امراض پھوٹتے .... لیکن عقلمند تو وہی ہے جو دائمی رفعتوں اور اللہ کی رضا و قرب کو ترجیح دیتا اور حصول کیلئے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ جبکہ دنیا کی عارضی وفانی بلندی سے اور احساس برتری کی اسے کوئی چاہت نہیں ہوتی کیونکہ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ سے دوری، اُسکی ناراضگی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بندے کی ذلت وخواری کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔ [الرسائل المنيرية: ٢/١٤]

میرے محترم بھائی! ممکن ہے کہ لوگوں کی جس تعریف پر آپ خوش اور لذات محسوس کرتے ہیں وہی تعریف آپکے لئے باعث ہلاکت ہو۔

كَمْ شَارِبٍ عَسَلًا فِيهِ مَنِيَّتُهُ		وَكَمْ تَقَلَّدَ سَيْفًا مَنْ بِهِ ذُبِحَا

”کتنے ہی شہد پینے والے ہیں کہ وہ شہد ہی اُنکی موت کا سبب بنتا ہے، اور کتنے ہی تلوار لٹکانے والے ایسے ہیں کہ اُسی تلوار سے اُنہیں ذبح کیا جاتا ہے“

[سير أعلام النبلاء: ١٨/٢٩٦]

آپ کے پاس جو بھی نعمتیں ہیں، سب سے پہلے آپ خود اُن سے مستفید ہوں، اور ابن الليل الدوری ﷫ کے اس قول کا مصداق نہ بنیں

كَأَنِّي شَمْعَةٌ مَا بَيْنَ قَوْمٍ		تُضِيءُ لَهُمْ وَيُحْرِقُهَا اللَّهِيبُ
كَأَنِّي مِخْيَطٌ يَكْسُو أُنَاسًا		وَجِسْمِي مِنْ مَلَابِسِهِ سَلِيبُ

”گویا میں قوم کے درمیان رکھی ہوئی شمع ہوں، جو لوگوں کو تو روشنی مہیا کرتی ہے لیکن خود اُسے شعلے جلا رہے ہوتے ہیں۔

گویا میں تو وہ سوئی ہوں جو لوگوں کو لباس پہناتی ہے، لیکن میرا اپنا جسم تو سدا لباس سے محروم ہی رہتا ہے“

حقیقی رفعت سے ہمکنار ہونے کی جستجو کیجئے اور ہر لحظہ امام بُستی کی اس بات کو ملحوظ رکھیے:

أَمْرَانِ مُفْتَرِقَانِ لَسْتَ تَرَاهُمَا		يَتَشَوَّفَانِ لِخُلْطَةٍ وَتَلَاقِي
طَلَبُ الْمَعَادِ مَعَ الرِّئَاسَةِ وَالْعُلَى		فَدَعِ الَّذِي يَفْنَى لِمَا هُوَ بَاقِي

”دو چیزیں جو ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں، آپ کبھی انہیں باہمی آمیزش وملاقات کی رغبت کرتے ہوئے نہ دیکھیں گے

دنیا میں ریاست وبرتری کیساتھ آخرت کی طلب (ایک دوسرے کی ضد ہیں)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا باقی رہنے والی چیز کی خاطر فانی کو چھوڑ دیجئے"۔

والحمد للہ رب العالمین

"الشهوة الخفية" نامی رسالہ یہاں اختتام پذیر ہوا۔

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱ - فائدہ

صحیح نیت کے فضائل اور اسکا مفہوم

تمام کے تمام اعمال نیت کیساتھ مربوط ہیں لہٰذا سب سے پہلے نیت کی معرفت اور تصحیح ضروری ہے، تاکہ ہمارے اعمال اللہ کے میزان میں قبولیت کا درجہ پاسکیں۔

تمام اعمال واحوال، حرکات وسکنات، حتیٰ کہ پوری کائنات پر نیت کے بدلنے سے عجیب تاثیر پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى﴾.

[الليل: ۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱]

"اور بڑا متقی اس سے ضرور دور رکھا جائے گا۔ جو پاک ہونے کیلئے اپنا مال دیتا ہے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو، مگر صرف اپنے رب برتر کا چہرہ چاہتے ہوئے (مال خرچ کرتا ہے)۔ اور یقیناً وہ (اللہ) جلد اس سے راضی ہوگا۔

اور فرمایا: ﴿وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ﴾ "........ [البقرة: ۷۲]

"اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو وہ اللہ کی رضا حاصل کرنے ہی کیلئے کرتے ہو"

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ"

[متفق عليه]

"تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کیلئے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جس کی ہجرت اللہ اور اُسکے رسول کی طرف ہوئی تو اُسکی ہجرت اللہ اور اُسکے رسول کی طرف ہی (شمار) ہوگی، اور جس نے دنیا حاصل کرنے، یا کسی عورت سے شادی کرنے کیلئے ہجرت کی تو اسکی ہجرت اُسی چیز کیلئے (شمار) ہوگی، جس کیلئے اُس نے ہجرت کی"

نیت کی درستی یہ ہے کہ بندہ اپنے اعمال کے ذریعے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾ [النسآء:۳۵]

"اگر وہ دونوں (میاں بیوی) صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت پیدا کردیگا"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیت کو توفیق کا سبب قرار دیا ہے۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا إِلٰى أَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ" [مسلم: عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ]

"بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اموال، لیکن وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا ہے"

دلوں کو دیکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ نیتوں کا محل ہے۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ أَعْمَالًا حَسَنَةً فَتَصْعَدُ الْمَلَائِكَةُ فِي صُحُفٍ مُخْتَمَةٍ فَتُلْقَى بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَقُولُ: أَلْقُوا هٰذِهِ الصَّحِيفَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُرِدْ بِمَا فِيهَا وَجْهِي ثُمَّ يُنَادِي الْمَلَائِكَةُ: اُكْتُبُوا لَهُ كَذَا وَكَذَا، اُكْتُبُوا لَهُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُونَ: يَا رَبَّنَا إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى: إِنَّهُ نَوَاهُ"

"بے شک بندہ کچھ اچھے اعمال کرتا ہے، پھر فرشتے انہیں مہر بلب صحیفوں میں لیکر اوپر چڑھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کردیتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس صحیفے کو پھینک دو، کیونکہ اس میں موجود اعمال کے ذریعے اس نے میری رضا نہیں چاہی تھی، پھر فرشتوں کو ندا لگاتا ہے، اس کیلئے فلاں فلاں عمل لکھ دو، اس کیلئے فلاں اور فلاں نیکی لکھ دو۔ فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! اس نے تو ان میں سے کوئی عمل نہیں کیا۔ تو اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ فرماتا ہے: اس نے انکی نیت کی ہے"

(اسے دارقطنی رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے حسن کیساتھ روایت کیا ہے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "یہ دنیا چار قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے: ایک تو وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم اور مال سے نوازا ہو اور اپنے مال میں اپنے علم کے مطابق عمل کرے، دوسرا وہ شخص جسے علم سے نوازا گیا ہو لیکن وہ مال سے محروم ہو اور یہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی فلاں شخص کی طرح مال سے نوازتا تو میں بھی اُسی جیسا عمل کرتا، یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔ تیسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا ہے لیکن علم نہیں دیا، چنانچہ وہ اپنے مال میں من مانیاں کرتا ہے اور چوتھا وہ آدمی جو کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس کی طرح مال دیتا تو میں بھی من مانیاں کرتا، یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں"

(اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

اس حدیث پر غور فرمائیے کہ کس طرح ایک شخص اپنی نیت کے ذریعے اچھے اور برے اعمال میں شریک ہو جاتا ہے اور نیت کی قدر و قیمت کا اندازہ کیجئے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "بے شک مدینہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم جو راستہ یا وادی بھی طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ہمراہ ہوتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کیا: حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں: فرمایا: ہاں! جب کہ وہ مدینہ میں ہیں، کیونکہ انہیں مرض نے روک رکھا ہے"۔ انہیں عذر نے روک رکھا ہے"۔

سنن نسائی کی ایک حدیث میں آتا ہے: "جو کسی غزوے میں شریک ہوا جبکہ اُسکی نیت فقط ایک رسی کا حصول تھی، تو اُس کیلئے وہی ہے جو اُس نے نیت کی"۔

سنن ابوداؤد میں ابو یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے غزوے میں شرکت کیلئے کسی کو اُجرت پر رکھا اور اُس کیلئے تین دینار مقرر کیے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کیلئے دنیا و آخرت میں یہی تین دینار ہیں جو مقرر کر دیے گئے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ". [متفق علیه]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے لیکن اُس پر عمل نہ کر سکے تب بھی اُس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے"

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

"مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا نِيَّتَهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ مِنْهَا، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ شَمْلَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ"

[حديث صحيح رواه ابن ماجه]

"دنیا ہی جسکی نیت بن جائے اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی کو اُسکی آنکھوں کے درمیان ظاہر کر دیتا ہے اور اُسکے معاملات کو بکھیر دیتا ہے، جبکہ اُس دنیا کی فقط اتنی ہی حاصل ہوتی ہے جتنی اُسکی تقدیر میں لکھ دی گئی ہے۔ اور جسکی تمام تر نیت آخرت ہی بن جائے تو اللہ تعالیٰ اُسکے معاملات کو سمیٹ دیتا ہے، اسکے دل میں لوگوں سے بے پروائی ڈال دیتا ہے اور دنیا بھی ذلیل ہو کر اُسکے پاس آتی ہے"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جب دو صفوں کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: فلاں دنیا کی خاطر لڑ رہا ہے، فلاں طیش میں آ کر لڑ رہا ہے، فلاں عصبیت کیلئے لڑ رہا ہے، لہٰذا خبردار! یہ مت کہا کرو کہ فلاں اللہ کے راستے میں مارا گیا۔ کیونکہ جو شخص صرف اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو، وہ اللہ کے راستے میں ہے۔

[الزهد لابن مبارك]

صحیحین میں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب دو مسلمان تلوار سونت کر ایک دوسرے کے مدمقابل ہوتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں۔ (مقتول کے جہنم میں جانے کی وجہ یہی ہے کہ وہ بھی قاتل کو قتل کرنے کا عزم مصمم کر چکا تھا)

اسی طرح مسند اُحمد میں سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک حدیث منقول ہے کہ جس نے کسی عورت کیساتھ مقرر کردہ مہر پر شادی کی لیکن وہ ادائیگی کا ارادہ نہیں رکھتا، وہ زانی ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس نے کسی سے قرض لیا جبکہ وہ ادائیگی کا ارادہ نہیں رکھتا، تو وہ چور ہے۔

(اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے)

○ اسحق بن أبی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے اللہ کیلئے خوشبو لگائی، قیامت کے دن جب وہ آئیگا تو اُس کے بدن سے کستوری سے بھی زیادہ تیز مہک پھوٹ رہی ہوگی، اور جس نے غیر اللہ کے لئے خوشبو لگائی، تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئیگا کہ اُسکے جسم سے مردار سے بھی زیادہ بدبو آرہی ہو گی۔ (مصنف عبدالرزاق ۴/۳۱۹، اسکے راوی ثقہ ہیں، لیکن یہ مرسل ہے)

○ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ امور کی بجا آوری کرنا، حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرنا، اور نیت کو سچا رکھنا افضل ترین اعمال میں سے ہے۔

○ سالم بن عبد اللہ نے ایک موقع پر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کہا: جان رکھیئے کہ بندے کیلئے اللہ تعالیٰ کی مدد اُسکی نیت کے مطابق ہوتی ہے، جس کی نیت کامل ہو اُسکو مدد بھی کامل ملتی ہے، اور جسکی نیت میں جتنا نقص ہو، اللہ کی مدد بھی اتنی ہی کم ہو جاتی ہے۔

○ بعض سلف کا قول ہے: کتنے ہی چھوٹے اعمال ایسے ہیں جنہیں نیت بڑا کر دیتی ہے اور کتنے ہی بڑے بڑے اعمال ہیں جنہیں نیت چھوٹا اور حقیر بنا دیتی ہے۔

○ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وہ (سلف صالحین) عمل کیلئے نیت کو اسی طرح سیکھتے تھے جس طرح تم عمل سیکھتے ہو۔

○ بعض سلف کا قول ہے: ''عمل سے پہلے عمل کی نیت طلب کرو۔ اور جب تک آپ بھلائی کی نیت پر قائم ہیں گویا اُس وقت تک آپ بھلائی پر ہی ہیں۔

کسی نیک آدمی کے متعلق آتا ہے کہ وہ علماء کے پاس جایا کرتے اور اُن سے پوچھتے:

کون ہے جو مجھے کوئی ایسا عمل بتلائے جسکی وجہ سے میں ہر وقت اللہ کی عبادت کرتا رہوں، کیونکہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ دن اور رات کی کسی گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رہوں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نے اُنہیں جواب دیتے ہوئے کہا: آپ نے اپنی مراد پالی۔ ایسا کیجئے کہ بقدر استطاعت اعمال کیجئے اور جب تھکاوٹ و درماندگی کا شکار ہو جائیں تو نیک عمل کی نیت و ارادہ ضرور رکھیں، کیونکہ نیکی کا ارادہ کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔

بعض سلف کا قول ہے: تم پر اللہ تعالیٰ کی اسقدر نعمتیں ہیں کہ تم اُنہیں شمار نہیں کر سکتے، اور تمہارے گناہ اسقدر مخفی بھی ہوتے ہیں کہ تم اُنہیں جان نہیں سکتے۔ لہٰذا صبح شام توبہ کرو، تاکہ اس دوران ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔

○ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صرف نیتیں ہی ہیں جنکی وجہ سے جنتی ہمیشہ جنت اور جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تورات میں لکھا ہے کہ جس عمل سے میری رضا چاہی جائے اُسکی کم مقدار بھی زیادہ ہے اور جس عمل سے میرے علاوہ کسی دوسرے کی رضا مقصود ہو تو اُسکی زیادہ مقدار بھی کم ہے۔''

○ بلال بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب کوئی بندہ مؤمنوں والی بات کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے یونہی نہیں چھوڑتا بلکہ اُسکا عمل دیکھتا ہے، اور جب وہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اُسکا ورع وتقویٰ دیکھتا ہے، پھر اگر وہ ورع وتقویٰ بھی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اُسکی نیت دیکھتا ہے۔ جس شخص کی نیت درست ہو جائے اُسکے باقی معاملات بھی درست قرار پاتے ہیں۔

چنانچہ تمام اعمال کا مسنون ن نیت ہے، عمل نیت کا محتاج ہے اور اسی کی وجہ سے وہ نیکی بنتا ہے، جب کہ نیت خود ایک نیکی ہے اگرچہ کسی رکاوٹ کے سبب عمل کی نوبت ہی نہ آئے۔ (دیکھئے: الاحیاء ۵/۱۵۷۔۱۵۹)

○ تفسیر قرطبی (۳۳۰/۱۴) میں ایک حدیث مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قول کو عمل کے بغیر قبول نہیں کرتا، اور کسی قول وعمل کو نیت کے بغیر بھی قبول نہیں کرتا، اور قول وعمل اور نیت کو بھی اُس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک وہ سنت کے مطابق نہ ہو۔ (دراصل یہ سلف صالحین میں سے کسی کا قول ہے جو انتہائی مفید ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت کی حقیقت

قصد ارادہ اور نیت ہم معنٰی الفاظ ہیں۔ نیت دراصل دل کی کیفیت کا نام ہے جو دو امور پر مشتمل ہے: علم اور عمل .... جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اُس وقت تک اُسکے متعلق کوئی ارادہ بن ہی نہیں سکتا۔ (مثلاً ایک شخص کو معلوم ہی نہیں کہ فلاں عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے تو ایسا شخص اس عمل کے ذریعے اللہ کی رضا کا قصد کیسے کر سکتا ہے)

اور جب کسی چیز کی حقیقت کا علم حاصل ہو گیا تو اب اپنے ارادے اور قصد کو فقط اللہ کی رضا کیساتھ جوڑنا نیت کا عمل کہلاتا ہے۔

انسان کا ہر عمل کسی متوقع غرض کیساتھ جڑا ہوتا ہے اور وہ متوقع غرض ہی اس عمل کا باعث اور محرک بنتی ہے، گویا وہ غرض ہی اصل قصد اور مراد ہے اور نفس کا اُسکی طرف میلان ہی عمل نیت ہے خواہ زبان سے کوئی انسان کچھ بھی کہتا ہے۔ پھر کبھی یہ غرض ایک ہوتی ہے اور کبھی ایک سے زیادہ۔ جب تک انسان کے دل میں کسی چیز کی رغبت پیدا نہیں ہوتی اُس وقت تک عمل نیت ممکن نہیں۔ مثلاً کسی شخص کا پیٹ بھرا ہوا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں کھانے کی طرف میلان و رغبت کی نیت کرتا ہوں یا کوئی عشق سے پیدل شخص کہے کہ میں عشق کی نیت کرتا ہوں۔

لہٰذا نیت کی درستی کیلئے اُن اسباب کو مہیا کرنا بھی ضروری ہے جو انسان کے دل میں للٰہیت کا جذبہ اور عمل کی رغبت پیدا کریں۔

پھر یہ اسباب بھی کبھی تو انسان کی قدرت میں ہوتے ہیں اور کبھی اسکی قدرت واختیار سے باہر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص پر شہوت کا غلبہ ہے تو وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرتے وقت صرف یہی بات پیش نظر رکھے گا، تاکہ اولاد کا حصول۔ کیونکہ شہوت اس پر غالب ہے۔ بہت سے لوگ بلکہ اکثر لوگ نکاح کے موقع پر اتباع سنت یا حصول اولاد کا جذبہ نہیں رکھتے (اور یہ جذبہ ہی اصل نیت ہے) بلکہ صرف اور صرف شہوات کی تکمیل اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی عیش وعشرت ہی اُسکے پیش نظر ہوتی ہے۔

سبحان اللہ! تمام اعمال میں نیتوں کو خالص کرنا کتنا مشکل کام ہے اور ہم اس منزل سے کس قدر دور ہیں!! واللہ المستعان

نیت کو خالص وصحیح بنانے کے اسباب

(۱)........رب تعالیٰ کی عظمت کا احساس پیدا کر کے اپنے ایمان مضبوط کرنا۔

(۲)........شریعت مطہرہ پر مضبوطی کیساتھ ایمان لانا اور یہ یقین کر لینا کہ یہ اللہ کا دین اور اُسکی رضا جوئی کا ذریعہ ہے۔

(۳)........اس عمل کے دنیوی واُخروی فوائد وفضائل سے آگاہی حاصل کرنا۔

(۴)......اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم جاننا۔ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللهِ اَكْبَرُ

(۵)........جب کسی بندے کا دل اللہ کی محبت سے پر ہوجائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزوں کو اپنے نفس اور اپنی خواہشات پر ترجیح دینے لگے تو درست نیت اسکا مقدر ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

(۶)........صحیح نیت کے حصول کیلئے اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگنا۔

ان امور کی ندرت وکمیابی اور صعوبت کی وجہ سے کئی سلف صالحین بعض اعمال صالحہ کو صرف اسی وجہ سے ترک کر دیتے تھے کہ صحیح نیت نہیں بن پاتی تھی۔

جب والی نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بعض علماء نے اُن سے کہا: آپ عمرے کیلئے چلے جائیں۔ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حوالے سے ابھی میری نیت نہیں بن پائی۔

اسی طرح بعض سلف صالحین سے جب کسی نیکی کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: ''اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نیت عطا فرمائی تو میں یہ نیکی بھی کرلونگا''۔

○ طاؤس رحمہ اللہ نیت کے بغیر احادیث بیان نہیں کرتے تھے اور جب نہ کہا جاتا تو خود ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث بیان کرنے لگتے۔ چنانچہ جب کسی نے اس حوالے سے استفسار کیا تو فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں بغیر نیت کے احادیث بیان کروں؟ جب میری نیت مستحضر ہوتی ہے تو میں احادیث بیان کرتا ہوں۔ اسی طرح جب کسی نے اُن سے کہا: ہمارے لئے دعا کیجئے! تو فرمایا: پہلے مجھے نیت بنانے دو پھر دعا کرونگا۔

○ **بعض صالحین** کا قول ہے: ''ایک ماہ سے میں کسی آدمی کی عیادت کیلئے نیت بنانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن ابھی تک نیت بن کے ہی نہیں دے رہی۔

○ **داؤد بن محبر** نے فضائل میں ایک کتاب لکھی اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر پیش کی، اسکا جائزہ لینے کے بعد اُنہوں نے فرمایا: اس میں ضعیف سندیں بھی ہیں۔ داؤد بن محبر نے عرض کیا: میں نے پیش نظر رکھا ہے۔ پھر احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسی نیت کیساتھ دوبارہ اسے پڑھا اور پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ نے اچھا استفادہ کیا ہے۔

یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں میمون بن مہران کیساتھ اُنکے دروازے تک گیا اور پلٹ آیا، اُنکے بیٹے نے اُن سے کہا: آپ انہیں رات کا کھانا پیش نہیں کریں گے؟ فرمایا: یہ بات میری نیت میں نہیں تھی۔

جان لیجئے کہ نیت ہی عمل کی روح ہے، اگر کوئی عمل سچی نیت سے عاری ہو تو وہ محض ریاکاری و تکلف ہوتا ہے جو بجائے ثواب کے اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

نیتوں میں لوگوں کا تفاوت

بعض لوگ جہنم کی آگ سے بچنے کیلئے عمل کرتے ہیں، بعض لوگوں کا مقصود اجر و ثواب ہوتا ہے، اگرچہ یہ بھی صحیح نیتیں ہیں لیکن ان سے اعلیٰ تر نیت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم ومحبت میں اور صرف اُسکی ذات کریم کی فرمانبرداری کی نیت سے عمل کرلے۔

''لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ''

بیک وقت ایک انسان جنت کے حصول، جہنم سے خلاصی اور رضائے الٰہی کے حصول کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت کر سکتا ہے۔ جنت اور جہنم کے تصور سے یکسر کٹ جانا گویا اُن تمام آیات و احادیث سے بے رغبتی ہے جن میں انکی ترغیب و ترھیب مذکور ہے۔ لہٰذا یوں کہا جائے کہ ایک وقت میں تینوں کی نیت رکھے البتہ رضائے الٰہی کو مقدم رکھے۔

یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ کبھی کسی مباح یا کم فضیلت والے عمل کی نیت متحضر ہوتی ہے تو اس صورت میں اعلیٰ و افضل عمل کی بجائے اسی عمل کو اختیار کرنا چاہیے جسکی نیت ہو اور وہی بندے کے حق میں بہتر ہے۔ مثلاً ایک شخص کھانے پینے یا سونے کی نیت رکھتا ہے تا کہ اپنے نفس کو راحت پہنچائے اور مستقبل میں عبادات کیلئے تیار کر رکھے اور اس موقع پر نفل نماز یا روزے کی نیت اسکے دل میں پیدا نہیں ہو رہی تو یہ مباح چیزیں ہی اُسکے حق میں بہتر ہونگی۔ بلکہ اگر کوئی بندہ عبادت سے اُکتا جائے اور تھکاوٹ دور کرنے اور دوبارہ نشاط حاصل کرنے کے لئے کسی مباح کھیل میں مصروف ہو جائے تو یہ بھی اُسکے حق میں مفید ہے۔

○ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ فَاِنَّهَا اِذَا اسْتُكْرِهْنَ عَمِيَتْ“

”اپنے دلوں کو تفریح مہیا کرتے رہا کرو، کیونکہ جب انہیں زبردستی کسی بات پر مجبور کیا جائے تو یہ اندھے ہو جاتے ہیں“

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[اِنِّيْ لَأَسْتَجِمُّ نَفْسِيْ بِشَيْءٍ مِنَ اللَّهْوِ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ عَوْنًا لِيْ عَلَى الْحَقِّ]

”میں اپنے نفس کو قدرے کھیل سے راحت پہنچاتا ہوں اور یہ چیز حق پر میری مددگار ثابت ہوتی ہے“۔

لہٰذا بندے کو چاہیئے کہ اپنے تمام اعمال احوال پر تدبر کرے، بندے کے نفس اور شیطان کے مابین ہر وقت ایک کشمکش اور جنگ جاری رہتی ہے اور جنگ تو دھوکے کا دوسرا نام ہے، کبھی مجاہد اپنے دشمن کو دھوکے میں ڈالنے کیلئے میدان سے بھاگتا ہے اور دشمن کو تنگ جگہ پر لے آتا ہے، پھر پینترا بدل کر دوبارہ حملہ آور ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام افعال واقوال اور اعمال وافکار تین اقسام پر منحصر ہیں:

①.....گناہ ②.....نیکی ③.....مباح

جہاں تک گناہوں کی بات ہے تو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ نیت سے گناہ کی حیثیت نہیں بدلتی، گناہ کبھی نیت کے اچھا ہونے سے نیکی یا مباح نہیں بن سکتا۔ لہٰذا کسی جاہل کو اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے اس حدیث سے مدد نہیں لینی چاہیے کہ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"۔ مثلاً ایک شخص کسی کی غیبت کرتا ہے تا کہ دوسرے کو خوش کرے، یا حرام مال سے فقیر کو روٹی کھلاتا ہے، یا مدرسہ ومسجد بناتا ہے، غیر محرم عورتوں کو دیکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میری نیت اچھی ہے تو ایسا شخص جاہل مرکب ہے۔ ایک تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور دوسرا اس نافرمانی کو نیکی سمجھتا ہے۔

البتہ نیکیاں اپنی صحت اور فضیلت میں اضافے کے اعتبار سے نیت کیساتھ مربوط ہوتی ہیں، اگر صرف اللہ کی رضا مقصود ہو تو نیکی کا کام اللہ کے ہاں نیکی ٹھہرتا ہے، پھر نیت میں جس قدر خلوص اور سچائی ہو اتنی ہی نیکی بھی قابل قدر ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس سے ریا کاری مقصود ہو تو اللہ کے ہاں وہ معصیت قرار پاتی ہے۔

ایک نیکی پر اگر کئی اچھی نیتیں کر لی جائیں تو اُس کا ثواب بھی کئی گناہ بڑھ جاتا ہے، مثلاً مسجد میں بیٹھنا ایک نیکی ہے اور اس نیکی کیساتھ کئی دیگر اچھی نیتیں بھی ہو سکتی ہیں جن کے ذریعے انسان کی متقین کے فضائل اور مقربین کے درجات تک پہنچ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل نیتیں بھی کی جا سکتی ہیں:

①.........مسجد کو اللہ کا گھر سمجھ کر اس میں بیٹھے

②.........ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے

③.........سمع وبصر اور دیگر اعضاء کو گناہوں سے روکنے کی نیت رکھے

④.........اللہ تعالیٰ کیلئے اپنی فکر کو مجتمع کرنے کی نیت رکھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤........اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے یا سننے کا ارادہ رکھے

⑥........نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا قصد کرے

⑦........اپنے کسی بھائی سے استفادہ کرنے کی نیت رکھے، کیونکہ مسجد میں صالحین کا آنا جانا ہوتا ہے۔

⑧........اللہ تعالیٰ کے حیا سے گناہ ترک کرنے کی نیت کرے۔

⑨........قرآن سیکھنے، سکھانے یا اسکی تلاوت کرنے کی نیت رکھے۔

⑩........علم سیکھنے کا قصد کرے

(۱۱)........علماء وصالحین سے ملاقات کی نیت کرنا، کیونکہ انکی ملاقات بھی عبادت ہے۔

(۱۲)........فرشتوں کی دعا پانے کی آرزو رکھے، کیونکہ جب کوئی بندہ نماز پڑھنے کے بعد اُسی جگہ بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُسکے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو جائے یا کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

اور اسی طرح کی دیگر نیتیں بھی کی جا سکتی ہیں۔

باقی تمام اعمال مثلاً جہاد، دعوت، طلب علم، بھائیوں سے ملاقات اور مریضوں کی عیادت وغیرہ میں بھی بہت سے صالح نیتیں کی جا سکتی ہیں۔اور یہ اُسی وقت ممکن ہے کہ جب انسان کے دل میں عمل صالح اور نیکیوں کی بہت زیادہ اور شدید رغبت ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسکا وافر حصہ نصیب فرمائے۔

اور جہاں تک مباحات کی بات ہے تو اچھی نیت کی بدولت وہ بھی نیکیوں کا درجہ پالیتی ہیں ۔کتنا ہی خسارے میں ہے ایسا شخص جو مباح چیزوں کیساتھ جانوروں کا سا طرزِ عمل اپناتا ہے اور اچھے مقاصد و ارادوں سے غافل رہتا ہے۔لہٰذا بندے کو چاہیئے کہ اپنے دل میں آنے والے ایک ایک خیال پر اللہ سے اجر کی اُمید رکھے، ایک ایک قدم پر بھلائی کا قصد کرے، ایک ایک لمحے کو نیکی کی نیت سے قیمتی بنائے اور ایک ایک لفظ پر بھلائی چاہے۔ کیونکہ ان تمام کے متعلق قیامت کے دن سوال ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز مباح امور میں اگر نیت بری ہو تو وہ مباح چیزیں بھی گناہ بن جاتی ہیں۔ مثلاً جمعہ کے دن خوشبو لگانا، اگر کوئی شخص صرف لذت کیلئے خوشبو لگاتا ہے تو یہ مباح ہے، اور اگر اجنبی عورتوں کی توجہ پانے کیلئے یا فخر وغرور ظاہر کرنے اور لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام ومرتبہ پیدا کرنے کیلئے خوشبو لگاتا ہے تو یہ عمل گناہ بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اتباع سنت، تعظیم مسجد اور اپنے نمازی بھائیوں کو خوشبو سے راحت پہنچانے کیلئے خوشبو لگاتا ہے تو یہی عمل نیکی بن جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتوقیر کیلئے خوشبو لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اُسکے لئے مزین ہوا جائے۔ سلف صالحین روزانہ رات کو مہنگی ترین خوشبوئیں خوب اچھی طرح لگایا کرتے تھے۔ جیسا کہ "فتاویٰ الدین الخالص" کی پانچویں جلد کے باب التھجد میں تفصیلاً یہ بات بیان کر چکے ہیں۔

بعض سلف صالحین کا معمول تھا کہ رب العالمین کی خاطر مزین ہونے کیلئے روزانہ رات کو لباس تبدیل کیا کرتے تھے۔ اگر آپ بھی آخرت کے خریدار ہیں تو اس بات پر خوب غور کیجئے۔ اور باقی تمام مباحات کو بھی اسی پر قیاس کیجئے۔

○ **سیدنا معاذ بن جبل** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إِنِّي أَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي" [بخاری]

"بے شک میں اپنی نیند پر بھی اسی طرح اجر کی امید رکھتا ہوں جس طرح اپنے قیام پر اجر کی امید رکھتا ہوں"

○ **ابن قیم** رحمہ اللہ مقربین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مباحات بھی صحیح نیت کی بدولت اُنکے حق میں طاعات بن جاتی ہیں۔

بلکہ نبی کریم ﷺ تو یہانتک فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی کا اپنی بیوی کیساتھ ہمبستری کرنا بھی صدقہ ہے" صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کوئی شخص آکر اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس پر بھی اُس کیلئے اجر ہے؟ فرمایا: "اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر وہ حرام جگہ پر اپنی شہوت پوری کرتا تو اُسے گناہ نہ ملتا؟ تو اسی طرح حلال جگہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہوت پوری کرنے پر اُس کیلئے اجر ہے۔ (مسلم)

اگر نیت صحیح ہونے کی وجہ سے ہمبستری پر بھی اجر ہے تو باقی اعمال پر کیوں نہیں ہو سکتا؟

اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں جس نے اپنے بندوں کیلئے نیکیوں کی راہیں آسان کر دیں۔

اے اللہ! تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، تیرے لئے ہی تمام تر شکر ہے اور تمام معاملات صرف تیری طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔

محترم قارئین! ہمیں چاہیئے کہ ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں اور ہر قول وعمل سے پہلے اس بات پر ضرور غور کریں کہ اس سے ہمیں کیا مقصود ہے؟ اور ہم کس لیے یہ عمل کر رہے ہیں؟ اگر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو تو وہ عمل کر گزریے ورنہ رُک جایئے اور پھر اس بات کا بھی جائزہ لیجئے کہ آپکا رُکنا بھی صحیح نیت کے ساتھ یا اس کے پیچھے بھی کوئی مخفی خواہش کارگر ہے۔ واللہ المستعان۔

ان امور میں باریک بینی سے وہی شخص کام لے سکتا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو، آخرت کا خوف رکھتا ہو، اور اعمال صالحہ کا شوق رکھتا ہو...... ورنہ لوگوں کی اکثریت بلکہ خواص بھی ان امور سے غافل رہی رہتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ بار بار اپنے اعمال و نیات کا جائزہ لیں اور اُنکی درستی کی کوشش کرتے رہیں۔ وباللہ التوفیق

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲- فائدہ

انواع التوحید کی اجمالی معرفت

توحید کی پانچ انواع ہیں:

①۔ توحید الذات:...... یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ رب تعالیٰ کی ذات میں کوئی بھی شریک نہیں، اور نہ ہی اُسکی ذات جیسا کوئی دوسرا ہے۔

②۔...... التوحيد العلمي الخبري: اسے توحید ربوبیت بھی کہا جاتا ہے۔

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کا خالق، رازق، متصرف، زندہ کرنے اور مارنے والا اور دیگر تمام معاملات چلانے والا ہے۔ توحید باقی انواع توحید کا پہلا زینہ ہے اور اہم ترین ہے۔ مشرکین مکہ اگر چہ اس کے قائل تھے لیکن ٹھیک طور پر یہ توحید اُنکے دلوں میں داخل نہ ہوئی تھی...... ورنہ جس شخص کے دل میں رب تعالیٰ کی عظمت گھر کر جائے اور یہ عقیدہ اُسکے دل و دماغ میں بیٹھ جائے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی خالق و رازق ہے، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے، وہی ہر چیز پر قادر و متصرف ہے، وہ اکیلا ہی عزت دینے اور ذلیل کرنے والا ہے، کسی کو بلندی سے ہمکنار اور کسی کو پستی سے دوچار کرنے والا ہے ...... یہ سب باتیں جس کے دل میں بیٹھ جائیں پھر وہ توحید کی باقی انواع کا انکار نہیں کر سکتا...... حقیقت یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے اس توحید کو بھی ٹھیک طور سے نہیں پہچانا تھا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ [یونس: ۳۱]

"(اے نبی!) ﷺ کہہ دیجئے تمہیں آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے؟ تو وہ (کافر) ضرور کہیں گے: اللہ! تو کہہ دیجئے کیا پھر تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟

یعنی جب تم اللہ تعالیٰ کے ان تمام تصرفات کا اعتراف کرتے ہو تو پھر اُس سے ڈرتے کیوں نہیں؟ شرک سے بچتے کیوں نہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ توحید اُنکے دل میں داخل نہ ہوئی تھی کیونکہ اگر توحید ربوبیت دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے تو تقویٰ اسکا لازمی نتیجہ ہے۔

بعض لوگ اس توحید کا اہتمام ہی نہیں کرتے، جبکہ بعض لوگ اسی کو مقصود بنائے رکھتے ہیں اس سے آگے نہیں بڑھتے، دونوں قسم کے لوگوں کا طرزِ عمل غلط ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس توحید کو بھی درست طور پر جاننا ضروری ہے اور اسکے بعد والی اقسام توحید کی معرفت بھی انتہائی ضروری ہے۔

(۳)...... **توحيد الأسماء و الصفات** :۔ یہ بھی توحید العلمی الخبری میں داخل ہے۔ اسکا معنیٰ یہ ہے کہ کتاب وسنت میں وارد ہونے والے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات کو بغیر کسی تعطیل، تاویل، تحریف، تمثیل یا تکییف کے ماننا۔

جو شخص رب تعالیٰ کی تمام یا بعض صفات کو معطل قرار دیتا ہے وہ جَہمِی ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق سے تشبیہ دیتا ہے وہ مشبّہ ہے، اور جو انکی تاویل کرے وہ بدعتی ہے، اور جو شخص انکا اس طرح اثبات کرے جو انکے شایان شان ہے وہ مؤحد مومن ہے۔ یہ توحید خواص مؤمنین کی توحید ہے، وہی اسکا اہتمام کرتے اور اپنے تمام احوال کو اسکے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس توحید کا معنیٰ اسماء باری تعالیٰ کو فقط جان لینا نہیں بلکہ اپنے علم وعمل اور اقوال واحوال کو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تقاضوں کے مطابق ڈھال لینا ہے۔ مثلاً جب ہم نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن یعنی اپنے بندوں پر مہربان ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہمیں یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مظاہر اور اقسام کیا ہیں؟ اسکی رحمت کس قدر وسیع ہے؟ پھر اپنے دل کو اُسکی طرف متوجہ کر لینا چاہیئے اور اپنی تمام امیدیں اُسی کے ساتھ جوڑ لینی چاہئیں کہ وہی تو مہربان مالک ہے۔ اور پھر اپنے دل میں رب تعالیٰ کی محبت پیدا کرنی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اسی طرح باقی اسماء وصفات کیساتھ بھی ہمیں اُنکے تقاضوں کے مطابق رویہ اپنانا چاہیئے۔

یہی وہ لذیذ ترین توحید ہے جس کی مٹھاس ہر مٹھاس سے بڑھ کر ہے اور خواص مؤمنین کے نزدیک اسکی لذت باقی تمام لذتوں سے برتر ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے۔ (آمین)

بہت سے موحدین ایسے بھی ہیں جو اس توحید کا بھی کوئی اہتمام نہیں کرتے اور اس میں پختگی کیلیئے کوئی کوشش نہیں کرتے۔

جب کہ تعطیل اور تاویل کرنے والے لوگ تو اس افضل و برتر اور میٹھی ولذیذ تر چیز سے محروم ہی رہتے ہیں۔ واللہ المستعان۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" [بخاری]

"بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں داخل ہو گیا"

(۴)......توحید عبادت:۔ جسے توحید الوہیت اور توحید طلبی بھی کہتے ہیں۔ توحید عبادت یہ ہے کہ بندہ اپنی تمام عبادات کو صرف اللہ وحدہ لاشریک کیلیئے بجالائے۔ اُسی کی تعظیم ومحبت سے اسکا دل شادکام ہو، اُسی کا خوف رکھے، اُسی سے امید باندھے، اُسی کی طرف متوجہ ہو، اُسی پر توکل کرے، اُسی کی خاطر صبر کرے، اُسی کی جناب میں ذلت وتواضع اور خشوع وسجود اور تمام عبادات پیش کرے۔

یہی وہ توحید ہے جو تمام انبیاء ورسل کی دعوت کا مرکز تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس کا تقاضا کرتا ہے۔ تمام انواع توحید کی غایت ومنزل یہی توحید ہے، اسی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے موحد و مشرک اور مومن و کافر کا فرق واضح ہوتا ہے۔ اہل ایمان بھی اس توحید میں مختلف درجات پر ہوتے ہیں، بعض تو اسکی چوٹی پر فائز ہوتے ہیں جب کہ بعض ان سے کمتر درجات پر، یہاںتک کہ بعض کا معاملہ ایک دانے اور ذرے تک آپہنچتا ہے۔ جس کے دل میں اپنے رب کی جتنی شدید محبت ہوگی، جو جتنی کثرت کیساتھ عبادات کا اہتمام کرے گا، جس کا توکل، صبر، خوف اور خشیت جس قدر مضبوط ہوگی، اُتنا ہی اسکا ایمان بھی قوی ہوگا اور وہ حقیقی مومن کہلائے گا۔ اسے پاکیزہ و سعادت مند زندگی نصیب ہوگی، ہمیشہ والی جنت سے پہلے ہی وہ گویا جنت میں ہوگا، اگرچہ ظاہری طور پر وہ غم و بدحالی کا شکار ہو لیکن روحانی طور پر وہ خوشی و سرشاری میں ہوگا۔ جس قدر کسی بندے کی عبادات میں اخلاص و نکھار اور کثرت پیدا ہوگی اُسی قدر اُسکی توحید پختہ ہوگی۔

(۵)......توحید حاکمیت:۔ اسے توحید تشریع بھی کہا جاتا ہے۔

قانون سازی اور حاکمیت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو دینا توحید حاکمیت کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾“

”فیصلے کا سارا اختیار اللہ ہی کو ہے“ [الانعام:۵۷]

اور فرمایا: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾“

[الشوریٰ: ۲۱]

”کیا ان کیلیے (اللہ کے سوا) شریک ہیں جنہوں نے ان کیلیے وہ دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا؟“

نیز فرمایا: ﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ “ [الشوریٰ]

”اور (دین) کی جس چیز میں بھی تم نے اختلاف کیا تو اسکا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے“

اور فرمایا: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾“

[المائدہ:٤٤]

”اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی کافر ہیں“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے سوا کسی کو قانون سازی کا حق نہیں۔ اللہ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی عمل کو جائز و ناجائز قرار دے، قوانین و احکام اور حدود متعین کرتا پھرے۔ جس نے بھی یہ حق غیر اللہ کو دیا وہ مشرک ہے اُسکے کفر میں کوئی شک نہیں۔

جس شخص نے بادشاہوں یا احبار و رھبان یا عوام کو اسلامی شریعت کے بغیر قانون سازی کا حق دیا اُسکے مشرک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی لیے ڈیموکریسی (جمہوریت) اسلام کے صریح خلاف ہے، کیونکہ اسکا معنیٰ ہی عوام کی حاکمیت ہے جو صریح کفر ہے۔

اس مسئلے پر غور کیجئے اور کوتاہی و تساہل کا ارتکاب مت کیجئے۔ پہلی قسم کے علاوہ باقی چاروں انواع عقلی طور پر دو اقسام پر تقسیم ہو سکتی ہے: توحید علمی اور توحید عملی۔ اس اعتبار سے یہ ٹوٹل سترہ اقسام ہو گئیں۔ ان میں سے اکثر کی مثالیں موجود ہیں جب کہ بعض کی کوئی مثال نہیں، کیونکہ یہ تو فقط ایک عقلی تقسیم ہے۔

اہل ایمان کیلئے ولاء (دلی دوستی اور مدد و نصرت اور محبت کا تعلق) اور کفار مجرمین سے لاتعلقی و دشمنی بھی توحید میں شامل بلکہ توحید کی افضل ترین قسم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان: "اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ وَالْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْمُعَادَاةُ فِي اللّٰهِ" [رواه احمد باسناد صحيح]

"اللہ کیلئے محبت اور اللہ کی خاطر نفرت کرنا، اللہ کیلئے دوستی اور اللہ کیلئے دشمنی رکھنا اور افضل ترین عمل ہے"۔

کفار کی چال ڈھال، لباس و اخلاق اور عادات و اطوار میں انکی مشابہت سے بچنا بھی اس میں شامل ہے۔ لہذا جو شخص کفار کی مشابہت ترک کر دے وہ موحد ہے اور جو سنت پر کفار کی مشابہت کو ترجیح دے وہ اُنہی میں سے ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

اس طرح توحید کی بیس اقسام ہو گئیں، اور یہ میری اپنی اختیار کردہ تقسیم ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے "القصيدة" میں توحید اسماء و صفات کو متصل و منفصل اور سلب و ایجاب پر تقسیم فرمایا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ! ہمیں توحید خالص نصیب فرما۔ اسی پر زندہ رکھ، اسی پر موت دے اور اسی پر حشر کے دن مبعوث فرما......... کہ یہ بات تیری لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

توحید کے فوائد

(۱)......... جو فوائد ایمان پہلی جلد میں مذکور ہیں، اور جنکی تعداد سو تک پہنچتی ہے وہی توحید کے فوائد بھی ہیں۔ (دیکھئے: الفوائد ۱/۲۷۳)

(۲)......... توحید انسان کیلئے شرح صدر کا باعث ہے۔

(۳)......... جس نے توحید کی حقیقت کو پالیا وہ بغیر کسی حساب یا عذاب کے جنت میں داخل ہو گیا۔

(۴)......... جن بندے کے دل میں ادنیٰ ترین توحید ہو، وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل نہ ہوگا، اور اگر کسی کے دل میں کامل درجے کی توحید ہو تو وہ سرے سے جہنم میں داخل ہی نہ ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

(۵)......... توحید کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور خطائیں بخش دی جاتی ہیں۔

(۶)......... دنیا و آخرت کے تمام غموں اور پریشانیوں کا سبب ہے۔

(۷)......... شیطان سے بچاؤ کا باعث ہے۔

(۸)......... حاسد کے حسد سے بچاتی ہے

(۹)......... رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا حقدار بناتی ہے۔

(۱۰)......... موحدین کو ہی قیامت والے دن اپنے موحد عزیز و اقارب کی شفاعت کی اجازت دی جائیگی، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اُنکی قدر و منزلت کی دلیل ہے۔

(۱۱)......... دنیا و آخرت میں صاحب توحید کو ہدایت اور مکمل امن حاصل ہوتا ہے۔

(۱۲)......... اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصول ثواب کا بنیادی سبب ہے۔

(۱۳)......... تمام ظاہری و باطنی اقوال و اعمال کی قبولیت، کمال اور ثواب توحید پر ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقوف ہے۔

(۱۴)........توحید کی وجہ سے بندے پر نیکی کی راہ ہموار ہوتی ہے، برائیوں کا ارتکاب مشکل ہوتا ہے اور یہی توحید تمام مصائب پر تسلی بھی بن جاتی ہے۔

(۱۵)........اسی کی وجہ سے موحد کی جان اور مال کو حرمت ملتی ہے۔

(۱۶)........جب یہ توحید دل میں اتر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے دل میں ایمان کی محبت ڈال دیتا ہے اور ایمان کو اُسکے لئے مزین کر دیتا ہے، جبکہ کفر وفسق اور نافرمانی کو اُس کیلئے ناپسندیدہ کر دیتا ہے۔

(۱۷)....توحید کے ذریعے بندے کو مخلوق کی غلامی سے نجات ملتی ہے۔بندہ اپنی امیدیں اور آرزوئیں مخلوق سے کاٹ کر صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کر لیتا ہے اور مخلوق کے خوف سے بھی آزاد ہو جاتا ہے۔یہی چیز بندے کیلئے باعث اعزاز اور اسکا حقیقی شرف ہے۔

(۱۸)........جب یہ توحید راسخ ہو جائے تو اعمال کا ثواب کئی گناہ بڑھ جاتا ہے۔

(۱۹)........اللہ تعالیٰ فتح ونصرت کا ضامن بن جاتا ہے۔

(۲۰)....اللہ تعالیٰ اپنے موحد بندوں کو دنیا وآخرت کی تمام برائیوں سے بچاتا ہے اور انہیں پاکیزہ واطمینان بھری زندگی سے نوازتا ہے۔

(۲۱)....توحید خالص انسان کے دل سے ریا وحسد اور دیگر باطنی کبائر کو نکال پھینکتی ہے۔

(۲۲)...اولاد کی نمازیں اور صدقات بھی موحدین کے علاوہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا پاتے۔

(بدائع الفوائد ۲/۲۴۵)، نضرة النعيم (۱۳٤۲)، زاد المعاد ۲ /۲۳، ۲۸)

(۲۳)........توحید ہی تمام نیکیوں کی اساس ہے۔

(۲۴)........اسکا عظیم ترین فائدہ رب تعالیٰ کی رضا ومحبت کا حصول ہے۔

(۲۵)........اسی کی وجہ سے کسی بندے کو اللہ کی ولایت نصیب ہوتی ہے۔

(واللہ المستعان وعلیہ التکلان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳- فائدہ

ایمان کی شاخیں

بعض بھائیوں نے مجھ سے شعب الایمان کی تعداد کے متعلق سوال کیا کہ یہ کتنی ہیں؟ کیا یہ کسی حدیث میں اکٹھی مذکور ہیں؟ اور کیا کسی کتابچے میں انہیں جمع کیا گیا ہے؟

میں نے اُس بھائی کو اس مبارک کتابچے کی صورت میں جواب دیا کہ جسکے مطالعے سے ایمان وایقان میں مضبوطی اور جسے سننے سے کانوں کو لذت حاصل ہوگی۔ ان شاء اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، ہم اُسکی تعریف کرتے ہیں، اُس سے مدد چاہتے ہیں، گناہوں کی بخشش کا سوال کرتے ہیں اور اپنے نفس واعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت سے نواز دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اُسکے بندے اور رسول ہیں۔

اما بعد: ایک کمتر عقل رکھنے والا شخص بھی بخوبی اس بات سے واقف ہے کہ دنیا وآخرت میں اُسی شخص کیلئے نجات ہے جو ایمان ویقین کے اوصاف سے متصف ہو۔ لہٰذا تمام اہل عقل کو ان اوصاف سے متصف ہونے کی کوشش اور محنت کرنی چاہیئے۔

ذیل میں ہم قرآن وسنت میں میں وارد شعب الایمان (ایمان کی شاخیں) قدرے اختصار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیساتھ بیان کریں گے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ، وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ''

''ایمان کی ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں، جن میں سے افضل ترین شاخ ''لا الہ الا اللہ'' کہنا اور ادنیٰ ترین شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے، اور حیاء بھی ایمان کی ایک عظیم شاخ ہے''۔

لہٰذا جس شخص میں یہ تمام صفات پائی جائیں وہ کامل ترین مؤمن ہے اور جو انہیں سرے سے فراموش کردے وہ جاہل اور فاسد ترین آدمی ہے، اور جس میں ان شاخوں کے حوالے سے کچھ کمی پائی گئی تو اُس کے ایمان میں بھی اتنی ہی کمی ہوگی۔ سہولت کی غرض سے ہم نے قرآن مجید اور سنت صحیحہ کی روشنی میں ان شاخوں کو ترتیب وار بیان کردیا ہے:

(۱)...اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق ومالک ہے، وہی اللہ معبود برحق ہے، اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، خلق اور امر میں وہ یکتا ہے، تمام معاملات کی تدبیر وتصرف اُسی کے اختیار میں ہے، وہ دلوں کے بھید بھی بخوبی جانتا ہے اور زمین وآسمان کی کوئی چیز اُس پر مخفی نہیں، وہ بہت سننے اور خوب جاننے والا ہے۔

(۲).....اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام اوصاف کمال وجلال اور عزت وجمال سے متصف ہے، اُسکے پیارے پیارے نام اور برگزیدہ صفات ہیں، اُسکی ذات اور صفات کسی کے مشابہ نہیں۔

اور ان تمام صفات پر ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق یا اُسکے رسول ﷺ نے اُسکے متعلق بتلائی ہیں، اور اُن میں کسی قسم کی تحریف وتاویل نہ کرنا،

(۳).....اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ یہ ساری کائنات حادث اور اللہ کی محتاج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات سے بے پرواہ اور غنی ہے

اُسکی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾
''وہی اول بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی اور باطن بھی اور وہی ہر شے کو خوب جاننے والا ہے''۔ [الحدید:۳]

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:''اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ '' [ترمذی: ۲ /۳۸، مشکوٰۃ:۱/۲۱]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا''

(۴)......فرشتوں پر ایمان رکھنا

(۵)......اللہ کی کتابوں پر ایمان رکھنا

(۶)......اللہ کے رسولوں پر ایمان رکھنا

(۷)......اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھنا

(۸)......آخرت کے دن پر ایمان رکھنا

ان سب کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ﴾ [البقرۃ۱۷۷]

''بلکہ نیکی تو اس شخص کی ہے جو اللہ پر آخرت کے دن پر فرشتوں پر (آسمانی) کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے''

اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں :''اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ'' [بخاری ۱/۱۲، مسلم ۱/۲۷]

''ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ پر، اُسکے فرشتوں پر، اُسکی کتابوں پر، اُسکے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائیں''

(۹)......اس بات پر ایمان رکھنا کہ قبر میں دو فرشتے سوال کریں گے، قیامت کے دن جی اٹھنا ہوگا، حساب و کتاب اور میزان و پل صراط کے مراحل درپیش ہونگے۔ یہ سب بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت پر ایمان میں شامل ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ سے شدید ترین محبت ہونا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ" [البقرة :١٦٥]

"ایمان والے اللہ کی محبت میں زیادہ سخت ہیں"۔

حدیث میں آتا ہے: "ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُّحِبَّ الْعَبْدَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ"

[بخاری ۱/۷، مسلم ۱/۴۹]

"تین چیزیں جس میں ہوں، وہ انکے ذریعے ایمان کی مٹھاس پالیتا ہے: اللہ اور اُسکا رسول اسکے نزدیک باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، کسی بندے سے محبت کرے تو صرف اللہ کیلئے، اور کفر میں پلٹ جانے کو یوں ناپسند کرے جس طرح آگ میں پھینکا جانا اُسے ناپسند ہے"۔

جسکے دل میں اللہ کی محبت نہیں وہ نہ تو اہل ایمان میں سے ہے اور نہ ہی اُسے عبادت گزار کہا جاسکتا ہے کیونکہ محبت وذلت سے ملکر ہی عبادت بنتی ہے۔

(۱۱)...... کسی غرض، عوض یا صورت سے متاثر ہوئے بغیر صرف للہ فی اللہ محبت کرنا۔

(۱۲)...... صرف اللہ کیلئے بغض رکھنا۔ یعنی مؤمن اللہ کے دشمنوں اور اُسکی پیاری شریعت کے مخالفین سے بغض وعداوت رکھتا ہے۔

اسکی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

"مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ"

(ترمذی ۲/۳۰۹، ابوداؤد ۲/۲۸۷، احمد ۳/۴۴۰، مشکوٰۃ ۱/۱۴)

"جس نے اللہ کیلئے محبت اور اللہ کیلئے نفرت کی، اللہ کیلئے کسی کو دیا اور اللہ کیلئے کسی سے روکا، تو یقیناً اُس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳)۔ پیارے پیغمبر محمد کریم ﷺ کیساتھ اپنی جان، اولا داور تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرنا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ“ [بخاری ۷/۱، مسلم ۴۹/۱]

”تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا یہانتک کہ میں اُسکے نزدیک اُسکے والد، اُسکی اولادا ورتمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں“۔

لہٰذا مؤمن اپنے پیارے نبی ﷺ کے حکم کو ان سب کے حکم پر مقدم رکھتا ہے۔ اس لیے بھی کہ نبی کریم ﷺ کے اپنی امت پر بے شمار احسانات ہیں اور محسن و منعم کیساتھ محبت واجب ہے۔

(۱۴)....... نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجالانا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ﴾ [الفتح :۸۔ ۹]

”(اے نبی) بلاشبہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والے اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تا کہ تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور تم اسکی مدد کرو اور اسکا اُدب کرو اور تم صبح اور شام اس (اللہ) کی پاکی بیان کرو“

نیز فرمایا: ﴿ لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾

[الحجرات: ۲]

”تم اپنی آواز میں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور آپ سے اونچی آواز میں بات نہ کرو، جیسے تم ایک دوسرے سے اونچی آواز میں (بات) کرتے ہو، کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔“

اور فرمایا: ﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴾

[النور:۶۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں"

(۱۵)......نماز وغیرہ میں بالعموم آپ ﷺ کا ذکر آنے پر بالخصوص درود پڑھنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾. [الأحزاب: ٥٦]

"بلاشبہ اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو"

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "اُس آدمی کا ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"

(ترمذی، نسائی، ابن حبان، حاکم۔ دیکھئے: مشکوٰۃ ۸۶/۱، الترغیب ۵۱۰/۲)

(۱۶)......سنت رسول ﷺ کی پیروی کرنا۔ ایک مؤمن کو چاہیے کہ آپ ﷺ کے تمام اقوال وافعال اور آپکی لائی ہوئی شریعت کی اتباع کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مواقع پر اسکا حکم دیا ہے۔

فرمایا: ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي ﴾ [آل عمران: ٣١]

"آپ کہہ دیجئے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو"

اور فرمایا: ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾" [النور: ٦٣]

"لہٰذا چاہیئے کہ جو لوگ اس (اللہ کے رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اس (بات) سے ڈریں کہ انہیں کوئی آزمائش آپڑے یا انہیں دردناک عذاب آلے"۔

اور فرمایا: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ [النسآء: ٦٥]

"چنانچہ (اے نبی!) آپکے رب کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک وہ باہمی اختلافات میں آپکو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپکے کئے ہوئے فیصلے پر انکے دلوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں"۔

اور آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قِيلَ وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى" [بخاری]

"میری تمام امت جنت میں جائے گی سوائے اُسکے جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔ پوچھا گیا: کون ہے جس نے انکار کیا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اُس نے جنت میں جانے سے انکار کیا"

لہٰذا آپ ﷺ کی راہ کے سوا ہدایت و جنت کی کوئی راہ نہیں۔ اور جان بوجھ کر سنت کی مخالفت کرنے والا شخص مؤمن ہی نہیں۔

(واللہ المستعان)

(۱۷)...... تمام عبادات میں اللہ رب العالمین کیلئے اخلاص اختیار کرنا۔ کیونکہ اُس وقت تک کسی بندے کا ایمان مکمل ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنی تمام عبادات کو اللہ ہی کیلئے خالص نہ کرلے اور صرف رضائے الٰہی کا طلبگار نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم کتاب میں بارہا اخلاص کا حکم دیا ہے۔

فرمایا: ﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ [غافر: ۱۴]

"لہٰذا تم اللہ کیلئے بندگی خالص کرتے ہوئے اسی کو پکارو" اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں"۔

نیز فرمایا: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَوٰةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البینة:۵]

"حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ بندگی کو اللہ کیلئے خالص کر کے یکسو ہو کر اس کی عبادت کریں اور وہ نماز کو قائم کریں اور زکوۃ دیں، اور یہی سیدھی راہ ہے"۔

اس بارے میں اور بھی بہت سی آیات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ لہٰذا ہر مومن جو آخرت میں نجات کا طلبگار رہے اُسے چاہیے کہ اپنے تمام اعمال صالحہ میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے۔

(۱۸)......اپنے تمام اعمال میں سے ریا کاری کا عنصر نکال دینا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ منافقین کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللهَ إِلَّا قَلِيْلًا﴾. [النسآء: ١٤٢]

''لوگوں کو دکھانے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اللہ کو بس تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں''

اور فرمایا: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ [الماعون /٤-٥-٦-٧-]

''چنانچہ تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔ اور (لوگوں) کو استعمال کی معمولی چیز بھی دینے سے انکار کرتے ہیں''۔

نیز نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ أَشْرَكَ''.

[احمد: ١٣٦/٤، مشكوٰة: ٣٥٥/٢]

''جس نے دکھلاوے کی نماز پڑھی، یقیناً اُس نے شرک کیا، جس نے دکھلاوے کیلئے روزہ رکھا، تحقیق اُسنے شرک کیا، اور جس نے دکھلاوے کی خاطر صدقہ دیا، تو بے شک اُس نے بھی شرک کیا''۔

ریاکار کو یا منافق کہا گیا یا پھر مشرک۔ اور نفاق و شرک دونوں ہی ایمان کے منافی ہیں۔ لہٰذا ہر مومن کو چاہیے کہ وہ ریاکاری اور اس کے اسباب سے بچنے کی کوشش کرے، اور اپنے نیک اعمال کو حتی الامکان چھپائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی، لوگوں سے مخفی اور لوگوں سے بے پرواہ بندے سے محبت کرتا ہے۔

(۱۹)......ہر قسم کے نفاق کو ترک کردینا، خواہ عملی نفاق ہو یا اعتقادی، جبکہ مومن تو ہمیشہ نفاق کا خطرہ محسوس کرتا ہے

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: '' آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، زَادَ مُسْلِمٌ: وَإِنْ صَامَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ... اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. وَفِیْ رِوَایَةٍ : وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" [متفق علیه]

"منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ مسلم میں یہ الفاظ زائد ہیں: اگر چہ وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور خود کو مسلمان سمجھے۔: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اُسکی خلاف ورزی کرے، اُسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، اور ایک روایت میں آتا ہے: اور جب جھگڑا ہو تو گالیاں بکے"

صحابہ کرام ہمیشہ اپنے نفسوں پر نفاق کا خطرہ محسوس کرتے تھے۔

○ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا خَافَهٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا اَمِنَهٗ اِلَّا مُنَافِقٌ".. "نفاق کا خطرہ وہی محسوس کرتا ہے جو مومن ہو، اور اس سے وہی بے خوف ہوتا ہے جو منافق ہو"۔ [بخاری]

(۲۰)....... ہمیشہ توبہ واستغفار کرتے رہنا۔ کیونکہ توبہ بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ اللہ تعالیٰ سچے مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْآمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ [التوبة: ۱۱۲]

"وہ (مومن) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے"

نیز فرمایا: ﴿ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ﴾" [التوبة:۱۱۷]

"یقیناً اللہ نے نبی اور مہاجرین وانصار پر توجہ فرمائی وہ جنہوں نے تنگی کی گھڑی میں آپکی پیروی کی"

صرف گناہوں پر ہی توبہ نہیں ہوتی۔ یوں بھی انسان کو توبہ کرتے رہنا چاہیئے۔ مذکورہ آیت میں مذکور توبہ کسی گناہ پر ہرگز نہیں تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں آتا ہے:

[يَاأَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللهِ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ] [مسلم]

''اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو، بے شک میں بھی روزانہ سومرتبہ توبہ کرتا ہوں''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ [التحريم: ٨]

''اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور خالص توبہ کرو''

(۲۱)......اپنے دل میں اللہ عزوجل کا ایسا خوف رکھنا جس کا اثر ظاہر و باطن پر عیاں ہوجائے۔ کیونکہ جو خوف نہ دل پر اثر کرے اور نہ ہی ظاہری اعمال میں نمایاں ہو، اسکا وجود اور عدم برابر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾.

[آل عمران : ١٧٥]

''پس تم ان سے نہ ڈرو اور صرف مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو''

اور فرمایا: ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ ﴾[المآئدة: ٤٤]

''چنانچہ تم لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو''

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴾

[الملك: ١٢]

''بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں، ان کیلئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے''

لہٰذا ہر مؤمن کو چاہیے کہ اپنے دل کو ہمیشہ خوف الٰہی سے آباد رکھے، اپنے گناہوں سے خطرہ محسوس کرے، اللہ تعالیٰ کی ہیبت وجلال کا احساس ہر وقت اُس پر طاری رہے۔ جو لوگ اپنی حالت پر مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے ایمان پر خطرہ محسوس نہیں کرتے وہی درحقیقت خسارہ پانے والے لوگ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲)......اپنی تمام تر امیدیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کیساتھ جوڑ لے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾ [البقرة:۲۱۸]

''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے''

حدیث میں آتا ہے:

''لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنِطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ'' [متفق عليه]

''اگر مؤمن کو اُن سزاؤں کا علم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہیں تو کوئی بھی اُسکی جنت کی طمع نہ رکھے، اور اگر کافر کو اُن رحمتوں کا علم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہیں تو اُسکی جنت سے کوئی بھی نا اُمید نہ ہو''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [الأعراف: ۱۵۶]

''اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے''

اور فرمایا: ﴿إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ﴾ [النجم: ۳۲]

''بے شک آپکا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے''۔

لہٰذا ہر مؤمن کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی امید رکھے، اسکی رضا و ثواب چاہے اور اس مقصد کیلیئے اعمال صالحہ بجالائے۔ یہی امید کی حقیقت ہے۔ اس طرح دنیا و آخرت میں آسانیوں کا طلبگار رہو اور اللہ تعالیٰ سے یہ فریاد کرے: اے اللہ! تو اس کمزور و مسکین بندے کو عذاب دینے سے غنی و بے نیاز ہے اور اسے عذاب دینے کی تجھے کیا حاجت؟ اسی خوف، امید اور محبت کے ذریعے ہی عبادات اور ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾

[يوسف: ۸۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک اللہ کی رحمت سے تو کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں"

اورفرمایا:﴿ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّوْنَ﴾ [الحجر: ٥٦]

"ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اور اپنے رب کی رحمت سے تو گمراہ لوگ ہی نا اُمید ہوتے ہیں۔

(۲۳)....... ہر وقت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ظاہر و باطن، دنیوی و اُخروی نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ "

[البقرة: ١٥٢]

"چنانچہ تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کرونگا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو"

اللہ تعالیٰ نے بارہا ہمیں شکر کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ [ابراهيم: ٧]

"اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں مزید دوں گا اور اگر تم کفر کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب بہت شدید ہے"۔

اور آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "لَا يَشْكُرِ اللهَ مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ".

[احمد، ابو داؤد، ترمذی]

"جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا"

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: "عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ "

[صحيح مسلم]

"مؤمن کا عجیب معاملہ ہے کہ اُسکے تمام امور میں بھلائی ہوتی ہے، اگر اُسے کوئی خوشی پہنچے تو شکر کرتا ہے اور یہ اُس کیلئے بہتر ہے، اور اگر اُسے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ اُس کیلئے بہتر ہے"۔

شکر آدھا ایمان ہے جیسا کہ صبر نصف ایمان ہے۔ صبر و شکر سے مل کر ہی ایمان بنتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۴)......عہد کی پاسداری کرنا۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ" [الرعد: ۲۰]

"وہ جو لوگ اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پختہ وعدہ نہیں توڑتے"

اور فرمایا: ﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾. [الاسراء: ۳۴]

"اور تم عہد پورا کرو بے شک عہد کی بابت سوال ہوگا"

نیز فرمایا: ﴿ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴾

[الانسان:۷]

"وہ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی آفت (ہر طرف) پھیلی ہوگی"

منافقین کی صفات بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ"

"اور جب عہد کرے تو اُسے توڑ ڈالتا ہے"

جب کہ مؤمن بندہ اپنے تمام عہد اور وعدے پورے کرتا ہے، خواہ اللہ کیساتھ ہوں یا بندوں کیساتھ۔ مؤمن تو وفا کا خوگر ہوتا ہے اور جفا سے بہت دور۔

(۲۵)......تمام معاملات میں صبر وثبات کا مظاہرہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

[الزمر: ۱۰]

"بلاشبہ صبر کرنے والوں کو پورا اجر بے حساب دیا جائے گا"۔

حدیث میں آتا ہے: "اَلصَّبْرُ ضِيَاءٌ" [مسلم]

"صبر روشنی ہے"

چنانچہ مؤمن اللہ کے حکم پر صبر کرتا ہے، مخلوق کی ایذا رسانی پر بھی صبر کرتا ہے اور کسی حال میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲٦)......قضاء پر راضی رہنا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے متعلق جو بھی فیصلہ کرے۔خواہ بیماری میں مبتلا کرے، اولاد کی موت کے ذریعے آزمائے، یا فقر سے دوچار کرے۔مؤمن کسی حال میں اللہ پر ناراض نہیں ہوتا، بلکہ کہتا ہے کہ شاید اسی میں میرے لئے خیر ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ﴾ (التغابن/ ۱۱)۔

"اور جو اللہ پر ایمان لے آئے، تو اللہ اُسکے دل کو ہدایت دے دیتا ہے"

اسکی تفسیر میں ایک سے زیادہ مفسرین فرماتے ہیں: اسکا معنٰی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فیصلوں پر راضی ہونے والا بنا دیتا ہے۔

حدیث میں ایک دعا منقول ہے:"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَاَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ"

"اے اللہ! میں تجھ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو فنا نہ ہو، اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو، اور میں تجھ سے قضا کے بعد رضا کا طلبگار ہوں"۔

(احمد:۴/۲٦۴، نسائی (۱۲۳۷)، مشکوٰۃ:۱/۲۳۰)

(۲۷)...... تمام دینی و دنیاوی امور میں اللہ عزوجل پر توکل کرنا اور یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان کا مالک ہے، رزق کی کنجیاں اُسی کے ہاتھ میں ہیں اور پوری کائنات پر اُسی کا کنٹرول ہے۔

توکل کا معنٰی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حسنِ تدبیر اور رحمت وکرم پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے تمام امور اُسے سونپ دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر توکل کا حکم دیا ہے۔چنانچہ فرمایا:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۲۲]

"اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے"۔

اور فرمایا: ﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ [المائدة : ۲۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر تم مومن ہو تو تمہیں اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے''

اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ﴾ [الطلاق: ۳]

''اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کیلئے کافی ہے''۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا''۔

''اگر تم اللہ پر یوں توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو تم پرندوں کی طرح رزق سے نوازے جاؤ، جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں''۔

ایک صحیح حدیث میں اُن ستر ہزار افراد کی یہ صفت بتلائی گئی ہے جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے: ''هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ'' [مسلم: ۱/۱۱۷]

''یہ وہ لوگ ہیں جو بدشگونی نہیں کرتے، داغ نہیں لگواتے، دم کا مطالبہ نہیں کرتے، اور اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں''

(۲۸)......اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کیساتھ مہربانی کا معاملہ کرنا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ'' [ابوداؤد]

''رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے، تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا''۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ] [مسلم: ۲/۳۸۵]

''تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: ایسا حکمران جو انصاف کرتا ہو، صدقہ دیتا ہو اور اُسے بھلائی کی توفیق دی گئی ہو، اور ایسا مہربان آدمی جو ہر قرابت دار کیلئے نرم دل ہو، اور اہل وعیال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے والا ایسا باحیا مسلمان جو دست سوال دراز کرنے سے کتراتا ہے"

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رحمت تو بدبخت آدمی کے سوا کسی سے سلب نہیں کی جاتی ۔ لہٰذا ایک مؤمن انسان تو اللہ کے بندوں اور اُسکی مخلوق پر مہربان ہوتا ہے۔

(۲۹)......اللہ تعالیٰ اور لوگوں کیساتھ تواضع اختیار کرنا۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو بندہ اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بلند کردیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو، یہانتک کہ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے، اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر جتلائے ۔(اسے ابوداود رحمہ اللہ نے ۱۲۵/۴ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

لہٰذا ایک مؤمن بندہ نہ تو اللہ کیساتھ تکبر کا معاملہ کرتا ہے اور نہ ہی اللہ کے بندوں کیساتھ۔ بلکہ وہ خود کو حقیر جانتا ہے اور اسی وجہ سے اگر اُسکے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو درگذر کرتا ہے، اُسکی بات نہ مانی جائے تو طیش میں نہیں آتا، اور نہ ہی خود پسندی کا شکار ہوتا ہے۔

(۳۰)......بڑوں کی توقیر کرنا

(۳۱)......چھوٹوں پر شفقت کرنا

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: [لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا]

[ترمذی، مشکوٰۃ : ٤٢٣/٢]

"جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں"۔

(۳۲)......تکبر اور خود پسندی سے اجتناب کرنا۔

تکبر کی تعریف خود نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے:

"اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ"

حق کو جھٹلا دینا اور لوگوں کو حقیر جاننا تکبر ہے" (مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ] [مسلم: ۶۵/۱]

''ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو''

ایک حدیث میں آتا ہے:

''تین چیزیں نجات دینے والی اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں: نجات دینے والی چیزیں جلوت وخلوت میں تقویٰ اختیار کرنا، ناراضگی اور رضامندی میں حق بات کرنا، اور تنگدستی وخوشحالی میں میانہ روی اختیار کرنا ہیں۔ اور ہلاک کرنے والی چیزیں ایسی خواہش جس کی پیروی کی جائے، ایسی لالچ جس کے پیچھے چلا جائے اور خود پسندی ہیں۔ اور یہ (خود پسندی) شدید تر ہے'' (شعب الایمان للبیهقی، مشکوٰة: ۴۳۴/۲)

لہٰذا مؤمن نہ تکبر کرتا ہے، نہ حق کی مخالفت کرتا ہے اور نہ ہی خود پسندی کا شکار ہوتا ہے۔

(۴۳)...... حسد اور کینے سے باز رہنا۔

مؤمن کو اپنے بھائیوں کے پاس موجود نعمتوں پر خوش ہونا چاہیئے اور اُنکے زوال کی تمنا کرنے کے بجائے اُنہیں برکت کی دعا دینی چاہیئے۔ اور حسد تو قرآنی نص کے مطابق یہود کی بیماری ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے: ''لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا'' [متفق علیه]

''ایک دوسرے سے بغض مت رکھو، حسد مت کرو، ایک دوسرے کی طرف پیٹھ مت پھیرو، اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ''۔

حسد تو ایسا مرض ہے جو ایمان کو بگاڑ دیتا ہے اور ایسا اخلاق ہے جو ایمان کی ضد ہے۔

(۴۴) دنیاوی اور ایسے معاملات میں جن کا تعلق نفس کے ساتھ ہے، ان میں غصہ نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ﴾ [آل عمران: ۱۳۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے"

اور آپ ﷺ نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے بار بار یہ بات دہرائی کہ "غصہ مت کرو" [بخاری]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے مسند کے حوالے سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ "غصہ تمام برائیوں کو جمع کرنے والی چیز ہے"

لہٰذا ایک مؤمن کبھی اپنے نفس کی خاطر غصہ نہیں کرتا اور نہ ہی دنیا کے کسی نقصان پر غصہ کرتا ہے، اور غصہ آ جائے تو اُسے دبا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ [الشوریٰ:۳۷]

"اور جب غصہ آ جائے تو وہ معاف کرتے ہیں"

البتہ جب اللہ تعالیٰ کی حدود پامال کی جائیں تو اُس موقع پر غصہ کرنا تو کمال ایمان کی دلیل ہے۔

(۳۵)......اپنی زبان سے کلمہ توحید ادا کرنا۔ یعنی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہنا۔ یہ ایمان کا رکن ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" [متفق علیه]

"ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، جن میں افضل ترین "لا الٰہ الا اللّٰہ" کہنا، اور ادنیٰ ترین ایمان راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک عظیم شاخ ہے"

لہٰذا مؤمن کے دل کا قرار یہی پاکیزہ کلمہ ہے جسے وہ دہراتا رہتا ہے اور اسے پڑھ کر حلاوت و شیرینی اور نور و سرور محسوس کرتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے: "جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ، قَالُوْا: وَكَيْفَ نُجَدِّدُ اِيْمَانَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: بِكَثْرَةِ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کس طرح اپنے ایمان کی تجدید کریں؟ فرمایا: کثرت کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہا کرو۔ (مسند احمد، امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسکے راوی ثقہ ہیں۔ دیکھئے: مجمع الزوائد: ۸۲/۱، اور امام منذری رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: الترغیب: ۷۵/۳، البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

(۳۶)......قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ﴾ [فاطر: ۲۹]

"بلاشبہ جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز تباہ نہیں ہوگی"

اور فرمایا: ﴿ اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ رَبِّكَ ﴾ [العنكبوت: ٤٥]

"اے (نبی!) اس کتاب کی تلاوت کیجئے جو آپ کی طرف وحی کی گئی"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ﴾

"(سچے) مومن تو صرف وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو انکے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اسکی آیتوں کی تلاوت کی جائے تو وہ انکا ایمان بڑھا دیتی ہیں"

قرآن مجید کی تلاوت کرنا نا صرف خود ایمان کی عظیم ترین شاخ ہے بلکہ قرآن مجید تو ایمان کی دوسری شاخوں کی طرف رہنمائی بھی کرتا ہے اور اسکی تلاوت اور درس وتدریس سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ لہٰذا مومن قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے، اس پر تدبر اور غور وفکر کرتا ہے، اسکے احکامات کی تعمیل کرتا ہے، اس پر پختہ ایمان لاتا ہے اور اسے پیٹھ پیچھے نہیں پھینکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید ایمان کی مضبوطی کا اہم ترین سبب ہے اگر آپ چاہیں تو اسکی حفاظت کریں اور چاہیں تو اسے ضائع کردیں۔

(۳۷)......علم سیکھنا

(۳۸)......اور علم سکھانا

علم اور ایمان دونوں ہی نور ہیں اور ایک دوسرے کیساتھ لازم وملزوم۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ"

"بس اللہ سے اسکے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں" [فاطر: ۲۸]

اور فرمایا: "﴿ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

[الزمر: ۹]

"کہہ دیجئے! کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں"۔

نیز فرمایا: ﴿ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

[المجادلة: ١١]

"تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا ہے، اللہ انکے درجات بلند کریگا"

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ"

[متفق علیه]

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے:

"مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ"

"جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چلے، اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنت کی راہ آسان کردیتا ہے"

○ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ : حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ"

"دو خصلتیں کسی منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں: ظاہری ہیئت ورویے کی خوبصورتی اور نہ ہی دین کی سمجھ بوجھ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اسے ترمذی نے حسن سند کیساتھ روایت کیا (۲/۱۱۴)، دیکھئے: مشکوٰۃ:۱/۳۴)

○ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایسی عبادت میں کوئی خیر نہیں جو فقاہت سے خالی ہو، اور ایسی فقاہت میں کوئی خیر نہیں جو فہم سے عاری ہو، اور ایسی قرأت میں بھی کوئی خیر نہیں جس میں تدبر نہ ہو''

[مفتاح دارالسعادة]

مؤمن کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا، بلکہ ہر وقت حصول علم کی تگ ودو میں لگا رہتا ہے، تمام علوم کو سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے دین میں بصیرت کا طلبگار رہتا ہے، اور حتی الامکان علم کی نشر واشاعت بھی کرتا ہے۔

اور جو شخص حصول علم کی کوئی رغبت ہی نہیں رکھتا وہ مؤمنین میں سے نہیں۔ کیونکہ مؤمن کے دل میں تو اللہ تعالیٰ کی اس قدر محبت ہوتی ہے کہ وہ رضاء الٰہی کے حصول کی راہیں تلاش کرتا ہے اور یہ راہیں کتاب وسنت سے مستفاد علم نافع ہی بتلاتا ہے۔ لہٰذا مؤمن ہمیشہ اپنے دین کے حوالے سے سوال کرتا رہتا ہے اور جو لوگ اپنے دین سے تغافل برتتے ہیں وہ خسارہ پانے والے لوگ ہیں۔

(۳۹)......دُعا کرنا

مؤمن اپنی دنیوی واخروی تمام ضروریات کے لئے اپنے رب سے دعا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾ [المومن:٦٠]

''اور تمہارے رب نے کہا ہے: تم مجھے پکارو، میں تمہاری (دعائیں) قبول کروں گا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے''۔

اور فرمایا: ﴿ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ﴾. [النساء:٣٢]

''اور تم اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ". "جو اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اُس پر ناراض ہوتا ہے"
(امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن سند کیساتھ روایت کیا ہے۔۱۲۸/۳)

لہٰذا مؤمن اپنی زبان اور دل کیساتھ صرف اللہ کو پکارتا ہے، مشکلات اور پریشانیوں میں اُسی سے لَو لگاتا ہے، اور اپنے رب سے تضرع، عاجزی اور خوف و امید کیساتھ دعا مانگتا ہے اور دعا میں بھی نبی کریم ﷺ کی اقتدا کرتا ہے کیونکہ دعا بذات خود ایک عظیم عبادت ہے۔ اور دعا ایسی چیز ہے جو ایمان مضبوط کرتی اور دلوں کو متحرک کرتی ہے، نیز اسکے ذریعے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔ ہم انتہائی تضرع کیساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت کرنے والوں میں شامل فرمالے۔ آمین۔

(۴۰)......اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھنا۔

اللہ تعالیٰ نے مخلص اہل ایمان کا تذکرہ کرتے ہوئے انکی صفات میں ذکر الٰہی کی کثرت کو بھی شمار کیا ہے اور اُن سے جنت اور مغفرت کا وعدہ بھی فرمایا ہے: ﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ۳۵]

"اور اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے"۔

نیز فرمایا: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

[البقرة:۱۵۲]

"چنانچہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا اور تم میرا شکر و کرو اور میری نافرمانی نہ کرو"

ایک اور مقام پر فرمایا: "وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ" [العنكبوت: ٤٥]

"اور بلاشبہ اللہ کا ذکر تو سب سے بڑی چیز ہے"

اور منافقین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [النسآء: ۱٤۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ اللہ کو بس تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں''

ذکر ہی تمام عبادات کا مرکزی نکتہ ہے، کیونکہ جہاد، حج، نماز اور باقی تمام عبادات ذکر الٰہی کے قیام کیلئے ہی ہوتی ہیں۔ مختلف مواقع پر پڑھی جانے والی دعائیں بھی ذکر میں شامل ہیں، جیسے مسجد میں داخل ہونے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا وغیرہ۔

ذکر کے بہت سے فوائد ہیں، تقریباً سو فائدے تو امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الوابل الصیب'' میں جمع فرمائے ہیں۔

یہ بات بھی جان رکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس ذکر کا حکم دیا ہے وہ شرعی ذکر ہے جو انسان کے دل میں خشیت الٰہی پیدا کرے، معرفت کے جوت جگائے، سچی محبت کا باعث بنے، اور بندے پر علوم نافعہ کے دروازے کھول دے۔

وہ ذکر جو دھیمی آواز کیساتھ، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اسکی تعظیم اور ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا جائے، زبان کیساتھ دل بھی اسکی گواہی دے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہو۔ اور ایسا ذکر جو لوگوں کو دکھانے کیلئے بلند آواز کیساتھ کیا جائے، یا جس کا مقصود صرف یہی ہو کہ جلدی جلدی گنتی پوری کی جائے، اسے ذکر سے تھکاوٹ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اسی طرح فقط، اللہ، اللہ، اور ''ھُوْ ھُوْ'' کا ورد کرنا بھی بدعت ہے لہٰذا ایسے اذکار میں خود کو مت تھکایئے۔

(۴۱)........لغویات سے اجتناب۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴾ [المومنون: ۳]

''اور وہ لغو باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں''

نیز فرمایا: ﴿ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴾ [الفرقان: ۷۲]

''اور جب کسی لغو اور بیہودہ کام سے انکا گزر ہو تو وہ عزت و وقار سے گزر جاتے ہیں''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ].

[مسلم : ۱/ ۵۰]

"جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کرے، یا پھر خاموش رہے"

ہر وہ کام لغو ہے جو نہ دنیا میں کوئی فائدہ دے اور نہ ہی آخرت کے لئے مفید ہو۔

مؤمن اپنی زبان کو ہر لغوبات سے بچاتا ہے، کیونکہ فضولیات بکنے سے ایمان اور عبادات کا نور زائل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو خیر کے تمام ابواب کی تعلیم دی تو فرمایا: "کیا میں تمہیں ان تمام چیزوں کو قائم رکھنے والی چیز کی خبر نہ دوں؟ اُنہوں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسے روک کر رکھو۔

(اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے صحیح سند کیساتھ روایت کیا)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زبان کی حفاظت گویا تمام دین کی حفاظت ہے۔ اور بھی کئی احادیث ہیں جن میں لغو باتوں کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں، اسی لیے ایک مؤمن بندہ اپنے آپ کو ہر ممکن طریقے سے ان لغویات سے بچانے اور ان سے دور بھاگنے پر مجبور پاتا ہے۔

(۴۲)..... تمام نجاستوں اور میل کچیل سے ظاہری و باطنی طہارت اختیار کرنا۔ مؤمن دل کے اعتبار سے بھی پاکیزہ ہوتا ہے اور کپڑے و بدن کے لحاظ سے بھی صفائی کا خیال رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ" [المدثر: ٤]

"اور اپنے کپڑے پاک رکھیئے"

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے، صاف ستھرا ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا اپنے برتنوں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت سے بچو"

(اسے ترمذی رحمہ اللہ نے حسن سند کیساتھ روایت کیا ہے، اگرچہ بعض نے اس میں کلام کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دیکھئے: مشکوٰۃ:۲/۲۷۵)

اللہ تعالیٰ سچے مؤمنین کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴾ [التوبة: ۱۰۸]

''اس میں ایسے لوگ ہیں جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوں اور اللہ پاک رہنے والوں کی پسند کرتا ہے''

مؤمن اپنے اللہ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہمیشہ پاک صاف رہتا ہے۔

(۴۳)........اپنی شرمگاہ کو چھپانا

مرد کا ستر گھٹنے سے ناف تک ہے اور عورت کا پورا بدن ہی ستر کے لائق ہے سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے۔

www.KitaboSunnat.com

مؤمن کثرت حیا کی وجہ سے اپنی شرمگاہ کو کبھی ظاہر نہیں کرتا سوائے اُس جگہ کے جہاں ظاہر کرنا جائز ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ ﴾ [النور: ۱۰]

''(اے نبی) آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کیلئے بہت پاکیزہ (عمل) ہے''

حدیث میں آتا ہے: ''اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو سوائے اپنی بیوی اور لونڈی کے۔ صحابی فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کوئی آدمی اکیلا ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے حیا کی جائے۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

جو حیا باختہ لوگ اپنی شرمگاہوں کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں وہ اُس ایمان سے محروم ہیں جو انسان کو حیا کا درس دیتا ہے۔

(۴۴)........فرض نماز کی پابندی کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایمان کی عظیم ترین شاخ ہے، اللہ تعالیٰ اور اُسکی توحید کے اقرار کے بعد سب سے پہلے یہی فریضہ ہم سب پر عائد ہوتا ہے اور جان بوجھ کر اسے ترک کرنے والا مؤمن نہیں ہوسکتا اگرچہ ایمان کا دعوی کرے، بلکہ راجح قول کے مطابق وہ کافر ہے۔ اسکے تفصیلی دلائل: "فتاوی الدین الخالص" میں بیان کر چکے ہیں۔

نماز کے ذریعے انسان کا تعلق رب رحمٰن کیساتھ استوار ہوتا ہے، وحشت دور ہوتی ہے، نماز برائی سے روکتی ہے، اسکے ان گنت فوائد ہیں جن سے ہر مؤمن مسلمان واقف ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ "نماز نور ہے"

(۴۵)........نفل نماز پڑھنا

ایک مؤمن جس طرح فرض نمازوں کی پابندی کرتا ہے اسی طرح وہ نوافل کو بھی فراموش نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے کامل مؤمنین کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴾ [الفرقان: ٦٤]

"اور وہ جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں"

اور فرمایا: ﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ [السجدة: ١٦]

"انکے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں"

اور فرمایا: ﴿ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴾ [الذاريات: ١٧]

"وہ رات کو بہت ہی تھوڑا سوتے تھے"

رات کی نماز ایمان کی عظیم ترین خصلت ہے۔ اور نوافل کی اتنی اہمیت ہے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے بعد خشوع وخضوع سے دو رکعت نماز پڑھنے پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(دیکھیے: صحیح مسلم: ۱/۱۱۹)

لہٰذا ایک مومن کو نوافل سے تغافل نہیں برتنا چاہیے۔

(۴۶)........زکوٰۃ کی ادائیگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی اسلام کی بنیادوں میں سے ہے اور نماز کی بہن ہے، اور اس سے نفوس کا تزکیہ بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

(۴۷)........نفلی صدقہ خیرات کرنا

خرچ کرنا ہر مخلص مؤمن کی صفت ہے، یہ صرف دولتمندوں کا کام نہیں جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ ہر مؤمن تنگدستی و خوشحالی میں خرچ کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں کئی مقامات پر اسکا تذکرہ فرمایا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ ﴾ [آل عمران: ۱۳۳۔۱۳۴]

''وہ جنت پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ وہ لوگ جو خوشی اور سختی کے موقع پر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں''

نیز فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ ﴾ [البقرة: ۱٦۷]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم کماتے ہو''

مؤمن کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ...الآية ﴾. [البقرة: ۱۷۷]

''بلکہ نیکی تو اس شخص کی ہے جو اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر (آسمانی) کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال سے محبت کے باوجود اسے رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور گردنیں چھڑانے کیلئے خرچ کرتے ہیں''

مؤمن کبھی بخل نہیں کرتا، بلکہ اپنے مال کو کتاب وسنت میں مذکور شرائط کے مطابق اللہ کی رضاجوئی کیلئے خرچ کرتا رہتا ہے، اور اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجر کی امید رکھتا ہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے۔

(۴۸)........غلاموں کو آزاد کرنا۔

اسکی دو صورتیں ہیں: غلام کو آزاد کر دینا: اور اُسکا قرض ادا کر دینا۔
یہ بھی مؤمنین کی صفت ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت میں اسکا تذکرہ ہو چکا۔

(۴۹)........سخاوت

(۵۰)........مہمان کا اکرام

نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا: سب سے بہتر اسلام کیا ہے؟ فرمایا:
"تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ"
"سب سے بہترین اسلام ہے کہ تم دوسروں کو کھانا کھلاؤ اور جاننے والے اور انجان سب کو سلام کرو" (صحيح البخاری مع الفتح: ۴۷/۱)
ایک اور حدیث میں آتا ہے: [مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ]
"جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے" (مسلم : ۵۰/۱)
لہٰذا ایک مؤمن سخی ہوتا ہے اور بڑی رغبت و چاہت سے مہمان کی تواضع کرتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے، مہمانوں کی آمد پر ناک نہیں چڑھاتا اور نہ ہی تین دن تک انہیں ٹھہرانے اور خاطر مدارت کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتا ہے۔

(۵۱)........فرض روزے رکھنا

یہ بھی اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہیں جنکے دلائل کتاب و سنت میں معروف ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾.
"اے ایمان والو! تم پر صوم (روزے رکھنا) اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے، تا کہ تم متقی بن جاؤ" (البقرۃ: ۱۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"

[بخاری مع الفتح:۱/ ۷۷]

"جس شخص نے ایمان کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کرنے کیلئے رمضان کے روزے رکھے، اُسکے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں"۔

(۵۲)........نفلی روزے رکھنا

مؤمن صرف فرض روزوں پر اقتصار نہیں کرتا، بلکہ حتی المقدور نفلی روزے بھی رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ﴾.... "روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں"

یہاں فرضی و نفلی دونوں قسم کے روزے مراد ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جنت کے کئی دروازے ہیں، جو نماز والے ہیں انہیں نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا، جو صدقہ دینے والے ہیں، اُنہیں باب صدقہ سے پکارا جائے گا، اور جو روزے رکھنے والے ہیں اُنہیں "باب ریان" سے بلایا جائے گا۔ (متفق علیہ)

"ریان" کا معنیٰ "خوب سیراب کرنے والا" ہے

(۵۳)........حج کرنا۔

جو کہ تمام اہل استطاعت پر فرض ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ حج کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (مسلم:۱/ ۱۶)

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں: "اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ"

"ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ درمیان والے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، اور حج مبرور کا صلہ جنت کے سوا کچھ نہیں" [متفق علیہ]

ایک حدیث میں آتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ '' [متفق عليه]

''جس نے اللہ کیلئے حج کیا اور اس میں نہ تو کوئی بے ہودہ کام کیا اور نہ گناہ کیا، وہ حج سے اس طرح لوٹتا ہے گویا اُسکی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہو''

حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔لہٰذا مؤمن اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کرے، اپنے رب کے گھر کی زیارت کرے اور حج کے عظیم ثواب سے بہرہ مند ہو۔

جو لوگ مال جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں اور قدرت کے باوجود حج نہیں کرتے وہ یہودیت ونصرانیت کی موت مرتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ۔ سلف صالحین کی تو یہ عادت تھی کہ جن لوگوں کے پاس زادراہ نہ ہوتا انہیں بھی اپنے خرچ پر حج کرواتے۔

(۵۴)......عمرہ کرنا

عمرہ بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ﴾ (البقرة /١٩٦)

اور حدیث میں آتا ہے: ''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، حج و عمرہ کرو، غسل جنابت کرو، وضو کو مکمل کرو، اور رمضان کے روزے رکھو'' سائل نے کہا: اگر میں یہ سب کرلوں تو میں مسلمان ہوں؟ فرمایا: ہاں۔سائل نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں۔

(اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا، الترغیب ۲/ ۱۶۴)، یہ حدیث جبریل ہے)

مؤمن کا حج وعمرہ سیر وتفریح یا دکھلاوے کیلئے نہیں، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور گناہوں کی معافی کے لئے ہوتا ہے۔

(۵۵)......بیت اللہ کا طواف کرنا

بیت اللہ کا طواف ایمان کا حصہ ہے، اور اسکے علاوہ کسی اور گھر کا طواف کرنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾ [الحج: ٢٩]

''اور چاہیے کہ قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف بیت اللہ کی فضیلت میں بہت سی احادیث منقول ہیں، جنہیں آپ الترغیب والترھیب (۱۹۱/۲) میں دیکھ سکتے ہیں۔

لہٰذا کوئی مومن جب مکہ میں ہوتا ہے تو اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتا اور موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کثرت کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسکی توفیق عطا فرمائے۔

(۵۶)......اعتکاف کرنا

اعتکاف بھی ایک عظیم عبادت ہے، نبی کریم ﷺ ہر رمضان المبارک میں اعتکاف کیا کرتے تھے، اسکے بے شمار فوائد ہیں: نبی کریم ﷺ کی اتباع، اللہ تعالیٰ سے تعلق، دل کی یکسوئی اور گناہوں کی معافی ان میں سرفہرست ہیں الحمدللہ یہ سطور بھی خیمہ اعتکاف میں لکھی جارہی ہیں۔ (۲۲ رمضان ۱۴۱۳ھ)

(۵۷)......لیلۃ القدر کو تلاش کرنا

حقیقی محروم وہی ہے جو اس بابرکت رات سے محروم رہا۔ (مسند احمد، نسائی)

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" [بخاری]۔

"جس نے ایمان کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا، اُسکے سابقہ تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، گویا صرف ایک رات کی عبادت چوراسی سال کی عبادت کے برابر ہے۔ لہٰذا ایک مؤمن اس رات کو پانے کا حریص ہوتا ہے تاکہ اس کا عظیم ثواب حاصل کرسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی تمام عمر اس رات کو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۵۸)......اپنے دین وایمان کی بچانے کیلئے فرار اختیار کرنا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ" [بخاری : ۱/ ۱۵]

"قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اُسکی بکریاں ہو جائیں گی جنہیں لیکر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر چلا جائے اور اپنے دین کو فتنوں سے بچائے گا۔"

○ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! نجات کیا ہے؟ فرمایا: " أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ "... "اپنی زبان کو اپنے اوپر روک رکھو، اپنے گھر کو اپنے لئے وسیع سمجھو اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ"۔ (ترمذی: ۲/ ۲۸۷، أحمد: ۴/ ۱۴۸)

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے: "عِبَادَةٌ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ"

"قتل وغارت کے زمانے میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے"

(۵۹)......دار الکفر سے دار الایمان یا دار الامن کی طرف ہجرت کرنا۔

اور گناہوں سے نیکیوں کی طرف ہجرت کرنا۔

حدیث میں آتا ہے: "إِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا"

"بے شک ہجرت سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے"۔ (مشکوۃ: ۱/ ۱۴)

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ مہاجر وہ ہے جو گناہ اور خطائیں چھوڑ دے۔ ایک مؤمن کبھی اپنے گھر، زمین، زراعت اور وطن کو اپنے دین اور آخرت پر ترجیح نہیں دیتا، بلکہ اپنے دین کی حفاظت اور اخروی سعادت کی خاطر سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔

ایک مؤمن کو چاہیے کہ شرک و بدعت اور بے راہ روی کی تمام مجالس سے کنارہ کشی اختیار کر لے یہ بھی ہجرت ہی کا ایک حصہ ہے۔

(۶۰)......نذر پوری کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴾ [الانسان: ۷]

"وہ اپنی نذریں پوری کرتے اور اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی آفت (ہر طرف) پھیلی ہوگی۔

حدیث میں آتا ہے: "جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی، اُسے چاہیے کہ اللہ کی اطاعت کرے، اور جس نے نافرمانی کی نذر مانی، وہ نافرمانی نہ کرے۔ (بخاری)

لہٰذا مؤمن اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی نذر پوری کرتا ہے اور اپنی نذر کو کسی چیز سے مشروط بھی نہیں کرتا۔ مثلاً یہ نہیں کہتا: اے اللہ! اگر تو نے میرے مریض کو شفا دی تو میں فلاں نیکی کرونگا۔ یہ تو بخیل لوگوں کا طریق کار ہے۔ لہٰذا ہمیں غیر مشروط طور پر اللہ کی عبادت اور صدقہ خیرات کرنا چاہیئے۔

(۶۱)......قسم میں احتیاط کرنا

مؤمن اللہ کے سوا کسی کی قسم نہیں اُٹھاتا، کیونکہ حدیث میں آتا ہے: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ"

"جس نے غیر اللہ کے نام کی قسم اُٹھائی اُس نے شرک کیا"

ایک اور حدیث میں آتا ہے: [إِحْلِفُوا بِاللهِ وَبَرُّوا، وَاصْدُقُوا فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُحْلَفَ بِهِ] [صحيح الجامع الصغير: ۱/۱۰۲]

"اللہ کے نام کی قسم اٹھاؤ اور اُسے پورا کرو، اور سچ کہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ بات پسند کرتا ہے کہ اُسکے نام کی قسم اٹھائی جائے"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ". [المائدة: ۸۹]

"اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو"

لہٰذا مؤمن غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھاتا، جھوٹی قسمیں بھی نہیں اُٹھاتا، اور اپنی قسموں کو پورا کرتا ہے۔

(۶۲)......کفارہ ادا کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ قتل کا کفارہ ہو، ظہار کا ہو، یا قسم کا مؤمن کفارہ ادا کرنے میں سستی یا غفلت نہیں برتتا، کیونکہ کفارے کو ادا نہ کرنا منافقین کا شیوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ظہار کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:

﴿ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾ [المجادلة: ٤]

"یہ (حکم) اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ"

گویا کفارہ ادا کرنا بھی ایمان ہے۔

(۶۳)......نکاح کے ذریعے پاک دامنی تلاش کرنا

مؤمن اس لیے نکاح کرتا ہے کہ فواحش و منکرات سے بچ سکے۔

حدیث میں آتا ہے: "ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ: اَلْمُكَاتَبُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ، وَالْمُجَاهِدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"

[ترمذی: ۱/۱۳۰، نسائی: ۲/۶۷۷]

"تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ پر لازم ہے: وہ مکاتب غلام جو اپنی قیمت ادا کرنا چاہتا ہے، وہ نکاح کرنیوالا جو پاکدامنی کا طلبگار رہے، اور مجاہد فی سبیل اللہ"

جب کہ منافق اپنی شہوات کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے اور بدکرداری سے باز نہیں آتا، اگرچہ اُسکی چار بیویاں کیوں نہ ہوں"

(۶۴)......اہل وعیال کے حقوق ادا کرنا اور انکی تربیت کا اہتمام کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو بھلائی کی تعلیم دو۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے: اپنے گھر والوں کو ادب سکھانے کیلئے اپنی لاٹھی اُن سے نہ اٹھاؤ۔ (احمد: ۴/۲۳۸، مشکوٰۃ: ۱/۱۸)

(۶۵)......والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا

حدیث میں آتا ہے: "اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَيْهِ وَإِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شِئْتَ فَضَيِّعْهُ" [مشكوة: ٢/ ٤٢٠]۔

"والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اب چاہو تو اسکی حفاظت کرو اور چاہو تو اُسے ضائع کر دو"

ایک مشہور حدیث میں آتا ہے:

"اُس آدمی کا ناک خاک آلود ہو جو اپنے والدین کو یا اُن میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پالے اور اُنکی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے"۔ (مشکوۃ: ۱/ ۸۶)

ایک اور حدیث میں آتا ہے: اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بھلا اپنے والدین کو بھی کوئی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ہاں! کسی دوسرے کے باپ کو جب گالی دیتا ہے تو وہ اسکے باپ کو گالی دیتا ہے، اور جب وہ کسی دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اسکی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

لہٰذا مؤمن اپنے والدین کی عزت کرتا ہے اور انکی خدمت پر کمر بستہ رہتا ہے، اور انکی نافرمانی سے اجتناب کرتا ہے۔

(٦٦)......صلہ رحمی کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں کئی جگہوں پر صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے، جبکہ قطع رحمی کرنے والوں کا شمار منافقین میں کیا ہے۔

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں ہی اللہ، اور میں ہی رحمٰن ہوں، رحم (رشتہ داری) کو بھی میں نے ہی پیدا کیا ہے، اور میں نے اسے اپنے نام سے مشتق کیا ہے، لہٰذا جو شخص اسے جوڑے گا میں اُسے جوڑ دونگا اور جو اسے توڑے گا میں اُسے توڑ دونگا۔ (ابوداؤد: ۱/ ۳۱۸، مشکوۃ: ۲/ ۴۲۰)

چنانچہ ہر اُس تعلق ورشتے کو جوڑنا ہے جسے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اگرچہ اُسکے عزیز واقارب اُسے توڑنے کی کوشش کریں۔ اور صلہ رحمی میں ایک دوسرے کی زیارت، رشتہ داروں پر خرچ اور انہیں نرمی ومحبت کیساتھ دعوت دینا بھی شامل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٦٧)......آقا کی اطاعت کرنا اور غلام کیساتھ نرمی کرنا

مؤمن اگر آقا ہو تو غلام پر نرمی کرتا ہے اور اگر غلام ہو تو آقا کی اطاعت کرتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ تین قسم کے لوگوں کیلئے دُہرا اجر ہے، اور اُن لوگوں میں آپ ﷺ نے اُس غلام کا تذکرہ بھی کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

(٦٨)......عدل وانصاف کیساتھ فیصلے کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کو واپس کر دو، اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو" [النسآء: ٥٨]

عدل وانصاف کرنے والا حکمران بھی اُن سات خوش نصیبوں میں شامل ہے جنہیں عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔ (كَمَا فِي الْحَدِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلَى صِحَّتِهِ)۔

لہٰذا مؤمن کو جب کوئی ذمہ داری دی جائے تو وہ اس میں عدل وانصاف پر قائم رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اُسکے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے اور اپنی امارت میں شہوات ولذات کے پیچھے نہیں بھاگتا۔

(٦٩)......جماعت کی پیروی کرنا

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے اہل ایمان کی جماعت کی پیروی کرنا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾.

[النسآء: ١١٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور جس شخص کے سامنے واضح شکل میں ہدایت آجائے اور اسکے بعد وہ رسول کی مخالفت کرے، اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ جانا چاہے اور ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے‘‘۔

حدیث میں آتا ہے کہ تین چیزوں پر کسی مسلمان کا دل کبھی کھوٹا نہیں ہوتا: عمل کو اللہ کے لئے خالص کرنا، مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا، اور انکی جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ اُنکی دعائیں پیچھے والوں کو بھی احاطے میں لے لیتی ہیں۔ (مشکوٰۃ:۱/۳۵)

جماعت کی پیروی کا معنی یہ ہے کہ نئے نئے طریقے اور بدعات ایجاد نہ کرے کہ جن پر کوئی نص یا مسلمانوں کا اجماع نہ ہو بلکہ شریعت کے تمام احکامات میں سلف صالحین کی راہ اپنائی جائے۔

(۷۰)......اولی الامر کی اطاعت کرنا

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ [النساء:۵۹]

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اطاعت کرو اللہ کی، اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔ پھر اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے‘‘۔

حدیث میں آتا ہے: جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اُس نے، میری نافرمانی کی۔ (بخاری)

(۷۱)......لوگوں کے درمیان صلح کرانا

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[الأنفال:۱]

"اور آپس میں باہمی اصلاح کرلو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو"

اور فرمایا: ﴿ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ﴾

[الحجرات:۹]

"اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان کے درمیان صلح کرا دو"

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ [النساء: ۱۱٤]

"ان کی اکثر خفیہ سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی مگر جو شخص صدقے یا نیکی یا لوگوں کے درمیان صلح کا حکم دے (تو یہ اچھی بات ہے) اور جو کوئی اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ایسا کرے، تو ہم اسے جلد بہت بڑا اجر عطا کرینگے۔

(۷۲)......امر بالمعروف ونہی عن المنکر

یہ بھی ایمان کی ایک عظیم شاخ ہے، اسے نیکیوں کی ماں بھی کہا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾

[آل عمران: ۱۰٤]

"اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونے چاہیے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُطِيعُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ ﴾. [التوبة: ۷۱]

"مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول کی اطاعت کرتے ہیں"۔

ایک حدیث میں آتا ہے: "لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ" (مشکوٰۃ: ۲/۴۲۲)

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، بڑوں کا احترام نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے"

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا کبھی ہاتھ سے ہوتا ہے، کبھی زبان یا قلم سے، اور کبھی دل میں بُرا جاننے سے۔

ایک مؤمن کبھی اس فریضے کو فراموش نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے بے توجہی کا نتیجہ پوری کائنات میں بگاڑ کی صورت میں نکلتا ہے۔

(۷۳)........حدود الٰہی اور جہاد کا قیام

ایسی حکومت کا قیام تمام مسلمانوں پر واجب ہے جو حدود الٰہی کو قائم کرے تاکہ ظلم وفساد اور فواحش ومنکرات کا خاتمہ ہو سکے۔

صرف ایک حد کا قائم کیا جانا چالیس دن کی بارش سے زیادہ خیر وبرکت کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المائدۃ: ٤٤]

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی کافر ہیں"۔

﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [المائدۃ: ٤٥]

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی ظالم ہیں"۔

﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [المائدۃ: ٤٧]

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی نافرمان ہیں"۔

جہاد فی سبیل اللہ بھی اقامت حدود کا ایک ذریعہ ہے، جو انتہائی فضیلت کا حامل ہے، اور ایمان کی عظیم ترین شاخ ہے، جس پر عمل پیرا ہونا واجب ہے، کیونکہ جہاد کے بغیر نہ تو دنیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شر و فساد کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی دین اسلام قائم ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں متعدد مواقع پر اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری، کتاب الایمان میں فرماتے ہیں: "بَابُ الْجِهَادِ مِنَ الْإِيمَانِ" یہ باب ہے اس بات کے بیان میں کہ جہاد ایمان میں سے ہے۔ اور پھر انہوں نے اُسکے تحت حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۷۴)........اللہ کے راستے میں سرحدوں پر مورچہ زن ہونا۔

مُـرَابِـط وہ مجاہد ہے جو مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت اور دشمنان دین کی شکست و ریخت کی خاطر سرحدوں پر مورچہ زن ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے: "رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ أُجْرِيَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ الْفَتَّانَ" [مسلم : ۱۶۱/۲]

"اللہ کے راسے میں ایک دن و رات کا رباط ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے، اور اگر وہ (مربوط) فوت ہو جائے تو اُسکا عمل جاری کر دیا جاتا ہے جو وہ کیا کرتا ہے، اور اسکا رزق بھی جاری ہو جاتا ہے اور وہ قبر کے عذاب سے بھی بچ جاتا ہے"

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

"رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" [مُتفق علیه]

"اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط دنیا و مافیہا سے بہتر ہے"

مسجد میں بیٹھ کر نمازوں کا انتظار کرنا بھی رباط میں داخل ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔

(۷۵)........امانت ادا کرنا

امانت کا لفظ عام ہے جس میں بندوں کی امانتیں بھی شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی امانات بھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾

[النسآء:۵۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کو واپس کر دو"

اور ایک حدیث میں آتا ہے: " آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ" [بخاری]

"منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، اور جب کوئی عہد کرے تو اُسے توڑ دے"

مؤمن تمام امانات کو دیانت داری سے ادا کرتا ہے، خواہ مالی امانت ہو، قول وفعل کی امانت ہو، درس وفتویٰ کی امانت ہو، یا جاہ ونفس کی امانت۔ مؤمن ہر امانت میں خیانت سے اجتناب کرتا ہے۔

(۷۶)........پڑوسی کیساتھ حسن سلوک

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ" [النسآء: ۳۶]

"(نیکی کرو) رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، ساتھ رہنے والے اور مسافر کے ساتھ"

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلا يُؤْذِ جَارَهُ"

[مسلم: ۱/ ۵۰]

"جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے"

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے: "لَيْسَ بِالْمُؤْمِنِ مَنْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ" [احمد: ۱/ ۵۵]

"ایسا شخص مؤمن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے جبکہ اسکا پڑوسی بھوکا ہو"

لہٰذا مؤمن بخیل یا شیخی خور نہیں ہوتا، بلکہ خرچ کرنے والا، متواضع اور حسن سلوک کرنے والا ہوتا ہے۔

(۷۷)........حسن معاملہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال اور اچھے طریقے سے مال کمانا اور جائز و درست طور پر اُسے خرچ کرنا، اور لین دین کے تمام معاملات میں اچھا رویہ اپنانا حسن معاملہ کہلاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَ إِذَا اقْتَضٰى“ [بخاری: ۲۷۸/۱]

ایک اور حدیث میں آتا ہے: ”سچا تاجر انبیاء وصدیقین اور شہداء کیساتھ ہوگا۔ (اسے ترمذی (۲۲۹/۱) نے ضعیف سند کیساتھ روایت کیا ہے)

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

[لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا أَبْلَاهُ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ بِهٖ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اِكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا أَنْفَقَهٗ]

”کسی بندے کے قدم اُس وقت تک اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں گے جب تک اُس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ ہو جائے: اُسکی عمر کے متعلق کہ کہاں گزاری، جوانی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں گزاری، علم کے حوالے سے پوچھا جائے گا کہ اس پر کس حد تک عمل کیا، اور مال کے متعلق باز پرس ہوگی کہ کہاں سے کمایا، اور کن چیزوں میں خرچ کیا“ (اسے ترمذی (۲۸۹/۲) نے صحیح سند سے روایت کیا)

(۷۸)........فضول خرچی سے اجتناب

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا، إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ﴾ [الاسراء: ۲۷]

”اور فضول خرچی سے مال نہ اڑا۔ بے شک فضول خرچ شیاطین کے بھائی ہیں“

اور فرمایا: ﴿وَلَا تُسْرِفُوْا إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ [الاعراف: ۳۱]

”اور بے جانہ اڑاؤ، بیشک وہ بے جا اڑانے والوں کو پسند نہیں کرتا“

اسراف اور بخل دونوں ہی بری صفات ہیں، ایک مؤمن کی صفات نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا"

[الفرقان:٦٧]

"اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تنگی (بخیلی)، اور ان کا خرچ اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔

لہٰذا مؤمن اپنے کھانے، پینے، خرچ کرنے، وضو، غسل، کپڑے اور ہر چیز میں فضول خرچی سے اجتناب کرتا ہے۔

(۷۹)......سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا

حدیث میں آتا ہے: "ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ حقوق کیا ہیں؟ فرمایا: جب تو اس سے ملے تو سلام کر، اور جب وہ تجھے دعوت دے تو قبول کر، جب وہ نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کر، جب اُسے چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اسکا جواب دے، جب وہ بیمار ہو تو اُسکی عیادت کر، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اُسکے جنازے کی پیروی کر"

چنانچہ مؤمن نہ سلام کہنے میں بخیل ہوتا ہے نہ اسکا جواب دینے میں۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے انہیں سمیٹ لیا گویا اُس نے ایمان کو سمیٹ لیا: اپنے نفس کیساتھ انصاف کرنا، سب لوگوں کو سلام کہنا، اور تنگدستی میں خرچ کرنا۔ (صحیح بخاری معلقا مع الفتح: ۶۹/۱)

(۸۰)........چھینک کا جواب دینا

(۸۱)........اور جنازے کی پیروی کرنا۔ اس حوالے سے اوپر حدیث گزر چکی ہے، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے: "بَابُ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ مِنَ الْاِيْمَانِ"۔

"یعنی جنازوں کی پیروی کرنا بھی ایمان میں سے ہے، اور پھر ایک حدیث ذکر فرمائی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا يَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ".

"جس نے ایمان کیساتھ اجر کی امید پر کسی مسلمان کے جنازے کی پیروی کی، اور نماز جنازہ وتدفین تک اُسکے ساتھ رہا، وہ دو قیراط اجر کیساتھ لوٹے گا، جب کہ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے، اور جو نماز جنازہ پڑھ کر تدفین سے پہلے لوٹ آئے، وہ ایک قیراط کے ساتھ لوٹتا ہے"

(۸۲)........لوگوں کو ایذا نہ پہنچانا

"ابرار" یعنی نیک لوگوں کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا"

"اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ایذا پہنچائیں جب کہ انہوں نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو یقیناً ان لوگوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا" [الاحزاب:۵۸]

ایک حدیث میں آتا ہے: "جس نے صحابہ کو تکلیف پہنچائی، اُس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، گویا اُس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی، اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی، قریب ہے کہ اللہ اُسے پکڑ لے" [مشکوٰۃ: ۵۴۴/۲]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اُسکے راستے میں جہاد کرنا۔ پھر میں نے پوچھا: کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور وہ اپنے مالکوں کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو۔ میں نے کہا: اگر میں یہ نہ کرسکوں؟ فرمایا: کسی کام کرنیوالے کی مدد کردو یا کسی بے ہنر آدمی کو کام کردو۔ میں نے کہا: اگر یہ بھی نہ کرسکوں؟ تو فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ کہ یہ بھی صدقہ ہے جو تم اپنی جان پر کرتے ہو۔

[متفق علیہ، مشکوٰۃ: ۲۹۳/۱]

صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ''

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔[دیکھئیے: فتح الباری: ۱/۴۵، مشکوٰۃ: ۱/۱۲]

(۸۳)........لھوولعب سے اجتناب کرنا۔

لھواورلعب میں فرق ہے، کیونکہ لغو کا تعلق زبان سے ہے جب کہ لھو عام ہے، ہروہ چیز جوآپکو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے ذکر سے غافل کردے لھو ہے۔ جیسے گانے، ساز، بیہودہ گوئی وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ [لقمان: ٦]

''اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جولغو باتیں خریدتے ہیں تاکہ وہ علم کے بغیر اللہ کی راہ (دین) سے گمراہ کریں''

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں آتا ہے: ''اُس شخص کیلئے ہلاکت و بربادی ہے جودوسروں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے، اسکے لئے ہلاکت ہے، اُس کیلئے ہلاکت ہے''

[احمد: ٥/٥، ترمذی: ٢/٢٦٨، اسکی سند صحیح ہے]

لہٰذا مؤمن اس قسم کی فضول چیزوں سے اجتناب کرتا ہے، اور سینما، ٹی وی، ریڈیو اور گانے باجے جیسے اخلاق وایمان تباہ کرنے والے لعنتی آلات سے دور رہتا ہے، اپنے وقت کی قدر کرتا ہے، اپنی حرکات وسکنات اور الفاظ وکلمات پر کنٹرول کرتا ہے۔

ایک صحیح حدیث میں آتا ہے: ''کسی شخص کے اچھے اسلام کی علامت ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو ترک کردے۔

(۸۴)........راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایمان کی ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں جن میں افضل ترین ''لا الـه الا اللّٰـه'' کہنا ہے، اور ادنٰی ترین راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹادینا ہے، اور حیا بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کی ایک عظیم شاخ ہے۔یہ شاخ اگر چہ باقی شاخوں کی نسبت چھوٹی ہے لیکن اجر کے اعتبار سے اسکا بھی یہ مقام ہے کہ ایک آدمی اسکے سبب جنت میں داخل ہوسکتا ہے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:"ایک آدمی کسی راستے سے گزر رہا تھا کہ اُس نے ایک درخت کی ٹہنی دیکھی تو کہنے لگا: میں ضرور اسے مسلمانوں کے راستے سے ہٹاؤں گا تا کہ یہ مسلمان کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو، چنانچہ اسی بناء پر وہ جنت میں داخل کردیا گیا"

[متفق علیه، مشکوٰۃ: ۱/۱۶۸]

ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:"میں نے ایک آدمی کو جنت میں گھومتے پھرتے دیکھا کہ اُس نے راستے میں لوگوں کو تکلیف دینے والا ایک درخت کاٹا تھا"۔

[مسلم ، مشکوٰۃ:۱/۱۶۸]

(۸۵)........حیا

یہ ایمان کی عظیم ترین شاخ ہے جو تمام فضائل و مکارم پر ابھارتی اور رذائل و منکرات سے روکتی ہے ، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے سابقہ حدیث میں علیحدہ سے اسکا تذکرہ فرمایا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:"إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"

"جب تم میں حیا باقی نہ رہے تو جو چاہو کرو"

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کتاب الایمان، باب"اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ"" ۱/۶۲"، میں اسے روایت کیا ہے،اور اسکے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ذکر فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے متعلق سمجھا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ حیا تو ایمان میں سے ہے۔

قابل تعریف حیاء وہی ہے جو قبیح کاموں سے روک دے، اور جو حیا انسان کو دینی احکامات پر عمل کرنے سے روک دے، وہ درحقیقت حیا نہیں ضعف وکوتاہی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸۶)........اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

○ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

[بخاري، باب من الايمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ۱/ ۴۸]

مؤمن جس طرح اپنے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیاں اور نجات چاہتا ہے اس طرح دوسروں کیلئے بھی بھلائی و نجات پسند کرتا ہے، حرص و طمع کے بجائے خیر خواہی و ہمدردی اُسکا شیوہ ہوتا ہے کہ دین تو نام ہی خیر خواہی کا ہے۔

(۸۷)........اچھا اخلاق

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس دین پر آپکے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ میں نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ فرمایا: پاکیزہ بات کرنا اور کھانا کھلانا، میں نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ فرمایا: صبر اور سماحت (سخاوت و نرمی)، میں نے عرض کیا: کونسا اسلام سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اُس شخص کا اسلام جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ میں نے دریافت کیا: کونسا ایمان افضل ہے؟ فرمایا: اچھا اخلاق۔ میں نے استفسار کیا: کونسی نماز افضل ہے؟ فرمایا: قنوت کو لمبا کرنا۔ میں نے سوال کیا: کونسی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا: یہ کہ تم اپنے رب کی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دو۔ میں نے کہا: کونسا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: جس مجاہد کا خون بہا دیا جائے اور گھوڑا کاٹ ڈالا جائے۔ میں نے کہا: کونسی گھڑی افضل ہے؟ فرمایا: رات کا آخری پہر''۔ [مسند أحمد: ۵/ ۳۱۹، مشكوٰة: ۱/ ۱۶]

اچھا اخلاق عین ایمان ہے۔ اچھے اخلاق کی تفسیر کرتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں: ایذا رسانی سے اجتناب کرنا، لوگوں پر خرچ کرنا اور مسکراتے چہرے کیساتھ لوگوں سے ملنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش اخلاقی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اچھے اخلاق والے کو جنت میں گھر کی ضمانت دی ہے۔

اچھے اخلاق کے ذریعے ایمان بڑھتا ہے، اور قیامت کے دن بندے کے ترازو میں حسن اخلاق ہی سب سے بھاری چیز ہوگی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی اچھا اخلاق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ ایمان کی شاخیں تھیں جو ہم نے آپ کیلئے ایک جگہ جمع کیں، اب جس میں یہ سب شاخیں پائی گئیں، اُسکا ایمان کامل ہے اور جسقدر یہ شاخیں کم ہونگی، ایمان بھی اس قدر کم ہوتا چلا جائے گا۔ ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنے ایمان کو بڑھانے اور نکھارنے کی کوشش کرے، اچھے اعمال سے ایمان بڑھتا، جبکہ بُرے اعمال سے گھٹتا ہے۔

اللہ نے اپنے اس فرمان میں ہمیں ایمان میں اضافے کا حکم دیا ہے:

”یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا..الآیة“ [النساء: ۱۳۶]

”اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ“

اہل ایمان اگرچہ ان شاخوں سے واقف ہیں لیکن انہیں ایک جگہ جمع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نیکی و بھلائی کے کام میں تعاون ہو اور ہمارا حصہ بھی اس میں شامل ہو جائے، اہل ایمان کو یاددہانی ہوتی رہے کہ یاددہانی تو مؤمنین کو فائدہ دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو لکھنے والے، اسکی نشر و اشاعت کرنے والے اور اسکا مطالعہ کرنے والے پر رحم فرمائے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں فزوں تر ایمان عطا فرمائے اور موت تک اس پر ثابت قدم رکھے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نکتہ:۔ محترم قارئین! ہم نے ایمان کی ستاسی (۸۷) شاخیں شمار کی ہیں، جبکہ مذکورہ حدیث میں ستر سے کچھ زائد، اور ایک حدیث میں ساٹھ سے کچھ زائد شاخوں کا ذکر ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان شاخوں کو قدرے پھیلا دیا ہے ورنہ بعض شاخیں ایک دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں داخل کی جاسکتی ہیں، اور اس لحاظ سے آپ انکی تعداد کو انہتر (۶۹) بھی کر سکتے ہیں اور ستتر (۷۷) بھی۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر اور ملا علی قاری رحمہم اللہ نے اسکا تذکرہ کیا ہے۔

(دیکھئے: فتح الباری:۱/۴۵، مرقاۃ:۱/۷۱)

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

بروز پیر، ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بعد از نماز ظہر

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

۱۳ شوال ۱۴۳۱ھ

بمطابق: 22/09/2010 بروز بدھ

OOOOOOOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین
الفوائد فی تزکیۃ النفوس جلد نمبر ۲

مضمون	شمارہ
خطبہ	۱
۱- پہلا فائدہ: جنت ایک عظیم نعمت ہے	۲
جنت میں داخل کرنے والی صفات	۲
۲- دوسرا فائدہ: علم شرعی ایک عظیم نعمت ہے	۴۴
علم شرعی کی دو اقسام	۴۴
علم کی تین اقسام ہیں	۴۸
ہمارے زمانے میں تین علوم مفقود ہیں	۵۲
سواری میں خشوع کی تعلیم	۵۶
لباس میں خشوع اور تواضع اختیار کرنا	۵۷
بات چیت میں خشوع	۵۹
نماز میں خشوع	۶۱
نظر میں خشوع	۶۲
لوگوں سے ملاقات میں خشوع اور تواضع	۶۳
خشوع کی دو اقسام ہیں: خشوع نفاق اور خشوع ایمان	۶۵
اس علم کے لاتعداد فوائد ہیں	۷۰
علم تدبر قرآن	۷۰
قرآن کریم میں تفکر کی دو انواع ہیں	۷۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳-تیسرا فائدہ :اللہ کی طرف سفر کرنے کی پانچ منازل	۷۵
شبہات	۷۵
۲-شہوات	۷۶
۳-پوشیدہ نفسانی آفات	۷۶
۴-آفات عبادت	۷۷
۵-مقامات شوق میں ترقی	۷۷
۴-فائدہ: منافقین اور ضعیف یقین والوں کے دل میں منافقت کیونکر داخل ہو جاتا ہے؟	۷۹
۵-فائدہ :آخرت کے معاملے میں غم اور فکر لاحق ہونا	۸۲
لذت کی انواع- ۱-دینی نعمتوں پر خوش ہونا	۸۵
۲-دنیاوی نعمتوں پر خوش ہونا	۸۶
حزن کے تین درجے ہیں	۹۰
اہل ارادت کا حزن- ۳-معارضات پر حزن	۹۰
۶-فائدہ:دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟	۱۰۰
۷-فائدہ :دنیا و آخرت کے عذاب سے کیسے بچیں؟ (۶) اسباب	۱۰۵
۸-فائدہ:ایمان کیلئے تباہ کن چیزیں (۱۰)	۱۰۹
۹-فائدہ: بری تقدیر اور برے انجام سے نجات دلانے والے چند امور	۱۱۶
۱۰-فائدہ:نیکیوں کا شوق کیسے پیدا ہو؟	۱۲۰
۱۱-فائدہ:اللہ کی وسیع رحمت اور یہ کن صفات سے حاصل ہوتی ہے؟	۱۲۲
۱۲-فائدہ:لوگوں میں رزق اور اخلاق کی تقسیم	۱۳۳
۱۳-فائدہ:افضل ترین اعمال اور اللہ کے ہاں محبوب ترین اعمال	۱۳۸
۱۴-فائدہ:کم وقت میں زیادہ نیکیاں سمیٹیں	۱۴۷
۱۵-فائدہ:اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نعمتیں اور ان کی شکر کا بیان	۱۵۷
شکر کے سات ارکان ہیں	۱۵۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶- فائدہ: خوش بختی و بدبختی کی علامات	۱۷۴
۱۷- فائدہ: اپنے قیمتی وقت کی قدر کیجئے	۱۸۵
آپ اپنے وقات کی حفاظت کیسے کریں؟	۱۹۶
جھوٹی امیدیں اور نیکیوں کی طرف سبقت	۱۹۸
تعلقات میں کمی	۲۰۱
گمنام اور غیر معروف ہونا	۲۰۳
دنیاوی مصروفیات میں کمی	۲۰۵
گھر یا مسجد میں زیادہ وقت گذارنا	۲۰۶
نینداور کھانے پینے کی کثرت سے پرہیز	۲۰۷
دعوتوں کی کثرت بھی وقت کے ضیاع کا سبب ہے	۲۰۸
اللہ سے دعا کیجئے......تقویٰ اختیار کیجئے	۲۰۹
فجر کے بعد بیٹھنے کے اہم ترین فوائد یہاں درج کیے جاتے ہیں	۲۱۱
وقت کو منظم کرنا اور اسے نیک اعمال پر تقسیم کرنا بھی وقت کی حفاظت میں مدد دیتا ہے	۲۱۴
مندرجہ ذیل کاموں میں آپکا وقت صرف ہونا چاہیئے	۲۱۵
محاسبہ نفس کا طریقہ اور دو اقسام	۲۲۰
۱۸- فائدہ: شیطان انسانوں پر کیوں مسلط کیا گیا ہے؟	۲۲۳
۱۹- فائدہ: عبادت کی لذت پائیے!	۲۲۶
۲۰- فائدہ: حسن اخلاق اور اسکے فضائل	۲۲۸
حسن اخلاق کے ارکان	۲۳۵
حسن اخلاق کا حصول کیونکر ممکن ہے؟	۲۳۹
۲۱- فائدہ: راہ حق لوگوں پر کیوں مخفی رہتی ہے؟	۲۴۵
حق سے روکنے والی چیزیں	۲۴۶
حق کو مشکل اور پیچیدہ سمجھنا	۲۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق کی طلب وتلاش میں کوتاہی	۲۴۹
لوگوں کا خوف	۲۵۱
جاہ ومنصب کی محبت	۲۵۲
۶-تقلید	۲۵۳
۷-خود پسندی کا شکار ہو جانا	۲۵۵
۸-تکبر	۲۵۶
۹-حسد ۱۰-وگروہ بندی، وتنظیم سازی	۲۵۷
۱۱-گناہ	۲۵۸
۱۲-اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعائیں نہ کرنا	۲۵۹
۱۳-حق کی تبلیغ نہ کرنا	۲۵۹
۱۴-فہم کی قلت اور ادراک کا ضعف	۲۶۰
۱۵-ماحول وعادات کی اسیری	۲۶۲
۱۶-حق کی بعض باتیں رد کر دینا اور بعض شرعی امور کو ترک کر دینا وغیرہ وغیرہ	۲۶۳
اہل باطل کے اہم اور بڑے حیلوں کا تذکرہ	۲۸۹
۲۲-فائدہ: بندے کا کمال اور سعادت دو چیزوں میں منحصر ہے	۳۰۷
رحم کا جذبہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟	۳۱۲
۲۳-فائدہ: اللہ کی عظمت وبزرگی کی معرفت	۳۱۶
عرش باری تعالیٰ	۳۱۹
لوح محفوظ	۳۲۲
آسمان وزمین	۳۲۳
آسمانوں کی معرفت	۳۲۸
آسمان وزمین کی درمیانی مسافت	۳۲۹
آسمان وزمین اور پہاڑوں کی اصل کیا ہے؟	۳۲۹

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجاب باری تعالیٰ	۳۳۱
فرشتے	۳۳۳
جبریل علیہ السلام اور جنت کی عظمت	۳۳۵
سورج، چاند اور ستارے	۳۳۷
نو سیارے جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں	۳۳۹
۲۴۔نادر اور عظیم فائدہ: اسم اعظم کی معرفت	۳۴۷
اسم اعظم کا فائدہ کیا ہے؟	۳۵۱
اسم اعظم کا تکرار	۳۵۴
اسم اعظم کی دو اقسام ہیں	۳۵۶
۲۵۔فائدہ: یقین کے بارے میں۔تعریف یقین	۳۶۹
یقین کی تین اقسام ہیں	۳۷۴
یقین کن امور میں مطلوب ہے؟	۳۷۴
یقین کے فضائل وفوائد	۳۷۶
۲۶۔فائدہ: اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اسکی ذات وصفات کا استحضار	۳۷۹
۲۷۔فائدہ: چالیس خصلتیں جن میں ایک پر عمل کرنے سے جنت کا وعدہ ہے وہ کونسی ہے؟	۳۸۶
۲۸۔فائدہ: گناہوں کے برے اثرات	۳۸۹
۲۹۔فائدہ: آپ چار خصلتوں کے بغیر عالم نہیں بن سکتے	۴۱۰
۳۰۔فائدہ: اللہ کی قدر پہچاننا	۴۱۴
۳۱۔فائدہ: قرب الٰہی کی راہیں	۴۱۸
۳۲۔فائدہ: زہد کیا؟ اور کیسے؟	۴۲۵
۳۳۔فائدہ: دنیا کی حقیقت پر چند مثالیں	۴۳۷
۳۴۔فائدہ: اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں	۴۵۷
۳۵۔فائدہ: عجیب وغریب نصیحتیں	۴۵۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶- فائدہ: اللہ تعالیٰ کو پانے کی راہ	۴۶۱
۳۷- فائدہ: ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے یا نہیں؟	۴۶۳
۳۸- فائدہ: علم نافع کا حصول چند باتوں کے ذریعے ممکن ہے	۴۶۷
۳۹- فائدہ: اخلاص کی معرفت اور فضائل	۴۷۰
:اخلاص کا معنیٰ	۴۸۲
ریاکاری کے کئی درجے ہیں	۴۸۴
کن چیزوں میں اخلاص ضروری ہے؟	۴۹۱
اخلاص کے فوائد	۴۹۲
۴۰- فائدہ: مخفی خواہش کی معرفت اور اسکا علاج	۴۹۳
دوسری فصل شہرت اور مدح پسندی کی مذمت	۵۰۷
تیسری فصل سلف صالحین کا شہرت اور مدح پسندی سے دور بھاگنا	۵۱۴
:چوتھی فصل: شہرت پرستی اور مدح پسندی کا علاج	۵۲۴
۴۱- فائدہ: صحیح نیت کے فضائل اور اسکا مفہوم	۵۳۳
نیت کی حقیقت	۵۳۹
نیت کو خالص و صحیح بنانے کے اسباب	۵۴۰
نیتوں میں لوگوں کا تفاوت	۵۴۱
۴۲- فائدہ: انواع التوحید کی اجمالی معرفت (توحید کی پانچ اقسام)	۵۴۷
توحید کے فوائد	۵۵۲
۴۳- فائدہ: ایمان کی شاخیں (۸۷)	۵۵۴
اختتام کتاب	۶۰۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

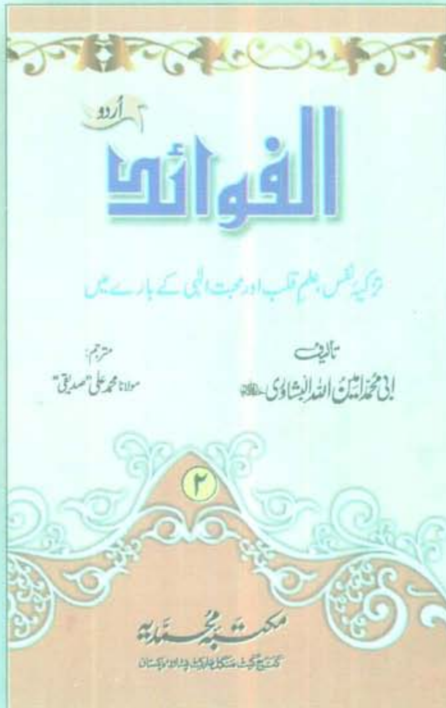

الفوائد

مکتبہ محمدیہ

گنج گیٹ
منگل مارکیٹ
پشاور، پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ